

دشمنان اسلام
علی محاسب
جلد دوم

محقق اسلام حضرت مولانا محمد علی صاحب

مکتبہ روزنامہ سنیہ

بازل سوئٹزرلینڈ

لاہور



بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام
 على خير خلقه وعلية وآله الطيبين الطاهرين
 أجمعين

دشمنانِ ایمان علی محاسبہ جلد دوم

محقق سلام حضرت مولانا محمد علی صاحب

مکتبہ نورانیہ
 لاہور
 بلال علی صاحب

مصنف علام کی مذکورہ کتب کے علاوہ چند اہم کتب درج ذیل ہیں

(۱) دشمنان امیر معاویہؓ کا علمی محاذ پر جلدوں میں	مصنف علام کے فرزند ارجمند
جس میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی	مولانا قاری محمد طیب صاحب (فاضل
فات مبارکہ پر جملہ اعتراضات کے	علوم دینیہ، سبع عشرہ تنظیم المدارس
دندان شکن جوابات (مطبوعہ)	اور فاضل عربی) کی تصانیف
(۲) نور البینین فی ایمان آبائے سید اکرمؐ کی روشنی میں	(۱) ترجمہ اردو ریاض النظرہ ۴۴ مخیم جلدیں زیر طبع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین بچتے	(۲) فن تجوید و قرأت بعدہ کی مشہور کتاب شاہی
مومن و موحد تھے ان پر جملہ اعتراضات	کی شرح اور سلیس اردو میں ترجمہ ۲ جلدیں زیر طبع
کے جوابات (مطبوعہ)	(۳) ترجمہ ریاض النفرہ فی مناقب العشرہ (عبد الطری)
(۳) قانون چہرہ رسولیہ	چار جلدوں میں مجموعہ خصوصی توضیحات۔
جو جملہ ضروری قوانین صرف پر مشتمل ہے	(۴) نماز کے مشکل مسائل پر ایک تحقیقی کتاب
اس کے ساتھ ساتھ قانون چہرہ کیسوالی کا	(مطبوعہ)
ترجمہ اور شرح سلیس اردو میں کیا گیا	(۵) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات پر
ہے۔ (مطبوعہ)	ایک تحقیقی کتاب۔ (زیر طبع)
(۴) شرح کبیر موطا امام محمد (رحمۃ اللہ علیہ)	(۶) عابد نماز جنازہ
جو کہ تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جس میں	عابد نماز جنازہ، قرآن و حدیث
تقریباً فقہ حنات کے ہر مسئلہ کا مفصل	اخبار صحابہ سے ثابت کیا گیا۔ (مطبوعہ)
احادیث آثار صحابہ اور تابعین کے فتووں	(۷) دلائل النبوة مصنفہ حافظ ابو نعیم کا چار جلدوں
درج کیا گیا ہے۔ (زیر طبع)	میں ترجمہ مجموعہ خصوصی توضیحات (زیر طبع)
(۵) القیام عند الفلاح	
بیٹھ کر تکبیر سننے پر مضبوط رسالہ (مطبوعہ)	

الانتساب

میں اپنی اس ناپختہ تالیف کو قدوة السالکین حجتہ الواصلین
پیری و مرشدی حضرت قبلہ خواجہ سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ
اللہ علیہ سرکار کیدیا نوالہ شریف اور نگہدار ناموس اصحاب رسول
محبت اولاد قبول سپر طریقت راہبیر شریعت حضرت قبلہ
پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب زیب سجادہ کیدیا نوالہ شریف
کی ذات گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کے روحانی تصرف
نے ہر گز مقام پر میری مدد فرمائی۔

ان کے طفیل اللہ میری یہ سعی مقبول و مفید اور میرے لیے
ذریعہ نجات بنائے۔ امین :

احقر العباد

محمد علی عفا اللہ عنہ

الإهداء

میں اپنی یہ ناپچیز تالیف زبدۃ العارفین جتھے الکاملین، مہربان
نمائان رحمۃ اللعالمین حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمن صاحب
ساکن مدینہ منورہ، خلف الرشید شیخ العرب والعجم حضرت
قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع
(مدینہ طیبہ) خلیفہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا
خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں
ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں جن کی دُعا سے فقیر نے اس
کتاب کی تحریر کا آغاز کیا۔

ک۔ اگر قبول افتہ زبے عز و شرف

محمد علی عن اللہ عنہ

فہرست مضامین

جلد دوم

دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۵	باب اول	۱
۳۰	محمود شاہ محدث ہزاروی کا مرتب شدہ اشتہار خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے قطعاً متصادم ہے۔	۲
۳۲	بانی بغاوت یزید کے باپ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بحوالہ کارنامے۔	۳
۴۱	محدث ہزاروی کے مذکورہ چوبیس عدد الزامات کے بالترتیب دندان شکن جوابات۔	۴
۴۱	الزام تمہید (۱)۔	۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶	لعون یزید کے باپ بانی بغاوت امیر معاویہؓ نے کائنات کو یزید جیسا بیٹا یا دو کار دیا۔	۴۱
۷	الجواب۔	۴۱
۸	الزام نمبر ۲: بانی بغاوت معاویہؓ کے باپ جدی دشمنِ اسلام ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نو جنگ کیے۔	۴۲
۹	الزام نمبر ۳: معاویہؓ کے باپ نے بدر واحد کا جنگ کیا جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک ٹھہر ہوئے۔	۴۲
۱۰	دونوں الزاموں کا مفصل جواب۔	۴۳
۱۱	حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کا تعارف کتب تاریخ و احادیث سے۔	۴۸
۱۲	تبلیغِ اسلام کے ابتدائی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر اعتماد تھا۔	۵۱
۱۳	ہجرت کے بعد اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تجارت کی۔	۵۲
۱۴	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے جنت کا وعدہ۔	۵۳
۱۵	جنگِ یرموک میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا کردار۔	۵۴
۱۶	ابوسفیان کے بیٹے یزید کو جنگِ یرموک میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے سپہ سالار مقرر کیا تھا۔	۵۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۷	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تپھڑ مارنے والے ابوہریرہ سے ابوسفیان رضی اللہ عنہ بدلہ لے لیا۔	۵۸
۱۸	جنگِ یرموک میں جناب ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے چند ایمان افروز خطابات۔	۶۰
۱۹	لات نامی بت کے ٹکڑے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں کیے گئے۔	۶۵
۲۰	الزام نمبر ۴: یزید کے باپ معاویہؓ کی کلیجہ کھائی ماں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا امیر حمزہؓ کا بعد شہادت کلیجہ چبایا۔	۶۹
۲۱	جواب۔	۶۹
۲۲	ہند بنت عتبہ کے ایمان لانے کا واقعہ	۷۳
۲۳	جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرجا فرمایا تو اس نے اپنے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔	۷۳
۲۴	مذکورہ عبارت سے درج ذیل امور معلوم ہوئے۔	۷۹
۲۵	الزام نمبر ۵: یزید کا باپ معاویہؓ پشتی دشمنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و دشمنِ آل و اصحابِ رسول ہے۔ قرآن و سنت گواہ ہے۔	۸۲
۲۶	جواب۔	۸۲
۲۷	الزام نمبر ۶: یزید کا باپ معاویہؓ جدی دشمنِ دین و ایمان فتح مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ڈر کے مارے مسلمان ہوئے۔	۸۴
۲۸	الزام نمبر ۷: معاویہؓ ابن ابی سفیان اپنے باپ سمیت ان منافقوں سے ہے۔ جن کا لقب مولفۃ القلوب ہے۔	۸۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	جلد دوم
۲۹	مذکورہ دونوں الزامات کا جواب۔	۸۴	
۳۰	الزام نمبر ۸: معاویہ والد ابوسفیان منافق فتح مکہ کے ڈر کے مارے	۹۰	
	مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں۔		
۳۱	جواب:	۹۰	
۳۲	الزام نمبر ۹: معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا اُن منافقوں میں سے ہے	۱۰۰	
	جن کے حق میں قرآن کی شہادت ہے۔ جو کفر سے ڈر کر اسلام میں		
	داخل ہوئے۔		
۳۳	جواب:	۱۰۰	
۳۴	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے بارہ میں حضرت المرتضیٰ	۱۰۴	
	کا فیصلہ۔		
۳۵	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے والے ابو جاہل ہیں۔	۱۰۸	
۳۶	امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ وغیرہ کہنے والے چند اکابرین امت کے	۱۰۸	
	باجوالہ نام۔		
۳۷	۱۔ امام غزالی کا قول۔	۱۰۸	
۳۸	۲۔ سرکارِ غوث پاک کا قول۔	۱۰۹	
۳۹	۳۔ امام دین بہام کا قول۔	۱۱۰	
۴۰	۴۔ امام نووی کا قول۔	۱۱۱	
۴۱	۵۔ امام شعرائی کا قول۔	۱۱۱	
۴۲	الزام نمبر ۱۱:	۱۱۳	
۴۳	جواب ہے:	۱۱۳	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	جلد دوم
۴۴	حوالہ مذکورہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔	۱۲۰	
۴۵	الزام نمبر ۱۱۔ حدیث نبوی کے مطابق امیر معاویہ باغی ہیں۔ معاویہ	۱۲۲	
	باغی نے اس عمار بدری کو صفین میں قتل کیا جس کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ		
	وسلم نے فرمایا تھا تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔ تَقْتُلُكَ فِتْنَةٌ		
	بِأُغْيَةٍ۔ تو جنتی ہے وہ دوزخی ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم		
	کی شہادت سے معاویہ دوزخی اور باغی ہیں۔		
۴۶	جواب اول:	۱۲۳	
۴۷	یہ حدیث ضعیف ہے۔	۱۲۳	
۴۸	جواب دوم:	۱۲۵	
۴۹	اس حدیث کا کچھ حصہ الحاق ہے۔	۱۲۵	
۵۰	يَذْعُوْنَ إِلَى النَّارِ کے الفاظ بخاری شریف کے اصل	۱۲۵	
	قن سے نہیں ہیں۔		
۵۱	درایت کے اعتبار سے حدیث مذکورہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۱۵۲	
	اور ان کے ساتھیوں کو دوزخی قرار دینا باطل اور غیر صحیح ہے۔		
۵۲	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے	۱۵۵	
	ساتھیوں کو کافر و منافق نہیں سمجھتے تھے۔		
۵۳	امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان اللہ اور اس کے	۱۵۸	
	رسول کی عدالت سے فیصلہ۔		
۵۴	الزام نمبر ۱۲:	۱۶۰	
۵۵	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کہ امیر معاویہ کا پیٹ نہ پھرے	۱۶۰	

صفحہ نمبر	مضمون	جلد دوم	دشمنانِ امیر معاویہ کا علمی محاسبہ
۱۶۰	جواب اول۔	۵۶	
۱۶۳	جواب ثانی۔	۵۷	
۱۶۳	الزام نمبر ۱۳: معاویہ شراب پیتا اور پلاتا اور پلاتا تھا۔ اور معاویہ شراب سوکھاتا تھا۔	۵۸	
۱۶۹	مذکورہ الزام میں دو عدد طعن دیئے گئے ہیں۔	۵۹	
۱۶۹	طعن اول کا جواب اول۔	۶۰	
۱۷۰	مذکورہ حدیث کے تینوں راوی مجروح ہیں۔	۶۱	
۱۷۰	زید بن حباب کے حالات۔	۶۲	
۱۷۲	حسین بن واقد کے حالات	۶۳	
۱۷۳	عبد اللہ بن بریدہ کے حالات	۶۴	
۱۷۵	طعن اول کا جواب دوم۔	۶۵	
۱۷۵	حدیث کے الفاظ میں مطالبقت نہیں۔	۶۶	
۱۷۷	طعن اول کا جواب سوم	۶۷	
۱۸۰	طعن دوم کی اصل عبارت۔	۶۸	
۱۸۱	طعن دوم کا جواب اول	۶۹	
۱۸۲	طعن دوم کا جواب دوم۔	۷۰	
۱۸۴	طعن دوم کا جواب سوم۔	۷۱	
۱۸۹	الزام نمبر ۱۴: معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کی نناوے جنگوں میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان مافظہ قرآن و سنت شہید کروائے۔	۷۲	

صفحہ نمبر	مضمون	جلد دوم	دشمنانِ امیر معاویہ کا علمی محاسبہ
۱۸۹	جواب۔	۷۳	
۱۹۰	ہزار ہا مسلمان شہید کی شہادت کا سبب جلیل القدر صحابی کی ربانی سنیں	۷۴	
۱۹۴	الزام نمبر ۱۵: امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے محمد بن ابی بکر کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈالوا دیا۔	۷۵	
۱۹۵	جواب اول۔	۷۶	
۱۹۷	جواب دوم۔	۷۷	
۱۹۸	محمد بن ابی بکر کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کے بدلہ میں قتل کیا گیا۔	۷۸	
۱۹۸	عثمان غنی کی شہادت کا مختصر خاکہ۔	۷۹	
۲۰۵	حضرت عثمان غنی کی شہادت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی نظریں۔	۸۰	
۲۱۰	عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی شہادت پر جلیل القدر صحابہ کے دکھ بھرے سچے اقوال	۸۱	
۲۱۴	اللہ تعالیٰ کی عدالت میں قتل عثمان کا معاملہ	۸۲	
۲۱۶	قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حادثہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظریں۔	۸۳	
۲۱۸	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت پر چند احادیث	۸۴	
۲۱۸	عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنتی رفیق۔	۸۵	
۲۲۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان غنی کا جنازہ فرشتے پڑھیں گے۔	۸۶	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	جلد دوم
۸۷	قیامت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حساب و کتاب نہ ہوگا۔	۲۲۱	
۸۸	عثمان غنی کی شفاعت سے ستر ہزار دوزخی جنتی ہو جائیں گے۔	۲۲۲	
۸۹	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جنتی شادی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت۔	۲۲۳	
۹۰	اہل بیت کی خدمت کرنے پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے (حضور علیہ السلام کا) لات بھر دیا فرماتا۔	۲۲۴	
۹۱	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زمین و آسمان کا نور ہیں۔	۲۲۹	
۹۲	بیڑ رومہ کا واقعہ		
۹۳	جیش عسرت کے لیے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت	۲۳۱	
۹۴	توسیع مسجد نبوی۔		
۹۵	عثمان غنی کی دس خصوصیات۔	۲۳۲	
۹۶	قاتلان عثمان غنی صحابہ کرام و ائمہ اہل بیت کی نظر میں	۲۳۵	
۹۷	قاتلان عثمان غنی دوزخی ہیں		
۹۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد ابن ابی بکر اور عمار یا سر کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے پر خوش ہونے کی وجہ سے ڈانٹ پلائی۔	۲۳۶	
۹۹	حضور علیہ السلام قیامت میں عثمان غنی سے ان کے قاتلوں کا نام پوچھیں گے۔	۲۳۸	
۱۰۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی کے دشمن کا جنازہ نہیں پڑھا۔	۲۳۹	
۱۰۱	امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کے نام کی بجائے اسے یا فاسق کہتے تھے۔	۲۴۰	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	جلد دوم
۱۰۲	محمد بن ابی بکر بیٹا قاسم اپنے باپ کے لیے قتل عثمان کی وجہ سے مغفرت کی دعا کیا کرتا تھا۔	۲۴۱	
۱۰۳	قاتلان عثمان غنی پر علی المرتضیٰ کی لعنت۔	۲۴۲	
۱۰۴	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت کی۔	۲۴۳	
۱۰۵	قاتلان عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بددعا۔	۲۴۴	
۱۰۶	امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جب قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا تصور کرتے تو ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔	۲۴۶	
۱۰۷	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت کرنے والوں کا حشر اور انجام۔	۲۴۸	
۱۰۸	جلیل القدر صحابہ کرام کی قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ پر بددعائیں اور ان کی قبولیت۔	۲۴۸	
۱۰۹	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک عمرو بن بدیل خزاعی اور حجاج بن یوسف۔	۲۵۱	
۱۱۰	کنانہ بن بشر، سودان بن حمران اور عمرو بن حلق کا کردار۔	۲۵۳	
۱۱۱	سودان ابن حمران کا انجام۔	۲۵۵	
۱۱۲	عمرو بن حلق کا انجام۔	۲۵۶	
۱۱۳	کنانہ بن بشر اور محمد بن ابی بکر کا انجام۔	۲۵۷	
۱۱۴	مذکورہ حوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔	۲۶۲	
۱۱۵	ایک مشہور اعتراض	۲۶۷	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۱۶	قتل عثمان رضی اللہ عنہ ان کی اپنی غلطی کی بناء پر ہوا تھا۔	۲۶۷
۱۱۷	جواب اول۔	۲۶۹
۱۱۸	اس اعتراض کا دار و مدار صاحبِ کلی کی عبارت پر ہے جو کذاب شبیہ ہے۔	۲۶۹
۱۱۹	جواب دوم:	۲۷۲
۱۲۰	غلام کے ہاتھوں امیر مصر کی طرف رقعہ کا مروان کی طرف سے لکھا جانا بھی محققین کے نزدیک غلط ہے۔	۲۷۲
۱۲۱	جواب سوم۔	۲۷۴
۱۲۲	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر اس رقعہ کو ایک منصوبہ کے تحت لکھے جانے کا اظہار فرمایا۔	۲۷۴
۱۲۳	جواب چہارم:	۲۷۸
۱۲۴	علامہ محمد احمد جاد المولیٰ کا ایک بیان	۲۷۸
۱۲۵	جواب پنجم:	۲۸۰
۱۲۶	محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ذاتی رنجش کا بدلہ لیا۔	۲۸۰
۱۲۷	جواب ششم:	۲۸۱
۱۲۸	محمد بن ابی بکر ایک بزرگ صحابی معاویہ ابن خدیج کے ہاتھوں قتل ہوا۔	۲۸۱
۱۲۹	جواب ہفتم:	۲۸۵
۱۳۰	فتنہ کے دن عثمان غنی رضی اللہ عنہ حتیٰ پر ہوں گے۔	۲۸۵
۱۳۱	محمد بن ابی مذلیفہ کا انجام۔	۲۸۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۲	عبداللہ بن سباء کا حشر	۲۹۱
۱۳۳	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی میت کے منہ پر تپھر مارنے والے کا حشر	۲۹۲
۱۳۴	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیوی کے منہ پر تپھر مارنے والے کا حشر	۲۹۲
۱۳۵	مالک ابن اشتر کی موت	۲۹۶
۱۳۶	حکیم بن جلد اور اس کے دیگر بصری باغیوں کا حشر	۲۹۹
۱۳۷	محدث ہزاروی کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مذکورہ الزامات کے آخر میں یمن امور پر مشتمل ایک فائدہ	۳۰۶
۱۳۸	اعلیٰ حضرت کے مذکورہ فتوے سے درج ذیل امور ثابت ہوئے	۳۱۱
۱۳۹	الزام نمبر ۱۶: دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالاجماع باغی مبتدع ہے۔	۳۱۲
۱۴۰	علامہ تقی زانی امیر معاویہ کو فاسق نہیں کہتے بلکہ ان کی خطائے اجتہادی کے بھی قائل ہیں۔	۳۱۵
۱۴۱	الزام نمبر ۱۷: معاویہ اینڈ کو کے حق میں تمام مسلمانوں کا قطعی جماعتی عقیدہ ہے کہ وہ باغی خارجی ہیں۔	۳۱۹
۱۴۲	چیلنج:	۳۲۲
۱۴۳	الزام نمبر ۱۸: رسول خدا علیہ السلام کا حکم از روئے قرآن و سنت یہ ہے کہ مَنْ أَظْلَمَ مِنْ كَثَرِ شَهَادَةِ عَشَدَةٍ مِنَ اللَّهِ۔	۳۲۲
۱۴۴	جواب	۳۲۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۴۵	الزام نمبر ۱۹: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتدع کے حق میں فرمایا۔ مَنَ أَحَدُكَ فِي أَمْرٍ نَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهَوْرٌ	۳۲۶
۱۴۶	جواب:	۳۲۶
۱۴۷	الزام نمبر ۲۰: اللہ خالق کائنات کا حکم ہے۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ ۝ بقرہ آیت نمبر ۲۲ خلافت راشدہ ہے۔ معاویہ رضی کی بغاوت باطل ہے۔ مسلمان گندے ستھرے بُرے پہلے کی پہچان کریں۔	۳۲۸
۱۴۸	جواب اول:	۳۳۲
۱۴۹	الزام نمبر ۲۱: سات امور پر مشتمل ہے۔	۳۳۲
۱۵۰	محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات امور پائے جاتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔	۳۳۲
۱۵۱	امرا اول:	۳۳۲
۱۵۲	حضور علیہ السلام نے امام کے بارہ میں فرمایا اچھے شخص کو امام بناؤ	۳۳۲
۱۵۳	امردوم:	۳۳۲
۱۵۴	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باقی اور منافی ہے۔	۳۳۲
۱۵۵	امرسوم:	۳۳۳
۱۵۶	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی آل اور آپ کے اصحاب کو گالی دینے والا ہے۔	۳۳۳
۱۵۷	امرچہارم:	۳۳۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۸	اس نے صحابہ اور اہل بیت سے ۹۹ جنگیں لڑیں۔	۳۳۳
۱۵۹	امریبسم:	۳۳۳
۱۶۰	شراب پینے والا اور سود کا کاروبار کرنے والا	۳۳۳
۱۶۱	امرششم:	۳۳۳
۱۶۲	امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنے والا کفر بکتا ہے۔	۳۳۳
۱۶۳	امریبسم:	۳۳۳
۱۶۴	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے دوستی رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور اس سے رشتہ نامہ ختم کر دیا جائے۔	۳۳۳
۱۶۵	”مذکورہ سات عدد امور کے بالترتیب جوابات“	۳۳۳
۱۶۶	جواب امرا اول:	۳۳۳
۱۶۷	جواب امر دوم:	۳۳۴
۱۶۸	جواب امر سوم:	۳۳۵
۱۶۹	جواب امر چہارم و پنجم:	۳۳۶
۱۷۰	جواب امر ششم:	۳۳۷
۱۷۱	جواب امر ہفتم:	۳۳۸
۱۷۲	”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل سے چھ عدد رشتے نامے۔	۳۳۹
۱۷۳	الزام نمبر ۲۲: حضرت امیر معاویہ کو صحابی یا رضی اللہ عنہ کہنا کفری کام ہے۔	۳۴۰

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۱۷۴	”محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات عدد امور ہیں جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں۔	۳۴۱
۱۷۵	امیر اول: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی، کافر و منافق تھے اور انہی اوصاف پر ان کا انتقال ہوا۔	۳۴۱
۱۷۶	امیر دوم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معافی شمار کرنا کفر ہے۔	۳۴۲
۱۷۷	امیر سوم: قَدْ خَلَعُوا بِالْكَفْرِ الْخ۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں اتری۔	۳۴۲
۱۷۸	امیر چہارم: امام اعظم کے نزدیک ایسا شخص کافر و مرتد ہے جس کا کوئی کام اسلامی نہ ہو۔	۳۴۲
۱۷۹	امیر پنجم: معاویہ پرستوں پر حسام المہرین اور صہارم ہندیہ کے تمام فتوے لاگو ہوتے ہیں۔	۳۴۲
۱۸۰	امیر ششم: معاویہ پرستوں سے دوستی کرنے والا بھی کافر اور جو اس کے کفر میں شک لائے وہ بھی کافر ہے۔	۳۴۲
۱۸۱	معاویہ کو ماننے اور خدا اور رسول کو نہ ماننے والوں سے بچنا ضروری ہے۔	۳۴۲
۱۸۲	جواب امیر اول:	۳۴۲
۱۸۳	جواب امیر دوم:	۳۴۵
۱۸۴	جواب امیر سوم:	۳۴۸
۱۸۵	جواب امیر چہارم:	۳۵۰
۱۸۶	جواب امیر پنجم:	۳۵۰

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۱۸۷	جواب امیر ششم:	۳۵۱
۱۸۸	جواب امیر ہفتم:	۳۵۲
۱۸۹	الزام نمبر ۲۲: فقہار احناف کے ہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ظالم و جابر حکمران تھے۔	۳۵۳
۱۹۰	”محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ امور پائے جاتے ہیں جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں۔	۳۵۴
۱۹۱	امیر اول: اول یہ کہ ملک دلت کے دشمنوں کے خلاف اتفاق و اتحاد وقت کی ضرورت ہے۔	۳۵۴
۱۹۲	امیر دوم: ظالم پر بے شمار لعنتیں ہیں۔	۳۵۴
۱۹۳	امیر سوم: فتح القدر میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے جو برائی ظلم کا لفظ مستعمل ہوا لہذا انہیں ظالم کہنا پڑے گا۔	۳۵۴
۱۹۴	امیر چہارم: ظالم کو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد و عہد نہیں پہنچتا۔	۳۵۴
۱۹۵	امیر پنجم: مرقات میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق طاعنی، باغی اور ظالم کا لفظ موجود ہے۔	۳۵۴
۱۹۶	جواب امیر اول:	۳۵۴
۱۹۷	جواب امیر دوم:	۳۵۵
۱۹۸	جواب امیر سوم:	۳۵۶
۱۹۹	جواب امیر پنجم:	۳۶۰
۲۰۰	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق صاحب مرقات لا علی قاری کے نظریات۔	۳۶۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۰۱	الزام نمبر ۱۲: بانی کفر و بغاوت و بدعت معاویہ نے علیؑ اور ان کی محبت والوں پر لعن طعن اور غلیظ گالیوں کا بھواس خطبہ جمعہ میں سلسلہ سے جاری کیا اور کرایا۔	۳۶۰
۲۰۲	روحدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ عدد امور پائے جاتے ہیں۔ ۳۶۱ جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں،	۳۶۱
۲۰۳	امراؤل: امیر معاویہ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کے خطبہ میں ^{تلفی} ۳۶۱ پر لعن طعن کا سلسلہ شروع کیا۔	۳۶۱
۲۰۴	امیر دوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینا (معاذ اللہ) رسول اللہ کو گالی دینے اور اللہ کو برا بھلا کہنے کے برابر ہے۔ لہذا ایسے شخص پر تین سو ایک علماء کا فتوے کفر و ارتداد لگے گا۔ ان میں سے چاہے کوئی اونے ہو یا اعلیٰ کسی کی استثناء نہیں۔	۳۶۱
۲۰۵	امیر سوم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی کہنے والا بھی اسی فتوے کی زد میں ہے۔	۳۶۲
۲۰۶	امیر چہارم: جو لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کی کتاب کا نام بہار شریعت کی بجائے بہار بغاوت ہونا چاہیے اور تکمیل قرآن کا انکار کفر ہے۔	۳۶۲
۲۰۷	امیر پنجم: ایک لاکھ ستر ہزار مسلمانوں کو قتل کرنے والے کو ^{اللہ} قتل کرنا قرآن کریم کی کھلی مخالفت ہے۔ کیونکہ اس میں ایک مسلمان کے قتل کرنے والے کو دوزخی کہا گیا ہے۔	۳۶۲
۲۰۸	جواب امراؤل:	۳۶۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۰۹	جواب امیر دوم:	۳۶۲
۲۱۰	جواب امیر سوم:	۳۶۵
۲۱۱	جواب امیر چہارم:	۳۶۵
۲۱۲	جواب امیر پنجم:	۳۶۵
۲۱۳	نعرۂ حق چار بار بدعت ہے۔ اور جاہلوں کا اختراع ہے۔ (محدث ہزاروی)	۳۶۶
۲۱۴	جواب:	۳۶۹
۲۱۵	محدث ہزاروی کی جاہلانہ بھڑک کے رد میں تین مثالیں۔	۳۸۱
۲۱۶	محدث ہزاروی کے اشتہار کے ماغذ و مراجع۔	۳۸۲
۲۱۷	چیلنج:	۳۸۳
۲۱۸	”محدث ہزاروی کے رسالہ بنام ”خبرنامہ“ کی چھ عدد تحریرات۔	۳۸۳
۲۱۹	تحریر اول: علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین علی اور صرف علی المرتضیٰ ہیں (خبرنامہ ص ۳)	۳۸۳
۲۲۰	تحریر دوم: ہر صحابی بقاضائے عشق اسی میدان میں تھا کہ اس کا نام پکارا جائے مگر دوسرے روز معلم کائنات نے اپنے وحی وافی علی المرتضیٰ کو طلب کیا۔ (خبرنامہ ص ۵)	۳۸۳
۲۲۱	تحریر سوم: حضرت علی المرتضیٰ وہ سید الاولیاء ہیں جن کو سید نبیاء کی صحبت و برکت سے یہ شان ملی کہ آپ مومنوں کے مشکل کشا ہیں۔ بالعموم تمام صحابہ کرام اور بالخصوص خلفائے ثلاثہ کے	۳۸۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۲۲	تحریر چہارم: عشق کی حصار صفت ذات مصطفیٰ ہے یا فاقہ مرفعی ہے۔	۳۸۴
	کہ جسے مصطفیٰ علیہ السلام کے واسطے سے ایسی شان ملی کہ جو کسی نبی ولی کو نہیں ملی۔	
۲۲۳	تحریر پنجم: مولوی بہت کم ہیں اب تو اتنے کم ہیں کہ یہ کہنا درست ہے کہ تقریباً ہیں ہی نہیں۔	۳۸۴
۲۲۴	تحریر ششم: امیر معاویہ باطنی جنبی ہے جو پاک نہیں ہو سکتا (معاذ اللہ)	۳۸۵
۲۲۵	چھ عدد تحریرات کی بالترتیب تردید۔	
۲۲۶	تردید تحریر اول:	۳۸۵
۲۲۷	تردید تحریر دوم:	۳۸۶
۲۲۸	تردید تحریر سوم:	۳۸۶
۲۲۹	ریاض النضرہ کی عبارت سے منقبت علی ثابت ہوتی ہے یا منقبت صدیق	۳۹۱
۲۳۰	ایک ضمنی اعتراض۔	۳۹۱
۲۳۱	جواب اول:	۳۹۲
۲۳۲	جواب دوم:	۳۹۲
۲۳۳	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا مقام۔	۳۹۵
۲۳۴	امام باقر کے نزدیک صدیق اکبر کا مقام و علم و فضل	۳۹۶
۲۳۵	تردید تحریر چہارم:	۳۹۸
۲۳۶	چیلنج:	۴۰۰
۲۳۷	تردید تحریر پنجم:	۴۰۰

۲۳۸ تردید تحریر ششم:

باب دوم

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۵

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۸

۳۳۹

۳۴۰

۳۴۱

۳۴۲

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۵

۳۴۶

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۵

۳۵۶

۳۵۷

۳۵۸

۳۵۹

۳۶۰

۳۶۱

۳۶۲

۳۶۳

۳۶۴

۳۶۵

۳۶۶

۳۶۷

۳۶۸

۳۶۹

۳۷۰

۳۷۱

۳۷۲

۳۷۳

۳۷۴

۳۷۵

۳۷۶

۳۷۷

۳۷۸

۳۷۹

۳۸۰

۳۸۱

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۳۹۳

۳۹۴

۳۹۵

۳۹۶

۳۹۷

۳۹۸

۳۹۹

۴۰۰

۴۰۱

۴۰۲

۴۰۳

۴۰۴

۴۰۵

۴۰۶

۴۰۷

۴۰۸

۴۰۹

۴۱۰

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۴۱۵

۴۱۶

۴۱۷

۴۱۸

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۲

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۷

۴۲۸

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۵

۴۳۶

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۰

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۴۴۵

۴۴۶

۴۴۷

۴۴۸

۴۴۹

۴۵۰

۴۵۱

۴۵۲

۴۵۳

۴۵۴

۴۵۵

۴۵۶

۴۵۷

۴۵۸

۴۵۹

۴۶۰

۴۶۱

۴۶۲

۴۶۳

۴۶۴

۴۶۵

۴۶۶

۴۶۷

۴۶۸

۴۶۹

۴۷۰

۴۷۱

۴۷۲

۴۷۳

۴۷۴

۴۷۵

۴۷۶

۴۷۷

۴۷۸

۴۷۹

۴۸۰

۴۸۱

۴۸۲

۴۸۳

۴۸۴

۴۸۵

۴۸۶

۴۸۷</

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۲۵۲	غلامہ حیلہ کا ذریعہ۔	۲۳۹
۲۵۳	جواب اول:	۲۴۰
۲۵۴	جواب دوم:	۲۴۲
۲۵۵	بیان سوم: صوائغ محرقہ سے نکاح ام کلثوم کے اعتناع کی تاہم کوشش	۲۵۳
۲۵۶	جواب اول:	۲۵۳
۲۵۷	جواب دوم:	۲۵۴
۲۵۸	بیان چہارم: نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ابن ہمام کا نام استعمال کرنے کی تاہم کوشش۔	۲۵۹
۲۸۹	جواب اول:	۲۶۰
۲۹۰	جواب دوم:	۲۶۲
۲۹۱	بیان پنجم: محمود ہزاری کی ایک پرفریب استدلال	۲۶۳
۲۹۲	جواب اول:	۲۶۴
۲۹۳	جواب دوم:	۲۶۶
۲۹۴	محمود ہزاری نے خلفاء راشدین سے نبی فاطمہ کو افضل کہہ کر مجموعہ اہل سنت کے مسلک کی مخالفت کی۔	۲۶۹
۲۹۵	پوری امت پر صدیق اکبر و فاروق کی افضلیت اجماعی قطعی ہے	۲۶۰
۲۹۶	جواب:	۲۶۰
۲۹۷	امام اہل سنت مجددائے حاضرہ مولانا شاہ احمد رضا خان صلی اللہ علیہ وسلم	۲۶۱
	بریلوی کا عقیدہ۔	

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۲۹۸	مجدد العتہ ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ۔	۲۶۱
۲۹۹	ایکے دھوکہ۔	۲۶۲
۳۰۰	جواب۔	۲۶۳
۳۰۱	محمود ہزاری نے محبت اہل بیت کے نام سے اہل بیت کی توہین کی۔	۲۶۸
۳۰۲	مسلمان اہل سنت والجماعت خبردار رہیں۔	۲۸۰
۳۰۳	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کوندوں کے قریب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصال کی خوشی	۲۸۹
۳۰۴	مکڑ ہارے کا افسانہ	۲۹۰
۳۰۵	تبصرہ: دو عدد تاریخی عبارات مذکورہ سے چند چیزیں محفوظ رکھیں	۵۰۰

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

مصنف — محقق الاسلامیہ الحديث مولانا محمد علی صاحب دہلوی شریعہ و فرائض

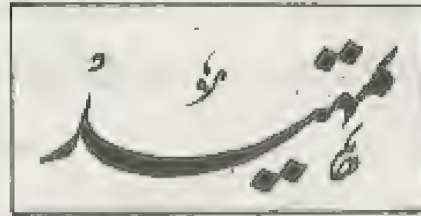
نام کتاب — دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ

مکتبہ — المکتبۃ المدینہ، حضرت کیلیاوالہ شریف

معاونین: حافظ محمد اکبر، قاری محمد شریف الدین، قاری محمد شریف الدین

قیمت — ۱۱۰ روپے

فون: ۲۲۷۲۲۸: سن طباعت جون ۱۹۹۳ء



تَحْمَدُهُ وَفَضَّلِي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ - آمَا بَعْدَ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ کہ جنہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کی کتابت پر مقرر فرمایا تھا۔ اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی تعریف و توصیف میں بہت کچھ فرمایا۔ لیکن کچھ عقل و بصیرت کے اندھوں کو مخالفت برائے مخالفت کے پیش نظر ان کے اوصاف کی بجائے نقائص دکھائی دیتے ہیں۔ ان بد بختوں میں اس دور کا ایک نام نہاد محدث اور پیر المعروف محمود شاہ محدث ہزاروی سرفہرست ہے۔ اس شخص نے سنی پیر کہلانے کے باوجود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی گستاخیاں لکھیں۔ جو دشمنانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یعنی رافضیوں کو بھی ان کے لکھنے کی ہمت نہ پڑی۔ ہزاروں کی تعداد میں اس کے مرید ہیں۔ لیکن بعض نظریات و عقائد میں اس پیر کا اہل سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کتب، امارت و تاریخ کی بہت چھان بین کر کے اپنے مذمومہ و مذمومہ عقائد کے مطابق مختلف عنوانات کے تحت مذکورہ عبارات کی غلط تاویلات کر کے اس شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کچھڑا چھالا۔ اور ایسی گندی زبان استعمال کی۔ جو رافضیوں کی تحریرات میں بھی نہیں ملتی۔ مثلاً

”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باطنی طور پر ناک ہے۔ وہ منافق، باغی اور کافر ہے۔ اسے صحابیت حاصل نہیں۔ اور جو اسے صحابی سمجھے اور ان کے نام کے ساتھ

رضی اللہ عنہ کہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور اس کی بوی کو طلاق ہو جاتی ہے۔“ مختصر یہ کہ اس نام نہاد سنی بلکہ مسلمان نے اس قدر زہرا گلا ہے۔ جس کی آج تک نظیر نہیں ملتی۔ اس نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چالیس الزامات ایسی مکاری و مکاری سے دھرے۔ کہ انہیں پڑھ کر عام آدمی تو عام آدمی اچھا خاصا پڑھا لکھا بھی اس کے دامنِ تزویر میں آجاتا ہے۔ زیرِ نظر جلد میں ہم نے سب سے پہلے اس کے اشتہار کو من وعن نقل کر کے پھر اس کے مندرجات کا وہاں ممکن جواب دیا ہے۔ یہ مکمل جلد اسی نام نہاد پیر اور سنی فہم محدث کی ہرزہ سرائیوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قاری کو اس سے استفادہ فرمائے۔

امین

باب اول

محمود شاہ محبت ہزاروی کا مترشحہ

اشتہار

خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے

قطعاً متصادم ہے

باب اول:

محمود و محدث ہزاروی کا مرتبہ اشتہار

خصوصاً صاحبِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس کے نظریات سے قطعاً متصادم ہے

چند دلوں کی بات ہے۔ کلکتہ اشتہار میرے ہاتھ لگا۔ جس کا عنوان یہ ہے
 "و بانی بغاوت یزید کے باپ کے بھالہ کارنامے" اشتہار میں سیدنا امیر معاویہ
 رضی اللہ عنہ کی ذات پر اس نام نہاد "محدث" نے جو بیس الزامات لگائے۔
 اشتہار کے آخر میں خادمِ ملت گلِ محمود شاہِ حنفی، محمد یوسف حنفی، محمد ضیف قادری،
 سکندر خان حنفی، انعام اللہ قادری محمد حسین خوری، محمد فاضل کاشمیری حنفی، خادم
 علماء و مشائخ صاحبزادہ ضیف شعی حنفی یعنی مجاہد افغانی پشاوروی اور تعاونِ انجمن
 تحفظ ناموسِ اہلِ اصحاب پاکستان درج ہے۔ مذکورہ بالا اشخاص محدث ہزاروی محمود شاہ
 کے متوسلین میں سے ہیں۔ اور اس اشتہار کی ترتیب و تحریر میں انہیں اپنے پیرومِ رشد
 کی مکمل اعانت حاصل تھی۔ جس کا اقرار محدث ہزاروی کے بیٹے محی الدین نے بھی
 کیا ہے۔ یاد رہے یہ محمود شاہ المعروف محدث ہزاروی تحریکیں ضلع ہزارہ میں خائفانہ
 محبوب آباد کا متولی اور سجادہ نشین ہے۔ خود کو سنی کہلاتا ہے مگر یہ اشتہار اور
 علاوہ ازیں ایک برس سالہ بنام "خبر نامہ" ۱۴۰۴ھ شعبان، "بھی مجھے ملا۔ جو مذکور محدث
 کا ہی تحریر شدہ تھا۔ ان تحریرات کے سامنے آنے سے پہلے شنید تھا۔ کہ محمود
 محدث "سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غیر سنی نظریات کا معتقد ہے
 لیکن وہ شیعہ کے بودا مند ویدہ" کے مصداق اس کا کوئی نوٹس نہ لیا گیا لیکن

ان تحریرات کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ شخص واقعی قند ہے اور اس کی تحریرات گمراہی کا پتہ ہیں۔ اور
 بات بالکل جہاں ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی گندی زبان
 اور ایسے ناپاک خیالات اہل تشیع نے بھی نہ لکھے۔ بلکہ اس جہالت پر خود اہل تشیع
 "محدث ہزاروی" کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور الزامات تقریباً اہل سنت کی کتب سے
 چینی کیے گئے ہیں۔ مختلف کتب سے عبارات لے کر ان کا مخصوص انداز میں مطلب گھڑ
 کر عام شخص کو فریب دے کر امیر معاویہ کے خلاف عقیدہ رکھنے کی راہ ہموار کی گئی اس
 لیے ضروری معلوم ہوا کہ اس کی خبر لی جائے۔ اور حقیقت حال واضح کر کے اس پر ٹالے
 گئے دجل و فریب کے پردے ہٹائے جائیں۔ جو بیس الزامات بالترتیب ذکر
 ہوں گے۔ اور ہر ایک کے ساتھ اس کا جواب شافی و کافی تحریر ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

و باللہ المستعین

بانی بغاوت یزید کے باپ معاویہ کے

باحوالہ کارنامے

- ۱۔ ملعون یزید کے باپ بانی بغاوت معاویہ نے کائنات کو زیر و برباد کر دیا۔
- ۲۔ بانی بغاوت معاویہ کا باپ جدی دشمن اسلام، ابوسفیان نے پیغمبر اسلام سے جنگ کی۔
- ۳۔ یزید کے باپ معاویہ کے باپ نے بدر و احد کا جنگ کیا جس میں حضورؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔
- ۴۔ یزید کے باپ معاویہ کی ماں کلیجے کھائی نے رسول خداؐ کے محترم چچا ہمزہ کا بعد شہادت کلیجہ چھایا۔
- ۵۔ یزید کا باپ معاویہ پشتینی دشمن اسلام، دشمن رسول و آلِ اصحاب رسول ہے۔ (قرآن و سنت گواہ ہیں)
- ۶۔ یزید کا باپ معاویہ جدی دشمن دین و ایمان فتح مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ڈر کے مارے کلہ پڑھ کر جان بچانے کو ایمان لائے۔
- ۷۔ معاویہ بن ابوسفیان اپنے باپ سمیت ان منافقوں سے ہے جن کا لقب مؤلفہ القلوب ہے۔ (تواریخ)
- ۸۔ معاویہ ولد ابوسفیان منافق اور فتح مکہ کے ڈر سے مارے مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں۔ قرآن پاک ۱۱۳ سجدہ آیت ۲۹ قرآن سے ثابت ہوا معاویہ اور اس کے گروہ کا ایمان مردود و بے نفع ہے۔

۹۔ معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا ان منافقوں میں سے ہے جن کے حق میں قرآن کریم کی شہادت ہے۔ وہ کفر کے ساتھ ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے۔ اور کفر کے ساتھ بغاوت کر کے اسلام سے نکل گئے۔ پڑھو قرآن پاک ۱۳۱ آیت ۶۱ ثابت ہوا یہ کافر اسے اور کافر گئے۔ اور مٹانے ان پر جہالت میں رضی اللہ عنہ پڑھ کر ابو جہل بن ربیعہ میں۔

۱۰۔ معاویہ منافق ابوسفیان کا بیٹا اسلام سے پہلا باغی ہے۔ (شرح مقاصد جلد دوم صفحہ ۳۶ طبع لاہور)

۱۱۔ معاویہ باغی نے اس عمار بدری صحابی کو صفین میں قتل کیا۔ جن کے حق میں حضورؐ نے فرمایا تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔ قَتَلْتَكُمُ النَّفِثَةُ الْبَاقِيَّةُ تو جنتی ہے۔ وہ دوزخی ہوں گے (بخاری) رسول اللہ کی شہادت سے معاویہ دوزخی اور باغی ہے۔

۱۲۔ معاویہ باغی کو تین بار اللہ کے رسولؐ نے یہودیوں کو خط لکھنے کے لیے بلایا۔ یہ باغی روٹی کھا تاربانہ آیا ۱۱ انفال آیت ۲۴ میں حکم ہے۔ ایمان کا دعویٰ کرنے والو۔ جب رسول اللہؐ میں تو سب کچھ چھوڑ کر حاضر ہوا کرو۔ صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۲۵ میں ہے۔ یہ روٹی کھا تاربانہ آیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ لَا أَشْبِعُ اللَّهَ جَلَّتْ اَسَدَاسِ کا پیٹ نہ بھرے۔ اسی طرح دنیا سے بھوکا مرا۔

۱۳۔ معاویہ شراب پیتا اور پلا تانقا۔ سند احمد جلد ۵ ص ۳۲۴ معاویہ سو دھکھا تانقا (طحاوی ج ۴ ص ۶۲) نسا میں ایسے پر غضب و لعنت ہے۔

۱۴۔ معاویہ نے بغاوت کے ۹۹ جنگوں میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظ قرآن و سنت قتل کیے۔

۱۵۔ دین و ایمان سے پہلے باغی معاویہ نے فضل الاصحاب صدیق اکبرؑ کے حافظ قرآن

دستِ فرزند محمد بن ابی بکر والی مصر کو قتل کر کے گدھے کی کھال میں رکھ کر تیل ڈال کر
 جلادیا۔ اور قرآن پاک میں ایک مومن کے قتل کرنے والے کا قطعی حکم ہے۔ جو مومن
 کو عمدتاً قتل کرے۔ فَجَعَلَ امْرُؤَهُمْ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَآخِذًا بَعْدَ ابْنِ هَاطِطٍ مَّا۔ چنانچہ اس آیت سے وہ تو
 ایسے کی جگہ جہنم ہے۔ ہمیشہ اسے اس میں رہنا ہوگا۔ اور اس پر اللہ کا غضب
 ہے۔ اور لعنت اللہ کی۔ اور اللہ نے اس کے لیے عذابِ عظیم تیار کر رکھا ہے
 تعجب ہے کہ مٹانے نہ پڑھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ ایمان لاتے ہیں۔

فائدہ:

یہ تو ایک مومن کے عمدتاً قتل کی سزا ہے۔ اور معاویہ نے ایک لاکھ ستر ہزار
 مومن انصار و مہاجرین قتل کیے اور کرائے۔ اس پر جو مٹانے رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں
 صاف معلوم ہوا کہ ایسے باغی قاتل المومنین پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن و سنت کے ساتھ
 مخالفت اور کفر و جہالت ہے۔ اور اس کے متعلق جن تلاؤں نے یہ کہہ کر دستخط کر دیئے
 ہیں۔ کہ معاویہ کے متعلق ہم قرآن و سنت اللہ و رسول کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے۔ علماء و
 مشائخ کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے ہم مسلک سب مٹانے کا فرمودہ زندگی
 ہو گئے۔ ایسا کہنے کرنے میں انہوں نے اللہ و رسول کی اشد توہین کی۔ ان ملعونوں پر
 حسام الحرمین و صوامم ہندیہ کے تمام فتوے لگ گئے ایسا کر کے انہوں نے اللہ اور
 رسول کو گالی دی۔ اور مرتد ہو گئے۔ نہ ان کی امامت جائز رہی نہ درس و تدریس ان
 کی عورت کے طلاق ہو گئی۔ (کتاب الخراج مذہب سنی حنفی) اور جو ان کا ساتھ دے وہ بھی
 انہی کے حکم میں ہے۔ وَمَنْ يَتَوَلَّيْكُمْ مِنْكُمْ فَأِنَّكُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّيْكُمْ
 إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا۔ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ إِلَى مَعَ الظَّالِمِينَ

حسام الحرمین، صوامم ہندیہ) جن تلاؤں نے اللہ و رسول کا فیصلہ ناقابلِ تسلیم کیا۔ اور غیر اللہ
 کا فیصلہ قابلِ تسلیم کیا۔ ایم حق تو زمینا نوالی، ایم اللہ و تر، ایم ظہور الہی۔

۱۶۔ دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالا جماع باغی مبتدع ہے۔ اور مبتدع کا حکم شرعی یہ ہے
 الْبُغْضُ وَالْمَعَادَةُ وَالْإِعْرَاضُ عَنْهُ وَالْإِهَانَةُ وَالطَّعْنُ
 وَاللَّعْنُ۔ (فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح ص ۵۴ طبع بریلوی)

۱۷۔ معاویہ اینڈ کو کے حق میں تمام مسلمانوں کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے۔ وہ باغی خارجی ہے۔
 حَایَةُ أَمْرِ هِيَمُ الْبَغْيِ وَالْخُرُوجِ۔ شرح عقائد النفسی، خارجی و ناصبیوں
 نے اس پر پردہ ڈالتے ہیں۔ اور چھپاتے ہیں۔

۱۸۔ ایہوں کا حکم از روئے قرآن میں ارشاد ہے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَبَ شَهَادَةً
 حِينَئِذٍ مِنْ اللَّهِ إِلَا يَهُ حَاضِرٌ فَرَّيَا۔ جس سے شرعی علم دریافت طلب ہوا
 اور اس نے اسے نہ بتایا دوزخ کی نگام دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

۱۹۔ حضور نے مبتدع کے حق میں فرمایا۔ مَنْ أَخَذَ فِي أَمْرِ تَاهَذَا مَا
 لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ متفق علیہ (مشکوٰۃ)

۲۰۔ اللہ خالق کائنات کا حکم ہے۔ وَلَوْ تَلَوْتُمُ الْقُرْآنَ بِأَلْسِنَةٍ جَلِيلٍ ۖ بَقَرَةُ آيَةِ ۲۲
 گندے متحرے بڑے بھلے کی پہچان کریں۔

۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اِيْحَلُّوْا اِيْحَتَكُمُ خِيَارَ كُمْ۔ اپنی
 غزائے امام ان کو بناؤ جو تم میں بہتر ہوں۔ معاویہ اللہ و رسول کا باغی اور منافق
 آلِ اصحاب کو گالیاں دینے والا اور ان پر اور ان سے محبت کرنے والوں پر لعنت
 کرنے والا اور ان سے ۹۹ جنگ کرنے والا ہے۔ شراب پینے پلانے
 والا خود کا میو پار کرنے والا ہے۔ جو مٹاں صوفی امام اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والے
 ہیں۔ توہ دراصل اللہ و رسول کو گالیاں دینے والے اور اللہ کی رضا کا کفر کھنے والے

مبتدع کے لیے کوئی رتبہ نہیں۔ مرقاۃ ص ۱۷۱ میں عمار بن یاسر والی حدیث کی شرح میں ہے۔ فَكَانُوا أَطَاغِيَيْنَ بَاغِيَيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ مبارقی الاثر بار شرح مشارقی الانوار ج ۲ ص ۱۷۹ طبع مصر میں ہے۔ وَكَانُوا أَطَاغِيَيْنَ بَاغِيَيْنَ بهذا الحديث معاویہ اینڈ کو اس مشہور مؤثر حدیث سے طاعنی باطنی ظالم مبتدع ہوئے اور باطنی ظالم مبتدع بد مذہب کاظم شرع مقاصد جلد دوم ص ۲۷۰ طبع لاہور پراور فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح باب النکاح ص ۵۳ طبع بریلی پر یہ لکھا ہے۔ بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں۔ روگردانی کریں۔ اس کی تذلیل و تحقیر بہالائیں۔ اس سے لعن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔

۲۲۔ باطنی کفر و بغاوت و بدعت معاویہ نے علی اور ان کی محبت والوں پر طعن لعن اور غلیظ گالیوں کا بھوکا اس خطبہ جمعہ میں ۲۱ حصے سے جاری کیا۔ اور کرایا۔ اور حدیث میں رسول اللہ نے فرمایا۔

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّحَنِي وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّحَنِي وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ جس نے علی کو گالی دی بے شک اس نے مجھے گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی۔ بے شک اس نے اللہ کو گالی دی۔ جامع صغیر جلد دوم ص ۱۷۳ طبع بیروت۔ پس فتاویٰ حسام الحرمین اور فتاویٰ صوامع ہندیہ پر عرب و عجم کے تین سو ایک علماء مشائخ حنفی شافعی، حنبلی، مالکی کے قطعی اجماعی فتوے ہر اس مجرم پر لگ سکے۔ جس نے اللہ رسول کی توہین بہتک گالی، لعن طعن کے ضمیمہ جرم کا ارتکاب کیا ہے خیر القرون کا ہو یا بعد کا۔ چاہے عرب کا ہو یا عجم کا چاہے کوئی صحابی چاہے کوئی ملیط ہو یا باطنی چاہے معاویہ ہو یا ابوسفیان یا ہندہ چاہے حکم محمد یا مروان چاہے یزید ہو یا اس سے مزید چاہے مجتہد یا نادان چاہے دیوبندی

ہو یا بربری چاہے غلہ ہو یا غیر غلہ چاہے اہل حدیث ہو یا اہل قرآن چاہے قادریانی ہو یا لاہوری چاہے سنی ہو یا شیعہ چاہے سید ہو یا غیر سید چاہے تنہا یا پیر چاہے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ چاہے نعت خوان ہو یا تبر بار چاہے اپنا ہو یا بیگانہ چاہے نیا ہو یا پرانا ان پر یہی فتویٰ ہے۔

یکسی فرقہ یا فرد سے ضد و تعصب کی بنا پر نہیں۔ دین حق اسلام اور اللہ رسول کا قطعی حکم ہے۔

بِالْجُمْلَةِ فَلَوْلَا الطَّائِفُ حُكْمُهُمْ كَفَّارٌ مَرْتَدٌّ وَنَخَارِجٌ عَنِ الْإِسْلَامِ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ قَالَ فِي الْبَدَائِيَةِ وَالدرر والغرر وفتویٰ الخیر نیۃ وجمع الاذہار والدار المختار وعلیہ ہامین معتمدات الاسفار فی مثل هؤلاء الکفار مَنْ سَبَّ فِي كُفْرِهِ وَعَدَّ اِيْهُمْ فَقَدْ كَفَرَ۔ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ فتاویٰ حسام الحرمین فتاویٰ صوامع ہندیہ منگا کر خود پڑھو پھر سوچو۔ کیا ایسے مجرم پر صحابی کا اعتقاد کرنا اور خلافت کتاب سنت رضی اللہ عنہ پڑھنا عین اس فتوے کی زد میں نہیں آتا۔ ضرور آتا ہے۔ پھر ایسوں کی خواہش اعتقاد کی کتاب کا نام بہار بغاوت کی بجائے بہار شریعت لکھنا اور اس قرآن کو جس میں اللہ کا فرمان ہے۔ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کو تکمیل ایمان نہ ماننا بلکہ اس کے برعکس کسی کی کتاب یا اپنی کتاب کو ماننا کیا قرآن پاک پر ایمان ہے یا کفر معافی اللہ ایک مومن کو عذاب قتل کرنے والے کا حکم ہے۔ فَمَنْ أَرَادَ جَنَّتُمْ فَأَلِدَا نَبِيًّا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَةُ آلَايِهِ۔ تو جس نے ایک لاکھ ستر ہزار مومن مسلمان ہمارے قتل کیے کرانے اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن پاک کا حکم کھلا مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے۔

ناٹنے کے بے علم و بے تقویٰ اشتہار بازوں کو شرم آنا چاہیے ان تمام لوگوں

نے وہابیہ کی تردید کر دی ہے۔ یہ نام اور فتوے سب جھوٹ اور کھوس ہیں۔ علماء مشائخ
فقیہ کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں رکھتے۔ یہ ایک ملعون ناصبی خارجی منافق نے کتابچہ لکھا
ہے۔ اب مفرد ہے۔ اس پر ایک لاکھ جرمانہ ہو چکا ہے۔ کوہاٹ، لاہور، کراچی، ایبٹ آباد
سے پتہ لگاؤ۔ سجادہ نشین علی پور شریف نے معاویہ کو باغی لکھا ہے۔ نام نہاد حاجی نان
کو پیر خانہ سے مردود ہونے پر معافی فقیر نے دلائی۔ فقیر نے اسے جو اجازت دی وہ
اب اس کے لائق نہیں وہ ہمارے سلسلہ سے خارج ہے۔ ہماری اجازتیں سب اس
سے منسوخ ہیں۔ ان کے ساتھ ملاپ، کلام مجلس سب حرام ہے۔ جب تک علائہ تو بہ و
تجدید اسلام و تجدید نکاح نہ کرے۔

نعرہ تحقیق جاہل بے علموں اور دین و ایمان سے نادانوں کی ایجاد اور بدعت ہے۔
اور بدعت نہ قابل قبول ہے نہ لائق اختیار و منکر معروف نہیں۔ مومن کی شان ہے۔
يَا مُسْرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ حدیث میں ہے جنتیوں کی
۱۲۰ صفیں ہوں گی۔ ان میں انتی میری امت کی اور چالیس باقی سب انبیاء کی امتوں
کی ہوں گی۔ اس سے پتہ چلا کہ حضور کی امت کی اکثریت اہل حق ہے جو جنت میں
اکثر ہو گی۔ یا اس سے مراد آل اصحاب ہیں تو وہ انبیاء کی امتوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار
کے برابر ہیں۔ ان میں سے صرف چار حق ہیں تو باقی ایک لاکھ بیس ہزار نو سو چھیانوے
ہوئے۔ اب بتاؤ کہ اس بدعتی نعرے میں تو صرف چار یا حق ہیں۔ مگر اللہ رسول کے
نزدیک تو ایک لاکھ بیس ہزار نو سو سے اکثر حق ثابت ہوتے ہیں۔ اور بدعتی منکر نعرہ
اس کے خلاف ہے۔ جو قابل رد ہے۔ حدیث دوم باب فضائل سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکوٰۃ شریف طبع کراچی ص ۱۱۵ میں خود فرمایا۔

اَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ - الخ قیامت
کے دن میں سب انبیاء سے زیادہ تعداد امت والا ہوں۔ یہ جاہلوں کا نعرہ تحقیق

ہے۔ اور مردود ہے۔ لہذا قرآن میں ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ - یہ جاہلوں کا نعرہ
بے تحقیق منکر بدعت ہے۔ اور اس آیت کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ لہذا مردود
ہے۔ مسلمانوں کو ترک کر دینا لازم ہے حضور کے سب یا حق ہیں۔ جو ناحق ہیں۔ وہ
آپ کے یا نہیں بلکہ مطلقاً باغی ہیں

محدث ہزاروی کے مذکور ہو جانے الزامات کے بالترتیب دندان شکن جوابات

الزام نمبر (۱)

ملعون یزید کے باپ یانی بغاوت امیر معاویہ رحمہ
کا ثنات کو یزید جیسا بیٹا یادگار دیا۔

جواب: الزام ذکر کرتے وقت محدث ہزاروی اور اس کے ناما قبت اندیش
پیروؤں کی بدحواسی اور بغض و حسد ملاحظہ کریں۔ کہ یزید کی پیدائش موجب طعن بنائی جا
ئی ہے۔ یعنی امیر معاویہ پر اعتراض و الزام یہ ہے۔ کہ ان کے گھر یزید پیدا ہوا۔ بھلا
یزید کی پیدائش اور اس کے کثرت کا بوجھ امیر معاویہ پر کیوں ڈالا جا رہا ہے۔ قرآن کریم
میں صاف صاف موجود ہے۔ وَلَا تَبْزُوزُوا وَرَاءَهُ وَارْتَبِعُوا صَفَايَ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ عِندَ رَبِّكُمْ
دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک کے کثرت
اسے ہی اٹھانے پڑیں گے۔ اور یہ وہ نام نہاد مسلمان، اس کے خلاف لکھ رہے

ہیں۔ ہاں اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان اور ان کے حکم سے یزید کی بدعملی وقوع پذیر ہوتی۔ تو پھر کچھ بوجھ اور دھڑلہ ہو سکتا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا ذکر کیا۔ اور اس کے کرتوتوں کی بنا پر اسے دوزخی کر دیا گیا۔ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بعض روایات کے مطابق کافر ہونے کی وجہ سے طوفان میں غرق ہو گیا۔ کیا ان دونوں (قابیل، کنعان) کی بدعملیوں کی بنا پر حضرت آدم و نوح علیہما السلام پر الزام دھرا جائے گا؟ حالانکہ یہ دونوں بیٹے بالاتفاق کافر اور دوزخی ہیں۔ ادھر یزید کے بارے میں اختلاف ہے کچھ تو اسے دوزخی اللہ عنہ، تک کہتے ہیں۔ اور کچھ اسے طعون کہتے ہیں۔ اور بعض اس پر یمن طعن کے بھی قائل ہیں۔ قارئین کرام آپ خود سوچیں۔ کہ محدث ہزاروی وغیرہ کا امیر معاویہ پر مذکورہ الزام کس قدر نفی و حسد اور اندھی بعیریت کا شاہکار ہے۔ برائیں عقل و دانش بباید گریست۔

الزام نمبر (۲)

بانی بغاوت معاویہ کے باپ جدی دشمن اسلام
ابوسفیان نے پیغمبر سے نوجنگ کیے

الزام نمبر (۳)

معاویہؓ کے بلے بے بدرواح کا جنگ کیا جس میں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہوا۔

دونوں الزاموں کا

مفصل جواب

یہ دونوں الزامات پہلے الزام کا دوسرا رخ کہہ لیں۔ اس میں بیٹے کے کرتوت کو الزام کی بنیاد بنا یا گیا تھا۔ اور ان دونوں میں باپ کے رویہ کو قابل الزام کیا گیا۔ اس لیے ان دونوں کا ایک تو جواب وہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی جان کا بوجھ و سر نہیں ڈالتا۔ لہذا ابوسفیان نے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگیں لڑیں۔ تو اس کا غیازہ اسے بھگتنا پڑے گا۔ لیکن باپ یا بیٹے کے کفر و شرک اور زیادتیوں سے دوسرا طوطا کیونکر کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک غزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار کا لڑنا اور آپ کا دندان مبارک شہید کر دینا اسے تاریخ کے اوراق میں دیکھا جائے تو اس کی ذمہ داری خالد بن ولید پر ڈالی جائے گی۔ کیونکہ یہ حملہ ان کی سرکردگی میں ہوا تھا۔ اگر ابوسفیان کا لڑائی میں شرکت کرنا امیر معاویہ کے کافر و منافق ہونے کی دلیل بنا لیا گیا ہے۔ تو پھر خود خالد بن ولید جو بنفس نفیس لڑے ان کے بارے میں محدث ہزاروی، کیا گل فشانی کریں گے؟ اور پھر اسی غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چپا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ”دوشی“، نامی آدمی کے ہاتھوں ہوئی۔ ”دوشی“ نامی آدمی اتنا بڑا جرم کرنے کے بعد جب صیغہ توبہ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ ان کے بارے میں محدث ہزاروی، کیا فرمائیں گے؟ تو بلا واسطہ ثبوت ہیں۔ امیر معاویہ تو اس لیے ملزم ٹھہرے کہ ان کا باپ

ابوسفیان حضور کے مقابل میں آیا۔ خود امیر معاویہ نہیں لیکن یہاں تو باپ بیٹا نہیں بلکہ خالد بن ولید اور وحشی خود مقابلہ کر رہے ہیں۔ اب فرمائیے۔ آپ کی منطق کہاں سے ڈوبے گی۔ سید الشہداء حضرت حمزہ کے قاتل و وحشی، کی تو یہ قبول ہونے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

تفسیر طبری:

(قُلْ يٰٓعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۚ يَخْفِىْ اِلَيْهِ ذُنُوْبُكُمْ ۚ فَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ قَالَ تَنَا سَلَمَهُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اسْحَاقَ عَنْ بَعْضِ اصْحَابِهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الثَّلَاثُ بِالْمَدِيْنَةِ فِي وَحْشِيٍّ وَّاصْحَابِهِ يٰٓعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اِلَى الْقَوْلِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهُمُ الْعَذَابُ بِغَتَّةٍ وَّ اَنْكُورَةٍ تَشْعُرُوْنَ۔

(تفسیر طبری ج ۲ ص ۱۰۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ یہ عبادِی الذین اسرفوا علی انفسہم سے ان یأتیہم العذاب بغتہ تک تین آیات مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ اور ان کا نزول جناب وحشی اور ان کے ساتھیوں کے حق میں ہوا۔

توضیح:

کچھ لوگوں کو جب یہ خیال آیا کہ ہم زندگی بھر کفر و شرک اور بدکاریوں میں مبتلا رہے۔ اب اگر ہم مسلمان ہو بھی جائیں۔ تو اسلام کا ہمیں کیا فائدہ

اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ آیات میں ان کے بارے میں فرمایا۔ کہ اگر کفر و شرک کا تار ہا۔ لیکن اسلام قبول کر لینا اور گزشتہ گناہوں پر ندامت کے آنسو بہانا عمل نہیں۔ بلکہ اسلام کی برکت سے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں ایک تفسیر یہ بیان ہوئی۔ اور دوسری تفسیر یہ کہ مذکورہ کی جرم نے اوپر طبری کے حوالے سے نقل کی وہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کے قاتل اور اس کے شکر کا گناہ اللہ تعالیٰ نے (اسلام قبول کرنے کی وجہ سے) معاف کر دیا۔ ذرا سوچنے کی بات ہے کہ خداوند عالم تو معاف کر رہا ہے لیکن ان جرم بنیاد و محدثوں سے معافی ملنا بہت مشکل ہے۔ انہیں تو یہی کہنا ہے کہ خداوند معاف کر دے تو کرتا رہے ہم نہیں معاف کریں گے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

علاوہ ازیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے کہ کسی کے باپ کے برا ہونے کی وجہ سے اس کے نیک بیٹے پر لعن طعن نہ کیا جائے۔
واللہ اعلم۔

الاستیعاب:

كَانَ عَكْرَمَةُ شَدِيدَ الْعَدَاوَةِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ هُوَ وَآبُوهُ وَكَانَ قَارِئًا مَشْهُورًا مَرَّ بِحِلْيَةِ الذَّرْحِ فَدَحِقَ بِالْيَمَنِ وَلَحِقَتْ بِهِ امْرَأَتُهُ اُمُّ حَكِيمٍ بَدَتْ الْحَرَّ هُنَّ هَا شَرْقًا مَثَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهُ قَالَ مَرَّ حَبْنًا بِالذَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ قَاسِمًا وَذَا إِلَکَ سَنَةً ثَمَانٍ بَعْدَ الْفَتْحِ وَحَسَنَ إِسْلَامُهُ

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَعَابَ إِلَّا عَكْرَمَةُ
يَا مَعْكَرِفًا ذَا أَرَأَيْتُمْ لَهُ فَلَا تَسْتَبُوا أَبَاهُ فَإِنَّ
سَبَّ أُمِّتِي يُؤْذِي الْحَيَّ وَلَمَّا أَلَمَّ عَكْرَمَةُ شَكَى قَوْلَهُمْ عَكْرَمَةُ بْنُ
أَبِي جَهْلٍ فَتَبَاهَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يَقُولُوا عَكْرَمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ وَقَالَ لَا تَقُولُوا
الْأَحْيَاءَ بِسَبِّ الْأَمْوَاتِ -

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب جلد سوم ص ۱۶۹/۱۷۰)

بر حاشیہ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ

ترجمہ: دور جاہلیت میں عکرمہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت
تھی اسی طرح اس کے باپ ابو جہل کی عکرمہ فتح مکہ کے وقت بھاگ کر
یمن چلا گیا۔ یہ ایک اچھا گھڑ سوار تھا۔ کچھ دنوں بعد اس کی بیوی بھی یمن گئی۔
اور پھر عکرمہ کو ساتھ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے جب
عکرمہ کو دیکھا۔ تو فرمایا۔ اسے مہاجر گھوڑے سوار بغوش آمدید۔ پھر عکرمہ
مشرق باسلام ہو گیا۔ یہ فتح مکہ کے آٹھ سال بعد کا واقعہ ہے۔ اور اسلام
بھی بڑا اچھا اور مضبوط قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو فرمایا۔
کہ عکرمہ جب تمہارے پاس آئے۔ تو اس کے باپ کو گالی مت
دینا۔ کیونکہ مرے ہوئے کو گالی دینے سے زندہ کو تکلیف ہوتی
ہے۔ عکرمہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے ساتھی صحابہ کرام
کی شکایت کی۔ کہ یہ لوگ مجھے ابو جہل کا بیٹا کہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ
نے اُن کو منع فرما دیا۔ کہ اُنہو کے لیے تم عکرمہ کو "ابن ابی جہل" نہیں
کہو گے۔ اور فرمایا۔ زندوں کو مردوں کی وجہ سے تکلیف و اذیت نہ دو

توضیح:

سہر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کو سامنے رکھا جائے۔ کہ وہ ابو جہل
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پکا دشمن تھا۔ اور کفر پر ہی دنیا سے اٹھا۔ آپ نے ایسے قطعی
کافر کا نام لے کر یا اس کے کرتوتوں کو سامنے رکھ کر اس کے بیٹے عکرمہ کو بڑا بھلا
کہنے اور عار دلانے سے منع فرما دیا۔ اور وہ محدث "ہزاروی وغیرہ" کی منطق دیکھئے
کہ اہل سفیان کی حالت کفر میں عادات کو لے کر ان کے بیٹے امیر معاویہؓ کو کوسا جا رہا ہے۔
حالانکہ یہی اہل سفیان بعد میں تائب ہوئے۔ اور مشرف باسلام بھی۔ اور حالت اسلام پر
دنیا سے رخصت ہوئے۔ اگر رشتہ داری کی وجہ سے باپ کا جرم اور وہ بھی
حالت کفر کا بیٹے کے لیے سببِ علامت ہے۔ تو پھر ابولہب کی وجہ سے سرکار
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ ایسے کھٹو محدث "الزام و ہرنے سے باز نہ آئیں گے
اہل سفیان کا نام لے کر جس طرح امیر معاویہؓ کو ایذا دے جا رہی ہے۔ اسی طرح اس
طریقہ سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایذا پہنچا رہی جا رہی ہے۔ کیونکہ جب
آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ تو پھر اس پر عمل نہ کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دکھ پہنچایا جا رہا ہے۔ اور آپ کو ایذا پہنچانا نص قطعی سے حرام
اور باعث لعن ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْبَصَارِ

حضرت ابوسفیان کا تعارف

کتاب تاریخ و حدیث سے

اسد الغابہ:

كَانَ أَبُو سَفْيَانَ صَدِيقَ الْعَبَّاسِ وَأَسْلَمَ لَيْلَةَ
الْفَتْحِ وَقَدْ ذَكَرْنَا إِسْلَامَهُ فِي إِسْمِهِ وَشَهِدَ
حَتِّينَا وَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ غَنَائِمِهَا مِائَةَ بَعِيرٍ وَأَرْبَعِينَ أَوْ قِيَّةً وَأَعْطَى
أَبْنِيهِ يَزِيدَ وَمَعَاوِيَةَ كَعْدَ وَاحِدٍ مِثْلَهُ وَ
شَهِدَ الطَّائِفَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَقِئَتْ حَتَّتُهُ يَوْمَ مَيْدٍ وَفَقِئَتْ أُخْرَى يَوْمَ الْيَوْمِ
وَشَهِدَ الْيَوْمُكَ تَعَتَّ نَآيَةَ إِبْنِهِ يَزِيدَ
يُقَاتِلُ وَيَقُولُ يَا فَصْرَ اللَّهِ أَقْرَبُ وَكَانَ يَقِفُ
عَلَى الْكِرَادِيسِ يَقْصُصُ وَيَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ
ذَا ذَا الْعَرَبِ وَأَنْصَارُ الْإِسْلَامِ وَالْكَهْمُ أَرَاهُ الرُّومَ
وَأَنْصَارُ الْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ هَذَا يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِكَ اللَّهُمَّ أَنْزِلْ نَصْرَكَ عَلَى عِبَادِكَ
..... وَكَانَ مِنَ الْمُؤَلَّفَةِ وَحَسَنَ إِسْلَامِهِ -

۱) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابة جلد پنجم

ص ۲۱۶ ذکر ابوسفیان مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کے دوست تھے۔ فتح
مکہ کی رات مشرف باسلام ہوئے۔ ہم نے ان کے اسلام لانے کا واقعہ
ان کے نام کے ضمن میں ذکر کر دیا ہے۔ غزوہ حنین میں شرکت فرمائی۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مال غنیمت میں سے ایک سو اونٹ
اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ اتنی ہی مقدار مال غنیمت ان کے
دونوں بیٹوں یزید اور معاویہ کو بھی عطا ہوا۔ طائف میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسفیان بھی جنگ میں شریک ہوئے جس
میں ان کی ایک آنکھ کام آگئی تھی دوسری آنکھ جنگ یرموک میں کام آئی جنگ یرموک
میں یہ اپنے بیٹے یزید کی ماتحتی میں شریک ہوئے تھے۔

لڑتے تھے اور دعا کرتے تھے اے اللہ کی مدد! جلد آگھوڑ سواروں
کے پاس کھڑے تھے۔ اور یہ جگہ بھی ان کی زبان پر تھی۔ اللہ اللہ!
مسلمانوں کو اسلام اور عرب مسلمانوں کے معاون و مددگار ہو اور تمہاری
مقابل کفر اور مشرکین کے مددگار میں۔ اے اللہ! یہ دن تیرے دنوں
میں سے ایک دن ہے۔ اے اللہ! آج اپنے بندوں کی نصرت
فرما۔ ابوسفیان مؤلف تلموب میں سے تھے۔ اور اسلام بہت خوب لگتے

اسد الغابہ:

وَأَسْلَمَ لَيْلَةَ الْفَتْحِ وَشَهِدَ حَتِّينَا وَالطَّائِفَةَ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَاهُ
مِنْ غَنَائِمِ حَتِّينِ مِائَةَ بَعِيرٍ وَأَرْبَعِينَ
أَوْ قِيَّةً كَمَا أَعْطَى سَائِرَ الْمُؤَلَّفَةِ وَأَعْطَى
أَبْنِيهِ يَزِيدَ وَمَعَاوِيَةَ كَعْدَ وَاحِدٍ مِثْلَهُ
وَاللَّهُ أَكْبَرُ لِكَيْلِكَ هَذَا أَهْلِي وَأَهْلِي وَاللَّهُ

لَقَدْ حَارَبْتُكَ فَانْصَحَ الْمُحَارِبُ أَنتَ وَلَقَدْ
سَأَلَهُ تُكَّ فَنِصَحَ الْمُسَالِمُ أَنتَ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا
وَفَقِيتَ عَيْنَ أَبِي سَفْيَانَ يَوْمَ الظَّالِمِينَ وَاسْتَعْلَاهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَجْرَانَ
فَمَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ وَ الْإِ
عْلِيَّهَا وَرَجَعَ إِلَى مَكَّةَ وَفَسَدَتْهَا مَذَّةٌ ثُمَّ عَادَ
إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَاتَ فِيهَا - - - وَشَهِدَ الْيَوْمُوكَ
وَكَانَ هُوَ الْقَاصُّ فِي جَيْشِ الْمُسْلِمِينَ يَحْرُسُهُمْ
وَ يَحْتُمُّهُمْ عَلَى الْقِتَالِ -

(۱- اسد الغایہ جلد سوم ص ۱۲-۱۳ مطبوعہ بینو تجدید)

(۲- الاستیعاب جلد دوم ص ۱۹۰ بر حاشیہ الاصابہ)

ترجمہ: جناب ابوسفیان فتح مکہ کی رات مشرف باسلام ہوئے۔ آپ غزوہ حنین اور طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ حضور نے انہیں حنین کے مال غنیمت میں سے ایک سو اونٹ اور چالیس اونٹنیہ چاندی عطا فرمائی۔ اتنی ہی مقدار میں بقیہ تمام مؤلفہ قلوب کو بھی عطا فرمایا۔ ابوسفیان کے بیٹے یزید اور معاویہ کو اسی قدر عطا فرمایا۔ یہ دیکھ کر ابوسفیان بولے۔ خدا کی قسم! آپ بہت کریم ہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میں آپ کے لڑا تو آپ کو بہترین لڑنے والا پایا۔ میں نے آپ کے صلح کی۔ تو اس میں بھی آپ بہت خوب صلح کرنے والے نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ابوسفیان کی ایک آنکھ غزوہ طائف

میں کام آگئی۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھڑان پر عامل مقرر فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال شریف کے وقت بھی یہ بھڑان کے عامل تھے۔

پھر مکہ واپس آکر کچھ مدت وہاں قیام کیا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ آگئے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ یہ یرموک کی جنگ میں بھی شرکت فرمائی۔ اس جنگ میں مسلم افواج میں یہی خطیبہ دینے والے تھے اپنی تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کو جہاد پر ابھارتے اور انہیں جوش و جذبہ دلانا کرتے تھے۔

تسلیم اسلام کے ابتدائی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو سفیانؓ
پر اعتماد تھا

الإصابة:

قال جعفر بن سليمان الضبي عن ثابت البناني
أَنَّ قَالِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ
دَارَ الْإِسْفِيَّاتِ فَلَهُ مِنَ الْإِسْفِيَّاتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أُوِيَ بِمَكَتَةٍ دَخَلَ دَارَ الْإِسْفِيَّاتِ
سُفْيَانُ - (الاصابة جلد دوم ص ۷۹ مطبوعه بيروت جديد)
ترجمہ اثبات البنانی سے جعفر بن سلیمان ضبی بیان کرتے ہیں کہ کفتح مکہ
کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ اعلان فرمایا تھا کہ جو جو اسفیان کے
گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امن پائے گا، یہ آپ نے اس وجہ

سے فرمایا تھا۔ کہ اس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مکہ تشریف لاتے
اور ٹھہرنے کا ارادہ ہوتا۔ تو آپ کا قیام ابوسفیان کے گھر ہی ہوتا تھا۔

ہجرت کے بعد اور ابوسفیان کے اسلام لانے سے پہلے حضورؐ
نے ان سے تجارت کی

الاصابة:

روى ابن سعد ايضا باسناد صحيح عن عكرمة
أن النبي صلى الله عليه وسلم أهدى إلى أبي سفيان
بن حرب تمر حبققة وكتب إليه يؤيسته
أذ ما مع عمرو بن أمية فَنَزَلَ عَمْرُوهُ عَلَى إِحْدَى
إِمْرَأَتَيْ أَبِي سُفْيَانَ فَقَامَتْ دُونَهُ وَقِيلَ لِبُؤْسَيَانَ
الْهَذِيَّةَ وَأَمْدَى إِلَيْهِ أَدُمًا

الاصابة جلد دوم ص ۷۹ (بیروت)

ترجمہ: ابن سعد نے بسند صحیح حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی طرف کچھ کھجور (کچھ مقدار میں) بھیجی۔
اور رقعہ بھی ساتھ دیا۔ کہ ان کھجوروں کے بدلے تم مجھے چھڑا بھیج دو یہ کام
عمرو بن امیہ نے سرانجام دیا۔ جب یہ سامان لے کر عمرو بن امیہ مکہ میں
ابوسفیان کی کسی ایک بیوی کے پاس حاضر ہوا۔ تو وہ بھیچے ہٹ کر وہاں لڑکی
کی تیاری کرنے لگی۔ ابوسفیان نے کھجوریں لے کر ان کے بدلے میں چھڑا
بھیجا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسفیان سے

جنت کا وعدہ

الاصابة:

روى الزبير بن سفيان عن طريق سعيد بن الشقي قال
رَأَيْتُ أَبَا سُفْيَانَ يَوْمَ الظَّاهِرِ فَأَصْبَتْ
عَيْنُهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ هَذَا عَيْنِي أَصِيبَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
قَالَ إِنَّ شَيْئًا دَعَوْتُ فَرَدْتُ عَلَيْكَ وَإِنْ
شِئْتَ فَالْجَنَّةُ قَالَ الْجَنَّةُ

الاصابة جلد دوم ص ۷۹ (مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: سعید بن شقی سے زبیر راوی کہ میں نے غزوہ طائف میں ابوسفیان
کی طرف تیر بھینکا۔ وہ ان کی آنکھ کو جالکا۔ اور وہ ضائع ہو گئی۔ پس
ابوسفیان نے حاضر بارگاہ رسالت ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ! میری
آنکھ اللہ کے راستہ میں کام آگئی ہے۔ فرمایا۔ اگر آپا ہو تو میں دعا کروں
اور پھر تمہاری آنکھ تمہیں واپس مل جائے۔ اور اگر چاہو تو صبر کرو اور اس
آنکھ کے کام آنے کے بدلے میں جنت پاؤ۔ عرض کی حضور! جنت چاہیے

توضیح:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو دو باتوں میں ایک کا اختیار

دیا۔ اگر وہ اُنکھ کی واپسی کا مطالبہ کرتے۔ تو بموجب وعدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اُنکھ واپس کر دیتے۔ جب ابوسفیان نے اس کے بدلے جنت پسند فرمائی۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ کل قیامت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس وعدہ کو پورا نہ فرمائیں گے۔ جب پورا فرمائیں گے۔ اور یقیناً فرمائیں گے۔ تو ابوسفیان بالیقین جنت میں ہوں گے۔ اب جسے حضور جنت میں لے جانے کا وعدہ فرمائیں گے۔ اُسے اگر کوئی جنتی زمانے یا سرے سے اس کے اسلام کا ہی انکار کر دے۔ تو اُس سے بڑھ کر بد بخت اور کون ہو گا۔ اور کیا اس کے اس ہلن نظر سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہ پہنچے گی۔

حضرت ابوسفیان کی ایک نہیں دونوں اُنکھیں راہِ خدا میں کام آئی تھیں ایک غزوہ طائفت میں اور دوسری جنگِ یرموک میں اس ضمن میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ کہ جس کی دونوں اُنکھیں راہِ خدا میں کام آئیں گی۔ بروحِ شہداء اللہ تعالیٰ اُسے ان سے کہیں بہتر نوری اُنکھیں عطا فرمائے گا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ تو قیامت میں دوسری اُنکھوں کے ساتھ جنت میں تشریف فرما ہوں گے۔ اور ان کے بدخواہ دورِ حیرانِ ششدر عذابِ الہی میں گرفتار ہوں گے۔ پھر انہیں اپنی غلطی اور بد عقیدگی کا پتہ چل جائے گا۔

جنگِ یرموک میں ابوسفیان اور ان کی اولاد

کا کردار

تاریخ طبری:

عن شعيب عن سيف عن ابي عمير عن القاسم بن عبد الرحمن عن ابي امامة قال كان شهيداً ليومك

هُوَ وَ عِيَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ إِنَّ النَّسَاءَ قَاتَلْنَ يَوْمَ الْيَوْمِ
فِي حَقْلٍ تَوَخَّرَ حَيْثُ خُبْرِيهِ ابْنَةُ آفِي سَفِيَانِ
فِي حَقْلٍ لَوْ فَصَّائِلُ مَعَ زَوْجَهَا بَعْدَ قِتَالٍ شَدِيدٍ
وَأَصِيبَتْ يَوْمَ مَيْدِ عَيْنِ آفِي سَفِيَانِ فَخَرَجَ الشَّهْرُ
مِنْ عَيْنِهِ أَبُو حَتْمَةَ - دتاریخ طبری جلد چہارم

ص ۳۶ مطبوعہ بیروت طبع قدیم

ترجمہ: ابوامامہ جو کہ جنگِ یرموک میں عبادہ بن صامت کے ساتھ شریک تھے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ اس جنگ میں عورتوں نے بہرِ پور حصہ لیا۔ ابوسفیان کی بیٹی جو یرموک میں اپنے خاوند کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھی۔ اس نے بڑی بہادری سے لڑائی کی۔ اسی روز ابوسفیان کی اُنکھ میں تیر لگا۔ (جس سے اُنکھ جاتی رہی۔ اس تیر کو ابو حتمہ نے نکالا تھا۔

ابوسفیان کے بیٹے یزید کو جنگِ یرموک میں صدیق اکبرؓ

نے سپہ سالار مقرر کیا تھا

تاریخ طبری:

حدثنا ابن حميد قال حدثنا سلمة عن
محمد بن اسحاق عن صالح بن عيسى
أن أبا بكر رحمة الله عليه حين سار القوم
خرج مع يزيد بن أبي سفيان يومئذ
أبو بكر يمشي ويزيد راكباً فلما فرغ

مِنْ وَصِيَّتِهِ قَالَ أَقْرِئَكَ السَّلَامَ وَأَسْتَوْذِعُكَ
اللَّهُ ثَمَرًا نَصْرًا وَمَضَى يَزِيدُ فَاتَّخَذَ الْبَتَوَكِيَّةُ
ثَمَرًا تَبَعَهُ شَرَجِيلُ بْنُ حَسَنَةَ ثَمَرًا أَبُو عُبَيْدَةَ
بَنُ جَرَّاحٍ مَدَدًا الْهَمَامَا -

(تاریخ طبری جلد چہارم ص ۳۹)

ترجمہ: (بحذف اسناد) صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے وقت جب فوج روانہ ہونے لگی۔ تو
یزید بن ابی سفیان کو وصیت کرنے کے لیے باہر تشریف لائے۔
آپ نے چلتے چلتے یزید کو وصیت فرمائی۔ یزید اس وقت سوار تھا
وصیت سے فراغت پر سلام کیا۔ اور خدا حافظ کہا۔ اور آپ واپس
آگئے۔ جب یزید بن ابی سفیان یرموک کی طرف روانہ ہوا۔ تو اس
کے پیچھے شرجیل بن خستہ اور ان کے پیچھے ابو عبیدہ بن جراح بھی بطور
معاون یرموک کی طرف تشریف لے گئے۔

مقام غور:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے عنقی ہونے کا وعدہ فرمایا۔ کیا آپ کو
ابوسفیان کی اسلام قبول کرنے سے قبل کی جنگیں یاد نہیں۔ آپ نے ان جنگوں
کی بنا پر اسے ٹھکرایا نہیں۔ اسی طرح حضرات صحابہ کرام جن میں بھوارہ طبری تلک کے قریب
بدری صحابہ شریک تھے۔ جنگ یرموک میں ابو بکر صدیق پر کسی نے یہ اعتراض نہ کیا۔ کہ
اسے خلیفہ رسول! آپ اس شخص کے بیٹے کو چار سو سالہ مقرر کر رہے ہیں جس
کے باپ نے ہمارے خلاف نو جنگوں میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اور جب ابو عبیدہ
بن جراح اور شرجیل بن حسنہ کو صدیق اکبر نے جنگ یرموک میں یزید بن ابی سفیان

کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ تو ان حضرات نے بھی یہ نہ کہا۔ کہ ہم ابوسفیان کے بیٹے
کی مدد کو ہرگز نہیں جائیں گے۔ کیونکہ اس کے باپ نے ہمارے خلاف بہت سی
جنگیں لڑیں۔ جب کہ ابوسفیان کی جنگوں کی یاد ان لوگوں کے ابھی دل میں تھی۔ لیکن
صدیاں گزرنے کے بعد محدث ہزاروی کو امیر معاویہ کے باپ کی جنگیں ستارہی
ہیں اور "محدثی عثمان اسلام" کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی جا رہا ہے۔ ابوسفیان
نہی آنکھیں فی سبیل اللہ قربان کریں۔ لیکن محدث ہزاروی کو پھر بھی ان کے اسلام پر
تین مذاکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس قربانی پر جنت کی بشارت دیں اور
محدث کو اس پر اعتبار نہ آئے۔ ابوسفیان کا بیٹا اسلامی فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا اور
ان کی بیٹی جنگ یرموک میں داؤد شجاعت کے ساتھ ساتھ (بعض روایات کے مطابق)
دوم شہادت بھی پائے۔ لیکن ان تمام کمالات کے پیچھے محدث کو ابوسفیان کا
دستہ نظر آنے کی وجہ سے ایک آنکھ نہ بھائیں۔ اس سے قارئین کرام آپ بخوبی
بہان لیں گے۔ کہ یہ محض عداوت اور حسد و بغض کا کرشمہ ہے۔ اس سے محدث
ایندہ کمپنی کا اپنا ہی منہ کالا ہوا ہے۔ ابوسفیان کی گروہ کو بھی ان کی ولایت
اور مولویت، نہ پہنچ سکی۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی اور اسے قبول کرنے کی
توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

فاعتبروا یا اولی الابصار

بند فاطمہ کو تھپڑ مارنے والے ابو جہل ابوسفیانؓ

نے بدلہ لے لیا

فقوش ماہنامہ:

مکہ میں ایک دل اشارت کی کمی نہ تھی۔ جب کبھی آوارہ لڑکے بڑوں کے ایمان پر
گیہوں میں حضور کا تعاقب کرتے ان پر پتھر وغیرہ پھینکتے۔ اس وقت رسول خدا اگر
ابوسفیان کے گھر کے قریب ہوتے۔ تو حضور اس گھر میں پناہ حاصل کرتے تھے۔
ابوسفیان خود آوارہ چوکروں کو مار بھگاتے تھے۔ جب یہ آوارہ منش لڑکے بھاگ
جاتے تو حضور اکرم اپنی راہ لیتے۔ ایک روز بڑوں اور کمینے ابو جہل نے رسول خدا
کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا کو (جو چھوٹی سی تھی) دیکھا۔ اس نے حضرت فاطمہ سے
ایسا رویہ اختیار کیا کہ وہ اس ملعون کو کوہ سے بغیر نہ رکھیں۔ اس پر ابو جہل حضرت فاطمہ کے منہ پر تھپڑ مارا وہ رونے لگیں
ابوسفیان ادھر سے گزر رہے تھے۔

انہوں نے بچی سے رونے
کا سبب پوچھا۔ جب حضرت فاطمہ نے انہیں ماجرا بتایا۔ تو ابوسفیان نے بچی کو
بازو سے پکڑ لیا وہ سیدھے ابو جہل کے پاس گئے۔ اور اس کے دونوں ہاتھ
تالو کر لیے۔ پھر انہوں نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ ابو جہل کے منہ پر تھپڑ ماریں۔
اور اپنا بدلہ چکالیں۔ سیدہ نے ابو جہل کو تھپڑ لگایا۔ اور مسکرائی ہوئی چلی گئیں
فطری بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ تو وہ ابوسفیان
کے لیے اظہار شکر کے بغیر نہ رہ سکے۔ (د نقوش کا رسول مبرق)

ملحہ فکریہ:

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے۔ جس کی تفصیل
گزشتہ اوراق میں دی جا چکی ہے۔ ایمان لانے سے بموجب عہد باری تعالیٰ
پچھلے سب گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں
معاف فرما کر رحم دلی کا اظہار فرمایا۔ جس کی بدولت انہیں ایمان نصیب ہوا۔ اور پھر
ایمان و اسلام بھی ایسا کہ سب اس کی تعریف کرتے ہیں۔ سیدہ خاتون جنت پر
زیادتی کے بدلہ لینے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شکر یہ ادا کیا۔ اب
جسے اللہ تعالیٰ معاف کر دیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس سے خوشی کا اظہار
فرمائیں۔ ان کے احسانات کو یاد رکھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر
کیسے گئے مظالم معاف کر دیں۔ تو پھر کسی اور کو نقطہ چینی کرنے کا موقع کہاں دجاتا
ہے۔ اس لیے محدث ہزاروی ایڈٹ کی پی خواہ مخواہ اپنی آخرت برباد کرنے پر تنگے
ہوئے ہیں۔ خدا اگر ہدایت کر دے تو مہربانی ہوگی اس کی۔ ورنہ دلوں پر مہر
تو پڑی ہوئی ہی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

ۛ

جنگ یرموک میں جناب البوسفیان

کے چند ایمان افروز خطابات

البدایۃ والنہایۃ:

فَجَاءَ الْبُوسَفِيَّانَ وَقَالَ مَا كُنْتُ أَظُنُّ إِيَّاهُ أَغْمَرُ
حَتَّى أَذْرِكَ قَوْماً يَجْتَمِعُونَ لِحَرْبٍ وَلَا أَحْضَرُ
هُمْ ثُمَّ أَشَارَ أَنْ يَتَجَرَّأَ الْجَيْشُ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ
فَيَسِيرُ ثَلَاثَةَ نَجَافٍ فَيَتَرَكُونَ رِجَالَ الرُّومِ ثُمَّ
قَبِيرٌ أَلَا ثَقَالُ وَالذُّرَى فِي الثَّلَاثِ الْآخِرِ
وَيَتَأَخَّرُ خَالِدٌ بِالثَّلَاثِ الْآخِرَةِ حَتَّى إِذَا وَصَلَتْ
الْأَكْثَالُ إِلَى أَوَائِكَ سَارَ بَعْدَهُمْ وَتَزَكُّوا فِي
مَكَانٍ تَكُونُ الْبَرِّيَّةُ مِنْ وَرَاءِ ظُهُورِهِمْ لِيَصِلَ
إِلَيْهِمُ الْبَرْدُ وَالْمَدَدُ فَاثْتَشَكُّوا مَا أَشَارَ بِهِ
وَيَعْمَرُ الرَّأْيُ هُوَ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۶)

ترجمہ: البوسفیان آئے۔ اور کہنے لگے۔ میں یہ گمان نہیں کر سکتا کہ میری
زندگی میں لوگ لڑنے کے لیے کہیں جمع ہوں۔ اور میں ان میں شریک
نہ ہوں۔ پھر اشارہ کیا۔ اور مشورہ دیا کہ فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا
جائے۔ ایک حصہ رومی فوج کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو۔ دوسرا
حصہ اپنے مال متاع اور اہل و عیال کی حفاظت کرے۔ اور تیسرا حصہ

خالد بن ولید کی سرکردگی میں عقب کی طرف رہے۔ یہاں تک کہ جب
پڑاؤ ڈالیں۔ تو ایسی جگہ کہ جہاں جنگل بلبل میڈانی علاقہ بھی ہو تاکہ رسد و
ڈاک کا انتظام بھی صحیح رہ سکے۔ آپ کی اس رائے پر عمل کیا گیا۔ اور یہ مشورہ
بہترین مشورہ تھا۔

البدایۃ والنہایۃ:

وَقَالَ أَبُو سُوَيْبَانَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أَنْتُمْ
الْعَرَبُ وَقَدْ أَصْبَحْتُمْ فِي ذَا أَلِ الْعَجَمِ مُنْقَطِعِينَ
عَنِ الْأَهْلِ نَائِيْنٍ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَارْتِدَادِ
الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ وَابَّ اللَّهُ أَصْبَحْتُمْ بِأَزَاةٍ عُدُوِّ
كَثِيرٍ عَدَدُهُ شَدِيدٌ عَلَيْكُمْ حَقِيقَةٌ وَقَدْ
تَرْتَمَوْهُمُ فِي أَنْفُسِهِمْ وَبِلَا دَهْرٍ وَنِسَاءٍ هُمُ
وَاللَّهُ لَا يَنْجِيكُمْ مِنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ وَلَا يَبْلُغُ
بِكُمْ ضَمَانُ اللَّهِ عَدَا إِلَّا بِصِدْقِ الْقِيَامِ وَالصَّبْرِ
فِي الْمَرَاطِنِ الْمَكْرُوهَةِ إِلَّا وَأَكْمَا سَنَةً لَا زَمَةَ
وَأَنَّ الْأَرْضَ وَرَاءَكُمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
وَجَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ صَعَارَى وَبَرَارَى لَيْسَ لِأَحَدٍ
فِيهَا مَعْقِلٌ وَلَا مَعْدَلٌ إِلَّا الصَّبْرُ وَرِجَاءُ مَا
وَعَدَ اللَّهُ فَهُوَ خَيْرٌ مَعْوَلٍ فَاثْتَمِرُوا بِمِيقَاتِكُمْ
وَتَعَاوَكُوا وَلْتَكُنْ هِيَ الْحُصُونُ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى
النَّيَّابَةِ فَوَصَّاهُنَّ ثُمَّ عَادَ فَنَادَى يَا عَاشِرَ
أَهْلِ الْإِسْلَامِ حَضَرُوا تَارُونَ فَلَمَّا رَسَّ رُلَّ اللَّهُ

وَالْجَنَّةُ أَمَّا مَكْمَرُ وَالشَّيْطَانُ وَالنَّارُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ سَأَلَ
إِلَى مَوْقِفِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ -

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۷۹)

ترجمہ: جناب ابوسفیان نے کہا۔ اے جماعت مسلمہ! تم عرب ہو۔ اور اب
تم نے دار عجم میں بیچ کی ہے۔ جبکہ تم اپنے گھر سے کچھ بڑے ہوئے ہو
امیر المؤمنین سے دور ہو۔ اور مسلمانوں کی مدد بھی تم سے کافی دور ہے۔ خدا
کی قسم! آج تم ایسے دشمن کے مقابل میں ہو جس کی تعداد بہت زیادہ ہے
اس کی گرفت مضبوط ہے۔ اور تم ان کے دلوں میں ان کے شہروں میں
اور ان کی عورتوں کے بارے میں کھٹکتے ہو۔ خدا کی قسم! کل بوقت مقابلہ ان
دشمنوں سے تمہیں صدق نیت سے لڑائی کرنے اور مصیبت کے وقت
صبر کرنے کے علاوہ اللہ کی رضا مندی کسی اور طریقہ سے نہیں مل سکتی بخیر اور!
یہ سنت الہیہ ہے۔ زمین تمہارے پیچھے ہے۔ تمہارے اور امیر المؤمنین
و مسلمان جماعت کے مابین مہر اور جنگلات ہیں جن میں کسی کو سمجھ بوجھ اور
ادھر ادھر پھرنے کی صبر و امید کے بغیر کوئی حالت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ
بہترین آماجگاہ ہے۔ اپنی تلواروں کو تیز کرو۔ اور ایک دوسرے کی مدد
کرو۔ اور یہ تمہارے لیے قلعے ہو جانے چاہئیں۔ یہ کہہ کر پھر آپ عورتوں
کی طرف گئے۔ اور انہیں بھی اسی طرح جو شیعہ خطبہ دیا۔ واپس آکر بلند
آواز سے کہا۔ اے جماعت مسلمہ! جس کی تم امید کرتے ہو۔ وہ موجود ہے
دیکھو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور سنو جنت تمہارے سامنے ہے
شیطان اور دوزخ تمہارے پیچھے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ اپنے مورچہ کی طرف روانہ
ہو گئے۔

البدایۃ والنہایۃ:

ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو سَفْيَانَ فَأَحْسَنَ حَقِّكَ عَلَى الْقِتَالِ
فَأَبْلَغَ فِي كَلَامِهِ طَوِيلًا ثُمَّ قَالَ حِينَ تَوَاجَعَا
النَّاسُ يَا مَعْشَرَ أَهْلِ الْأَسْلَامِ حَضَرَا مَا تَرَوْنَ فَلِهَذَا
رَسُولُ اللَّهِ وَالْجَنَّةُ أَمَّا مَكْمَرُ وَالشَّيْطَانُ وَالنَّارُ
خَلَقَكُمْ وَحَضَرَ ابْنُ سَفْيَانَ النِّسَاءَ فَقَالَ مَنْ رَأَيْتَهُ
فَارَا فَاحْضِرْ بَنَهُ يَهْدِيهِ الْأَحْبَارُ وَالْعَصَى حَتَّى
يَبْجِجَ (البدایۃ والنہایۃ جلد ۲ ص ۸۱)

ترجمہ: پھر جناب ابوسفیان نے گفتگو کی۔ اور بہت اچھی گفتگو کی۔ لڑائی پر ابھارا
ایک طویل بیخاندہ خطاب فرمایا۔ پھر جب لوگ لڑنے کے لیے متوجہ
ہوئے۔ تو کہا۔ اے جماعت مسلمہ! میں کو تم چاہتے ہو وہ حاضر ہے
یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت تمہارے سامنے ہے اور
شیطان و دوزخ تمہارے پیچھے ہے۔ ابوسفیان نے عورتوں کو بھی جوش
دلا یا۔ اور فرمایا۔ تم جس مرد کو جنگ سے منہ پھیرنا دیکھو۔ تو اس کی پتھروں
اور لالٹیوں سے خوب مرمت کرنا۔ یہاں تک کہ وہ واپس آجائے
البدایۃ والنہایۃ:

وَقَبِلَتْ حِفْ مَزْدِي زَيْدُ بْنُ ابْنِ سَفْيَانَ وَقَاتَلَ
قَتَالًا شَدِيدًا وَذَلِكَ أَنَّ أَبَاهُ سَرَّ بِهِ فَقَالَ لَهُ
يَا بُنَيَّ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالصَّبْرِ فَإِنَّهُ لَيْسَ
رَجُلٌ يَهْدِيهِ إِلَّا الْمُسْلِمِينَ إِلَّا مَسْئُوفًا
بِالْقِتَالِ فَكَيْفَ بِكَ وَبِأَشْبَاهِكَ الَّذِينَ دَوَّوْا

أَمُورَ الْمُسْلِمِينَ أَفَلَيْكَ أَحَقُّ النَّاسِ بِالصَّبْرِ وَالْقِيَّةِ
فَاقْبَلِ اللَّهَ يَا نَسِي وَلَا يَكُونَنَّ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ
يَأْتِي عَيْنَ الْإِسْرَارِ الصَّبْرُ فِي الْحَرْبِ وَلَا أَجْرَاءَ
عَلَى عَدُوِّ الْإِسْلَامِ وَمَنْكَ فَقَالَ أَوْ مَلَأَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ
فَقَاتَلَ يَوْمَئِذٍ قِتَالًا شَدِيدًا

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۶ ص ۱۲)

ترجمہ: یزید بن ابی سفیان نے جنگ یرموک میں ثابت قدمی سے شہید لڑائی
لڑی۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کا باپ جب اس کے پاس گیا
تو کہا۔ اے بیٹے! تمہارے لیے اللہ کا خوف اور صبر بہت ضروری
ہے مسلمانوں میں سے اس وادی میں وہی محفوظ رہے گا۔ جو لوگ بگاڑ
لہذا تم اور تمہارے وہ ساتھی جو مسلم افواج کے ذمہ دار بنائے گئے ہو
ان پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس لیے تم لوگ صبر اور نصیحت
کے زیادہ مستحق ہو۔ لہذا اے بیٹے! اللہ کا خوف رکھو۔ اور دیکھو تمہارے
لشکر میں سے کوئی شخص اجر و ثواب میں اور دشمنوں پر کاری ضرب لگانے
میں تم سے نہ بڑھنے پائے۔ یہ سن کر یزید نے کہا۔ ان شاء اللہ آپ ہی امید
رکھیں۔ اس کے بعد اس نے یرموک کے میدان میں غریب لڑائی کی۔

خلاصہ کلام:

حافظ ابن کثیر نے ابوسفیان کے مختلف مواقع پر بہت سے خطبات کا ذکر
کیا۔ اور ان کی سوانح میں یہ بھی لکھا۔ کہ شاید ہی کوئی ایسا موقعہ ہے۔ کہ مسلم افواج میں
ابوسفیان شریک نہ ہوئے ہوں۔ اور اپنے تجربہ سے ان لوگوں کی مستفید نہ کیا ہو
اور مسلمانوں نے ان کی تدبیر پر عمل کر کے کامیابی حاصل نہ کی ہو۔ بلکہ عورتوں

تک کو خطاب کے ذریعہ ایسا جذبہ دلایا۔ کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان تمام باتوں سے
معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام کو ان کی جنگی مہارت اور فن سپہ گیری کی واقفیت
پر بھرپور اعتماد تھا۔ اور ایک صحیح اور یکے مسلمان ہونے کی وجہ سے ان سے ہر وقت مشاورت
کرتے تھے۔ پھر ان کے گھرواے (بیٹی اور بیٹا) بھی مختلف جنگوں میں شریک ہوئے
اگر محدث ہزاروی کے باطل نظریہ کے مطابق ان کا ایمان محض بناوٹی ہوتا۔ اور کفر و
نفاق دل میں رچا بسا ہوتا۔ تو پھر کبھی نہ تو ایسے شور سے دیتے۔ جو فتح کا سبب بنتے
اور نہ ہی اپنے بیٹے کو دشمنانِ اسلام کے خلاف لڑنے کے لیے ایسی جذباتی تقریر
کرتے۔ بلکہ اس کی بجائے ہر وہ تجویز سامنے رکھتے جس سے مسلمانوں کی فتح شکست
میں تبدیل ہو جاتی۔ اور بیٹے کو خاک و خون اور موت کے میدان میں سے نکل بھاگنے
کا مشورہ دیتے۔ ان خواہ کی موجودگی محدث ہزاروی کی بے پرکی اڑانا اور امیر معاویہ
کے باپ پر بوجہ امیر معاویہ کے باپ ہونے کے نازیبا الفاظ کہنا خود اپنے
منہ پر تھوکنے کے مترادف ہے۔

فاحتدوا یا اولی الابصار

لالت نامی بت کے ٹکڑے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی
سرکردگی میں کئے گئے

تاریخ ابن ہشام:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فَلَمَّا كَرَعَتْ عِثَامِينَ أَحَدَهُمْ وَكَمَوْا
جَمْعًا إِلَى بِلَادِهِمْ رَاجِعِينَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ رَأْسَ ابْنِ سَفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَهُوَ الْخَيْرَةُ بْنُ

شُعْبَةَ فِي مَدَمِ الطَّاعِيَةِ - قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَ
يَقُولُ أَبُو سَفْيَانَ وَالْمُعِيرَةُ يَضْرِبُهَا بِالْفَأْسِ
وَأَهْلُكَ فَلَمَّا هَدَمَهَا الْمُعِيرَةُ وَآخَذَ مَا لَهَا
وَحَلِيَّتَهَا وَأَنَّ سَلَّ إِلَى أَبِي سَفْيَانَ وَحَلِيَّتَهَا
مَجْمُوعٌ وَمَا لَهَا مِنَ الذَّهَبِ وَالْجَزْعِ وَقَدْ
كَانَ أَبُو مَلِيحَ بْنَ عَدُوَّةَ وَ قَارِبُ بْنُ
الْأَسْوَدَ قَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ قَبْلَ وَكُنْدِ
ثَقِيفٍ حِينَ قَتَلَ عَدُوَّةَ يُرِيدُ أَنْ يَرَأَى
ثَقِيفٍ وَأَنَّ لَا يُجَاهِدَهُ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا فَأَمْلَمَا
فَقَالَ لِمَا رَسُولُ اللَّهِ تَوَلَّيَا مَنْ شِئْتُمَا فَقَالَ
فَتَرَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَا
لَكُمْ مَا أَبَا سَفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ؟ فَقَالَ وَخَالَنَا أَبَا
سَفْيَانَ فَلَمَّا أَسْلَمَ أَهْلُ الطَّائِفِ وَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ
أَبَا سَفْيَانَ وَالْمُعِيرَةَ إِلَى هَذِهِ الطَّاعِيَةِ سَأَلَ
رَسُولُ اللَّهِ أَبُو مَلِيحَ بْنَ عَدُوَّةَ أَنْ يَقْضِيَ
عَنْ أَبِيهِ عُرْوَةَ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ مَالِ
الطَّاعِيَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ
قَارِبُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَعَنْ الْأَسْوَدِ يَا رَسُولَ اللَّهِ
فَأَقْضِ عَدُوَّةَ وَالْأَسْوَدَ أَخَوَانِ لِأَبِ
وَ أُمِّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ الْأَسْوَدَ مَاتَ مُشْرِكًا
فَقَالَ قَارِبُ بْنُ سَفْيَانَ لَكَ اللَّهُ لَكِنْ تَصِلُ مَسْلَمًا

ذَا قَرَأَ ابْنُ يَعْثَى نَفْسَهُ إِنَّمَا الدِّينَ عَلَى
وَأَمَّا الَّذِي أُطْلِبُ بِهِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ أَبَا
سَفْيَانَ أَنْ يَقْضِيَ دَيْنَ عُرْوَةَ وَالْأَسْوَدَ مِنْ
مَالِ الطَّاعِيَةِ فَلَمَّا جَمَعَ الْمُعِيرَةُ مَا لَهَا قَالَ
لِأَبِ سَفْيَانَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَمَرَ لِي أَنْ يَقْضِيَ
عَنْ عُرْوَةَ وَالْأَسْوَدَ دَيْنَهُمَا فَقَضَى عَنْهُمَا -

(ابن هشام جلد ۷ ص ۱۳۹۴)

ترجمہ ابن اسحاق نے کہا۔ جب ثقیف اپنے کام سے فارغ ہوئے
اور اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کے ساتھ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا تاکہ
لات بت کو ہندم کریں۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ ابوسفیان اور مغیرہ
اس بت کو توڑتے وقت وہاں ایک ایک کھیتے جاتے تھے۔ جب
مغیرہ نے اسے ہندم کر دیا۔ اور اس کے زیورات و نقدی وغیرہ
اتھار لی۔ اور ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔ وہ سونے اور کچے
بھر پور تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ثقیف کے وفد کے
آنے سے پہلے ابو ملیح بن عروہ اور قارب بن اسود اچکے تھے۔ عروہ
اس وقت شہید ہو چکے تھے۔ ان دونوں کا مطالبہ تھا کہ ثقیف سے
ہماری جدائی کر دی جائے۔ اور کندہ ان کے ساتھ کسی معاملہ میں شریک
نہ کیا جائے۔ وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ ان کو فرمایا۔ جس سے تمہاری
مرضی ہو دوستی کر لو۔ کہنے لگے۔ ہمیں اللہ اور اس کی رحمت و دوستی
کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو کیا اپنے خالود ابوسفیان سے

دوستی نہیں کرو گے؟ کہنے لگے ہم اپنے خالو سے بھی دوستی کریں گے۔ پھر حبیب اہل طائفت مسلمان ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور مغیرہ کو لات بٹ کے گرانے کے لیے بھیجا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو بلع بن عروہ نے عرض کیا کہ میرے باپ عروہ کا قرضہ ادا کر دیجئے۔ اور وہ بھی لات بٹ کی رقم سے ادا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ یہ سن کر قارب بن اسود بولا۔ میرے باپ اسود کا قرضہ بھی؟ عروہ اور اسود دونوں بھائی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسود حالتِ شرک میں مر گیا۔ اس پر قارب بولا حضور آپ نے ایک مسلمان (یعنی اپنے متعلق) کی مذکرنا ہے۔ کیونکہ وہ قرضہ اب مجھ پر ہے۔ اس کا مطالبہ مجھ سے ہی ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو حکم دیا۔ کہ عروہ اور اسود دونوں کا قرض لات بٹ کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ پھر حبیب مغیرہ نے اس کا مال ابوسفیان کے پاس جمع کرایا۔ تو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے۔ کہ عروہ اور اسود دونوں کا قرض ادا کر دینا۔ انہوں نے ادا کر دیا۔

ملحہ فکریہ:

ابوسفیان پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والے درج بالا واقعہ کو بار بار پڑھیں۔ کیا کوئی اپنے خدا کو بھی اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے کرتا ہے؟ کیا اس پر لگائی کوئی اتار کر اللہ کے رسول کے حکم سے قرض کی ادائیگی میں صرف کرتا ہے؟ ہوش ہزاروی اور اس کے چیلوں کی حماقت اور بے بسی کا مظاہرہ دیکھئے۔ کہ لکھا۔ ”کہ یزید کے باپ معاویہ کے باپ نے بدر اور احد کا جنگ کیا؟ ابوسفیان کیا بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔ وہ تو سمندر کے کنارے کنارے

واپس مکہ آگئے تھے۔ لیکن عداوت کے ماروں نے بدر میں ابوجہل کے ساتھ ان کی شرکت پر بھی صا د کر دیا۔

فَاخْتَارُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

الزائد خبر (۴)

یزید کے باپ معاویہ کی ماں کلیجہ کھائی تھے،
رسول خدا کے محترم چچا امیر حمزہ کا بعدِ شہادت
کلیجہ چھایا۔

جواب:

دین اسلام کا ایک مسلم قانون ہے۔ کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے۔ تو قبل از اسلام کے اُس کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اس بارے میں آیات نازل ہوئیں۔ وحشی اور ان کے ساتھی جب معلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور اسلام سے قبل اُن سے کئی ایک کبیرہ گناہ ہو چکے تھے۔ تو انہوں نے خیال کیا۔ کہ اسلام قبول کرنے سے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ کیونکہ ہم نے ایسے جرائم کیے ہوئے ہیں۔ جن کی معافی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دل جوئی کے لیے فرمایا۔ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا الخ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک وہ تمام

گنہ معاف کر دے گا۔ یہ وہی وحشی ہے جس نے حضرت حمزہ کو قتل کیا تھا۔ اور کچھ روایات کی بنا پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہندو نے جناب حمزہ کا کلیجہ پھرایا۔ جیسا کہ الزام میں بھی مذکور ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے حبشی اور ان کے ساتھیوں کے پچھلے تمام گنہ معاف کر دینے کا اعلان فرمایا۔ تو ان میں ہندو بھی شامل ہے۔ اب اگر کوئی ہندو وغیرہ کے گنہ معاف ہونے کا اقرار نہیں کرتا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ ذرا کتب ہمارے میں نظر دوڑائی جائے۔ تو واقعات کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔

اسد الغابۃ:

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ ابن بن عبد شمس بن عبد مناف القرشیہ الهاشمیہ امرأة ابی سفیان بن حرب وہی أم معاویہ أسلمت فی الفتح بعد اسلام زوجها ابی سفیان وأقرها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی نکاحہا کان بیعتہما فی الإسلام لیلة وأحیة وكانت امرأة لها نفس وألفة ورأف وعقل۔۔۔۔۔ ان ہند اسلمت یوم الفتح وحسن اسلامہا فلما بائع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النساء فی البیعة ولا تبسرقن ولا تنزینن قالت ہند وهل تنزین الجرة وكسرق قلما قال ولا یقتلن اولادہن قالت ربینا هم صغارا وقتلہم کبارا وسکت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوجہا ابی سفیان وقالت انہ شحیح لا یعطینہا من الاطعام ما یخفیہا

ترجمہ:

ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی اور معاویہ کی والدہ ہے۔ فتح مکہ کے وقت اپنے خاوند ابوسفیان کے بعد اسلام قبول کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے بعد ان دونوں کا نکاح برقرار رکھا۔ ان کے اسلام لانے میں صرف ایک رات کا فرق تھا۔ ہند ایسی عورت تھی۔ جو بہت سخی اور عقل و فہم کی مالک تھی۔ ہند فتح مکہ کے روز

وولدت ہندوی ہشام بن عمرو عن ابیہ قال قالت ہند لا بی سفیان انی ارید ان ابایع محمد اقال قد رايتك تكذب بین هذا الحدیث امس قالت واللہ ما رايت اللہ عید حق عیادہ فی هذا المسجد قبل اللیلۃ واللہ انی اقول الا مصلین قال فانتك قد فعلت ما فعلت فاذهبی برجل من قومك معك فذهبت الی عثمان بن عفان وقیل الی اخیہ ابی حذیفہ بن عتبہ فذہب معہا فاستأذن لها فدخلت وہی ملقبة فقال تبایعنی علی ان لا تشریکی باللہ شیئا وقد کرحوما تقدّم من قولہا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وشہدت الیوم وحرصت علی قتال الزوم مع زوجها ابی سفیان۔

راسد الغابۃ جلد ۵ ص ۵۶۲ تذکرہ ہند بنت عتبہ۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید

اسلام لائی۔ اور اس کا اسلام بہت اچھا تھا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی۔ جس میں یہ وعدہ بھی تھا۔ کہ عورتیں نہ چوری کریں گی۔ اور نہ ہی بدکاری۔ ہند بولی۔ کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے اور چوری کرتی ہے؟ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیسری شرط یہ کہ عورتیں اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ ہند بولی۔ ہم نے انہیں بچپن میں پالا۔ اور بڑے ہو کر ان کو قتل کریں گی؟ ہند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے خاوند ابوسفیان کی شکایت کی۔ کہ وہ بخیل اور کجخوس ہیں۔ وہ اتنا خرچہ بھی نہیں دیتے۔ جو میرے اور میری اولاد کے لیے کفایت کرتا ہو۔ ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہند نے ابوسفیان سے کہا۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ ابوسفیان نے کہا۔ کل تو تو اس بات کی تکذیب کر رہی تھی۔ بولی۔ خدا کی قسم میں نے اس مسجد میں آج رات اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت ہوتی دیکھی جو کبھی نہ دیکھی۔ خدا کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے ساتھی آئے سب نازی ہی تھے۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا۔ کہ جو تیری مرضی ہے۔ جا اپنے کسی رشتہ دار کو ساتھ لے۔ یہ اٹھی اور عثمان بن عفان یا اپنے بھائی حذیفہ بن عتبہ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جب اجازت ملنے پر اندرائی۔ تو سر ٹھکا ہوا تھا حضور نے فرمایا۔ تمہاری بیعت اس شرط پر دلوں گا۔ کہ تو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرے گی۔ بدکاری نہ کرے گی الخ۔ اس کے بعد وہی باتیں ذکر کیں۔ جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ جبکہ یہ لوگ

میں ہند حاضر ہوئی۔ اور اپنے خاوند ابوسفیان کے ساتھ روم کی لڑائی میں مجاہدین اسلام کے جوش و جذبہ بھرکانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

ہند بنت عتبہ کے ایمان لانے کا واقعہ

جب حضور نے مرجا فرمایا۔ اور اس نے اپنے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

الطبقات الکبریٰ لابن سعد

اخبرنا محمد بن عمرو حدثني ابن ابي سريه عن موسى بن عقيب عن ابي حبيب مولى الزبير عن عبد الله بن الزبير قال لسا كان يوم الفتح اسلمت هند بنت عتبة ونساء معها و اتين رسول الله صلى الله عليه وسلم يا لا تطع فبايعناه فتكلمت هند فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم الحمد لله الذي اظهر الدين الذي اناختار له انفسهم ليتفعلى رحمتك يا محمد اتي امرأة مؤمنة يا لله مصدقة برسولك ثم كشفت عن رقابها وقالت انا هند بنت عتبة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مرحبا بك فقالت والله ما كان على اذن اهل خيبر

احب الی من ان یزنی ثواہن غیاۃ ولقد اصیبت
و ما علی الارض اهل خباء احب الی من ان یعزوا
ومن یحبنا ینک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و زیادۃ و قرأ علیہن القرآن و بایعہن فقالت
ہند من ینہن یا رسول اللہ فما سحک فقال
انی لا اصاب فی النساء ان قوی لیمانة امرأ و مثل
قوی لا امرأ و احدة قال محمد بن عمر لما
اسلمت ہند جعلت تضرب صمما فی بیتہا باللہ
حتى فلذتہ فلذت فلذت و ہی تقول کتبنا وکف فی غرور
الصیقات الکبریٰ لابن سعد جلد ثلث ۸ ص ۲۳۶

ذکر ہند بنت عتبہ

ترجمہ:

عبد اللہ بن ربیع کہتے ہیں۔ کہ یوم الفتح کو ہند بنت عتبہ مسلمان ہوئی۔ اور
اس کے ساتھ اور بھی عورتیں مسلمان ہوئیں۔ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور مقام الطبع میں آئیں۔ اور آپ بیت
کر لی۔ ہند اس وقت گفتگو کرتے وقت کہا۔ یا رسول اللہ! تم
تعریفیں اس اللہ پاک کے لیے جس نے اس دین کو غلبہ عطا فرمایا جو اس کا
پسندیدہ ہے۔ تاکہ وہ مجھے اپنی رحمت کے ساتھ مستفید کرے۔ یا محمد!
میں اللہ پر ایمان لانے والی اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والی
عورت ہوں۔ پھر اس نے اپنے چہرہ سے نقاب ہٹایا۔ اور
بولی۔ میں ہند بنت عتبہ ہوں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرجع فرمایا

بولی خدا کی قسم! کل تک مجھے روئے زمین پر سب سے بڑا گھر آپ کا لگتا
نقا۔ اور آج جب میں صبح کو اٹھی۔ تو تمام زمین کے گھروں سے صرف
آپ کا گھر مجھے محبوب لگا۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ فرمائے گا۔
آپ نے ان عورتوں کو قرآن سنایا۔ اور بیعت کر لی۔ ہند بولی۔
یا رسول اللہ! ہم آپ کے ہاتھوں کو چھونا چاہتی ہیں۔ فرمایا میں عورتوں
سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔ بے شک میری بات سوعورت سے بھی
وہی ہی ہے جیسا کہ ایک عورت سے محمد بن عمر بیان کرتا ہے۔ کہ
جب ہند بنت عتبہ نے اسلام قبول کر لیا۔ تو اپنے گھر میں رکھے
ہوئے بت کو کھٹاڑا مار مار کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور کہتی جاتی تھی ہم تیری
طرف سے دھوکہ میں تھے۔

تطہیر الجنان:

مَقْضٰی عَلَیْہِ فِی غَیْبَتِہِ بِذِ الْکَلِمَہِ بِرِضَاہِ
بہ و علی قُوۃ اِسْلَامِہَا اِذْ وُنْ جُمْلَۃَ الْاَوَّلِ
لَمَّا عَلَیْہِ اَنَّ مَحَلَّہٗ لَمَّا فَرِحَتْ دَخَلَتْ الْمَسْجِدَ
الْحَرَامَ لَیْلًا فَرَأَتْ الصَّعَابَةَ قَدْ مَلَّوۃٌ وَاَکْثَرُ
عَلٰی غَايَۃٍ مِنَ الْاُجْتِهَادِ فِی الْمَلُوءِ وَ قَرَأَ الْقُرْآنَ
وَالطَّوَارِیۃَ وَ الدُّکْرَ وَ غَیْرَ ذٰلِکَ مِنْ الْعِبَادَاتِ
فَقَالَتْ وَاَللّٰہِ مَا رَأِیْتُ اللّٰہَ عُبْدَ حَقِّ عِبَادَتِہِ فِیْ هٰذَا
الْمَسْجِدِ قَبْلَ مُذِہِ الْیَسَدِ وَاَللّٰہِ اِنْ یَا کُوۡلَ اَکْثَرِ الْمُصَلِّیْنَ
قَبَا مَآ وَرُکْعًا وَ سَجْدَةً فَتَاطَمَّأْتُ اِلَیْہِ اَوْ کَلَامَ
لَکُنَّهَا خَشِیْتُ اِنْ جَاءَتْ اِلَیَّ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

أَنْ يُقْبَلَ بِهَا عَلَى أَهْلِهَا مِنَ الْمَثَلَةِ الْقَيْدِ بَعْدَ
حَمَزَةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَاءَتْ أَبَا رَجُلٍ مِنْ
قَوْمِهَا لِيَتْبَاعِيَهُ فَوَجَدَهُ خَائِضَةً مِنَ الرِّجَبِ
وَالْبَيْعَةِ وَالْعَفْوِ وَالصَّفْحِ مَا لَمْ يُحْطِرْ بِهَا لَهَا تَر
شَرَطَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تَزِي فِي فَقَالَتْ وَهَلْ تَزِي الْحَرَّةَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ تُجِبْ وَفُتِّحَ الزَّنَانُ إِلَّا مِنَ
الْبَغَايَا الْمُعَذِّاتِ لِيَذَّالِكَ ثُمَّ شَرَطَ عَلَيْهَا أَنْ لَا
تَسْرِقَ فَأَمْسَكَتْ وَلَقَا أَمْسَكَتْ كَانَتْ
عَلَى غَايَةٍ مِنَ التَّخَبُّتِ وَالْيَقْقَلَةِ فَأَثَمَا
أَثَرًا لِبَيْعَةٍ ذَهَبَتْ إِلَى صَوْمِلَهَا فِي بَيْتِهَا
فَجَعَلَتْ تَضْرِبُهُ بِالْقُدُومِ حَتَّى كَسَرَتْهُ
قِطْعَةً قِطْعَةً وَهِيَ تَقُولُ كُنَّا مِنْكَ فِي
عُرُورٍ -

قطعیہ الرجال جنات ص ۸ تا ۹ تذکرہ فی اسلام معاویہ

ترجمہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی عدم موجودگی میں ہند کو اس کے مال سے کچھ لے لینے کا فیصلہ کر دیا۔ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ ابوسفیان اس سے راضی ہی ہوگا۔ اور آپ کو ہند کے پختہ اسلام کا بھی علم تھا۔ کیونکہ اس کے ایمان لانے کے اسباب میں سے ایک یہ تھا کہ جب مکہ فتح ہوا۔ تو یہ ایک رات مسجد حرام میں گئی اس نے دیکھا کہ مسجد صحابہ کرام سے بھری پڑی ہے۔ اور وہ انتہائی حضور

قلب اور جوش و جذبہ کے ساتھ نماز پڑھنے، قرآن کی تلاوت کرنے رکوع و سجود کرنے، طواف و ذکر کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ دیکھ کر بولی کہ خدا کی قسم! آج کی رات سے پہلے کبھی میں نے اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت جو اس کا حق ہے ہوتے نہیں دیکھی۔ خدا کی قسم! ان لوگوں نے نماز قیام، رکوع اور سجود میں ساری رات گزار دی۔ یہ دیکھ کر اسے اسلام پر اطمینان آگیا۔ لیکن اسے یہ خوف تھا کہ اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ تو آپ مجھے سخت ڈانٹ پلائیں گے۔ کیونکہ میں نے آپ کے چچا حمزہ کا بُرا منہ کیا تھا۔ بہر حال وہ اپنی قوم کے ایک آدمی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تاکہ بیعت کرے۔ آپ نے اسے مرجھا کہا۔ اور اس نے دیکھا کہ آپ کی ذات میں درگزر معافی اور کشادہ دلی اتنی ہے جس کا دل تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی ایک شرط پیش فرمائی کہ تو زنا نہیں کرے گی۔ بولی یا رسول اللہ! کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے؟ وہ سمجھتی تھی کہ بدکاری صرف وہی عورتیں کرتی ہیں۔ جو پیشہ ور ہوتی ہے پھر آپ نے چوری نہ کرنے کی شرط لگائی۔ وہ رگ گئی۔ جب مسلمان ہو گئی۔ کیونکہ اس کا بیعت کرنا حقیقت پر مبنی تھا۔ وہ پھر اپنے گھر کے بت کے پاس کھڑا لے کر آئی۔ اور اسے مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور کہتی جاتی تھی۔ اہم تیری دھم سے دھوکہ میں تھے۔

الناہیہ:

اخرج البخاری فی صحیحہ عن عائشة

قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بْنُ عَتَبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خَبَاءٍ أَحَبَّ
لِي أَنْ يَذْكُرُوا مِنْ أَهْلِ أَهْلِيكَ ثُمَّ مَا أَصْبَحَ
الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلٌ نَحْبَاءُ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ
يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خَبَائِكَ قَالَ وَ أَيْضًا وَ الَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سَفِيَّانَ رَجُلٌ
مَسِيئٌ خَلَلَ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أَطْعِمَهُ مِنَ الَّذِي لِي
هَيَالُهُ قَالَ بِالْمَعْرُوفِ وَ لِلْحَدِيثِ طَرَقَ كَثِيرَةٌ
وَفِي قَوْلِهِ وَ أَيْضًا وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ تَصَدَّقْتُ
لَهَا وَ أَخْبَاءُ بِزِيَادَةٍ حَقَّقَهَا بَعْدَ ذَلِكَ وَ مَنْ قَرِئَ
الْعَكْسَ فَقَدْ وَ هَمَّ -

(الناهيّة عن طعن المعاوية ص ۴۴)

ترجمہ: امام بخاری نے اپنی صحیح میں یہ حدیث لکھی ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ
بیان فرماتی ہیں۔ ہند بنت عتبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
ماضی ہو کر کہا یا رسول اللہ! آج سے پہلے میرے نزدیک آپ کا گھر
روئے زمین کے تمام گھرانوں سے زیادہ حقیر و ذلیل لگتا تھا۔ پھر آج
ایسا ہے۔ کہ زمین پر بسنے والا کوئی گھرانہ آپ کے گھرانے سے مجھے
زیادہ عزت و توقیر والا نہیں لگتا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان
ایک نہایت ہی بخیل شخص ہے۔ تو کیا میں اس کی اجازت کے بغیر
اس کے زیرِ تربیت افراد پر خرچ کر لیا کروں؟ فرمایا ہاں معروف طریقے
کے ساتھ اس حدیث کی روایت کئی طریقوں کے ساتھ ہے

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ“ کے الفاظ ہند بنت عتبہ کی تصدیق اور
اس کی ریاقتِ محبت کی خبر دیتے ہیں۔ اور جس نے اس کا عکس سمجھا اس
نے وہ ہم کیا۔

مذکورہ عبارات سے درج ذیل امور معلوم ہوئے

۱۔ ہند بنت عتبہ عقل و رائے والی تھی۔

۲۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کو احسن طریقہ سے اپنایا۔

۳۔ ایمان کی مضبوطی کی ایک وجہ صحابہ کرام کا دل جمعی سے اللہ کا عبادت کرنا تھا۔

۴۔ قبولِ ایمان کے بعد اپنے گھر میں رکھے بت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور اس کو
فریجی کہا۔

۵۔ قبولِ اسلام کے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔ کہ اللہ نے دین کو غلبہ میں لیے
عطا فرمایا۔ تاکہ ہمیں اپنی رحمت سے نوازے۔

۶۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جب چہرہ سے نقاب ہٹا کر اپنا تعارف کروایا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرعوب فرمایا۔

۷۔ جب ہند بنت عتبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ کی قبل اسلام اور بعد
اسلام اپنے دل میں پائی جانی والی کیفیت بیان کی۔ تو آپ نے اس محبت
کی زیادتی کی دعا فرمائی

۸۔ ابوسفیان کی غیر موجودگی میں اس کا مال خرچ کرنے کی اجازت دینا اس امر
کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے
بارے میں اعتماد تھا۔ کہ وہ میرے حکم سے ناراضگی کا اظہار نہیں کرے گا

وہاں یہ بھی اعتقاد تھا کہ اس کی بڑی آٹنا ہی خرچ کرے گی۔ جتنی ضرورت ہوگی۔

۹۔ صحابہ کرام کی نمازیں، تلاوت قرآن، طواف کعبہ اور ذکر و دعا کو دیکھ کر ہند نے کہا کہ اس گھر میں ایسی عبادت کبھی دیکھنے میں نہ آئی۔ گویا ان لوگوں نے عبادت کا حق ادا کر دیا ہے۔

۱۰۔ ایمان لانے سے قبل یا اظہارِ ایمان سے قبل ہند کو یہ شبہ تھا کہ میں نے جو کچھ آپ کے چچا حمزہ کا مشلہ کیا ہو ہے۔ اس لیے آپ ضرور سزائیں فرمائیں گے۔ لیکن سامنے آنے پر آپ نے ہند کے لیے مہربان فرمایا۔ اور درگزر فرمایا۔ یہ سلوک دیکھ کر وہ فوراً مسلمان ہو گئی۔

۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے بارے میں ہند کے قبل اسلام اور بعد اسلام متضاد خیالات و کیفیات کتب حدیث میں کئی طریقوں سے مروی ہیں۔ اور یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو آپ نے ہند کے لیے محبت کی زیادتی کی دعا مانگی۔ وہ اس کے پختہ اسلام کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے خلاف وہم ہے۔

لمحہ فکریہ ۱

ہند بنت عتبہ کے ایمان لانے اور پھر اس کے ثابت قدم رہنے کی شہادت آپ مختلف حوالہ جات سے ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ایسی کامل الایمان عورت کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہربان فرمائیں۔ اس کے حق میں دعا خیر فرمائیں ایک نام نہاد محدث ”کلیجہ چبائی“ ایسے حقارت آمیز الفاظ کہتا پھرے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسے در رسول اللہ کی تعلیمات و ارشادات کا پاں ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین۔ جب اللہ تعالیٰ ایمان لائے والوں

کے سابلہ گناہوں کے بارے میں لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ فرما کر عام معافی و مغفرت کا اعلان فرمائے۔ تو دوسرا کون ہے کہ وہ ایسے شخص کے سابلہ گناہوں کو الزام بنا کر پیش کرتا پھرے۔ ہند نے اگر کلیجہ چبایا تھا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا۔ اس کا دکھ بھی آپ کو ہی ہو سکتا تھا۔ تبھی تو ہند نے یہ سمجھا کہ آپ میری توبیخ فرمائیں گے۔ لیکن جن کا چچا اور جس سے توبیخ کا خطرہ تھا انہوں نے تو معمولاتِ سرزنش بھی نہ فرمائی۔ اور نہ ہی کلیجہ چبانا یاد کرایا۔ بلکہ مہربان اور دعاؤں سے نوازا۔ لیکن محدث ہزاروی کو کس بنا پر دکھ ہو رہا ہے۔ کہ وہ معاف شدہ غلطیوں کو صدیوں بعد لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اور اگر یہ دیکھا جائے کہ اللہ اور اس کا رسول دلوں کے حالات پر مطلع ہوتے ہیں۔ تو جب ہند نے کہا کہ اب آپ کا گھر نہ مجھے تمام دینا کے گھرانوں سے پیارا لگتا ہے آپ اگر اس میں بناوٹ یا نفاق پاتے تو فرماتے۔ جھوٹ کہہ رہی ہو۔ یا اللہ تعالیٰ اہی بذریعہ وحی ارشاد فرما دیتا۔ محبوب ایہ جھوٹی ہے۔ جب ان کی طرف سے اس قسم کا کوئی اشارہ تک نہیں۔ بلکہ مہربانیت کے ساتھ ایمان قبول کر لینے کی خبریں ہیں۔ تو پھر محدث ہزاروی کو آج یہ کہاں سے علم ہو گیا کہ ہند بنت عتبہ مسلمان نہیں تھی۔ اور منافقہ تھی۔ آج اگر ہند بنت عتبہ کہیں سے آجائے۔ اور محدث ہزاروی کی اپنے بارے میں یہ باتیں پڑھے۔ تو ممکن کہ جو شخص ایمان میں اگر اسی طرح اس کا کلیجہ چبا ڈالے۔ جس طرح حالت کفر میں اس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزاد فی (۵)

یزید کا باپ معاویہؓ شہنشاہِ شہنشاہ
آلِ واصحابِ رسولؐ ہے قرآن و سنت
گواہ ہے

جواب ہے۔

جس اشتہار کے اقتباسات میں سے یہ ایک اقتباس ہم نے پیش کیا۔
اس کے مرتبین نے یہ استلزام کیا تھا۔ کہ ہم بانی بغاوت یزیدؓ کے باپ معاویہؓ
کے باحوالہ کارنامے درج کریں گے۔ ان کارناموں میں سے تین کارنامے اس
الزام میں بھی مذکور ہیں۔ اور ان کے حوالہ کے لیے صرف یہ لکھ دیا گیا۔ ذکر قرآن و سنت
گواہ ہیں) الزام کا حوالہ دینے کا یہ طریقہ کونسا طریقہ ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ قرآن کو ہم
کی کم از کم ایک ایک آیت تینوں الزامات پر پیش کی جاتی۔ اور کم از کم تین
احادیث بھی اس کی تائید و توثیق میں ذکر جاتیں۔ خود محدث ہزاروی تو شارح
ہے نہیں۔ کہ اس کی بات قرآن و سنت بن جائے۔ جب حوالہ کوئی نہ پیش کیا۔
اور نہ ہی پیش کر سکتے ہیں۔ تو پھر بھی کہا جائے گا۔ کہ حسد و بغض کی آگ نے یہ اگلنے
پر مجبور کیا تھا۔ اور ان کے سینوں میں جو کینہ ہے۔ یہ سب اس کی کرم فرمائی ہے

در ذل قرآن و سنت میں تو امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بکثرت موجود ہیں۔ حصار
ہیں۔ ان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا کے عمومی حکم میں
یہ بھی داخل ہیں۔ کاتب وحی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ہدیٰ اور مہدیٰ
کی دعا فرمائی۔ ان تمام مناقب عمومی اور خصوصی سے محدث ہزاروی کی آنکھیں بند
ہیں۔ اور اسے امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کی کوئی غریبی نظر نہیں آتی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزمر نمبر (۶)

یزید کا باپ معاویہ جدی دشمنِ دین ایمان فتح
مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ذکر کے بارے
مسلمان ہوئے

الزمر نمبر (۷)

معاویہ ابن ابوسفیان اپنے باپ سمیت
ان منافقوں سے ہے جن کا لقب مؤلفہ اُطرب

ان دونوں الزامات کا جواب

جہاں تک عبارت مذکورہ کی گستاخی کا معاملہ ہے۔ وہ ڈھکی چھپی نہیں
امیر معاویہؓ کو دشمنِ دین و ایمان کہنا اور مکہ کے کافروں میں سے کہنا خلافِ اصل
بھی ہے۔ امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کو فتحِ مکہ کے وقت اسلام لانے والوں
میں شمار کرنا واقعات سے جہالت کی دلیل ہے۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ

امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ اس سے قبل مشرفِ اسلام ہو چکے تھے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔
تطہیر الجنان:

عَلَى مَا حَكَاهُ الْوَاقِدِيُّ بَعْدَ الْحَدِيثِ
وَكُنْزِ إِسْلَامَهُ عَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى أَهْلَهُ
يَوْمَ الْفَتْحِ فَتَوَفَّى عُمَرُو الْقَضِيَّةَ الْمَتَأَخِّرَةَ عَنْ
الْحَدِيثِ الْوَاقِعَةِ سَنَةَ سَبْعٍ قَبْلَ
فَتْحِ مَكَّةَ بِسَنَةِ كَانَ مُسْلِمًا وَيُؤَيِّدُهُ مَا
أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ مِنْ طَرِيقِ مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ بْنِ
عَلِيٍّ بْنِ الْعَابِدِ بْنِ ابْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ وَ
أَهْلُ الْحَدِيثِ فِي الْبُخَارِيِّ مِنْ طَرِيقِ طَاوُسٍ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ بِإِسْنَادٍ مُشْتَبِّهِ قُصْرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ خِلَاْفًا لِمَنْ حَصَرَنِي الْأَوَّلُ
الِدَّلَالَةَ عَلَى أَنَّهُ كَانَ فِي عُمَرُو الْقَضِيَّةِ مُسْلِمًا
أَمَّا الْأَوَّلُ فَتَوَضَّحَ لِأَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ ذَلِكَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ
وَهَذَا ثَمَانِينَ أَنَّ ذَلِكَ التَّقْصِيرَ كَانَ فِي الْفُتُورِ
لَا قَهْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجَّةِ الْوُدِّ إِنْ حَقَّقَ
وَقَدْ أُجْلِبَ وَأَمَّا الثَّانِيَةُ فَلَا تَهْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمْ يَقْصُرْ فِي حُجَّةِ الْوُدِّ أَصْلًا لَا بِمَكَّةَ
وَلَا بِمِنًى فَتَعَيَّنَ أَنَّ ذَلِكَ التَّقْصِيرَ

إِنَّمَا كَانَ فِي الْعَصْرِ۔

(تظہیر الجنان ص ۷ فصل اول)

ترجمہ: واقعہ کے قول کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ مدینہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ اور دوسروں کا کہنا ہے کہ مدینہ کے دن مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اپنے والدین سے اسلام چھپائے رکھا۔ یہاں تک کہ فتح مکہ کے روز ظاہر کر دیا۔ ایمان لانے کے وقت امیر معاویہ عمرہ القضاء میں شریک تھے جو صلح مدینہ کے بعد جو سات بھری میں ہوا تھا۔ سے ایک سال قبل ادا کیا گیا تھا۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جو امام احمد نے امام محمد باقر سے ان کے آباؤ اجداد کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی۔ وہ یہ کہ معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے پہاڑی کے قریب بال شریف کاٹے علاوہ انہیں صاحبانِ حدیث کی روایت جو بخاری میں ہے۔ اس کی تائید کرتی ہے۔ یہ روایت جناب ابن عباس سے طاؤس نے بیان کی ہے۔ وہ یہ کہ معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے تمینچی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال چھوٹے کیے۔ اس روایت میں مروہ کا ذکر نہیں ہے۔ تائید اس امر کی ہے کہ امیر معاویہ عمرہ القضاء میں مسلمان ہو چکے تھے۔ پہلی روایت تو اس امر کی واضح تائید کرتی ہے کہ چونکہ اس میں مروہ کے پاس بال کاٹنے کا ذکر ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بال کاٹنا۔ عمرہ میں واقع ہوا تھا۔ کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے بالاجماع سر انور منلی میں منڈوایا۔ دوسری روایت میں تائید اس طرح سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں

بال کاٹے ہی نہیں۔ نہ مکہ میں اور نہ منی میں۔ لہذا یہی متعین ہوا کہ واقعہ عمرہ القضاء میں ہوا۔

توضیح:

(روایت مذکورہ کی توضیح و تشریح حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "امیر معاویہ" میں درج ذیل الفاظ سے کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

امیر معاویہ:

صحیح یہ ہے کہ امیر معاویہ خاص صلح مدینہ کے دن مسلمان ہوئے۔ مگر مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رہے۔ پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرمایا۔ جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔ وہ ظہور ایمان کے لحاظ سے ہے۔ جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر وہ جنگ بدر کے دن ہی ایمان لائے تھے۔ مگر احتیاطاً اپنا ایمان چھپائے رہے۔ اور فتح مکہ میں ظاہر فرمایا۔ تو لوگوں نے انہیں بھی فتح مکہ کے مومنوں میں شمار کر دیا۔ حالانکہ آپ قدیم الاسلام تھے۔ بلکہ بدر میں بھی کفار مکہ کے ساتھ مجبوراً تشریف لائے تھے اسی لیے نبی پاک نے ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی مسلمان عباس کو قتل نہ کرے۔ وہ مجبوراً لائے گئے ہیں۔ امیر معاویہ کے مدینہ میں ایمان لانے کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام احمد نے امام باقر امام زین العابدین ابن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کہ امام باقر سے عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ ان سے امیر معاویہ نے فرمایا کہ میں نے حضور کے احرام سے فارغ ہوتے وقت حضور کے سر شریف کے بال کاٹے مروہ پہاڑ کے پاس۔ نیز وہ حدیث بھی دلیل ہے جو بخاری نے بروایت طاؤس عبد اللہ بن عباس سے روایت فرمائی کہ حضور کی یہ حجامت

کرنے والے امیر معاویہ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ حجامت عمرہ القضاء میں واقع ہوئی۔ جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد ۸ھ میں ہوا۔ کیونکہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کیا تھا۔ اور قارن مروہ پر حجامت نہیں کرتے۔ بلکہ منیٰ میں دوہیں ذی الحجہ کو کرتے ہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ ووداع میں بال ذکوانے تھے۔ بلکہ سر منڈوایا تھا۔ ابو طلحہ نے حجامت کی تھی۔ تو لامحالہ امیر معاویہ کا یہ حضور کے سر شریف کے بال تراشنا عمرہ قضایں فتح مکہ سے پہلے ہوا۔ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے تھے۔ اور عذر و مجبوری ناواقفیت کی حالت میں ایمان ظاہر نہ کرنا جرم نہیں۔ کیونکہ حضرت عباس نے قریباً چھ برس اپنا ایمان ظاہر نہ کیا۔ مجبوری کی وجہ سے۔ نیز اس وقت ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسلام کا اعلان ضروری ہے۔ لہذا اس ایمان کے مخفی رکھنے میں نہ امیر معاویہ پر اعتراض ہو سکتا ہے نہ حضرت عباس پر رضی اللہ عنہما جمعین۔ ہماری اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ نہ فتح مکہ کے مومنین میں سے ہیں۔ نہ مؤلفۃ القلوب میں سے۔ (امیر معاویہ تصنیف مفتی احمد یار خاں مرحوم ص ۳۸ تا ۳۹)

نوٹ:

”مؤلفۃ القلوب“ کا مقصد یہ ہے کہ غیر مسلموں کے اسلام کی طرف دل مائل کرنے کے لیے مال و کوفۃ میں سے ان کی مدد کرنا محدث ہزاروی نے ”مؤلفۃ القلوب“ کا امیر معاویہ کو داخل کر کے ان کا کفر ثابت کیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت امیر معاویہ کو سوانہ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی تھی۔ اب اس عطا پر مذکورہ سوال آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو جو مذکورہ مالی امداد دی تھی۔ وہ تالیف قلب کے لیے نہ تھی۔ کیونکہ تالیف قلب اس شخص کی مطلوب ہوتی ہے۔ جو ابھی مسلمان نہ ہوا ہو۔ اور واقعہ

ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس انعام دینے جانے سے قبل ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے اور یہ امداد اسی قسم کی تھی۔ جیسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو عطا فرمائی تھی۔ وہ اس قدر تھی۔ کہ حضرت ابن عباس اسے اٹھا بھی سکے تھے۔ جب حضرت عباس اس امداد کی وجہ سے مؤلفۃ القلوب میں شامل نہیں تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان میں شامل کرنا کس طرح درست ہے۔ اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے۔ تو پھر بھی محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کے مرموعات باطلہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کی تالیف قلب فرمائی۔ اور وہ اس کو مہر سے مشرف باسلام ہو گئے کیا وہ اتنی خطیر رقم ملنے کے بعد مرتد اور کافر ہو گئے تھے۔ یا اسخ فی الایمان ہو گئے تھے؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بعد والی زندگی ان کے اسخ فی الایمان ہونے کی تین دلیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کاتب وحی مقرر فرمایا۔ ان کے لیے اللہ سے دعائیں مانگیں۔ اور ان کے دور خلافت میں لاکھوں غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دین و اسلام کا دشمن اور تالیف قلب کی وجہ سے کافر و منافق ثابت کرنا یہ بتلاتا ہے کہ اس نظریہ کے قائل خود ایمان و اسلام سے بہت دور ہیں۔ اور اپنی آخرت برباد کرنے والے ہیں

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام مقبرہ

معاویہؓ لدلہوسفیان منافق فتح مکہ کے ڈر کے مارے

مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں

قرآن پاک ۱۱۴ سورہ بحدہ میں ہے قرآن سے ثابت ہوا اور اس گروہ کا ایمان مردود ہے لہذا
جواب:

آیت مذکورہ جو سورہ بحدہ میں ہے۔ محدث ہزاروی اور اس قماش کے دیوبندیوں
مردودیوں اور نام نہاد پیروں نے اس سے مراد فتح مکہ لیا ہے۔ یہ تفسیر کئی وجہ سے غلط
ہونے کے علاوہ کسی متداول تفسیر سے مطابقت نہیں رکھتی۔ ان لوگوں کا خیال ہے
کہ آیت مذکورہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے
اور ان میں سے صرف انہیں دو نظر آتے ہیں (یعنی ابوسفیان اور ان کے بیٹے امیر معاویہؓ)
باقی ایک ہزار کے قریب مشرف باسلام ہونے والے یا تو انہیں نظر نہیں آتے (تو اس
طرح ایک تاریخی حقیقت کو جھٹلایا جا رہا ہے) اور اگر نظر آتے ہیں۔ تو پھر آیت کے
حکم سے خارج کرنے کے لیے شائمان کے پاس جبرئیل کوئی پیغام لایا ہو۔ اور
اگر یہ دونوں احتمالات نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ امیر معاویہؓ اور ابوسفیان کو تو اس دن
ایمان لانا قطعاً مفید نہ ہوا۔ دوسروں کو مفید ہو گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اگر آیت سے
مراد فتح مکہ کے روز اسلام لانا ہو۔ تو ایک ہزار صحابہ کرام کے لگ بھگ کو غیر مسلم قرار
دیا جا رہا ہے۔ علاوہ انہیں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ دونوں حضرات فتح مکہ سے

قبل ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ اس لیے از روئے تحقیق اس آیت کے مطلوبہ مقہوم
میں یہ داخل ہی نہیں۔

ایک اور حقیقت یہ ہے کہ آیت مذکورہ کا شان نزول باتفاق مفسرین جو بیان کیا
ہے۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ اے کافرو! ہمارے اور تمہارے درمیان جلد
فیصلہ ہو جائے گا۔ اور وہ فیصلہ یوم الفتح ہے کہ ہو گا۔ اس پر کفار ازراہ مذاق کہا کرتے تھے۔
وہ یوم الفتح کب آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں آیت اتاری۔ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ
لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِيْصَادُهُمُ الْفَتْحِ۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ یوم الفتح کو کافروں کا ایمان لانا قطعاً نفع نہ دے گا۔ اور نہ ہی
انہیں ہلاکت دی جائے گی۔

آیت مذکورہ میں چونکہ یوم الفتح کو کسی کا ایمان لانا قطعاً ناقابل قبول قرار دیا گیا۔ تو
اس بنا پر اس سے مراد یہ لی گئی کہ یوم الفتح یا تو قیامت کے لیے استعمال ہوا یا وہ دن
کہ جس دن کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے کا حکم ہو۔ قیامت کے دن بھی کسی
کافر کا ایمان نامقبول اور عذاب الہی کے حکم کے بعد بھی ایمان مردود۔ ہاں کچھ مفسرین کرام
نے اس سے دفعہ مکہ مراد لیا۔ لیکن وہ ایمان کی عدم قبولیت کی شرط کی وجہ سے
اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز قسری کفار کے وقت کسی کافر کا ایمان لانا سودمند
نہ ہو گا۔ ان تینوں احتمالات سے ہٹ کر چوتھا احتمال جو محدث ہزاروی وغیرہ کا ہے۔
یہ احتمال صرف انہی کو سوچا۔ ان کے سوا کسی مفسر نے یہ احتمال بیان نہیں کیا۔ اور اہل تشیع
کا طریقہ بھی یہی چلا آ رہا ہے۔ کہ وہ آیت جو کفار و منافقین کے بارے میں نازل ہوئی
انہیں حضرات صحابہ کرام خصوصاً خلفائے ثلاثہ پر چسپاں کرتے ہیں۔ ان کی پیروی میں
محدث ہزاروی وغیرہ یہ آیت جو کفار کے جواب کے طور پر نازل ہوئی تھی۔ اسے
امیر معاویہؓ اور ابوسفیان پر چسپاں کر دیا۔ اگر بالفرض یہ تفسیر موضوع تسلیم کر لی جائے

تو پھر آیت کے آخری الفاظ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (انہیں مہلت نہ دی جائے گی) اس کی تردید شدید کرتے ہیں کہ چونکہ جن لوگوں کے بارے میں یہ نازل ہوئی، انہیں یومِ فتح مکہ کے بعد مہلت نہ مل سکے گی۔ یعنی وہ زندہ نہ چھوڑے جائیں گے۔ تو اس بنا پر امیر معاویہ اور ابوسفیان کو بھی مہلت نہ ملتی۔ لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے۔

امیر معاویہ

نے حضرت علی المرتضیٰ کا دورِ خلافت دیکھا۔ حتیٰ کہ خود غلیظہ مقرر ہوئے۔ اسی بنا پر محدث ہزاروی انہیں باطنی طاعنی مبتدع و غیرہ کہہ رہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ کا شان نزول اور ہے۔

اب ہم چند متداول تفاسیر سے آیت مذکورہ کے مفہوم پر روشنی ڈالتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر:

رَقِلَ يَوْمَ الْفَتْحِ (اُتِيَ) إِذَا حَلَّ بِكُمْ بَأْسُ اللَّهِ وَ مَحْظُطُهُ وَ عَضْبُهُ فِي الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ) كَمَا قَالَ تَعَالَى (فَلَمَّا جَاءَ ثَلُثُ رُسُلِهِم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ) الْآيَتِينَ - وَمَنْ رَعَى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ هَذَا الْفَتْحِ فَتْحُ مَكَّةَ فَقَدْ اتَّبَعَ النَّجْبَةَ وَ أَخْطَاهُ فَافْحَشْ فَإِنَّ يَوْمَ الْفَتْحِ قَدْ قِيلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِسْلَامُهُ مَطْلَقًا فَلَمَّا كَانَ قَدْ كَانُوا قَرِيبًا مِنَ الْفَيْنِ وَلَوْ كَانَ الْمُرَادُ فَتْحَ مَكَّةَ لَمَا قِيلَ (إِسْلَامُهُمْ لِقَوْلِهِ تَعَالَى رَقِلَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانُهُمْ

وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ) وَإِنَّمَا الْمُرَادُ الْفَتْحُ الَّذِي هُوَ الْقَضَاءُ وَالْفَضْلُ كَقَوْلِهِ (فَا فَتَحَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُمْ فَتْحًا) الخ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص ۲۶۲ سورہ سجدہ آخری آیت)

منہجاً

یومِ الفتح سے مراد ایسا دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس کا غضب اُن پر پڑے۔ وہ دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ تو ایسے دن کا نور کا ایمان لانا ہرگز سودمند نہ ہو گا۔ اور نہ ہی مزید مہلت دی جائے گی۔ جیسا کہ ایک اور آیت میں ارشاد ہوا: "پھر جب ان کے پاس اُن کے پیغمبر بینات لے کر آئے۔ تو وہ اپنے علم پر غشی کا اظہار کرنے لگے۔ اور جس نے اس دن کو مراد۔ اور فتح مکہ کا دن" لیا ہے تو وہ مقصود سے بہت دور ہے اور اس کی غلطی بڑی فاحش غلطی ہے۔ کیونکہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام لوگوں کا اسلام قبول فرمایا جو اسلام لائے۔ اور وہ تقریباً دو ہزار تھے۔ اگر مراد فتح مکہ کا دن ہوتا۔ تو اس آیت کریمہ کے حکم کے مطابق آپ اُن کا ایمان و اسلام ہرگز قبول نہ فرماتے تو معلوم ہوا کہ "فتح" سے مراد قضا و الہی اور فیصلہ کا دن ہے۔ جیسا کہ یہی لفظ اسی معنی میں فَا فَتَحَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُمْ فَتْحًا وغیرہ کئی آیات میں استعمال ہوا ہے۔

تفسیر طبری:

حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ قَالَ ابْنُ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ هَذَا يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانُهُمْ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ إِذَا

جَاءَ الْعَذَابُ - عَنْ مَجَاهِدٍ يَوْمَ الْفَتْحِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَقَوْلُهُ وَلَا هُمْ يَنْظُرُونَ يَقُولُ وَلَا هُمْ يَنْظُرُونَ
لِلثَّوْبَةِ وَالْمِرْأَجَعَةِ -

(تفسیر طبری ج ۲ ص ۷۳ مطبوعہ بیروت) سورہ سجدہ آخری آیت
ترجمہ: ابن زبیر نے اس آیت کے متعلق کہا کہ یوم الفتح سے مراد "عذاب آنے
کا دن" ہے۔ مجاہد سے ہے کہ یوم الفتح سے مراد "قیامت کا دن" ہے۔
اور لَا يَنْظُرُونَ کا معنی یہ ہے کہ انہیں توبہ کرنے کے لیے ٹھیل
نہ دی جائے گی۔ اور نہ ہی کفر سے رجوع کرنے کا وقت۔

تفسیر درمنثور:

عن مجاهد في قوله قل يوم الفتح قال يوم القيامة
وأخرج عبد الرزاق وابن جرير وابن المنذر
وابن أبي حاتم عن قتادة في قوله قل يوم الفتح
قال يوم القضاء وفي قوله لا ينظرون أنهم منتظرون
قال يوم القيامة -

(تفسیر درمنثور جلد پنجم ص ۷۹ سورہ سجدہ آخری آیت)
ترجمہ: مجاہد نے کہا ہے کہ یوم الفتح سے مراد "قیامت کا دن" ہے۔
جناب قتادہ سے مروی کہ اس سے مراد "فیصلہ کا دن" ہے۔
اور آیت کے اندر انتظار سے مراد "قیامت کے دن کا انتظار" ہے۔

تفسیر مظہری:

يَوْمَ الْفَتْحِ الْخِ الْمُبَادَرُ مِنْهُ أَنَّ الْمُرَادَ بِيَوْمِ الْفَتْحِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَنَّ إِيْمَانَ ذَلِكَ الْيَوْمِ لَا يَنْفَعُ

الْبَيْتَةِ وَمَنْ حَمَلَ عَلَى الْفَتْحِ مَكَّةَ أَوْ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ
مَعْنَاهُ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقُتِلُوا أَوْ مَاتُوا
عَلَى الْكُفْرِ أَيْ مَا لَهُمْ حِينَ رَأَوْا الْعَذَابَ بَعْدَ
مَوْتِهِمْ وَلَا هُمْ يَنْظُرُونَ أَيْ يَمَهِّلُونَ - (تفسیر
مظہری جلد ۷ ص ۲۷۹) سورہ سجدہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے متبادر "یوم القیامت" ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن
ایمان لانا یقیناً نامقبول ہوگا۔ اور جس نے اس سے مراد فتح مکہ یا بدر کا
دن لیا ہے۔ اس نے معنی یہ کہا ہے۔ کہ ان لوگوں کو کفار کا ایمان قبول
نہ ہوگا۔ جو کفر کی حالت پر مگر گئے۔ یا قتل کر دیئے گئے۔ اور بعد موت جس
وقت انہوں نے عذاب دیکھ لیا۔ اور نہ ہی انہیں ہملت دی جائے گی

تفسیر کبیر:

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ الْخِ أَيْ لَا يُشْبِلُ إِيْمَانَهُمْ فِ
تِلْكَ الْحَالَةِ لِأَنَّ الْإِيْمَانَ الْمَقْبُولَ هُوَ الَّذِي
يَكُونُ فِي دَارِ الدُّنْيَا وَلَا يَنْظُرُونَ أَيْ لَا يَمَهِّلُونَ
بِالْعَادَةِ إِلَى الدُّنْيَا لِيُؤْمِنُوا فَيُقْبَلُ
إِيْمَانُهُمْ - (سورہ سجدہ آخری آیت مطبوعہ مصر)

(تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۱۸۸)

ترجمہ: ان کفار کا ایمان اس حالت (قیامت) میں مقبول نہ ہوگا۔ کیونکہ
ایمان مقبول وہ ہوتا ہے۔ جو دنیا میں لایا جائے۔ اور نہ ہی ان کو
ہملت دی جائے۔ کہ وہ دنیا میں دوبارہ بھیجیں جائیں۔ پھر وہ ایمان
لائیں۔ اور ان کا پھر ایمان قبول کر لیا جائے۔

تفسیر جمل:

قَوْلُهُ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ الْخَ هَذَا ظَاهِرٌ عَلَى تَقْدِيرِ
 أَنْ يَزِيدَ بِيَوْمِ الْفَتْحِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 لِأَنَّ الْإِيمَانَ الْمَقْبُولَ هُوَ الَّذِي يَكُونُ
 فِي دَارِ الدُّنْيَا وَلَا يُقْبَلُ بَعْدَ خُرُوجِهِمْ
 مِنْهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ أَيْ يَمْلِكُونَ بِالْإِعَادَةِ
 إِلَى الدُّنْيَا لِيُثْمِرُوا وَمَنْ حَمَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ
 عَلَى يَوْمٍ بَدْرٍ أَوْ يَوْمٍ فَتَحَ مَكَّةَ قَالَ مَعْنَاهُ
 لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانُهُمْ إِذَا جَاءَ
 هُمُ الْعَذَابُ وَقِيلُوا إِنَّا إِيْمَانُهُمْ حَالَ
 الْقَتْلِ إِيْمَانٌ اضْطِرَّ بِهِ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ
 أَيْ يَمْلِكُونَ بِتَأْخِيرِ الْعَذَابِ عَنْهُمْ وَلَمَّا
 فَتَحَتْ مَكَّةَ مَرَبَتْ قَرْصَمٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ
 فَلَحِقَهُمْ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَأَظْهَرُوا الْإِسْلَامَ فَلَمْ
 يَقْبَلَهُمْ خَالِدٌ وَقَتْلَهُمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى
 لَا يَنْفَعُ الْخ

د تفسیر جمل جلد سوم ص ۲۲۰) سورہ سجدہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد اگر یوم القیامت لی جائے۔ تو بات واضح ہے
 کیونکہ ایمان مقبول وہی ہوتا ہے۔ جو دنیا میں رہتے ہوئے لایا
 جائے۔ اور دنیا سے الگ جانے کے بعد مقبول نہیں ہوتا۔ ایسے
 لوگوں کو دنیا میں دوبارہ آنے کی ہمت نہیں دی جائے گی۔ تاکہ انہیں

ایمان لانے کا موقع دیا جائے۔ اور جس نے یوم الفتح سے مراد بدر کا دن
 یا فتح مکہ کا دن لیا ہے۔ اس نے اس آیت کا معنی یہ بیان کیا کہ کافر یا
 کافر ایمان لانا اس وقت کارآمد نہ ہوگا جب عذاب ان پر پہنچا اور وہ
 قتل کر دیئے گئے۔ کیونکہ قتل کی حالت میں ایمان لانا اضطراری ایمان
 ہے۔ اور ان لوگوں کو عذاب مؤخر کر کے ہمت بھی نہ دی جائے گی۔
 جب مکہ فتح ہوا تھا تو بنی کن نہ کی ایک جماعت بھاگ کھڑی ہوئی۔
 خالد بن ولید نے انہیں جا پکڑا۔ انہوں نے اپنا اسلام لانا ظاہر
 کیا۔ لیکن خالد بن ولید نے قبول نہ کیا۔ اور انہیں قتل کر دیا۔ تو یہ ہے
 تفسیر اللہ تعالیٰ کے قول لَا يَنْفَعُ الْخ

تفسیر صاوی:

قَوْلُ يَوْمِ الْفَتْحِ (يُنْزَلُ إِلَى الْعَذَابِ بِسَبْعِ
 لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ
 يُنْظَرُونَ) يَمْلِكُونَ لِيَتُوبَ أَوْ مُعَذَّرُونَ۔

د تفسیر صاوی جلد سوم ص ۲۲۹)

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد کفار پر عذاب اتارنے کا دن ہے اس
 دن انہیں توبہ اور معذرت کی ہمت نہ دی جائے گی۔ اور نہ ہی
 اس دن کا ایمان لایا ہوا مفید ثابت ہوگا۔

تفسیر خازن:

قَوْلُ يَوْمِ الْفَتْحِ (يَعْنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَنْفَعُ
 الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانُهُمْ أَيْ لَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ
 الْإِيْمَانُ وَمَنْ حَمَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى فَتْحِ مَكَّةَ

أَوِ الْقَتْلِ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ مَعْنَاهُ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ
كَفَرُوا وَإِيْمَانُهُمْ رَاثُ جَاهِهِمُ الْعَذَابُ - (تفسیر
خازن جلد سوم ص ۵۸۲) سورۃ سجدہ آخری آیت

ترجمہ:

یوم الفتح سے مراد یوم القیامت ہے۔ یعنی قیامت کے دن کفار کا
ایمان نامقبول ہو گا۔ اور جس نے یوم الفتح کو فتح مکہ یا بدر کے دن پر
محول کیا ہے۔ اس نے اس آیت کا معنی یوں بیان کیا ہے جب
لاکھوں پر عذاب آن پہنچا تو اس وقت ان کا ایمان ٹوٹ نہ ہو گا۔
تفسیر مدارک:

رَقِلَ يَوْمَ الْفَتْحِ (أَيُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يَوْمُ الْفَصْلِ
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَاعْدَاءِ الْكُفَرِ) - (تفسیر مدارک
بر حاشیہ خازن جلد سوم ص ۵۸۲)

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور یہی دن مسلمانوں اور ان
کے دشمنوں کے درمیان فیصلے کا دن ہے۔

تفسیر روح المعانی:

يَوْمَ الْفَتْحِ (يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظَاهِرٌ عَلَى الْقَوْلِ
بِأَنَّ الْمُرَادَ بِالسَّيْحِ الْفَصْلَ لِلْخُصُومَةِ فَقَدْ
قَالَ سُبْحَانَهُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ - (تفسیر روح المعانی جلد ۲
ص ۱۲۱) سورۃ سجدہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد قیامت کا دن ہے۔ کہ جو فتح کا معنی بظاہر

فصل ہے۔ یعنی مسلمانوں اور کفار کے مابین حق و باطل کے جھگڑے میں فیصلہ
کا دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ شک آپ کا رب ان کے درمیان قیامت
کے روز فیصلہ فرمائے گا،

ملحہ فکریہ:

ان کس متداول تھا میر میں "یوم الفتح" کا معنی قیامت کا دن
عذاب کا دن اور فتح مکہ کا دن لیا گیا۔ لیکن آخری معنی کے درست ہونے کے لیے
کہا گیا کہ اس آیت کا مصداق بنی کن نہ ہیں۔ یا وہ کفار جو لڑائی کے وقت حالت
لغری میں مارے گئے۔ ان تین معانی کے علاوہ چوتھا معنی جو محدث ہزاروی کو
سوجھا ہے۔ کسی مفسر نے نہیں کیا۔ ان بے وقوف اور جاہل نام نہاد مولویوں
پیروں اور محدثوں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی یاد نہ رہا۔ جو
اپنے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا۔ مَنْ دَخَلَ دَارَ آفِ سَفِيَّانَ فَهُوَ مِنْ
دَارِ بَشَامِ عِلْدِ جَاهِلٍ (۱۲۲) مَنْ آفِ مَسْجِدِ آوْ دَارِ آفِ سَفِيَّانَ أَوْ
أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ مِنْ دَارِ غَدُونَ (جلد دوم ص ۴۰) جو شخص الوصفیان کے گھر
میں داخل ہو جائے گا۔ مسجد میں آجائے گا۔ یا اپنا دروازہ بند کرے گا تو امن میں ہے
ان تصریحات ائمہ مفسرین کے باوجود یہ رٹ لگائی جا رہی ہے۔ کہ یہ آیت فتح مکہ
کے دن مسلمان ہونے والوں کے لیے نازل کی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ ان کا ایمان
ہرگز نفع بخش نہیں۔ اور نہ ہی انہیں ہلکت دی جائے گی۔ اور ان دو ہزار اسلام
قبول کرنے والوں میں سے صرف اور صرف دو صحابی ہی اس آیت کے حکم کے تحت
آئے ہیں۔ کیا کوئی ذی ہوش ایسی تفسیر کو قبول کرے گا؟ معلوم ہوتا ہے۔ کہ محدث
ہزاروی، مودودی اور دیوبندی و سنی نماز قضا کے دل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے
سد و نقض سے لبریز ہیں۔ جس کی بنا پر انہیں حق نظر نہیں آتا۔

الزاد نمبر (۹)

معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا ان منافقوں
میں سے ہے جن کے حق قرآن کی شہادت
ہے جو کفر سے ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے

اور کفر کے ساتھ بغاوت کر کے اسلام سے نکل گئے۔ پڑھو
قرآن پاک پارہ ۷ رکوع ۷۱ سورہ ائمہ آیت ۷۱ ثابت ہوا کہ
یہ کافر آئے اور کافر گئے اور اجہل ملانے ان پر جہالت میں رہی ہو
پڑھ کر ابوجہل بن رہے ہیں

جواب:

الزام بالامین تین امور کہے گئے ہیں۔

۱۔ امیر معاویہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہما دونوں منافق ہیں۔

۲۔ امیر معاویہ ڈر کے مارے کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے اور پھر بغاوت کر کے اسلام
چھوڑ کر کفر اختیار کر لیا۔ یعنی وہ سرے سے مسلمان ہوئے ہی نہ تھے۔

۳۔ ان کو رضی اللہ عنہ کہنے والے جاہل ملاں میں۔ اور وہ ابوجہل کے ساتھی ہیں۔

تردید امر دوم:

امیر معاویہ اور ان کے والد پر منافق ہونے کا الزام اور اس کا تفصیل جواب

علامہ حسن قادری

مختار دار العلوم حجازیہ لاہور

گزشتہ اوراق میں دیا جا چکا ہے۔ البدایہ والنہایہ، اسد الغابہ اور تظہیر الجنان وغیرہ کی تصدیق
و قطع کر چکے ہیں ان میں احسن اسلامہ، القاطان کے بہترین مسلمان ہونے پر
الالت کرتے ہیں۔ جنگ یرموک میں جناب ابوسفیان کے کارنامے، جنگ حنین
میں ان کی ثابت قدمی اور آنکھ کا شہید ہونا اور پھر اس کے صلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے جنت ملنے کی خوشخبری، فتح مکہ کے دن ان کے گھر کو دارالامن قرار دینا کیا یہ تمام
حقائق ان کے راسخ العقیدہ مسلمان ہونے پر دلالت نہیں کرتے؟ ادھر امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کتابت وحی کی ذمہ داری سونپنا، اپنا راز دان بنانا
اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہادی و ہمدی کی دعا کرنا کیا ان کے لائق کو ثبات
کرتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حضرات کے بارے میں
محدث ہزاروی سے کہیں بڑھ کر علم تھا۔ نہیں نہیں بلکہ محدث ہزاروی ایٹھ کھینچی تو جاہل
مربک ہیں۔ لہذا ان کی واہی تباہی باتوں کو تسلیم کرنا بھی پرے درجے کی حماقت ہے
تردید امر دوم:

”حضرت امیر معاویہ کفر کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے۔“ اس امر کی تفصیل گفتگو
ہو چکی ہے۔ اس کی دوسری شق ”بغاوت کر کے اسلام سے نکلنا“ ہم اس موقع
پر محدث ہزاروی سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں۔ کیا ہر باغی ان کے نزدیک
مسلمان نہیں رہتا اور کافر ہو جاتا ہے؟ اگر کوئی دلیل ہو تو اثبات پر پیش کی جائے۔
ہم کہتے ہیں کہ ہر باغی، کافر نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ خود قرآن کریم میں بغاوت کرنے والے
کو مومن ہی کہا ہے۔ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا لَا
يُحْسِنُ ظَنُّكَ الْغَائِبِينَ قُلْ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ اور اگر ان میں
ایک جماعت دوسری پر بغاوت کرے۔ تو باغی جماعت کے خلاف لڑو۔ حتیٰ کہ
اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف وہ لوٹ آئے۔ اس آیت کے بارے میں امام باقر نے

ایک سائل کے جواب میں فرمایا۔ کہ ان دو جماعتوں سے مراد جنگِ جمل اور جنگِ صفین (بطور پیش گوئی) ہیں۔ دیکھئے اس میں اللہ تعالیٰ نے باغی کو کافر نہیں کہا۔ تو جب اللہ اس کا رسول اور اہل بیت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومن فرمائیں۔ تو پھر محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کی ڈکٹنگی بجا نا کون سنے گا۔ اب آئیے اس آیت کی طرف کہ جس سے محدث ہزاروی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر منافق ہونے کا فتویٰ جاری کیا آیت کے سیاق و سباق کو دیکھ کر قارئین کرام آپ اس کے مضمون اور محدث ہزاروی کی قرآن دانی یقیناً سمجھ جائیں گے۔

سورة المائدة:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْتَقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا
بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِن قَبْلُ وَأَنْ أَكْثَرُ
كُفْرٍ فَسِقُونَ ۝ قُلْ هَلْ أَنْتُمْ مُبْتَلَوْنَ مِن
ذَلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللهِ مَن لَعَنَهُ اللهُ وَخَضِبَ
عَلَيْهِ وَجَعَلَ لَهِمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَ
عَبَدَ الطَّاغُوتِ أُولَئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ
عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝ وَإِذَا جَاءُواكُمْ فَأَقْرُبُوا
أَمْنًا وَقَدْ دَخَلُوا بِأَلْكَفَرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا
بِهِ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۝ (سورة المائدة

آیات ۵۹، ۶۰، ۶۱)

ترجمہ: تم فرماؤ اے کتابیوں! تمہیں ہمارا کیا بُرا لگا۔ یہی ناکہ ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا۔ اور یہ کہ تم میں اکثر بے حکم ہیں۔ تم فرما دو کیا میں بتا دوں جو اللہ کے ہاں اس سے بدتر درجہ ہیں۔

وہ جس پر اللہ نے لعنت کی۔ اور ان پر غضب فرمایا۔ اور ان میں سے کوئی بندہ اور سورا در شیطان کے پوجاری، ان کا ٹھکانہ زیادہ بُرا ہے۔ یہ یہی راہ سے زیادہ ہلکے۔ اور جب تمہارے پاس انہیں تو کہتے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں۔ اور وہ اُسے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر اور اللہ خوب جانتا ہے جو چھپا رہے ہو۔

مذکورہ تین آیات اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو مخاطب کرتے ہوئے نازل فرمائیں۔ اور ان آیات میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی دیرینہ دشمنی کو ایک اچھوتے انداز میں بیان کیا گیا۔ پھر ان کے زعم کو توڑنے کے لیے ان کے پھیلوں کی مسخ شدہ صورتیں یاد دلانیں۔ اسی طرح یہاں متواتر دس آیات میں انہی لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے یہود و منافقین کی ایک روش اس آیت میں بیان فرمائی۔ جسے محدث ہزاروی اینڈ کمپنی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چسپاں کر دیا۔ وہ روش یہ تھی۔ کہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آتے۔ تو ایمان کا اظہار کرتے۔ تاکہ دھوکہ دیں۔ جس طرح محدث ہزاروی اینڈ کمپنی سنی بن کر دھوکہ دیتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ اُن کی حالت بیان فرمادی کہ یہ لوگ اوپر سے ہی دامننا، کہتے ہیں۔ درحقیقت جیسے کھریے ہوئے اُسے ویسے ہی کفر کے ساتھ آپ کی بارگاہ سے اٹھ کر چلے گئے۔ محدث ہزاروی وغیرہ کو اپنا مطلب نکلنے کے لیے جہاں کہیں لفظ کفر و نفاق نظر آتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کس کے حق میں اترا۔ فوراً اُسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں آیت مذکورہ کے ساتھ بھی انہوں نے یہی سلوک روا رکھا۔ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ مفسرین کرام بالاتفاق ان آیات کو یہود و منافقین کے بارے میں نازل ہونا تحریر کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

تفسیر طبری:

حد ثنا سعید عن قتادہ قال قال رسولہ ﷺ وَاِذَا جَاءَ وَ
كُمُ قَاتِلُوا امَّا الْخِ انَّا مِّنْ اِلٰهٍ مُّوَدِّكَ كَانُوا
يَدْخُلُونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيُحَيِّوْنَهُ اَقْلَمُ مَوْثِقُونَ عَنِ السَّيِّئِ وَاِذَا جَاءَ وَكُمُ
الْاِيَةُ قَالَ هُوَ لَا رَيْبَ مِنْ الْمُنَافِقِيْنَ كَانُوا يَهُودًا
يَقُولُ دَخَلُوا كَفَّارًا وَخَرَجُوا كَفَّارًا۔

(تفسیر طبری جلد ششم ص ۱۹۲)

ترجمہ:

سعید بن قتادہ نے وَاِذَا جَاءَ وَكُمُ الْخِ آیت کے بارے
میں فرمایا کہ یہودیوں کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو آپ کو یہ خبر
دیتے کہ ہم مومن ہیں۔ سدی سے ہے کہ آیت مذکورہ یہودی منافقین
کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ کافرانہ حالت میں آتے اور اسی حالت
میں پلٹ جاتے۔

امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے بارے میں

حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

تفسیر قرطبی:

قَالَ الْحَارِثُ بْنُ الْأَعْمَرِ سَمِعْتُ عَلِيًّا

ابن أبي طالب رضي الله عنه وَهُمُ الْقِدْوَةُ عَنْ
قَتَالِ أَهْلِ الْبَغْيِ مِنْ أَهْلِ الْحَبَلِ وَقَسِيرِ
أَمْشِرِكُونَ هُمْ قَالَ لَا مِنْ الشُّرْكِ قَرُّوا
فَقِيلَ أَمْنَافِقُونَ قَالَ لَا لِأَنَّ الْمُنَافِقِيْنَ
لَا يَدْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا قِيلَ لَهُ فَمَا
حَالُهُمْ قَالَ إِخْوَانُنَا بَعَثُوا عَلَيْنَا۔

(۱)۔ تفسیر قرطبی جلد ۱ (مطبوعہ مصر)

(۲)۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵

ص ۲۵۶) سورة حجرات آیت نمبر ۱۰

ترجمہ: حارث عمر کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا
گیا جو جنگ جمل اور صفین میں آپ کے مقابل تھے۔ کیا وہ مشرک ہیں؟
فرمایا نہیں۔ وہ تو شرک سے دور بھاگ گئے۔ پوچھا کیا وہ منافق ہیں۔
فرمایا نہیں۔ کیونکہ منافق اللہ تعالیٰ کی یاد بہت کم کرتے ہیں۔ پوچھا کیا
پھر ان کا کیا حال ہے؟ فرمایا ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے خلافت
مخالفت و بغاوت پر آئے۔

قرب الاسناد:

جعفر عن ابيه أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ
يَقُولُ لَا أَهْلَ حَرْبٍ إِلَّا لَمْ يُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ
وَلَمْ يُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَنَا وَالْجَنَّةُ أَيْتَانَا
عَلَى حَقٍّ وَرَأَوْا أَكْثَرُ عَلَى حَقٍّ۔ (قرب الاسناد ص ۲۵)

مطبوعہ تہران طبع جدید)

نہجکما: حضرت علیؑ المرتضیٰؑ کہا کرتے تھے۔ کہ جن لوگوں نے ہم سے لڑائی کی۔ اس بنا پر نہیں کہ وہ ہمیں کافر کہتے تھے یا ہم انہیں کافر کہتے تھے۔ بلکہ ہم نے سمجھا کہ ہم حق پر ہیں۔ اور انہوں نے سمجھا کہ وہ حق پر ہیں۔ (کفر و اسلام کی جنگ دہی۔)

مقام غوا:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جن سے جنگ ہوئی۔ اور جن کے خلاف بغاوت کا جرم پایا جاتا ہے۔ وہ یعنی حضرت علیؑ المرتضیٰؑ رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں نہ مشرک ہونے کا فتوے دیے۔ اور نہ انہیں منافق کہیں۔ ہاں کہتے ہیں تو دینی بھائی کہتے ہیں۔ اور دونوں کے اختلاف کا سبب اختلاف رائے فرماتے ہیں۔ تو محدث ہزاروی وغیرہ کو آخر کیوں پیٹا میں بل پڑتے ہیں۔ نہ اس کے باپ واداسے امیر معاویہ کی لڑائی ہوئی۔ اور نہ اس سے کچھ چھینا۔ علیؑ المرتضیٰؑ رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عمار یا سر بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھے تاثرات رکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

عن زیاد بن الحارث قال كنت الى جانب عمارة
ياسر بن صقير وكنتي تمس ركبته فقال
رجل كثير امل الشام فقال عمارة لا تقولوا
ذلك نبيتنا نبيهم و اخذ و قبلكنا و
قبلكهم و اخذ و الحکمهم قوم ههنا و
جاءوا عاب الحق فحق علينا ان
نقاتلهم حتى يرجعوا اليه (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۹۰) حریر

آجکے ماں، زیاد بن الحارث بیان کرتے ہیں۔ کہ میں جنگ صفین میں عمار بن یاسر کے سپہ میں تھا۔ یہاں تک کہ میرا کھٹنا اُن کے کھٹنا سے چھو رہا تھا اتنے میں ایک آدمی نے کہا۔ شامیوں نے کفر کیا ہے۔ یہ سن کر عمار بولے یوں مت کہو۔ کیونکہ ان کا اور ہمارا نبی اور قبلہ ایک ہے لیکن یہ لوگ آزمائش میں ڈال دیئے گئے ہیں۔ حق سے تجاوز کر گئے۔ لہذا ہم پر لازم ہے۔ کہ ان سے لڑیں۔ حتیٰ کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئیں۔

لہذا جس شخصیت کو علیؑ المرتضیٰؑ مومن کہیں۔ امام باقرؑ مسلمان سمجھیں۔ امام جعفرؑ دینی بھائی بتلائیں۔ اور اہل سنت کی تمام معتبر کتب انہیں صحابی رسولؐ کا تابع و خلیفہ المسلمین، جنتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء مستجاب کا پیکر کہیں۔ انہیں محدث ہزاروی (معاذ اللہ) کافر، منافق اور مرتد کہہ کر رہا ہے۔ اس سے اُن کا کیا بگڑے گا۔ خود اپنا دین و اسلام ہاتھ سے گنوا یا۔ آخر میں جنگ صفین کے خاتمہ پر علیؑ المرتضیٰؑ کا ایک اعلان نقل کر کے ہم اس الزام کی تردید کو ختم کرتے ہیں۔

نیرنگ فصاحت ترجمہ نخب البلاغت

اکثر شہروں کے معزین کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے۔ جس میں اجوائے جنگ صفین کا بیان ہے۔ ہماری اس ملاقات (لڑائی) کا ابتداء جو اہل شام کے ساتھ واقع ہوئی کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے دعوت اسلام ایک ہے (جیسے وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بتلاتے ہیں ویسے ہم بھی) ہم خدا پر ایمان لانے، اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں نہ وہ ہم پر فضل و زیادتی کے طلب گار ہیں۔ ہماری

حالتیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ اجتہادِ امیر ہوئی۔ کہ خون عثمان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حالانکہ ہم اس سے بڑی تھے۔ دینِ نیک فصاحت ترجمہ منہج البلاغہ ص ۴۷

قریبِ امروم

امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنے والے
الوجہل ہیں

اس جملہ خبیثہ کی زد میں دوچار کیا تمام اکابرین امت آجاتے ہیں۔ صرف محدث ہزاروی
ایضاً کہتی ہے چند نامیاد پڑچکے جائیں۔ رضی اللہ عنہ کہنے والوں میں سے چند ایک حضرات
کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنے والے چند اکابرین امت کے باحوالہ نام
(۱) امام غزالی
شواہد الحق:

وَاعْتِقَادُ أَهْلِ الشُّنَّةِ تَزْكِيَةُ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ
وَالشُّنَّةُ عَلَيْهِمْ كَمَا أَشْفَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَقَالَى
وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَرَى بَيْنَ
مَعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى
الْإِجْتِهَادِ لَا مَنَازَعَةَ مِنْ مَعَاوِيَةَ فِي الْأَمَانَةِ

غزالی

دشواہد الحق تصنیف امام ابو سف نبھانی ص ۲۴۲ تا ۲۴۵
ترجمہ اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کو عادل اور گناہ کبیرہ

سے دور سمجھیں۔ اور ان کی تعریف ہی کیا کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ثناء کی۔ اور جو لڑائیاں علی المرتضیٰ و امیر معاویہ
کے مابین ہوئیں۔ ان کا دار و مدار اجتہاد پر تھا۔ امیر معاویہ کا کوئی امت میں
بھگڑا نہ تھا۔

امام غزالی نے علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ دونوں کو اکٹھا درضی اللہ عنہ، ذکر کر
کے اپنا مسلک واضح کر دیا۔ وہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں۔ اور ان کا تزکیہ بھی مانتے ہیں۔
اور ان کے اختلافات کو اجتہادی اختلافات قرار دیتے ہیں۔ اور جو شخص امیر معاویہ
کو (جو جملہ صحابہ کرام میں سے ہی ہیں) قابلِ تعریف و ثناء نہیں سمجھتا اور ان کے تزکیہ کا
قابل نہیں ہے۔ امام غزالی کے نزدیک وہ اہل سنت میں سے نہیں۔

(۲) سرکارِ غوثِ اعظم

شواہد الحق:

وَتَحْقِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
الْحَسَنِ رَأَى ابْنِي هَذَا سَيِّدًا يَصْلَحُ اللَّهُ تَعَالَى
بِهِ بَيْنَ فِلْتَائِنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (تَوْحِيدُ
إِمَامَتِهِ بِعَقْدِ الْحَسَنِ لَهُ فَسَوَّيَ مَا مَكَامُ الْجَمَاعَةِ
لَا تَفْصَحُ الْخِلَافَ بَيْنَ الْجَمِيعِ وَإِتْبَاعِ الْكُلِّ
بِمَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - دشواہد الحق ص ۲۴۵
تَرْجُمَہ ۲۴۵ -
الغوث الجیلانی

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کے بارے میں فرمایا۔
”بے شک میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ

دو سلمان جماعتوں میں صلح کراوے گا۔ لہذا جب امام حسنؑ نے خلافت سے دستبرداری فرمائی تو اس کے بعد امیر معاویہؓ کی امامت لازم ہو گئی اس سال کو دو عام الجماعت، کہا جاتا ہے۔ کیونکہ تمام حضرات کے مابین واقع اختلاف اٹھ گیا اور سب نے امیر معاویہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع کر لی۔

(۳) ابن الہمام

شواہد الحق:

وَمَا جَرَى بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنَ الْخُرُوبِ بِسَبَبِ طَلَبِ تَسْلِيمِ قَتْلَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى الْأَجْتِهَادِ لَا مَتَاعَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي الْإِمَامَةِ۔

(شواہد الحق صفحہ نمبر ۴۷۶۔ احوال ابن الہمام)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰؑ اور امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہما کے مابین جو لڑائیاں ہوئیں۔ اس کا سبب قاتلان عثمان کا سپرد کرنا تھا۔ اور یہ اختلاف اور جنگ اجتہاد پر مبنی تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے امامت کے مسئلہ میں کوئی جھگڑا نہ تھا۔

امام نووی: شواہد الحق:

وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَهُوَ مِنَ الْعَدُولِ الْفَضْلَاءِ وَالصَّحَابَةِ النَّجَبَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (شواہد الحق ص ۴۷۳ قولہ الامام النووی)

ترجمہ:

بہر حال امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ عادل صحابہ کرام اور فاضل و اعلیٰ آدمی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

امام شعرائی: شواہد الحق:

وَقَالَ أَبُو مَامٍ الشُّعْرَانِيُّ أَيْضًا فِي كِتَابِ الْإِيقَاتِ وَالْجَوَاهِرِ الْمُبْعَثِ الرَّابِعِ وَالْأَرْبَعُونَ فِي بَيَانِ وَجُوبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرِيْنِ الصَّحَابَةِ وَوَجُوبِ إِعْتِقَادِ أَكْثَرِ مَا جُرِّدُونَ وَذَلِكَ لِأَنَّهُمْ كَلِمَةُ عَدُولٍ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الشُّدَّةِ سَوَاءٍ مَنْ لَا بَيْنَ الْفِتَنِ أَوْ مَنْ لَمْ يَلِدْ سَهْمًا۔

(شواہد الحق ص ۴۷۸ الامام القطب الشعرائی)

ترجمہ: قطب ربانی امام شعرائی نے ایواقیت و الجواہر بحث چوالیس میں فرمایا کہ حضرات صحابہ کرام کے مابین اختلافات کے بارے میں خاموش رہنا نہایت ضروری ہے۔ اس بحث میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک اللہ کے ہاں ثواب کا حق دار ہے۔ کیونکہ وہ تمام عادل ہیں۔ اور اس پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔ چاہے ان میں سے صحابی ہوں۔ جو باہم لڑائی میں پڑے

یا اس سے بچے رہے۔ (سب عادل ہیں۔)

خلاصہ کلام :-

امام غزالی عنوث اعظم، ابن الہمام، امام نووی اور امام شرفانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
یہ وہ اکابر امت ہیں۔ کہ جنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو رضی اللہ عنہ کہا ہے۔
بطور اختصار ان حضرات کا ذکر کیا گیا۔ وگرنہ ہر قابل ذکر مسلمان ہی عقیدہ رکھتا ہے۔
محدث ہزاروی کے فتوے کے مطابق یہ سب (معاذ اللہ) ابو جہل ہیں۔ ان تمام
نے اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہی بیان کیا ہے۔ کہ امیر معاویہ عادل و صحابی اور مومن
خالص ہیں۔ اسی بنا پر ان حضرات نے ان کے نام کے ساتھ دو رضی اللہ عنہ کا جملہ
دعائیہ لکھا اور کہا ہے۔ کہ معلوم ہوا۔ کہ محدث ہزاروی خود اہل سنت میں سے
نہیں۔ کیونکہ اس نے اجماعی عقیدہ اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔ پھر اس کے
باوجود اسے ہزاروں مریدوں کا پیر کامل ہونے کا دعویٰ عجیب طرفہ مذاق ہے
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ سر کا عنوث پاک رضی اللہ عنہ کی
وساالت کے بغیر کسی کو ولایت نہیں مل سکتی۔ اور خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں
کہ میری ترقی درجات بھی عنوث اعظم کے وسیلہ جلیلہ سے ہوئی۔ اب محدث
ہزاروی کے فتوے کے مطابق سر کا عنوث پاک (معاذ اللہ) ابو جہل ہوئے۔ اگر
ان سے محدث کو کچھ رومانیت ملی

روحانیت نہیں بلکہ اوجہل کی وراثت ملی۔ اور اگر ان سے نہیں ملی تو پھر ولی اللہ نہیں ولی الشیطان ہوا۔ اور مردہوں کو شیطان بنانے کا ٹھیکیدار ہوا۔

فاعتبروا يا اولى الابصار

الزأفغیر (۱۰)

معاویہ ابوسفیان کا بیٹا دین اسلام سے پہلا

باعتی ہے

جواب :-

شرح المقاصد علامہ تفتازانی کی تصنیف ہے۔ جو علم الکلام یعنی عقائد پر لکھی گئی۔
ہے۔ جہاں اس میں عقائد سے متعلق مختلف ابکات ہیں۔ ان میں ایک بحث مذکورہ
موضوع کے متعلق بھی ہے۔ اجمالی طور پر یوں کہا جاسکتا ہے۔ کہ علامہ موصوف نے باطنی
جو کہ کسی دلیل و رائے سے اختلاف کر کے امام برحق سے بغاوت کرتا ہے اور وہ باطنی جو بغیر
مستقل دلیل کے امام برحق کی مخالفت کرتا ہے۔ دونوں کا فرق بیان
فرمایا۔ اس سلسلہ میں پہلے باطنی کی مثال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پیش کی اور دوسرے
تسم کے باطنی قاتلان عثمان جملائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے
میں بحث کرتے ہوئے اگرچہ علامہ موصوف نے یہ الفاظ لکھے۔ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ
يَعْتَصِي فِي الْاِسْلَامِ مَعَاوِيَةَ وَكَذَلِكَ اسلام میں سب سے پہلے بغاوت کرنے والا
معاویہ ہے۔ لیکن اس کا مفہوم اور مراد وہ نہیں۔ جو محدث ہزاروی نے لی ہے
اور جس کی بنا پر اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کفر و نفاق و ارتداد کے فتوے لگا
دیئے۔ اگر علامہ تفتازانی کی اس بحث کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا۔ تو ان کی مراد خود بخود
واضح ہو جاتی۔ لیکن ان کی عبارت میں سے اپنے مطلب کی ایک سطر محدث ہزاروی

نے لے کر پھر اسے اپنا مطلب پہن کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی کی ہے۔
اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ شرح مقاصد کی مذکورہ عبارت وہاں تک وکریں۔ جہاں
تک وہ اپنا مطلب واضح کر سکے۔ اگرچہ عبارت طویل ہے لیکن ہم بقدر ضرورت
ذکر کریں گے۔ تاکہ مجمع مراد معلوم ہو سکے میں آسانی ہو جائے۔

شرح مقاصد:

وَالْمُخَالِفُونَ بُعَاةٌ لِيُخَرَّجَهُمْ عَلَى الْأَمَامِ
الْحَقِّ بِشَبَهَةِ هِيَ تَرْكُهُ الْقِيَاصَ مِنْ قَتْلِهِ
عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِعَقَابِ تَقْتُلُكَ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ وَقَدْ قِيلَ
يَوْمَ صَفَيْنَ عَلَى يَدِ أَهْلِ الشَّامِ وَلِقَوْلِي عَلَيْهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِخْوَانُنَا بَعَثُوا عَلَيْنَا وَكَيْسُوا أَفْقَارًا
وَلَا فَسْفَةَ وَلَا ظُلْمَةً لِمَا لَهُمْ مِنَ الشَّامِ وَنِيلِ
وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا فَخَايَةُ الْأَمْرِ أَنَّهُمْ أَخْطَاءُ وَ
فِي الْاجْتِهَادِ وَذَلِكَ لَا يُوجِبُ التَّفْسِيْقَ فَضْلًا
عَنِ التَّكْفِيرِ وَلِهَذَا مَنَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَصْحَابَهُ وَمَنْ لَعِنَ أَهْلَ الشَّامِ وَقَالَ إِخْوَانُنَا
بَعَثُوا عَلَيْنَا كَيْفَ وَقَدْ صَحَّ بَدَمُ طَلْعِهِ
وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالنُّصْرَانِ
الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْحَرْبِ وَاشْتَهَرَ
بَدَمُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَالْمُعْتَقِقُونَ
مِنْ أَصْحَابِنَا عَلَى أَنَّ حَرْبَ الْعَجَلِ كَانَتْ فُلْتَةً

مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ مِنَ الْفَرِيقَيْنِ بَلْ كَانَتْ تَهْيِجًا
مِنْ قَتْلِهِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَيْثُ صَارُوا
فَرِيقَيْنِ وَاجْتَلَطُوا بِالْمُسْكِرِينَ وَأَقَامُوا
الْحَرْبَ حَتَّى كَانُوا مِنَ الْقِيَاصِ وَقَصْدَ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمْ يَكُنْ إِلَّا إِصْلَاحُ الظَّالِمِينَ
وَتُسْكِينُ الْفِتْنَةِ وَقَوَّعَتْ فِي الْحَرْبِ وَمَا
ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّيْعَةُ مِنْ أَنَّ مَخَارِجَ
كَفَرَةٍ وَمَخَالِفَتِهِ فَسَفَةٌ تَمَسُّكَ بِقَوْلِهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرْبُكَ يَا عَلِيُّ حَرْبِي
وَيَا نَاقَةَ الطَّاعَةِ وَاجْتِهَادٌ وَتَرْكُ الْوَاجِبِ فَسَقٌ
فَمِنْ إِبْطَالِ لِهْمٍ وَجِهَاتٍ لَا تَهْمُ حَيْثُ لَمْ
يُقَرَّرْ قَوْلًا بَيْنَ مَا يَكُونُ بَيِّنًا وَبَيِّنًا وَاجْتِهَادٌ
وَبَيِّنٌ مَا لَا يَكُونُ لَعْمٌ نَوْ قُلْنَا بِكُفْرِ الْغَوَارِ
يَنَاءً عَلَى تَكْفِيرِهِمْ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ
يَبْعَثْ لِحِكْمِهِ بَعْدَ اخْتِرَافَاتٍ قِيلَ لَا كَلَامَ
فِي أَنَّ عَلِيًّا أَعْلَمُ وَأَفْضَلُ وَفِي بَابِ الْاجْتِهَادِ أَمَلُ
لِحِكْمِهِ مِنْ آيِنَ لَكُمْ أَنَّ اجْتِهَادَهُ فِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ
وَحُكْمُهُ يَعْدَمُ الْقِيَاصَ عَلَى الْبَاطِلِ أَوْ بِاشْتِرَاطِ
ذَوَالِ الْمَنَعَةِ صَوَابٍ وَاجْتِهَادُ الْقَائِلِينَ بِأَلُو
حُبِّ بَاطِلٍ لِيَصِحَّ لَهُ مَقَاتِلُكُمْ وَلَمْ يَكُنْ
هَذَا إِلَّا حُكْمًا إِذَا خَرَجَ طَائِفَةٌ عَلَى الْأَمَامِ

وَطَلَبُوا يَنْدَهُ إِلَّا قِصَاصَ وَمَنْ قَتَلَ مُسْلِمًا
بِالْمُتَقَبَّلِ قُلْنَا لَيْسَ قَطْعُنَا بِعَطَايِهِمْ فِي
الْجِيَهَادِ عَائِدًا إِلَى حُكْمِ الْمَسْئَلَةِ لَفِيهِ بَلْ
إِلَى إَعْتِقَادِهِمْ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَعْرِفُ
الشَّلَاةَ بِأَعْيَانِهِمْ وَيَقْدِرُ عَلَى الْقِصَاصِ مِنْهُمْ
كَهَيْفَ وَقَدْ كَانَتْ عَشْرَةُ الْأَيَّامِ مِنَ الرِّجَالِ يَلْبِسُونَ السِّلَاحَ
وَيُنَادُونَ أَكُنَّا كُنَّا قَتَلْنَا عُثْمَانَ وَبِهَذَا
يُظَاهِرُ قِسَادُ مَا ذَكَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْبَعْضِ مِنْ أَنَّ كُنَّا
الْقَاتِلِينَ عَلَى الصَّوَابِ بِمَا عَلَى تَصَوُّبِ كُلِّ
مُجْتَهِدٍ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْخِلَافَ إِنَّمَا هُوَ فِي مَا إِذَا
كَانَ كُلٌّ مِنْهُمَا مُجْتَهِدًا فِي الدِّينِ عَلَى الشَّرَاطِ
الْمَذْكُورِ وَالْجِيَهَادُ لَا فِي كُلِّ مَنْ يَتَخَيَّلُ
شُبُهَةً وَاهِيَةً وَيَتَأَوَّلُ تَأْوِيلًا قَاسِيًا أَوَّلَ ذَلِكَ
ذَكَرَ الْأَكْثَرُونَ إِلَى أَنَّ أَوَّلَ مَنْ بَغَى فِي الْإِسْلَامِ
مَعَاوِيَةَ لَإِنَّ قَسْلَةَ عُثْمَانَ لَمْ يَكُونُوا أَبْعَادًا
بَلْ ظَلَمَةٌ وَعُتَاهٍ لِعَدَمِ الْإِعْتِدَادِ بِشُبُهَتِهِمْ
وَلَا كُنْهُمْ بَعْدَ كَشْفِ الشُّبُهَةِ أَصَرُّ قَائِمًا
وَاسْتَكْبَرُوا وَاسْتَكْبَرْنَا ۱ - شرح مقاصد

جلد دوم ص ۳۰۵ تا ۳۰۶

ترجمہ: (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق پر تھے) اور آپ کی جن
لڑگوں نے مخالفت کی وہ باغی تھے۔ کیونکہ انہوں نے امام برحق

پر خروج کیا اور یہ خروج ایک شبہ پر مبنی تھا اور شبہ یہ تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ نے
عثمان غنی کے قاتلوں سے قصاص لینا چھوڑ دیا ہے۔ ان مخالفانِ
علی المرتضیٰ کو باغی اس لیے بھی کہا جاتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت عمار بن یاسر کو ایک مرتبہ فرمایا تھا۔ تجھے باغی گروہ قتل
کرے گا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسر جنگ صفین میں
شاہیوں کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ اور علاوہ ازیں ایک
وجہ یہ بھی ہے کہ خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مخالفین کے
بارے میں فرمایا ہے۔ کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف
بغاوت کی ہے۔ لیکن مخالفانِ علی المرتضیٰ کو اس کے باوجود تو کفار و
فاسق کہنا چاہیے۔ اور نہ ہی ظالم۔ کیونکہ ان کی بغاوت تاویل پر مبنی
تھی۔ اگرچہ ان کی تاویل خلاف حق تھی۔ زیادہ سے زیادہ ان کے بارے
میں یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ ان سے اجتہادی خطا ہوئی۔ اور اجتہادی
خطا سے فسق لازم نہیں آتا۔ چہ جائیکہ اس کے کفر کے لزوم کا قول کیا جائے
یہی وجہ ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل شام پر لعنت بھیجنے سے
منع فرمادیا۔ اور فرمایا۔ وہ ہمارے ہی بھائی ہیں۔ ہمارے خلاف بغاوت
پر اتر آئے ہیں۔ اس لیے ان پر کفر کا فتوے کیونکر درست ہو سکتا
اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت طلحہ اور زبیر نے ندامت کا اظہار کیا اور
زبیر میدان جنگ سے چلے گئے۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام
ہونا بھی مشہور ہے۔ ہمارے محققین کا یہ فیصلہ بھی ہے۔ کہ جنگ جمل
فریقین کے درمیان بلا ارادہ ہو گئی۔ بلکہ یہ لڑائی عثمان غنی کے قاتلوں
نے شروع کی۔ وہ اس طرح کہ ان میں سے کچھ حضرت عائشہ

اور کچھ دوسرے علی المرتضیٰ کے ساتھی بن گئے۔ جب انہوں نے ایک دوسرے پر تیر اندازی شروع کر دی۔ تو لڑائی چھڑ گئی۔ انہوں نے یہ حربہ اس لیے استعمال کیا۔ کہ انہیں خطرہ تھا۔ اگر لڑائی نہ ہوئی۔ تو ہم سے قصاص ضرور لیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھی ارادہ تھا۔ کہ دونوں گروہوں میں صلح و صفائی ہو جائے۔ اور حالات پر کن ہو جائیں۔ لیکن تقدیر سے وہ اس فتنہ میں پڑ گئیں۔ اہل تشیع کا نظریہ یہ ہے۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرنے والا کافر اور ان کی مخالفت کرنے والا فاسق ہے۔ دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "اے علی! تیرے ساتھ لڑائی دراصل میرے ساتھ لڑائی ہے" دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ طاعت امیر واجب ہے اور واجب کو چھوڑنا فسق ہے۔ تو یہ نظریہ بمعہ دلائل ان کی جہالت اور دین پر جرات کرنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انہوں نے کسی کی مخالفت دلیل کے ساتھ یا بغیر دلیل کے ساتھ تاویل و اجتہاد کے ساتھ اور بغیر ان دونوں کے دونوں مخالفتوں کو برا سمجھا۔ ہاں اگر ہم غریبوں کے کفر کا قول کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اس بنا پر کہ وہ علی المرتضیٰ کو کافر کہتے ہیں۔ تو یہ کوئی بعید بات نہیں ہوگی۔ لیکن یہ اور بحث ہے۔ اگر کہا جائے۔ کہ علی المرتضیٰ اپنے مخالفین سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اور اجتہاد میں ان سے زیادہ کامل تھے۔ تو اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمیں یہ کہاں سے پتہ چل گیا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد زیر بحث مسئلہ میں یہ ہے کہ قاتلانِ عثمان سے جو باغی ہیں قصاص نہیں لینا چاہیے۔ اور

اس کے لیے یہ شرط مقرر کرنا کہ باغیوں کے زور ٹوٹ جانے پر قصاص لیا جانا چاہیے۔ یہ اجتہاد درست تھا۔ اور آپ کے مقابلہ میں وجوب قصاص کے قائل اپنے اجتہاد میں غلطی پر تھے۔ بنا کہ یہ کہا جاسکے۔ کہ ان مخالفین کے ساتھ جنگ جائز تھی۔ اور اس کی کیا یہ مثال نہیں بنتی کہ ایک جماعت نے امام سے اس لیے خروج کیا۔ کہ وہ ایک مسلمان کو بھاری ہتھیار سے قتل کرنے والے کے قصاص کا مطالبہ کرتے تھے۔ (اور امام اسے پورا کرنے کے لیے اکادہ نہ تھا) ہم کہتے ہیں کہ اگر ان کی اجتہاد میں غلطی ہے تو یہ کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قاتلانِ عثمان کو مانتے ہیں۔ اور ان سے قصاص لینے کی قدرت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ ان کا اعتقاد صحیح نہ تھا۔ کیونکہ کس ہزار آدمی مسلح ہو کر یہ آوازیں دے رہے تھے۔ کہ ہم سب قاتلانِ عثمان ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا۔ کہ عمران بن عبید اور واصل بن عطاء وغیرہ جو یہ کہتے ہیں کہ دونوں گروہوں یعنی قاتلانِ عثمان اور اہل اسلام) میں سے ایک حق پر تھا۔ لیکن ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔ یہ فاسد ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی فاسد ہے۔ کہ جو لوگ دونوں گروہوں کو حق پر سمجھتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ نظریہ ہے۔ کہ ہر مجتہد صواب پر ہوتا ہے۔ یہ وہاں نظریہ مل سکتا ہے جہاں دونوں میں سے ہر ایک مجتہد ان شرائط پر پورا اترتا ہو۔ جو اس کے لیے مقرر ہیں۔ یہ ہمیں کہ ایک نے شبہ تاویل فاسد کو سامنے رکھا ہو۔ جو محض اس کے خیال کی پیداوار ہو۔ اس لیے اکثر لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ اسلام میں سب سے پہلے بغاوت کرنے والا امیر معاویہ ہے

کیونکہ عثمان غنیؓ کے قاتل باغی نہیں بلکہ سرکش اور ظالم تھے۔ اس لیے کہ ان باغیوں کا شبہ بغیر معتبر تھا۔ اور شبہ دور کیے جانے کے باوجود وہ اس پر ڈٹے رہے۔ اور اسی پر اصرار تو بیکر کیا۔

حوالہ مذکورہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ علی المرتضیٰؑ حق پر تھے۔ اور آپ کے مخالفین تین وجوہات کی بنا پر باغی تھے اول یہ کہ امام برحق کے خلاف خروج کیا دوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر کے قاتلوں کو باغی کہا۔ اور قاتل علی المرتضیٰؑ کے مخالفت شامی لوگ تھے سوم یہ کہ خود حضرت علی المرتضیٰؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے باغی بھائی فرمایا۔
- ۲۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ (جو علی المرتضیٰؑ کے مخالفت ہیں) وہ کافر، فاسق اور ظالم نہیں ہیں۔
- ۳۔ حضرت علی المرتضیٰؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان باغیوں کو اپنا بھائی کہہ کر ان پر لعنت کی اجازت نہ دی۔
- ۴۔ حضرت امیر معاویہ اور علی المرتضیٰؑ کے مابین جنگ قاتلان عثمان کی سلاش سے ہوئی۔ انہیں صلح کی صورت میں اپنی جان بطور قصاص چلے جانے کا خطرہ تھا۔
- ۵۔ حضرت امیر معاویہ کو کافریا فاسق کہنے والے شیعہ ہیں۔ اور ان کا یہ کہنا اس غلط فہمی پر مبنی ہے۔ کہ انہوں نے مخالفت بالنا و بیل اور مخالفت بغیر تاویل میں فرق نہ کیا۔
- ۶۔ حضرت عثمان غنیؓ کے قاتلوں سے فوری قصاص کو علی المرتضیٰؑ جائز نہ

سمجھتے تھے۔ اور آپ کے مخالفین اس کی فوری ضرورت پر زور دے رہے تھے۔ دونوں ہی صحابہ صحابی الفہم سمجھتے تھے۔ کہ علی المرتضیٰؑ کو قاتلان عثمان کا علم بھی ہے۔ اور ان سے قصاص لینے کی قدرت بھی ہے۔ حالانکہ وہ اس میں غلطی پر تھے۔

۷۔ حضرت عثمان غنیؓ کے قاتل ایک کمزور تاویل سے لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ جس کی کمزوری ان کو بتا بھی دی گئی۔ لیکن انہوں نے اس کے باوجود بغاوت ترک نہ کی اس لیے انہیں تاویل کے بغیر بغاوت کرنے کی وجہ سے ظالم اور فاسق کہا جائے گا اس کے مقابلہ میں امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس دلیل قوی تھی۔ اس بنا پر ان کو باغی تو کہا جاسکتا ہے۔ لیکن فاسق و کافر نہیں کہا جائے گا۔

گویا قاتلان عثمان باغی نہیں بلکہ فاسق ہیں۔ اور امیر معاویہ فاسق نہیں باغی ہیں۔ اس فرق کے پیش نظر اسلام کے سب سے پہلے باغی امیر معاویہ کو کہا گیا ہے۔ جن کی بغاوت تاویل پر مبنی تھی۔ اور تاویل کے ہوتے ہوئے وہ فاسق و فاجر نہیں۔ بلکہ ماجور ہوں گے۔ اور یہی امام شعرانی، امام غزالی اور ابن الہمام وغیرہ کا نظریہ ہے۔

ملحوظ حکمیں

”محدث ہزاروی“ نے علامہ تفتازانی کی ایک ادھ سطر سے اپنا مقصد پورا کرنے کی کوشش کی۔ اور ان کے حوالہ سے امیر معاویہ کو سب سے پہلا باغی قرار دے کر ان پر کفر و نفاق کا فتوے جو دیا۔ حالانکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہ فاسق و حذیرہ بالنا و بیل کہہ کر ان کے فستی و فہور کی مراستہ نفی کر رہے ہیں۔ اور یہ فرما رہے ہیں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق و حذیرہ کہنے والے شیعہ ہیں۔ اب وہی کام اور وہی نظریہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کا ہے۔ اس سے ہر قاری یہ سمجھ جائے گا کہ یہ لوگ نام نہاد سنی اور ممنوعی پیرو مرید اندر سے رافضی ہیں۔ اور ان کے

نظریہ کے مبلغ ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۱۱

حدیث نبوی کے مطابق امیر معاویہ باغی ہیں۔

معاویہ باغی بنے اس عمار بدری کو صفین میں قتل کیا جس کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔
تَقْتُلُكَ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ تَوْضِيحُ: وہ دوزخی ہوں گے (بخاری)
رسول اللہ کی شہادت سے معاویہ رف دوزخی اور باغی ہے۔

نوٹ:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے دوزخی ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس کی اصلیت عمار بن یاسر کی شہادت کا واقعہ بخاری شریف سے لیا گیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر سے فرمایا تھا۔
کہ اے عمار تم اپنے مخالفین کو جنت کی طرف بلاؤ گے۔ اور وہ باغی گروہ نہیں دوزخ کی طرف بلائے گا۔ اور تم ان کے ہاتھوں قتل ہو گے۔ اس واقعہ کے الفاظ سے محدث ہزاروی نے عمار بن یاسر کے قتل کرنے والے گروہ کے تمام افراد کو دوزخی قرار دیا ہے۔ تحفہ جعفریہ جلد سوم میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کئے گئے

امام کا جواب ہم تفصیل کے ساتھ پیش کر چکے ہیں۔ وہاں ہم نے اس کی تردید تب شیعہ سے کی تھی۔ کیونکہ الزام بھی انہی کی طرف سے تھا لیکن اب الزام ایک نئی ممانام نہاد پیر کی طرف سے ہے۔ لہذا اب اس کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔
عام کو جب امام بخاری کے حوالہ سے یہ الزام لگایا گیا ہے۔ تو قارئین کرام کی تسلی و تسکین کے لیے ہم انشاء اللہ اس روایت اور اس کے تعلقات کی ضروری بحث کرتے ہیں۔

جواب اول

یہ حدیث ضعیف ہے

جس حدیث سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (اور ان کے ساتھیوں) کو دوزخی ثابت کیا گیا ہے۔ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ پہلے ہم بخاری شریف سے یہ حدیث مع سند ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اس کے راویوں پر بحث ہوگی۔
بخاری شریف:

حد ثنا مسدد قال حدثنا عبد العزيز بن هبة

قال حدثنا خالد الحذاء عن عكرمة

قَيْسُ بْنُ الشَّرَابِ عَنْهُ وَيَقُولُ وَيَحْ عَمَّارُ تَقْتُلُكَ

الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَذْعُوكَ إِلَى النَّارِ - بخاری شریف

جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب التعاون فی بناء المسجد

فقہ ہمدرد کہتے ہیں ہمیں عبد العزیز بن مختار نے بتلایا۔ عبد العزیز کہتے ہیں۔

خالد حزار نے عکرمہ سے روایت کرتے ہوئے بتلایا کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر کے دوران حضرت عمار کو زیادہ اینٹیں

اٹھاتے دیکھ کر افرانے لگے جب کہ آپ اپنے کپڑے بھاڑ رہے تھے
عمار کا بھلا ہوا سے باغی گروہ قتل کرے گا وہ انہیں جنت کی طرف بلائے
گا۔ اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلائیں گے۔

تطہیر الجنان

وَحَدَّثَنَا أَنَّهُ ذَاكَ إِتْمَامَ يَمْرُوتَ صَحَّ الْحَدِيثُ
وَلَمْ يُنْعَضْ تَأْوِيلُهُ أَقْمًا ذَا الْمُرِيصِ صَحَّ فَلَا يَسْتَدَلُّ
بِهِ وَالْأَمْرُ كَذَا إِلَيْكَ فَإِنْ فِي سَنَدِهِ ضَعْفًا
يَسْقُطُ الْإِسْتِدْلَالُ بِهِ وَكَوْثُ ثَنِيَّةِ ابْنِ حَبَّانٍ
لَا يُقَارِمُ تَضْعِيفَ مَنْ عَدَّالَهُ لَا سِيَّمَا وَهُوَ
أَعْيَى ابْنِ حَبَّانٍ مَعْرُوفٌ عِنْدَ هَرَبِ النَّسَاهِيلِ
فِي الثَّوْثِيَّةِ

(تطہیر الجنان ص ۳۵ پانچویں جواب کا اعتراض)
ترجمہ: اس کا جواب یہ ہے کہ الزام مذکورہ مکمل اس وقت ہوگا جب حدیث
صحیح ہو۔ اور اس کی تاویل ناممکن ہو۔ لیکن اگر یہ صحیح نہ ہو تو پھر اس سے
استدلال درست نہ ہوگا۔ اور معاذ کچھ ایسا ہی ہے۔ کیونکہ اس کی سند
میں ضعف ہے۔ جس کی وجہ سے اس سے استدلال ساقط ہو گیا۔
رہا ابن حبان کا اس کی توثیق کرنا تو وہ اس کی تضعیف کرنے والوں
کا ہم نوا نہیں ہو سکتا۔ خاص کر اس اعتبار سے بھی کہ ابن حبان توثیق میں
بہت سست شمار ہوتا ہے۔

توضیح:

علامہ ابن حجر نے حدیث زیر بحث کو ضعیف کہا۔ اور اس کی وجہ سند میں

صفت قرار دیا۔ اور ابن حبان نے جو اس کے بارے میں پختہ ہونے کا قول کیا تھا۔
اسے کمزور قرار دیا۔ تو ابن حجر کے صرف اس قدر کہہ دینے سے حدیث میں ضعف پیدا
ہو گا۔ کیونکہ اصول حدیث میں سے ایک اصل یہ بھی ہے کہ جرح وہی مفید ہوگی۔
جو غیر مبہم ہو۔ ابن حجر کا یہ جرح مبہم ہونے کے اعتبار سے ناقابلِ توجہ ہے۔ تو اہم
اس بارے میں اس جرح کی وضاحت کر کے ایہام کو ختم کیے دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ
حدیث زیر بحث کے روایت میں سے مسند عبد العزیز اور خالد وغیرہ مجروح ہیں۔
ابن حجر جرح ملاحظہ ہو۔

میزان الاعتدال

علامہ ذہبی نے مسند کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔
قَالَ الْقَطَّانِي فِيهِ تَسَاهُلٌ قَطَّانِي نے کہا کہ مسند میں روایت
حدیث میں تساہل یعنی سستی پائی جاتی ہے۔ (اور تساہل کی صفت محدثین
کے نزدیک حدیث کو نامقبہ کر دیتی ہے۔) (میزان الاعتدال جلد سوم
ص ۱۶۲)

میزان الاعتدال:

سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ زُهَيْرٍ يَقُولُ إِنَّهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ -
میزان الاعتدال جلد دوم ص ۱۳۹

ترجمہ: میں نے احمد بن زہیر سے سنا کہ وہ عبد العزیز بن مختار کے بارے
میں کہتے تھے۔ کہ وہ کوئی چیز نہیں۔

تہذیب التہذیب:

قَالَ ابْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ عَنْ ابْنِ مَعِينٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ -

(تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۳۵۶)

ترجمہ: ابن مبین سے ابن خثیر بیان کرتا ہے۔ کہ عبد العزیز بن مختار کوئی چیز نہیں۔
تہذیب التہذیب:

قال عبد الله ابن احمد بن حنبل في كتاب العلل
عن أبيه لم يسمع خالد الحزاز عن أبي عثمان
نهدى شيئا وقال أحمد أيضا
لم يسمع من أبي العالقة وذكر ابن خزيمة ما
يؤا فوق ذلك ويشهد له وقال ابن أبي حاتم في المراسيل
عن أبيه عن أحمد ما أراه سمع من الكوفيين
من رجل أقدم من أبي الضحى وقد حدث
عن الشعبي وما أراه سمع منه..... قال
يحيى وقلت لحما بن زيد فخالد الحزاز
قال قدم علينا قديمة ومن الشام فكانا نأكلنا
حفظه..... وحكى العقيلي من طريق أحمد
بن حنبل قيل لأبي بن علي في حديث كان خالد
يز ويه فلم يلتفت إليه ابن عليه وضعت امر
خالد..... قلت والظاهر أن كلام هؤلاء
فيه من أجل ما أشار إليه حماد بن زيد من
تغير حفظه بالخير أو من أجل حفظه في
عمل السطحات - والله أعلم رتہذیب التہذیب
جلد سوم ص ۱۲۲ حفظ خالد

ترجمہ: عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل کتاب العلل میں اپنے والد کی طرف سے

ناقل کہ خالد حزاز نے ان کے باپ عثمان ہمدانی سے کوئی روایت نہیں
سنی۔ امام احمد بن حنبل نے یہ بھی فرمایا کہ خالد حزاز نے ابو العالیہ سے
بھی سماع حدیث نہیں کیا۔ ابن خزمیر نے بھی اسی کے موافق لکھا۔ ابن
ابی حاتم نے مراسیل میں امام احمد سے نقل کیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے
نہیں دیکھا کہ جو روایات خالد حزاز نے کوفیوں سے بیان کی ہیں۔ وہ
ان سے سنی ہوں شیعی سے بھی عدم سماع منقول ہے۔ یحییٰ نے کہا کہ
میں نے حماد بن زید سے خالد حزاز کے بارے میں پوچھا کہنے لگے۔ وہ
شام کی طرف سے ہمارے پاس آیا تھا۔ تو ہمیں اس کے حفظ پر انکار ہوا
عقیلی نے احمد بن حنبل کے ذریعے سے یہ بیان کیا ہے۔ کہ ابن علیہ سے
کہا گیا کہ جب ان کے سامنے خالد حزاز حدیث بیان کرتا تو وہ اس کی
طرف کوئی توجہ نہ کرتے۔ اور اس کو ضعیف کہتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ
ان حضرات کا کلام بظاہر اس وجہ سے ہے۔ کہ حماد بن زید نے خالد حزاز
کے حفظ میں تبدیلی کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ اس نے سلطان
کے عمل میں شرکت کر لی تھی۔

میزان الاعتدال:

أما أبو حاتم فقال لا يثبت به..... قال أحمد
قيل لأبي بن علي في هذا الحديث فقال كان خالد
يز ويه فلم نكتف إليه ضعت ابن
عليه أم خالد - رميزان الاعتدال جلد اول
ص ۳۰۱ تا ۳۰۲

ترجمہ: ابو حاتم نے کہا۔ کہ خالد حزاز قابل احتجاج نہیں ہے۔ احمد بن حنبل

کہتے ہیں کہ ابن علیہ کو اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ خالد اس کی روایت کرتا رہا اور ہم نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ ابن علیہ نے خالد خدا کو ضیف کہا ہے۔

تہذیب التہذیب،

و قال ابو خلف الخزاز عن يحيى البكار سمعت
ابن عمر يقول لنا فاح اتق الله و يعبك يا نافع
ولا تكذب على كما كذب عكرمة على ابن عباس وقال ابراهيم بن
سعد عن ابيه عن سعيد بن المسيب انه كان
يقول لعلاء بن رزق يا بزر ولا تكذب على كما
يكذب عكرمة على ابن عباس وقال
حرید بن عبد الحمید عن یزید بن ابی زید
دخلت على علي بن عبيد الله بن عباس وعكرمة
مئيذ على باب الحش قال قلت ما هذا قال
انه يكذب على ابي وقال هشام بن سعد عن
عطاء الخراساني قلت لسعيد بن المسيب ان
عكرمة بين عمر ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم تزوج ميمونة وهو محرم فقال كذب
مخيشان وقال شعبه عن عمرو بن مرة سال
رجل ابن المسيب عن اية من القرآن فقال لا تسئلني
عن القرآن و سئل عنه من بين عمر انه لا يخفى
عليه منه شيء يعني عكرمة وقال فطر ابن

خليفة قلت لعطاء ان عكرمة يقول سبق الكتاب
المسح على الخفين فقال كذب عكرمة سمعت ابن
عباس يقول امسح على الخفين وان خربت
من الغلاء وقال اسرايل عن عبد الكريم
الجزري عن عكرمة انه كره كبراء الارض
قال قد كرت ذلك لسعيد بن جبير فقال
كذب عكرمة سمعت ابن عباس يقول ان امثل
ما انتم ما نعون استيجار الارض البيضاء
سنة بسنة وقال وهيب ابن خالد عن يحيى
ابن سعيد الانصاري كان كذابا وقال ابراهيم
بن المنذر عن معن بن عيسى وغيره كان مالك
لا يراي عكرمة ثقة و يا مرنان لا يؤخذ عنه
وقال الدورى عن ابن معين كان مالك يكره
عكرمة قلت فقد روى عن رجل عنه قال
نسم شي يسير وقال الربيع عن الشافعي و
هو يعني مالك بن انس سئل الراي في عكرمة
قال لا اري لاحد ان يقبل حديثه .

تہذیب التہذیب جلد ہفتم ص ۲۶۷

ترجمہ: کہی بکا کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو اپنے غلام نافع سے یہ کہتے
سنا۔ اسے نافع تجھ پر افسوس! مجھ پر جھوٹ نہ بانڈھ جیسا کہ عکرمر نے
ابن عباس پر بانڈھا۔ سعید بن مسیب اپنے غلام کو کہا کرتے تھے مجھ

پر بھوٹ نہ باندھیں طرح حکمران ابن عباس پر باندھا تھا۔ یزید بن ابی
زیاد کہتا ہے کہ میں علی بن عبداللہ ابن عباس کے ہاں گیا۔ تو دیکھا کہ حکمران
دروازے پر بندھا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا۔ اسے کیا ہوا؟ کہنے
لگے۔ یہ میرے باپ پر بھوٹ باندھا ہے۔ عطاء خراسانی کہتے ہیں
کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا۔ حکمران کا خیال ہے کہ جب حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ سے شادی کی تو آپ اس وقت
حالت احرام میں تھے۔ وہ کہنے لگے۔ وہ غیبت ہے۔ عمرو بن مردہ کہتے
ہیں کہ کسی نے سعید بن مسیب سے کسی قرآنی آیت کے بارے
میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھ سے نہ پوچھو۔ اس سے پوچھیں گا دعویٰ
ہے۔ کہ قرآن کی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔ یعنی حکمران سے۔ فطران ابن
غلیفہ نے عطاء سے کہا۔ کہ حکمران کہتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں موزوں پر
مسح کا ذکر نہیں ہے۔ تو کہنے لگے۔ حکمران بھوٹ بولتا ہے۔ میں ابن عباس
سے سنا ہوا ہے۔ کہ موزوں مسح ثابت ہے۔ اگرچہ تو بیت الخلا سے نکلے عبد اللہ بن جریج
نے حکمران سے روایت کی۔ کہ وہ زمین کو کراہ پر دینا مکروہ کہتے تھے
کہتے ہیں۔ کہ میں نے ہی مسئلہ جناب سعید بن جبیر سے پوچھا۔ کہنے
لگے۔ حکمران بھوٹ بولتا ہے۔ میں نے ابن عباس سے سنا ہے۔ کہ
بہترین صورت زمین کو کراہ پر دینے کی یہ ہے۔ کہ سال بہ سال
روپوں کے بدلہ وہ کراہ پر دی جائے۔ یحییٰ بن سعید انصاری بھی
حکمران کو جھوٹا کہتے تھے۔ امام مالک سے بہت سے لوگوں نے بیان کیا
کہ وہ بھی حکمران کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ اس کی کوئی روایت
نہی جائے۔ ابن مسہب نے بھی امام مالک سے بیان کیا ہے۔ کہ

وہ حکمران کو نفرت سے دیکھتے تھے۔ میں نے پوچھا۔ تو پھر کوئی آدمی سے بتا
کہتا ہے؟ اس نے فرمایا۔ ہاں بالکل معمولی۔ امام شافعی سے بھی ہے۔
کہ مالک بن انس کی حکمران کے بارے میں رائے بھی نہ تھی۔ اور کہا کہ میں
اس کی حدیث کو قبول کرنے والا کوئی نہیں دیکھتا۔

میزان الاعتدال

عن یزید بن ابی زیاد عن عبد اللہ بن الحارث
قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَإِذَا عِزَّةٌ
فِي وَثَاقٍ حِينَئِذٍ بَابُ الْحَسَنِ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ
حَقَّقَ إِنَّ هَذَا الْخَبِيثُ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي وَ يَزُورُ
عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّكَ كَذِبٌ عِزَّةٌ مَلَّةٌ وَ الْغَضِيبُ بْنُ
نَاصِحٍ أَنِّيكَ فَخَالِدٌ ابْنُ خَدَّاشٍ شَهِدَتْ حَقَّقًا
بْنٌ زَيْدٌ فِي الْخَبَرِ يَعْمُ مَا فِيهِ

قَالَ أَحَدُ شُكْرٍ بِحَدِيثٍ مَا
أَخَذْتُ بِهِ قَطْلًا فِي أَكْرَهَةٍ أَنَّ النَّبِيَّ اللَّهَ وَلَكَ حَدِيثٌ
بِهِ سَمِعْتُ الْيُؤُبَّ يُحَدِّثُ عَنْ عِزَّةٍ مَلَّةٍ قَالَ إِنَّمَا
أَنْزَلَ اللَّهُ مَثَلًا بِهَا الْقُرْآنَ لِيُضِلَّ بِهِ قُلْتُ مَا
أَسْوَأُ كُلِّ عِبَادَةٍ بَلْ لَأَحَبُّهَا بَلْ أَنْزَلَ لِيَهْدِي
بِهِ قُلْتُ لِيُضِلَّ بِهِ الْفَاسِقِينَ ابراهيم بن
المنذر حدثنا هشام بن عبد الله المخرومي
سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي ذَنْبٍ يَقُولُ رَأَيْتُ عِزَّةَ
وَ كَانَ عَزِيرٌ ثِقَّةً قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ كَانَ

عُكْرَمَةٌ كَثِيرًا لَعَلَّهِ وَالْحَدِيثُ بَحْرًا مِنْ الْبَحْرِ
وَلَيْسَ يَخْتِجُ بِحَدِيثِهِ..... الْفَضْلُ الشَّيْبَانِي
عَنْ رَجُلٍ قَالَ رَأَيْتُ عُكْرَمَةَ قَدْ أَقْنَمَتْ فِي لَعَبِ
النَّرْدِ..... وَقَالَ مَصْعَبُ الزُّبَيْرِي كَانَ
عُكْرَمَةً يَرَى رَأْيَ الْخَوَارِجِ..... سَمِعْتُ أَحْمَدَ
بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ كَانَ عُكْرَمَةُ مِنْ أَعْلَمِ النَّاسِ
وَلِكُنْهَ كَانَ يَرَى رَأْيَ الضَّعِيفَةِ وَلَمْ يَدَعْ
مَوْضِعًا إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ خَرَّاسَانٌ وَالشَّامُ
وَالْيَمَنُ وَمِصْرُ وَافْرِيقَهُ كَانَ يَأْتِي الْأُمَرَاءَ
فَيُطْلَبُ حَتَّى يَكُونُوا حَرْدَةً عَلَيْهِ

(میزان الاعتدال جلد دوم ص ۲۰۸ - ۲۰۹ تذکرہ

عکرمہ)

ترجمہ: عبد اللہ بن الحارث کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ کے پاس گیا
تو دیکھا کہ عکرمہ دروازے پر بندھا ہوا ہے۔ میں نے علی بن عبد اللہ
سے کہا تجھے تدا کا خوف نہیں؟ انہوں نے کہا یہ غیث میرے والد
پر بھوٹا باندھتا ہے۔ ابن المہدی بھی مروی ہے کہ عکرمہ کو انہوں نے
بھی جھوٹا کہا خضیب بن ناصح نے بھی خبر دی کہ خالد بن خداش ایک
مرتبہ حماد بن زید کے پاس گئے جب وہ زندگی کے آخری لمحات پر
کر رہے تھے کہنے لگے میں تمہیں ایک ایسی حدیث سناتا ہوں جس
کو میں نے کبھی بھی قابل اعتبار نہ سمجھا۔ لیکن میں اس بات کو اچھا نہیں
سمجھتا کہ اس کو روایت کیے بغیر میں اللہ سے جا لوں۔ میں نے ایوب

سے سنا وہ عکرمہ سے بیان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تو مشاہدات
اس لیے نازل کیے تاکہ ان کے ذریعہ ہدایت دے اور صرف فاسقوں
کو گمراہ کرے۔ ابن ابی ذئب کا قول ہے کہ میں نے عکرمہ کو غیر ثقہ
پایا۔ محمد بن سعد کہتے ہیں عکرمہ بہت علم دار تھا اور حدیث کا ایک دیا
تھا۔ اس کی حدیث قابل احتجاج نہ تھی فضل شیبانی ایک آدمی
سے بیان کرتا ہے کہ میں نے عکرمہ کو بہتر بازی کرتے دیکھا۔

مصعب الزہیری کا قول ہے کہ عکرمہ خوارج کا نظریہ رکھتا تھا میں
نے احمد بن حنبل سے سنا وہ کہتے تھے کہ عکرمہ بہت بڑا عالم تھا۔
لیکن بازیاب بیڑا نہ تھا۔ جہاں کہیں اس کا اُسے علم ہوتا ادھر ہی بھل پڑتا
خراسان، شام، یمن، مصر اور افریقہ میں گیا۔ امیروں کے پاس جا کر ان
سے انعام و اکرام طلب کرتا۔

خلاصہ:

مذکورہ حوالہ جات سے حدیث زپر بحث چار راویوں پر آپ نے جرح
ملاحظہ فرمائی مسند عبد العزیز ابن مختار خالد بن مہران اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس۔ حدیث
مذکورہ کے کل چھ راوی ہیں۔ ان مجروح چار راویوں میں سے کوئی تو "لا شئی"،
ہے۔ کوئی اپنے شیخ سے سماع ہی نہیں رکھتا، کوئی اپنے شیخ پر بھوٹا باندھنے
والا ہے۔ ان حالات میں ان کی روایت کردہ حدیث کہاں قابل استدلال ہے
گی۔ یہ یقینی تفصیلی جرح کہ جس کی بنا پر علامہ ابن حجر نے اسے مجروح قرار دیا تھا۔ ایسی
حدیث سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ساتھیوں کو دوزخی
قرار دینا قطعاً درست نہیں۔ ایک طرف حدیث مذکورہ جو سخت مجروح ہے۔
اور دوسری طرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کو کاتب وحی مقرر

فرمانا، ان کے حق میں ہادی اور مہدی کی دعا مانگنا، کیا مجروح کسے کران ارشادات کو پس پشت ڈالنا عقل مندی سے معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی وغیرہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و سیرت کی مخالفت کر کے آپ کو رنجیدہ کیا۔ اور دنیا و آخرت میں اپنے لیے لعنت کا طوق خرید لیا۔

پوری حدیث:

عن عكرمة قال لما بن عباس ولائيه علي
انطلقا الى ابي سعيد فاسمعا من حديثه
فانظرا فناداهما فحاطا يضلحه فاحدا
رداه فاحتبى ثم انشأ يحده فاحتبى
اني على ذكربنا المسجيد فقال لانا نحمل
لبنة لبنة وعمار لبنتين لبنتين فراه
النبي صلى الله عليه وسلم فينفض الشراب
عنه ويقول ويح عمار تقتله الفئة الباغية
يدعوهم الى الجنة ويدعوهم الى النار
قال يقرل عمار اعوذ بالله من الفتن

فتح الباری جلد اول باب التنازع فی بناء المسجد ۴۲ ص ۵۲

ترجمہ: عکرمہ نے مجھے اور اپنے بیٹے کو کہا ابو سعید کے پاس جاؤ

اور ان سے حدیث سنو ہم گئے تو وہ باغ کو درست کر رہے تھے انہوں نے اپنی چادر کا اعتبار کیا اور پھر میں حدیث بیان کرنی شروع کی یہاں تک کہ مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر کیا اور کہا ہم ایک ایک پتھر اٹھاتے اور عمار دو دو پتھر اٹھاتے نبی علیہ السلام نے ان کو دیکھا اور ان سے

مٹی جھاڑی اور فرمائے گئے کہ عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا جبکہ تو انہیں جنت کی طرف اور وہ تجھے جہنم کی طرف بلائیں گے عمار کہنے لگے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں سے۔

جواب دوم

اس حدیث کا کچھ حصہ الحاقی ہے

حدیث مذکورہ کے آخری حصہ کے دو مضمون ہیں۔ ایک یہ کہ عمار بن یاسر کو باغیوں نے قتل کیا جس میں امیر معاویہؓ بھی شامل تھے۔ لہذا بقول حدیث یہ سب لوگ باغی ہیں۔ دوسرا یہ کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اپنے مخالف گروہ کو جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ انہیں دوزخ کی طرف بلائیں گے۔ یہ دونوں باتیں بخاری شریف کے اصل متن و نسخ میں موجود نہیں۔ اور نہ ہی شرائط بخاری پر اترتی ہیں۔ بلکہ ان دونوں کو علامہ ربکانی وغیرہ نے داخل بخاری کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شامیوں نے ان دونوں کو متن بخاری سے نکال دیا ہے۔ لہذا امام بخاری کا نام لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مذکورہ الزام دھرنا درست نہ رہا۔ اس سے بناوٹی محدث ہزاروی کی حدیث دانی بھی آپ کے سامنے آگئی ہے۔ ہاں جن لوگوں نے اس زیادتی کو ذکر کیا ان کے ذکر کرنے اور اس زیادتی کی ہم وضاحت کیے دیتے ہیں

العواصم من القواصم:

وَقَدْ كَانَ مَعَاوِيَةَ يَعْرِفُ مِنْ نَفْسِهِ أَنَّكَ
لَمْ يَكُنْ مِنْهُ الْبَغِيُّ فِي حَرْبِ صَفِيِّينَ لِأَنَّهُ لَمْ
يُرِدْ هَا وَلَمْ يَبْتَغِ فِيهَا وَلَمْ يَأْتْ لَهَا إِلَّا لِيَعْدَ أَنْ تَخْرُجَ

عَلَيْهِ مِنَ الْكُوفَةِ وَهَرَبَ مُعَسَّكَهُ فِي النَّخِيلَةِ
لِيَسْتَرْجِعَ إِلَى الشَّامِ كَمَا تَقَدَّمَ فِي ص ۱۶۲-۱۶۳ وَلِلَّهِ
لَمَّا قَتَلَ عُمَارَ قَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّمَا قَتَلَهُ مَنْ
أَخْرَجَهُ وَفِي إِحْتِقَادِي الشَّخْصِيَّ أَنَّ كُلَّ مَنْ
قَتَلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِأَيْدِي الْمُسْلِمِينَ مِنْهُ
قَتَلَ عُثْمَانَ فَإِنَّمَا ائْتَمَّهُ عَلَى قَتَلِهِ عُثْمَانَ
لَا تَهْمُ فَتَحْصُوا بَابَ الْفِتْنَةِ وَلَا تَهْمُوا وَاصْلُوا
تَسْعِيرَ نَارِهَا وَلَا تَهْمُوا الَّذِينَ أَوْعَرُوا
صُدُّوا الْمُسْلِمِينَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَكَمَا
كَانُوا قَتَلَهُ عُثْمَانَ فَإِنَّهُمْ كَانُوا الْقَاتِلِينَ
يَكُلُ مَنْ قَتَلَ بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ عُمَارُ وَمِنْ
هُمْ أَفْضَلُ مِنْ عُمَارٍ كَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ إِلَى
أَنَّ ائْتَمَّتْ فِئَتُهُمْ بِقَتْلِهِمْ عَلِيًّا نَفْسَهُ وَقَدْ
كَانُوا مِنْ جُنْدِهِ وَفِي الطَّائِفَةِ الَّتِي كَانَتْ قَائِمًا
عَلَيْهَا فَالْحَدِيثُ مِنْ أَعْلَامِ الْبُيُوتِ وَالطَّائِفَتَانِ
الْمَقَاتِلَتَانِ فِي صَفَّيْنِ كَانَتَا طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَعَلَى أَفْضَلٍ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ
مِنْ صَحَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمِنْ دَعَائِمِ دَوْلَةِ إِسْلَامٍ وَكُلُّ مَا وَقَعَ
مِنَ الْفِتَنِ فَإِنَّهُمْ عَلَى مُوَرِّثِي نَارِهَا لَا تَهْمُ
السَّبَبُ إِلَّا وَلَ فِيهَا فَهُمْ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَةُ الَّتِي

قَتَلَ بِسَبَبِهَا كُلُّ مُتَمَوِّلٍ وَفِي وَفَّقَتِي الْجَمَلِ
وَصَفَّيْنِ وَمَا تَقَرَّرَ عَنْهُمَا

رحاشیہ العراصر من القواصر ص ۷۰ مطبوعہ بیروت

نتیجہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے خیال کے مطابق اپنے آپ کو باغی نہیں
سمجھتے تھے۔ کیونکہ صفین کی لڑائی میں نہ تو ان کا لڑنے کا ارادہ تھا اور
نہ ہی لڑائی کی ابتداء انہوں نے کی تھی۔ اور اس وقت تک نہ لڑے جب
تک حضرت علی المرتضیٰ فوج کو لے کر نخیلہ سے نکل کر شام کی طرف
روانہ نہ ہوئے۔ جیسا کہ ص ۱۳۲ تا ۱۶۲ پر گزر چکا ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ جب حضرت عمار کو قتل کر دیا گیا۔ تو جناب معاویہ نے کہا تھا۔
اس کو مارنے والے دراصل وہی ہیں۔ جو اس کے ساتھ لائے والے
ہیں۔ میری ذاتی رائے اور عقیدہ یہ ہے۔ کہ حضرت عثمان کی شہادت
سے لے کر اب تک جتنے مسلمان اپنے ہی بھائیوں کے ہاتھوں
قتل ہوئے ان تمام کا گناہ قاتلان عثمان پر ہے۔ کیونکہ انہوں
نے اس فتنہ کا دروازہ کھولا۔ اور انہوں نے ہی اس آگ کو بھڑکا بے میں
ابتداء کی۔ اور یہی وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کے دل ایک
دوسرے کے خلاف کر دیئے۔ لہذا یہ جیسا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ
قاتل ہیں۔ اسی طرح ان تمام مسلمانوں کے بھی قاتل ہیں۔ جو اس کے
بعد قتل ہوئے۔ ان مستولین میں سے عمار اور طلحہ و زبیر بھی ہیں۔
ان قاتلان عثمان کا شروع کیا ہوا فتنہ حضرت علی کی شہادت پر ختم
ہوتا ہے۔ یہی لوگ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ اور انہی

کی سرکردگی حضرت علیؑ کے سپرد تھی۔ لہذا حدیث مذکور ان احادیث میں سے ایک ہے۔ جو اعلام النبوءہ کے ضمن میں آتی ہے۔ جنگ صفین میں دونوں مقابل گردہ مسلمان تھے۔ اور علی المرتضیٰؑ اگرچہ امیر معاویہؓ سے افضل ہیں۔ لیکن دونوں صحابی رسول ہیں اور اسلام کے دونوں ہی ستون ہیں سو جتنے فتنے ہوئے۔ ان سب کا بوجھ ان لوگوں پر ہے۔ جنہوں نے ان کی ابتداء میں آگ بھڑکائی۔ کیونکہ ان تمام کا اول سبب یہی لوگ ہیں پس باغی جماعت یہی ہوئی جس کی وجہ سے تمام مسلمان قتل کیے گئے۔ ان مقتولین کا تعلق جنگ جمل سے ہو یا صفین سے یا ان کی کسی شاخ سے تطہیر الجنان:-

فَقَالَ لَهُ أَسْكُتْ اَنْتَ قَتَلْتَنَا اِنْهَا قَتَلَهُ مَنْ جَاءَ بِهِ فَالْقَرَّةُ بَيْنَ مَا حِينَا قَصَاةٍ مِنْ عَسْكَرٍ مُعَاوِيَةَ اِنْمَا قَتَلَ عَمَّارًا مَنِ جَاءَ بِهِ اِنْمَا قَتَلَهُ عَلِيٌّ وَاصْعَابُهُ جَاءَ وَابِهِ حِينَ قَتَلُوهُ فَالْقَوَّةُ بَيْنَ مَا حِينَا اَوْ قَالَ بَيْنَ سَيُوفِنَا۔

و تطہیر الجنان ص ۳۳ مطبوعہ بیروت طبع جدید ترجمہ: د عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب یہی حدیث پیش کر کے امیر معاویہؓ سے کہا کہ عمار کا قاتل باغی ہے تو امیر معاویہؓ نے کہا۔ چپ رہیے۔ کیا ہم نے انہیں قتل کیا؟ اُسے تو ان لوگوں نے قتل کیا جو اُسے لے کر آئے تھے۔ پھر قتل کے بعد ہمارے نیزوں کے درمیان پھینک گئے۔ لہذا وہ معاویہ کی فوج پر قتل قرار دیا

گیا۔ اس کو تو لانے والوں نے ہی قتل کیا ہے۔ اُسے علی المرتضیٰؑ اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا جو اس کے لانے والے ہیں۔ جب قتل کر چکے۔ تو پھر ہمارے نیزوں یا تلواروں کے سامنے پھینک گئے۔

شرح مقاصد:

وَالْمُخَالِفُونَ بَغَاةٌ لِيُخْرَقَ جِهْتُهُمْ عَلَى الْإِمَامِ الْحَقِّ بِشِبَالَةٍ هِيَ تَرْكُكَةُ الْقِصَاصِ مِنْ قَتْلِهِ عُمَاسَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَيَقُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمَّارٍ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ وَقَدْ قُتِلَ يَوْمَ صَفِّينَ عَلَى يَدِ أَهْلِ الشَّامِ وَيَقُولُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِخْوَانُنَا يَخُونَا هَلَيْنَا وَكَيْسُوا كُفْرَانًا وَلَا فَسْقَةً وَلَا ظُلْمَةً لِمَا لَمْ يَمُرْ مِنَ الثَّانِي يُل۔

د شرح مقاصد جلد دوم ص ۵۰۳ مطبوعہ لاہور ترجمہ:

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مخالف باغی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے امام برحق کے خلاف خروج کیا۔ اور وہ خروج اس شبہ کی بنا پر تھا۔ کہ عثمان غنیؓ کے قاتلوں سے قصاص چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ باغی اس لیے بھی تھے۔ کہ شامیوں کے ہاتھوں حضرت عمارؓ قتل ہوئے تھے اور ان کے قاتل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغی جماعت فرمایا تھا۔ جنگ صفین میں عمار قتل کیے گئے۔ علاوہ ازیں حضرت علیؑ

کا قول بھی ان کے باغی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ وہ یہ کہ فرمایا: وہ ہمارے
بھائی ہیں جنہوں نے ہم پر بغاوت کی۔ وہ کافر، فاسق اور ظالم نہیں
کیونکہ ان کے پاس لڑنے کی دلیل تھی۔

محدث فکر یہاں:

حدیث زیر بحث کے پہلے مضمون کی بہت سی تاویلات حضرت مخدوم غلام
نے پیش فرمائی ہیں۔ جن میں چند آپ نے پڑھیں۔ علامہ محب الدین الخطیب
نے العواصم فی القواصم کے حاشیہ پر لکھا: کہ امیر معاویہ رض باغی نہیں
تھے۔ کیونکہ نہ تو انہوں نے امام برحق کے خلاف لڑنے کا پروگرام بنایا تھا اور
نہ ہی لڑائی کی ابتداء کی۔ کوفہ کے لشکر کی تیاری کے پیش نظر انہوں نے تیاری
کی۔ اس لیے عمار بن یاسر کے قتل کا بوجھ امیر معاویہ پر نہیں بلکہ اس فتنہ کی ابتداء
کرنے والوں پر ہے۔ اور انہی کو "باغی جماعت" کہا گیا ہے۔ لہذا حدیث پاک
وہ اعلام النبوة کے طبقہ سے ہے۔ ابن حجر مکی نے اس کی تاویل یہ بیان کی۔
کہ عمار بن یاسر کے قتل کی ذمہ داری امیر معاویہ رض پر نہیں بلکہ ہوائیوں کہ کچھ لوگوں نے
شرارت سے عمار بن یاسر کو ان کے فوجیوں کے نیزوں اور تلواروں کے ساتھ
لاکھڑا کر دیا۔ اس لیے اصل قاتل وہی ہیں جو انہیں ساتھ لے کر آئے۔ علامہ
تفتازانی نے اگر وہ باغی کے لفظ کا اطلاق امیر معاویہ اور ان کی جماعت پر درست
قرار دیا۔ لیکن ان کی بغاوت امام برحق کے خلاف بلا وجہ بغاوت نہ تھی۔ بلکہ
ایک تاویل و دلیل پر مبنی تھی۔ اس لیے ان کی تکفیر و تفسیق کرنا ہرگز درست نہیں
ہے۔ حصہ اول کی توضیح کے بعد اب حدیث زیر بحث کے دوسرے حصہ
کی طرف آئیے۔ جس کی بنیاد یہ الفاظ ہیں۔ یَدْعُوهُمُ إِلَى الْحَيَاةِ
وَيَدْعُوهُمُ إِلَى الْمَمَاتِ۔ عمار یا سر اپنے مقابلہ میں کہنے والوں کو حیات

کی طرف اور یہ انہیں دوزخ کی طرف بلا تے ہیں۔ لیکن توضیح سے قبل کہ یہ جملہ
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں۔ پہلے ہم یہ کہتے ہیں کہ
ثبوت بالفرض کے بعد عمار بن یاسر کے مخالفین میں سے صرف امیر معاویہ کو
دوزخی قرار دینا اور دوسروں کا ذکر نہ کرنا یا انہیں جنتی نہ سمجھنا کیا معنی رکھتا ہے
جب کہ حدیث کے الفاظ پوری مخالفت جماعت کے لیے ہیں۔ تو ساری
جماعت کو دوزخی سمجھنا چاہیے۔ ان میں حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل
ہیں (یعنی علی المرتضیٰ کے مخالفین میں)۔ حالانکہ یہ دونوں

مشہر مشرہ میں سے ہیں۔ اسی طرح علی المرتضیٰ کے مخالفین میں سے سیدہ
ام المومنین عائشہ صدیقہ بھی ہیں۔ ان حضرات کے بارے میں محدث ہزاروی کا کیا
خیال ہے؟ اگر حب علی اتنی سوار ہے کہ ان کو دوزخی کہتا ہے۔ تو پھر اصحابی
کا نجوم الخ، قول دارشاد رسول کریم کی واضح مخالفت کر کے خود جہنمی بنا جا رہے
اور اگر انہیں جنتی تسلیم کرتا ہے۔ تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی یہی سمجھنا پڑے گا
بہر حال اب ہم دوسرے حصہ کی وضاحت کی طرف آتے ہیں۔

فتح الباری:

تَقْتُلُهُ الْفِتْنَةُ الْبَاطِنِيَّةُ يَدْعُوهُمُ الْخَوَاصُّ وَالْغِيَاثُ
الْكُفْيَةُ عَلَيْهِمْ فَإِنْ قَتِلَ كَانَ قَتْلُهُ بِصَفَاتٍ وَ
هُوَ مَعَ عَلِيٍّ وَالَّذِينَ قَتَلُوهُ مَعَ مَعَاوِيَةَ وَكَانَ
مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوزُ
عَلَيْهِمُ الدُّعَا إِلَى النَّارِ وَالْحَوَابِ أَفَلَمْ يَكُنْ
ظَالِمِينَ أَفَلَمْ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْحَيَاةِ وَهُمُ
مُجْتَنِبُونَ لَا تَوَمَّ عَلَيْهِمْ فِي إِيْتَابِ ظَنُونِهِمْ

فَالْمَرَادُ بِالْإِذْعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدَّعَاءُ إِلَى سَبَبِهَا
وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ وَكَذَلِكَ كَانَ عَمَّا يَدْعُوهُمْ
إِلَى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةِ
إِذَا ذَاكَ وَكَانُوا أَهْمُ يَدْعُونَ إِلَى خِلَافِ
ذَلِكَ الْيَكْتَلُمُ مَعْدُورُونَ لِلثَّانِي الَّذِي
ظَهَرَ لَهُمْ

دفتح الباری جلد اول باب التعاون فی هذا المسجد ص ۴۴
ترجمہ: عمار بن یاسر کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ وہ انہیں جنت کی طرف بلاتے
ہوں گے البغ اس پر عنقریب تنبیہ آئے گی۔ اگر یہ کہا جائے کہ عمار
بن یاسر کا قتل جنگ صفین میں ہوا۔ اس وقت یہ علی المرتضیٰ کے ساتھیوں
میں تھے۔ اور ان کے قاتل امیر معاویہ کے ساتھ تھے۔ اس جماعت
میں بہت سے صحابہ کرام بھی تھے۔ لہذا ان سے یہ توقع کیونکر کی
جاسکتی ہے کہ وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے
کہ ان لوگوں کا ظن تھا کہ وہ جنت کی طرف بلاتے ہیں۔ اور مجتہد
ہونے کی وجہ سے انہیں اپنے ظن کی اتباع کرنے پر کوئی حلاوت
نہیں ہو سکتی۔ لہذا جنت کی طرف بلانے سے مراد جنت کے سبب
کی طرف بلانا ہے۔ اور وہ ہے امام کی طاعت کرنا۔ اسی طرح
جناب عمار بھی انہیں علی المرتضیٰ کی طاعت کی دعوت دیتے تھے
کیونکہ واجب الاطاعت امام وہی تھے۔ اور ان کے مخالف
اس کے خلاف کی دعوت دیتے تھے۔ لیکن وہ اس میں پورے
تاویل کے معذور ہیں۔

ارشاد الساری:

رَبِّدْعُوهُمْ (آئی یَدْعُو عَمَّا رُ الْفِتْنَةُ الْبَاطِنِيَّةُ
وَهُوَ أَصْحَابُ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الَّذِينَ
قَتَلُوهُ فِي وَقْعَةِ صِفِّينَ إِلَى سَبَبِ الْجَنَّةِ)
وَهُوَ طَاعَةُ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةِ إِذَا ذَاكَ رَوَيْدْعُوهُمْ
إِلَى سَبَبِ (الثَّانِي) الْيَكْتَلُمُ مَعْدُورُونَ لِلثَّانِي الَّذِي
الَّذِي ظَهَرَ لَهُمْ لَا تَلَهُمْ كَانُوا مُجْتَهِدِينَ طَائِفِينَ
أَلَهُمْ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ فِي
نَفْسِ الْأَمْرِ بِخِلَافِ ذَلِكَ فَلَا نَوْمَ عَلَيْهِمْ
فِي إِتْبَاعِ ظَنُّوهُمْ فَإِنَّ الْمُجْتَهِدَ إِذَا أَصَابَ
فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا أَخْطَأَ فَلَهُ أَحَدٌ.

ارشاد الساری جلد اول ص ۴۴ باب التعاون
فی بناء المسجد

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر اس باغی جماعت یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے
ساتھیوں کو کہ جنہوں نے جنگ صفین میں انہیں قتل کر دیا تھا کہ جنت
کے سبب کی طرف بلاتے تھے۔ اور وہ علی بن ابی طالب کی اطاعت
تھی۔ کیونکہ اس وقت آپ واجب الطاعت تھے۔ اور ان کے
مخالف (امیر معاویہ کے ساتھی) انہیں آگ کے سبب کی طرف
بلاتے تھے۔ لیکن وہ اس دعوت میں ایک تاویل کی وجہ سے

موزور تھے۔ کیونکہ وہ مجتہد تھے۔ اور انہیں یہ ظن تھا کہ وہ جنت کی طرف ہی تیار ہے ہیں۔ اگرچہ نفس الامر میں معاملہ اس کے خلاف تھا۔ لہذا ان پر کوئی ملامت نہیں کہ انہوں نے اپنے ظنون کی اتباع کیوں کی۔ کیونکہ مجتہد اگر صواب ہو تو تب بھی اور اگر غلطی ہو تو تب بھی ان سے اجر ملتا ہے۔

شراحین بخاری نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہیں بھی امیر معاویہ پر دوزخی ہونے کا قول نہیں کیا۔ بلکہ امام قسطلانی نے تو انہیں اجر و ثواب کا مستحق قرار دیا ہے۔ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو ہمارا چیلنج ہے کہ بخاری شریف کی کسی شرح سے یہ ثابت کر دکھائیں کہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کسی نے امیر معاویہ یا ان کے ساتھیوں کو دوزخی کہا ہو۔ تو بیس ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

يَذْعُوْنَكَ إِلَى النَّارِ كَمَا كَفَاظُ
بخاری شریف کے اصل متن میں سے نہیں
ہیں بلکہ الحاقی الفاظ ہیں

فتح الباری:

وَأَعْلَمُ أَنَّ هَذِهِ الزِّيَادَةُ لَمْ يَذْكُرْهَا الْحَمِيدِيُّ فِي الْجَمْعِ وَقَالَ إِنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْهَا أَصْلًا وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ قَالَ الْحَمِيدِيُّ وَاعْلَمْنَا لَمْ تَقْعَحْ لِلْبُخَارِيِّ أَوْ وَقَعَتْ فَحَدَّثَهَا عَمْدًا قَالَ وَقَدْ أَخْرَجَهَا الْأَسْمَاعِيُّ وَالْبَرْقَانِيُّ فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ قُلْتُ وَيُظْهَرُ لِي أَنَّ الْبُخَارِيَّ حَدَّثَهَا عَمْدًا أَوْ ذَكَرَ لَكَ لِنُكْحَةِ خَسْفِيْقَةٍ وَهِيَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخِذْرِيَّ اعْتَرَفَ أَنَّكَ لَمْ تَسْمَعْ هَذِهِ الزِّيَادَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَعَلَّ عَلَى أَنَّهَا فِي هَذِهِ الزِّيَادَةِ مُدْرَجَةٌ وَالزِّيَادَةُ الَّتِي بَيَّنَّكَ ذَلِكَ لَيْسَتْ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَقَدْ أَخْرَجَهَا الْبَرْقَانِيُّ مِنْ طَرِيقِ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي قَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَدْ كَرَأَ الْحَدِيثَ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَحَصُلِهِمْ لُبَّةٌ لُبَّةٌ وَفِيهِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَحَدَّثَنِي

أَصْحَابِي وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ أَكْثَرَ قَالَ
يَا بَنَ سَمِيَّةَ تَفَثُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ -

۱- فتح الباری جلد اول ص ۵۴۲ حدیث ۴۴۴ باب التعاون
فی بناء المسجد

۲- ارشاد الساری جلد اول ص ۴۴۲ مطبوعہ بیروت

۳- حمدة القاری جلد چہارم ص ۲۰۹ باب التعاون
فی بناء المسجد

ترجمہ: ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ الفاظ کی زیادتی حمیدی نے اپنی جمع
میں ذکر نہیں کی۔ اور کہا کہ بخاری نے اسے بالکل ذکر نہیں کیا۔ یونہی ابوسعد
نے بھی کہا۔ حمیدی کا کہنا ہے۔ کہ ہو سکتا ہے کہ بخاری کو یہ زیادتی ملی ہی
نہ ہو۔ یا ملی ہو لیکن جان بوجھ کر اسے حذف کر دیا ہو۔ ہاں اسماعیلی اور
برقانی نے اس حدیث میں مذکورہ زیادتی کی ہو۔ میں کہتا ہوں۔
کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ امام بخاری نے اسے جان بوجھ کر حذف
کیا ہے۔ اور ایسا انہوں نے ایک باریک نگاہ کے لیے کیا ہے۔ وہ
یہ کہ ابوسعید خدری نے اعتراف کیا کہ یہ زیادتی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے نہیں سنی۔ تو یہ اس امر کی دلیل ہے۔ کہ مذکورہ زیادتی اس روایت میں
بعد میں درج کی گئی۔ اور جس روایت میں یہ زیادتی ذکر کی ہے۔ وہ بخاری
کی شرط پر پوری نہیں اترتی۔ اس زیادتی کو بڑانے داؤد بن ابی
ہند عن ابی نضر عن ابی سعید کی سند سے ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث مسجد کی
تعمیر میں اور ایک ایک اینٹ اٹھاتے وقت ذکر ہوئی۔ اور اس میں
یہ بھی ہے۔ کہ ابوسعید کہتے ہیں مجھے میرے ساتھیوں نے یہ زیادتی

بیان کی۔ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی۔ کہ آپ نے فرمایا ہو۔
اسے ابن سیرینہ! تجھے باطنی جماعت قتل کرے گی۔

فتح الباری:

فَأَقْرَصَ النَّبَخَارِيُّ عَلَى الْقَدْرِ الَّذِي سَمِعَهُ
أَبُو سَعِيدٍ مِنَ النَّبِيِّ دُونَ عَمِيرٍ وَهَذَا أَنَّ
عَلَى دَقَّةٍ فَلَهُمْ وَكَبُّهُمْ فِي الْإِطْلَاعِ
عَلَى عِلَلِ الْحَدِيثِ -

فتح الباری جلد اول ص ۵۴۳ باب التعاون
فی بناء المسجد

ترجمہ:

امام بخاری نے اسی قدر الفاظ حدیث پر اقتصار فرمایا۔ جس قدر ابوسعید
خدری نے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے تھے۔ اُن کے علاوہ
الفاظ کو ذکر نہ کیا۔ یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ کہ وہ کس قدر
زیرک تھے۔ اور حدیث کی علتوں پر انہیں کتنا عبور تھا۔

محسوس فکر میں:

يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى النَّارِ بخاری کے
الفاظ کہ جن کی بنا پر محدث ہزاروی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر
باطنی اور کافر، دوزخی ہونے کا الزام لگا رہا تھا۔ یہ سرے سے حدیث بخاری
کے الفاظ ہیں ہی نہیں۔ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو عالم حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ سنے ہی نہیں۔ اسی لیے امام بخاری نے اپنی
شرط کے منقود ہونے کی وجہ سے ان الفاظ کو حدیث میں ذکر نہ کیا۔ ان کی شرط یہ

ہے کہ راوی کے لیے مروی حدیث سے سماعت بلا واسطہ ضروری ہے) اسی لیے ابن حجر عسقلانی امام بخاری کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے ہزاروی کے حالات پر گہری نظر رکھی ہے۔ لہذا محدث ہزاروی کا الزام میں امام بخاری کا نام لینا سراسر بے کار ہو گیا۔ اور ریت کا گھروندا بن گیا۔

یاد رہے اس زیادتی کو امام بخاری نے تو نقل نہیں کیا البتہ اسماعیلی اور حافظ ابو نعیم وحید نے بعض صحاح میں اس زیادتی کو ذکر کیا ہے لیکن یہ زیادتی تمام شارحین کے نزدیک ٹھوکر ہے یعنی سنا کر یا سر کو قتل کرنے والے امام حق حضرت علی سے بغاوت کریں گے اپنے اجتہاد کے اعتبار سے اور وہ اپنے اجتہاد اور گمان میں حق پر ہوں گے۔ اگرچہ حقیقت میں وہ غلطی پر ہوں گے لیکن وہ اس اجتہادی غلطی کی وجہ سے دوزخی نہیں ہوں گے بلکہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔

قابل توجہ

تحفہ جعفریہ جلد ثانی کی اشاعت سے قبل محدث ہزاروی کی طرف سے میری پہلی دو جلدوں کی ان کی طرف سے تعریف کی گئی۔ اور مجھے تعریفی خط لکھے۔ پھر میری جلد میں یا عمار تقتلک الذیۃ الباغیۃ والی طویل حدیث کے بارے میں جب یہ پڑھا کہ امام بیہقی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ اس پر محدث صاحب کی طرف سے ایک خط موصول ہوا کہ تمہارا یہ لکھنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث تو بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ بخاری میں ضعیف احادیث تو ہو سکتی ہیں۔ لیکن موضوع نہیں۔ اور ساتھ ہی لکھا کہ ہم نے اس پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ اگر تم پڑھ لیتے تو تم یہ نہ لکھتے۔ اور آخر میں لکھا کہ اس کا اگر کوئی جواب ہو۔ تو لکھو۔ میں اس خط کے ملنے کے بعد پریشیں کی وجہ سے ایک سال تک کچھ نہ کر سکا۔

ت یاب ہوئے پر میں نے رابطہ قائم کیا۔ اور مذکورہ رسالہ بھیجنے کو کہا۔ لیکن اب تک وہ رسالہ مجھے نہ مل سکا۔ پھر ایک خط کے جواب میں محدث ہزاروی نے مجھے باستعداد آدمی کہہ کر اپنے پاؤں آسنے اور ملاقات کی دعوت دی۔

مختصر یہ کہ میں اگرچہ رسالہ کے مندرجات سے تو آگاہ نہ ہو سکا۔ لیکن ان کے میزوں کے اشتہار سے اس کے مضمون کا اندازہ ہو گیا۔ سر دست یہاں مجھے اس بات کا تذکرہ کرنا ہے۔ کہ یہ حدیث امام بخاری نے ذکر کی۔ اور بخاری میں کوئی حدیث موضوع نہیں۔ کیا یہ واقعہ ہے۔ علامہ بیہقی نے لا الہ الا اللہ صواعدا احادیث الموضوعات میں زیر بحث حدیث کو ذکر کیا۔ ہم اس کی عربی عبارت طوالت کے پیش نظر چھوڑ کر صرف اردو ترجمہ پر اختصار کر رہے ہیں۔ پھر اس کے موضوع ہونے یا نہ ہونے پر گفتگو ہوگی۔

لا الہ الا اللہ صواعدا احادیث الموضوعات: ترجمہ

(مذکورہ اسناد) جناب ابراہیم حضرت علقمہ اور اسود سے روایت کرتے ہیں کہ ہم دونوں حضرت ابوالیوب انصاری کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے۔ جب وہ جنگ صفین سے واپس تشریف لائے تھے۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بہت سی باتیں عطا فرمائیں۔ جو باعث تکبریم و تعظیم ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ تلوار اٹھائے ان لوگوں کے قتل کے درپے ہو گئے۔ جو لا الہ الا اللہ الخ پڑھنے والے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ یاد رکھو۔ فوج کا ہر اہل دستہ کبھی بھی اپنے لشکر سے غلط بیانی نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کی معیت میں ہمیں تین اقسام کے لوگوں سے ملنے کا حکم دیا ہے اول ناکثین، دوم قاسطین اور تیسرے مارقین۔ جہاں تک ناکثین کے

ساتھ لڑائی کی بات ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑی تھی۔ ہم جنگ جمل میں لڑکر ان سے فارغ ہو چکے ہیں۔ جن میں طلحہ اور زبیر بھی تھے۔ اور دوسرا گروہ قاسطین کا جو حق کو چھوڑ کر بائیں پر چلنے والے ہیں۔ تو ہم اسی ان سے لڑکر فارغ ہو چکے ہیں۔ یعنی جنگ صفین سے کہ جس میں امیر معاویہ اور عمرو بن العاص شامل تھے۔ اور تیسرا گروہ مارقین کا جو مسلم اکثریت سے کٹ جائیں۔ یہ ان لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ جو طرقات، سیفان، خیلات اور نہرواقات کے باشندے ہیں۔ خدا کی قسم! میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں۔ انشاء اللہ ان سے ضرور لڑائی ہوگی۔ میں نے رسول اللہ کو حضرت عمار سے کہتے سنا۔ اے عمار! تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ اور اس وقت تو حق پر ہوگا۔ اے عمار! اگر تو کسی وقت یہ دیکھے کہ لوگ حضرت علی المرتضیٰ کے خلاف دوسرے راستے پر چل رہے ہوں اور حضرت علی کا راستہ اور ہو۔ تو تمہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے راستے پر چلنا ہو گا۔ کیونکہ وہ تجھے یقیناً کسی تباہی میں نہ دھکیلیں گے۔ اور نہ ہی غلط راستہ پر ڈالیں گے۔ اے عمار! جس نے ملواریٹھائی اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت کی۔ اور ان کے دشمنوں کے خلاف لڑا۔ تو ایسے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن موتیوں کے جڑاؤ والے دلوں ہار پہنائے گا۔ اور جس نے ملواریٹھائی کی طرح لڑائی۔ کہ وہ اس سے حضرت علی اور ان کے ساتھیوں کے مقابلہ میں ان کے دشمن کی مدد کرے اسے اللہ تعالیٰ بروز قیامت آگ کے انگاروں کے دلوں ہار پہنائے گا جب ابوالیوب نے جناب علقمہ اور اسود سے یہ گفتگو کی۔ ان دونوں نے کہا۔ ابوالیوب بس یکجہ ٹھہر جائیے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ اللہ اس پر رحم کرے۔

علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ اتنا واقعہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ سب من گھڑت روایت ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں العللی نامی ایک ایسا راوی ہے۔ جس کی روایت کو متروک کہا گیا ہے۔ کیونکہ یہ اپنی طرف سے حدیثیں گھڑتا تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ تو سرے سے جنگ صفین میں شریک ہی نہ تھے جو اس روایت کے مرکزی کردار ہیں۔

(الآثر المصنوع فی احادیث الموضوعات جلد اول)

ص ۲۱۲ تا ۲۱۳

توضیح:

خطیب کی نقل کردہ روایت کو علامہ السیوطی نے دو طرح قابل اعتراض ٹھہرایا۔ اول یہ کہ اس کا ایک راوی العللی کتاب اور وضع ہے۔ بخود اس نے مرتے وقت اقرار کیا تھا۔ کہ میں نے ستر احادیث حضرت علی المرتضیٰ کی شان میں اپنی طرف سے بنائیں۔ دوسرا اعتراض یہ کہ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شریک ہی نہ تھے۔ اب محدث ہزاروی کو دعوت ہے کہ العللی نامی راوی پر جرح کوفہ رجال کی کتب سے غلط ثابت کر کے اس کا ثقہ ہونا ثابت کرے۔ اور ابوالیوب انصاری کا بھی جنگ صفین میں شریک ہونا ثابت کرے۔ تب جا کر روایت مذکورہ کی صحت کا پتہ چلے گا۔ را معاملہ یہ کہ بخاری شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ بخاری شریف میں متصل واقعہ کے ساتھ جیسا کہ سیوطی نے الآثر المصنوع میں ذکر کیا، کیا یہ حدیث موجود ہے۔ اب انصاف تو یہ تھا۔ کہ یا تو اعتراضات اٹھائے جاتے۔ یا پھر اسی تفصیل کے ساتھ حدیث بخاری میں دکھائی جاتی۔ پھر یہ الفاظ کہ عمار انہیں جنت کی

طرف بلائے گا۔ اور وہ اسے دوزخ کی طرف، کیا یہ الفاظ واقعی بخاری کے ہیں؟ محدث صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ پہلے اس کی تحقیق اور چھان بین کرتے۔ دیکھتے کہ محدث کہلاتے ہیں کہ کیا واقعی یہ الفاظ بخاری کے ہیں؟ ہم تحقیق پیش کر چکے ہیں۔ کہ شرائط بخاری پر یہ پورے ذاتر نے کی وجہ سے امام بخاری کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ برقانی وغیرہ کی طرف سے زیادہ کیے گئے ہیں۔ اس پر تمام شاہین بخاری متفق ہیں۔ ان حقائق کے پیش نظر محدث صاحب کو ازراہ انصاف اپنی منہ پر قائم رہنے کی بجائے حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اگرچہ اس کے باوجود بھی وہ کوئی اس کی صحت کی معقول دلیل رکھتے ہوں۔ تو اس سے ضرور گاہ کریں۔ تاکہ اسحاق حقی اور ابطال باطل ہو جائے۔

درایت کے اعتبار سے حدیث مذکور سے
امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو دوزخی قرار دینا
باطل اور صحیح ہے

جس عبارت کو محدث ہزاروی نے امیر معاویہؓ کے باطنی ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔ آئیے خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ اپنے مخالفین کے بارے میں یہی نظریہ رکھتے ہیں؟ اس کے جواب میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ اعلانات ملتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

یزید بن ہارون عن شریک عن ابی العنبر

عن ابی البختری قال سئل علی عن أهل الجمل
قال قیل أمشرون هم قال ومن الشرك قروا
قیل أمنا فقولن هم قال إن المناقضین لا یدکرون
الله إلا قلیلاً قیل فما هم قال إخواننا بعتوا
حکینا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ ص ۲۵۶ تا ۲۵۷ کتاب الجمل
حدیث نمبر ۱۹۶۰۹ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: ابوالبختری کہتا ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل کے شریک لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ کہ کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا یا وہ تو شرک سے دور بھاگ گئے۔ کہا گیا پھر وہ منافق ہیں؟ فرمایا منافق تو اللہ تعالیٰ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ (اور یہ لوگ تو بکثرت یاد الہی میں مصروف رہتے ہیں) پوچھا گیا۔ پھر یہ کیا ہیں؟ فرمایا۔ ہمارے بھائی ہیں ہمارے خلاف محاذ آرائی پر اتر آئے۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

حدثنا عمر بن ایوب الموصلی عن جعفر بن
برقان عن یزید بن الاصم قال سئل علی
عن قتلی یوم صفین فقال قتلنا و قتلناهم فی الجمل
و یصیر الامر الی معاویة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ ص ۳۰۳ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:

یزید بن الاصم کہتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین

میں قتل ہونے والوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔ ہمارے مقتولین اور امیر معاویہ کے مقتولین دونوں جنتی ہیں معاویہ اور امیر معاویہ کی طرف لوٹتا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

حدثنا يزيد بن هارون عن الحسن بن الحكم بن زيد بن العارث قال كنت إلى جنب عمار بن ياسر بصفيين وركبتني فمست بكبته فقال رجل كقر أهل الشام فقال عمار لا تشركوا ذاك ببيتنا وببيئهم وأجلكم قبلكمنا وقبلكمهم وأجددكم والكنتم قوم مفقون حيارؤا عن الحقي فحق علينا أن نقاتلهم حتى يرجعوا إليه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۲۹۰ تا ۲۹۱)

ترجمہ:

زيد بن عارث کہتے ہیں۔ کہ جنگ صفین میں میں حضرت عمار بن یاسر کے پہلو میں تھا۔ اس طرح کہ میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے ٹکراتا تھا۔ ایک آدمی بولا شامیوں نے کفر کیا۔ اس پر عمار بن یاسر بولے۔ یوں نہ کہو۔ ہمارا اور ان کا نبی ایک ہمارا اور ان کا قبیلہ ایک ہے۔ لیکن وہ لوگ فتنہ کی نظر ہو گئے اور حق سے ہٹ گئے۔ لہذا جب تک وہ واپس حق کی طرف نہیں آتے۔ ہم ان سے لڑنے کا حق رکھتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ تینوں احادیث اور بخاری کی وہ حدیث جو درج ہے۔ دونوں کا مقابل کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علامہ السیوطی رحمہ اللہ علیہ

کاتب موضوع کہنا نہایت مضبوط ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مقابلہ میں لڑنے اور قتل ہونے والوں کو اپنا بھائی اور مسلمان قرار دیں۔ جناب عمارؓ یا سراسر اپنے مخالفین کے متعلق نسبت کفر کرنے پر ڈانٹ پلائیں۔ اور محدث ہزاروی انہیں باغی اور دوزخی کہیں۔ اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خادم ہونے کا دعویٰ؟ درحقیقت ان دونوں حضرات کی مخالفت کی جابجا رہی ہے۔ اس لیے ہر سنی کو وہی مسلک اختیار کرنا چاہیئے۔ جو جہور کا ہے۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام کے باہمی تنازعات اور اختلافات تقدیر پر مبنی تھے۔ کسی طرف سے کوئی خود غرضی اور اسلام دشمنی نہ تھی۔ اپنے اپنے اجتہاد کے اعتبار سے دونوں فریق اپنے آپ کو سچا سمجھ کر مخالفت کرتے رہے۔ اور جب بھی انہیں اپنی خطا کا احساس ہوا۔ تو اس پر شرمندگی کا اظہار کیا۔ کسی نے اپنے مد مقابل کو نہ کافر کہا۔ نہ فاسق و منافق۔ بلکہ ایسا سوچنے والوں کو بھی منع کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو

کافر و منافق نہیں سمجھتے تھے

نوٹ:

یاد رہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں صحیح اسناد کے ساتھ کتب شیعہ میں کافر و منافق ہونے کا فتوہ نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب قرب الاسناد کے یوں الفاظ موجود ہیں۔

قرب الاسناد:

جعفر عن ابیہ ان علیاً علیہ السلام کان یقول

لَا هِلَ حَرِيْبِهِ اِنَّا لَمُتَّقَاتِلُهُمْ عَلَى التَّكْفِيْرِ لَهُمْ وَكَوْ
نَقَاتِلُهُمْ عَلَى التَّكْفِيْرِ لَنَا وَلِحِثَارِ اِيْنَا اِنَّا عَلَى حَقِّ
وَرَاوَا اَلَهُمْ عَلَى حَقِّ .

(قرب الاسناد جلد اول ص ۳۵)

ترجمہ: امام جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ
فرمایا کرتے تھے۔ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے بارہ میں ہم نے
ان سے جنگ ان کے کافر ہونے کی وجہ سے نہیں کی اور نہ ہی انہوں نے
ہمارے ساتھ ہمارے کافر ہونے کی وجہ سے کی لیکن ہم اپنے آپ کو حق
پر سمجھتے تھے۔ اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔

قرب الاسناد:

جعفر عن ابيه اَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ يَلْسِبُ
اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ حَرِيْبِهِ اِلَى الشُّرْكِ وَلَا اِلَى النِّفَاقِ وَ
لَكِنْ يَقُولُ هُمُ اِخْوَانُنَا بَنُو اَعْلِيْنَا .

(قرب الاسناد جلد اول ص ۳۵)

ترجمہ: امام جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت
علیؓ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے بارہ میں مشرک
اور منافق ہونے کی نسبت نہیں فرماتے تھے۔ لیکن فرماتے تھے وہ
ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم پر بغاوت کی۔

ملحاح فکر یہ:

قارئین کرام غور فرمائیں شیعوں کے ایک نہایت بڑے مجتہد عبداللہ ابن جعفر
قی جو کہ امام حسن عسکری کے اصحاب سے ہے۔ وہ سندائے اہل بیت کے ساتھ

دو حدیثیں نقل کرتا ہے جن کو آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں حضرت علیؓ کا
فرمان ہیں۔ آپ نے امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں واضح الفاظ میں
کہہ دیا ہماری اور ان کی لڑائی اس لیے نہیں تھی کہ وہ ہمیں کافر جانتے یا ہم انہیں کافر
جانتے بلکہ اس بنا پر ہوئی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کے بارہ میں ان کا ہمارے
ساتھ جھگڑا ہوا باوجود اس بات کے کہ ہم اس میں بے قصور تھے۔ جیسا کہ نیز گنج نصرت
ترجمہ بیچ البلاغہ ص ۱۶۴ میں واضح الفاظ موجود ہے۔ کہ ہماری لڑائی صرف خون عثمان
کی وجہ ہوئی۔ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔
جس کا واضح معنی یہ ہے کہ انہوں نے ہم سے لڑائی کی ہے وہ خطا و اجتہاد کی
وجہ سے کی ہے۔ یعنی وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔ اس کے باوجود کہ وہ حقیقت
میں حق پر نہیں تھے۔ اسی لیے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ان کو کافر اور نہ
مشرک کہتے ہیں۔ بلکہ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ لیکن انہیں ہم پر خدشہ ہو گیا۔ کہ
عثمان غنی کے قتل میں ہمارا ہاتھ ہے جس کی وجہ سے انہوں نے بغاوت کی۔ اب
قارئین کرام ہی فیصلہ کریں کہ شیعہ لوگوں کا ایک بڑا مجتہد عبداللہ ابن جعفر قی تو
امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو اپنے امام حضرت علیؓ کی اتباع کرتے ہوئے نہ
انہیں کافر اور منافق سمجھتا ہے اور نہ ہی ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے۔ بلکہ ان
کی خطا و اجتہاد کی کاقائل ہے۔ اس کے مقابلہ میں محمود ہزاروی امیر معاویہ اور ان کے
ساتھیوں کو کافر و منافق سمجھتا ہے۔ آپ ہی فیصلہ کریں کیا محمود ہزاروی شیعہ ہے۔ یا
شیعوں کا بھی امام ہے۔ آخر میں ہم ایک عمر بن عبدالعزیز کی روایت اور غلاب کا ذکر
کے اس الزام کے جوابات کو ختم کرتے ہیں۔

امیر معاویہؓ اور علی المرتضیٰؓ کے درمیان اللہ

اور اس کے رسول کی عدالت سے فیصلہ

کتاب الروح:

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ ابْنِ عَرُوبَةَ عَنْ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُؤَيْرُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَالِسَيْنِ عِنْدَهُ فَسَلَّمْتُ وَجَلَسْتُ فَبَيَّنَّا أَنَا جَالِسَيْنِ إِذْ أَقْبَى بَيْنِي وَمُعَاوِيَةَ فَأَدْخَلَا بَيْتًا وَاجْتَمَعَا عَلَيْهِمَا النَّبِيُّ وَأَنَا أَنْظَرُ فَمَا كَانَ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ يَخْرُجَ عَلَيَّ وَهُوَ يَقُولُ قُضِيَ لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَمَا كَانَ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ يَخْرُجَ مُعَاوِيَةُ عَلَيَّ أَثَرَهُ وَهُوَ يَقُولُ خُفِرَ لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔

(کتاب الروح مصنفہ ابن قیم ص ۲۶ مطبوعہ

بیروت جدید)

ترجمہ: عمر بن عبد العزیز کہتے ہیں۔ میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ اور ابو بکر و عمر آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ اور بیٹھ گیا۔ اس دوران حضرت علی المرتضیٰ امیر معاویہ کو لایا گیا۔ انہیں دروازے سے اندر داخل کیا گیا۔ اور دروازہ

بند کر دیا گیا۔ اور میں دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد علی المرتضیٰؓ رہا ہر تشریف لائے۔ اور کہہ رہے تھے۔ خدا کی قسم! میرے حق میں فیصلہ کیا گیا ہے پھر تھوڑی سی دیر کے بعد امیر معاویہؓ بھی آگئے۔ اور وہ کہہ رہے تھے۔ رب کعبہ کی قسم! مجھے معاف کیا گیا ہے۔

محسوس فکریہ:

حضرت عمر بن عبد العزیز کو علمائے راشدہ خلیفہ کہا۔ مالک بن انس کا کہنا ہے کہ میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھنے والا پایا۔ ایسی شخصیت اپنے خواب کے ذریعہ یہ انکشاف کرے۔ کہ علی المرتضیٰؓ اگرچہ حق پرست تھے۔ اور فیصلہ اسی لیے اُن کے ارے میں ہوا۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول سے امیر معاویہؓ کو بھی معافی مل گئی۔ وہاں سے تو معافی مل گئی۔ لیکن محدث ہزاروی سے معافی نہ مل سکی۔ تارمین کرام! آپ بالآخر یہ بھی نتیجہ اخذ کریں گے۔ کہ ان حضرات کی لغزشوں کو غلو ص کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول نے معاف کر دیا۔ لیکن محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کی ہرزہ سرائی اور ان حضرات کی بارگاہ میں گستاخی قابلِ گرفت ہے۔ اور انہیں منافق، کافر اور ظالم و فاسق قرار دینے والے خود ان القاب کے مستحق ہیں۔

فاحتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدعا، کہ معاویہ کا پیٹ نہ

بھرے

معاویہ بائیں کو تین بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیو دیوں کو خط لکھنے کو بلایا۔ یہ بائیں روٹی کھاتا رہا نہ آیا۔ سورۃ انفال پارہ ۹ رکوع ۱۷ میں ہے۔
ایمان کا دھڑ سے کرنے والو! جب اللہ کا رسول تمہیں بلائے تو سب کچھ چھوڑ کر حاضر ہو جاؤ۔ صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۲۵ پر ہے۔ یہ روٹی کھاتا رہا نہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا أَتَّبِعُ اللَّهَ بَطْنَةً۔ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے اسی طرح دنیا سے بھوکا مرا۔

جواب اول:

محدث ہزاروی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں واقعہ جس انداز میں بیان کیا۔ وہ سراسر جھوٹ اور کذب پر مبنی ہے نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو تین مرتبہ آواز دی۔ اور نہ ہی انہوں نے ہر مرتبہ انکار کیا۔ اور روٹی کھانا نہ چھوڑی۔ بلکہ مسلم شریف کا جو حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کی عبارت اور واقعہ کچھ اس انداز میں مذکور ہے۔

مسلم شریف:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الْقُسَبِيِّانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَخَطَّنِي فَخَطَّاءٌ وَقَالَ أَذْهَبَ أَذْهَبَ لِي مَعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ قُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ قَالَ لَمْ

قَالَ لِي أَذْهَبَ فَادْعَ لِي مَعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ لَا أَتَّبِعُ اللَّهَ بَطْنَةً۔

(مسلم شریف جلد دوم صفحہ نمبر ۲۲۵)

ترجمہ کیا: ابن عباس کہتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ نے مجھے باہر کیا۔ اور فرمایا جاؤ معاویہ کو میرے پاس بلالو۔ میں گیا تو وہ اس وقت روٹی کھا رہے تھے۔ میں واپس آگیا۔ آپ نے دوبارہ بلانے کو بھیجا۔ میں نے واپس آکر پھر کہا۔ وہ روٹی کھا رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اللہ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے۔

مسلم شریف سے ہی حوالہ محدث ہزاروی نے دیا تھا۔ اور اس میں لکھا۔ کہ معاویہ روٹی کھاتا رہا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پرواہ نہ کی۔ آپ قارئین بتائیں۔ کہ کیا مسلم شریف میں وہ مضمون ہے۔ جو محدث ہزاروی نے پیش کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو موردِ الزام ٹھہرایا۔ معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کے دل میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض و حسد اس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ کہ وہ اس کی خاطر احادیث کو توڑنے سے بھی باز نہیں آیا۔ اسی حدیث کو بعد تشریح ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے سنئے۔

تطہیر الجنان:

رَوَى مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّكَ كَانَ يَلْعَبُ مَعَ الْقُسَبِيِّانِ فَجَاءَ كُهُلُ تَيْئٍ فَلَمَّ بِوَقَارِي مِنْهُ فَجَاءَ لَهُ وَضَرَبَ ضَرْبَةً بَيْنَ كَتَفَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَذْهَبَ فَادْعَ لِي مَعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ

مَنْ يَأْكُلُ شَرْقًا أَوْ غَرْبًا فَيَدْعُو فِي مَعَاوِيَةَ فَقَدْ مَالَ
فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ قَالَ لَا أَتَّبِعُ اللَّهَ بِطَنَاءٍ وَلَا
تَقْصُ عَلَى مَعَاوِيَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَصْلًا أَلَا أَوَّلُ
قَوْلِهِ لَيْسَ فِيهِ عَوْنُ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لِمَعَاوِيَةَ رَضِ
رَسُولُ اللَّهِ يَدْعُوكَ فَكَبَّ طَاءً وَقَالَ مَا يَحْتَمِلُ أَنَّ
ابْنَ عَبَّاسٍ لَمَّا رَأَى يَأْكُلُ سَتَجِزُ أَنْ يَدْعُوهُ فَجَاءَ
وَأَخْبَرَ النَّبِيَّ بِأَنَّهُ يَأْكُلُ وَكَذَلِكَ الْمَرْءُ
الثَّانِيَّةُ.

قطب دیر الجنان ص ۲۸ / الفصل الثالث

ترجمہ: امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ذکر کی کہ یہ ایک مرتبہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ تو حضور تشریف
لائے۔ آپ کو دیکھ کر ابن عباس بھاگ کھڑے ہوئے اور چھپ گئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ اور ان کے کندھوں
کے درمیان تھپکی دے کر فرمایا۔ جاؤ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ۔ چنانچہ اسے
عباس گئے۔ اور واپس آ کر اطلاع دی۔ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے
دو بارہ بلائے۔ کہے لیے بھیجا۔ ابن عباس نے اس مرتبہ بھی عرض کیا۔
وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ اس کے پیٹ کو
سیر نہ کرے۔ اس حدیث سے معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی
اعتراض و نقص نہیں آتا۔ کیونکہ اس میں کہیں یہ موجود نہیں کہ ابن عباس رضی
نے جا کر معاویہ سے کہا ہو۔ آپ کو حضور بلا رہے ہیں۔ اس پیغام
کے سننے کے بعد انہوں نے کھانا چھوڑا نہ ہو۔ بلکہ یہ احتمال ہے شک

ہے کہ جب ابن عباس انہیں بلانے گئے۔ اور دیکھا کہ وہ کھانا
کھانے میں مصروف ہیں۔ تو از روئے شرم انہیں پیغام پہنچائے بغیر
واپس آ کر حقیقت حال بیان کر دی ہو۔ اسی طرح دوسری مرتبہ بھی
ہوا ہو۔

جواب ثانی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو محدث ہزاروی
امیر معاویہ کے حق میں بددعا سمجھ بیٹھا

حدیث مذکورہ میں آپ نے ابن جریج کی تشریح دیکھی۔ انہوں نے امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ پر اس حدیث سے الزام و اعتراض کرنا بے سود قرار دیا۔ دراصل حدود
بعض نے محدث ہزاروی کی آنکھیں ان حقائق سے اندھ سی کر دی ہیں۔ اس لیے
اسے اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔ حدیث مذکورہ سے جب یہ ثابت کیا گیا۔
کہ امیر معاویہ نے حضور کا ارشاد نہ مانا۔ تو پھر اس پر سورہ انفال کی آیت ہمیشہ کو کے
اس کی مخالفت کا الزام دھرمارا۔ اور یہاں تک کھدویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی آواز پر لبیک نہ کہنے کی وجہ سے آپ نے بھوکا مرنے کی بددعا دی۔ اور پھر
امیر معاویہ کا انجام ایسا ہی ہوا امام مسلم نے اسی حدیث کو مناقب امیر معاویہ میں ذکر
کر کے محدث ہزاروی کے عزائم پر خاک ڈالی۔ محدثین کرام اسے ان کی منقبت
کہیں۔ اور محدث ہزاروی تقی نظر آتا ہے۔ یہ حدیث جس باب میں درج ہوئی۔

امام مسلم نے اس باب کو ان الفاظ سے ذکر کیا ہے۔

بَابُ مَنْ لَعَنَهُ الْمَلَكُ أَوْ دَعَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ هُوَ أَهْلًا لَكَ كَأَنَّ
لَكَ زَكْرًا وَآخِرًا وَرَحْمَةً

اس باب میں وہ احادیث مذکور ہوں گی۔ جو بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی کے لیے رحمت کی دُوری یا بددعا نظر آتی ہے۔ حالانکہ مذکورہ شخص اس کا اہل نہیں۔ خواہ اس کا ایسا فرمانا اس شخص کے گناہوں کی معافی، ثواب اور رحمت کا موجب ہو جاتا ہے۔

شرح کامل للنووی علی المسلم:

وَقَدْ فِيهِ مُسْلِمٌ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مَعَاوِيَةَ
لَمْ يَكُنْ مُسْتَحَقًّا لِلدُّعَاءِ عَلَيْهِ فِي هَذَا الدُّخْلَةِ
فِي هَذَا الْبَابِ وَجَعَلَهُ حَبِيرٌ مِنْ مَنَاقِبِ مَعَاوِيَةَ
لَا تَهْ فِي الْحَقِيقَةِ يُصِيرُ دُعَاءَ لَهُ۔

(شرح کامل للنووی علی المسلم ص ۲۲۵)

ترجمہ: امام مسلم نے اس حدیث سے یہ سمجھا کہ امیر معاویہ اس بدعاد کے ستم نہ تھے۔ اس لیے امام مسلم نے اسے اس باب میں ذکر کیا۔ لیکن دوسرے محدثین نے اسے امیر معاویہ کے مناقب میں شمار کیا۔ کیونکہ درحقیقت یہ ان کے لیے دعا بن گئی۔

اسد الغایۃ فی معرفۃ الصحابہ:

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ هَذَا الْحَدِيثَ بِعَيْنِهِ لِمَعَاوِيَةَ وَ
اَتَّبَعَهُ يَقُولُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اَشْكُرُ طُغْ
عَلَى رَأْيِي فَقُلْتُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَرْضَى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ

وَاَغْضِبُ كَمَا يَغْضِبُ الْبَشَرُ فَاِنَّمَا اَحَدُ دَعْوَتِ عَلَيْهِ مِنْ اُمَّتِي
يَدْعُوْنَ اَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ طَهُورًا وَرَاوَدَ كَاهُ وَقُرْبَةً يَقْرُبُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
(اسد الغایۃ فی معرفۃ الصحابہ۔ جلد چہارم ص ۲۸۶ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ: امام مسلم نے اس حدیث کو امیر معاویہ کے بارے میں ذکر کیا اور اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی ذکر کیا۔ جو میں نے اپنے رب پر یہ شرط رکھی ہے۔ کہ میں بھی ایک بشر ہوں۔ اور مجھے بھی عام بشروں کی طرح خوشی یا کسی پر غصہ اُجھانا ہے۔ سو جس کسی امتی پر میں بددعا کروں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس امتی کے حق میں قیامت کے دن پاکیزگی کناہ اور اپنے قرب کا سبب بنا دے گا۔

البدایہ والنہایہ:

عن ابن عباس قَالَ كُنْتُ اَلْعَبُّ مَعَ الْعُلَمَانِ حَادَا
رَسُولُ اللهِ قَدْ جَاءَ فَقُلْتُ مَا جَاءَ اِلَّا اِلَى فَاسْتَبَا
عَلَى بَابٍ فَبَجَاءَ فِي فَطَطَانِي فَطَطَانَا اَوْ فُطَطَانِي ثُمَّ قَالَ اَذْهَبْ
فَاَذْهَبْتُ اِلَى مَعَاوِيَةَ وَكَانَ يَكْتُبُ الرِّسَالَةَ قَالَ فَذَهَبْتُ
فَدَعَوْتُهُ لَهْ فَيَقِيلُ اِنَّهُ يَأْكُلُ فَاتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ فَقُلْتُ اِنَّهُ
قَادِعُهُ فَاتَيْتُ الشَّامِيَةَ فَاسْتَبْرَأْتُ فَقَالَ
فِي الثَّلَاثَةِ لَا اَسْتَبِيعُ اللهَ بَطْنُهُ قَالَ فَمَا سَبِيعَ يَعْدُ
هَذَا قَدْ اِنْتَفَعَ مَعَاوِيَةَ بِهَذَا الدُّعْوَى فِي دُنْيَاهُ
وَآخِرَتِهَا اَمَّا فِي دُنْيَاهُ فَاِنَّهُ لَمَّا صَارَ اِلَى الشَّامِ امِيْرًا
كَانَ يَأْكُلُ فِي الْيَوْمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ يَحِيَامُ بِيَضَعُهُ

فِيهِ لَسَمَرٌ كَثِيرٌ وَبَصَلَ ذِيًا كُلُّ مِثْلًا وَ يَأْكُلُ فِي الْيَوْمِ
سَبْعَ أَكْلَاتٍ يَلْبَسُ وَمِنْ الْحُلَى وَالنَّاصِيَةِ
شَيْئًا كَثِيرًا أَوْ يَتَزَلُّ وَاللَّهُ مَا أَشْبَحَ وَالْمَا أَغْيَا
وَهُ ذِي نِعْمَةٍ وَمَعْدَدٌ يَرْجُبُ فِيهَا كُلُّ السُّلُوكِ
وَأَمَّا فِي الْأَخْبَارِ فَقَدْ اتَّبَعَ مُسْلِمٌ هَذَا الْحَدِيثَ
بِالْحَدِيثِ الَّذِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُمَا
وَنَ عَنَّا وَجْهٌ عَنِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا بَشَدٌ فَأَيُّمَا عَبْدٍ
سَبَّيْنَاهُ أَوْ جَلَدْنَاهُ أَوْ دَسَّوْنَاهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَدُ الْبَلَاءِ
أَهْلًا فَاجْعَلْ ذَلِكَ كَفَّارَةً وَ قَرَبَةً تَقَرَّبَ بِهِ إِلَيْهَا
عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَكَرَ مُسْلِمٌ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ
وَهَذَا الْحَدِيثُ فَصِيلَةٌ بِمَعْنَايِهِ

اللبد ایلہ والنہایہ جلد ۱ ص ۱۱۹ تا ۱۲۰ مطبعہ ماہرہ

جدید

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے ساتھ کھیل میں مشغول
تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں سمجھا کہ آپ میری
طرف آئے ہیں۔ لہذا میں ایک دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ میرے
پاس تشریف لائے۔ اور مجھے ایک یاد دہشیاں دیں۔ پھر فرمایا: جاؤ
جا کر معاویہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ معاویہ وحی لکھا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ
میں گیا اور آواز دی۔ تو کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ میں نے جب تیسری
مرتبہ بھی الفاظ اگر دہرائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس کا

پیٹ نہ بھرے۔ کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد معاویہ کا پیٹ نہ بھرا۔
اس دعا کا نسخہ انہوں نے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اٹھایا۔
دنیا میں اس طرح کہ جب وہ شام کی طرف بحیثیت امیر روانہ ہوئے۔ تو وہ
روزانہ سات مرتبہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ بہت بڑے پیالہ میں بھرت کر کھاتے
ہوئے۔ اور لہسن و پیاز ہوتا۔ وہ کھاتے تھے۔ اور دن میں سات مختلف
خوراکیں کھاتے کبھی گوشت کبھی حلہ کبھی چل اور دوسری بہت سی اشیاء اور
کہتے۔ خدا کی قسم! پیٹ نہیں بھرا۔ لیکن تھک گیا ہوں۔ یہ ایسی نعمت ہے
کہ بادشاہوں کی مرغوب و مطلوب ہوتی ہے۔ اور آخرت میں اس کا
فائدہ یوں کہ امام مسلم نے اس حدیث کے بعد ایک اور حدیث ذکر فرمائی
جسے امام بخاری وغیرہ نے کئی طریقوں سے ذکر کیا ہے۔ اور صحابہ کرام کی ایک
جماعت اس کی راوی ہے۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ
سے عرض کی۔ اے اللہ! میں ایک بشر ہوں۔ لہذا تقاضائے بشریت
کے مطابق اگر کسی بندے کو بڑا بھلا کہدوں یا اس کو کوڑے سے ماروں
یا اس کے لیے بددعا کروں۔ لیکن وہ اس کا مستحق نہ ہو۔ تو اس کو اس
بندے کے لیے قیامت کے دن گناہوں کا کفارہ اور اپنی قربت کا ذریعہ
بنادینا۔ امام مسلم نے حدیث اول کے ساتھ دوسری حدیث اس لیے
ذکر کی۔ تاکہ اس کو فضیلت معاویہ سمجھا جائے۔

ملحہ فکریہ:

قارئین کرام! یہی حدیث جس کی تشریح مختلف محدثین کرام سے نقل کی ہے
حقیقت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دلیل ہے۔ لیکن محدث
ہزاروی واہ محدث ہے۔ جسے اس میں امیر معاویہ کی قرین یا بے عزتی نظر

اُنکی اپنے برا اگر کوئی اور محدث اس کا ہم نہ ہوتا۔ تو ضرور اس کا نام بھی لیا جاتا۔ محمد بن کرم نے چند وجوہ سے اسے منقبت معاویہ کی دلیل بنایا اور اس کے خلاف کی تردید کی۔ پہلی بات یہ کہ امیر معاویہ قابلِ نفرت تب ہوتے کہ ابن عباس جاکر انہیں یوں عرض کرتے۔ وہ آپ کو باہر اللہ کے رسول کھڑے بلا رہے ہیں۔ پھر اس کے جواب میں وہ نہ اٹھتے اور کھانے میں مشغول رہتے۔ ابن عباس نے روٹی کھاتے دیکھ کر واپسی کا راستہ لیا۔ اور اگر واقعہ حضور کو بیان کر دیا۔ دوسرا یہ کہ ابن عباس نے جب آپ کا ارشاد سن کر امیر معاویہ کے دروازہ پر جا کر آواز دی۔ تو کسی نے جواب دیا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ بس یہی جواب سن کر واپس لوٹ آئے۔ جواب دینے والے کو یہ نہ کہا کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد پڑے ہیں۔ تیسرا یہ کہ امام مسلم نے اس حدیث کے ساتھ ایک اور حدیث ذکر فرمائی۔ جو ایسی احادیث کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی بتاتی ہے۔ یعنی امیر معاویہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ان کے لیے باعثِ نفع ہوا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آپ کی اس بدعا سے وہ بہرہ ور ہوئے۔ یہ اس طرح کہ ایک مرتبہ آپ نے ابوذر غفاری سے فرمایا۔ جو آدمی کلمہ پڑھ لیتا ہے۔ وہ جنتی ہوگا۔ ابوذر نے عرض کی۔ اگرچہ وہ زانی اور چور ہو؟ میں مرتبہ اسی کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ اگرچہ وہ زانی اور چور ہو۔ اور پھر فرمایا۔ ابوذر کی ناک خاک نہ ہو۔ یہ ان کے لیے بد دعا نہ تھی۔ بلکہ محبوب کی طرف سے ایک پیار بھرا کلام تھا۔ اسی لیے ابوذر جب بھی یہ روایت بیان کرتے ساتھ ہی رطمِ انت ابی ذر بڑے پیار سے بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ اور حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۱۳

معاویہ شراب پیتا اور پلاتا تھا

مسند امام احمد جلد ۵ ص ۳۴ معاویہؓ سوکھاتا تھا طحاوی جلد ۲ ص ۶۲

۱۱ لہذا میں ایسے پر غضب و لعنت ہے۔ مذکورہ الزام میں دو وعدہ ظن دیئے گئے ہیں

طعن اول کا جواب اول

دو چونکہ الزام مذکور میں دراصل دو وعدہ الزامات ہیں۔ ایک یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شراب پیتے اور پلاتے تھے۔ بخلاف مسند امام احمد اور دوسرا یہ کہ وہ سوکھارتے تھے۔ بخلاف طحاوی ان دونوں کا ہم بالترتیب جواب دیتے ہیں پہلے الزام کا جواب دینے سے قبل مسند امام احمد کی مذکور عبارت مکمل طور پر درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لیے پہلے وہ ملاحظہ ہو۔

مسند امام احمد بن حنبل:

حدثنا عبد الله حدثني ابی حد ثنا زيد بن الحباب

حدثني حسين حدثني عبد الله بن بريده

قال دخلت انا و ابي على معاوية فابسكتنا على الفراش

شمراتينا بالطعام فاكلنا ثم اتينا بالشراب

فَشَرِبَ، مُعَاوِيَةَ ثَقَرْنَا وَلَآ أَبَى ثَقَرْنَا مَا شَرِبْنَا
مُنْذُ حَزَرْنَاكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مسند امام احمد بن حنبل جلد پنجم ص ۳۴
مطبوعہ بیروت جدید

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد ایک مرتبہ
امیر معاویہ کے پاس گئے۔ انہوں نے ہمیں کرشیں تالین پر بٹھایا پھر کھانا
لایا گیا۔ ہم نے کھایا۔ پھر شراب لائی گئی۔ معاویہ نے اُسے پیا۔ پھر میرے
والد کو پیالہ پکڑا یا۔ اس کے بعد امیر معاویہ نے کہا جب تک سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسے حرام کیا۔ میں نے نہیں پیا۔

حدیث کی سند میں تین راوی مجروح ہیں۔ یعنی زید بن جباب، حسین ابن واقد اور عبداللہ
بن بریدہ۔ ان تین راویوں کے مجروح ہونے کی وجہ سے یہ حدیث اس درجہ کی نہیں۔ کہ اس
سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر شراب نوشی کا الزام لگایا جاسکے۔ ان تینوں پر بالترتیب
جرح ملاحظہ ہو۔

زید بن جباب

میزان الاعتدال:

وَقَدْ قَالَ ابْنُ مَعِينٍ أَحَادِيثُهُ عَنِ الثَّوْرِيِّ
مَقْلُوبَةً وَقَالَ أَحْمَدُ صَدُوقٌ كَثِيرٌ
الْخَطَاءِ (میزان الاعتدال جلد اول ص ۳۴۲ مطبوعہ مصر قدیم)

ترجمہ: ابن معین نے کہا کہ زید بن جباب کی امام ثوری سے بیان کردہ احادیث
میں تصدیق و تاخیر ہے۔ اور امام احمد نے اس کے بارے میں کہا۔ آدمی
تو سچا ہے۔ لیکن غلطیاں بہت کرتا ہے۔

لسان المیزان:

زید بن جباب ذکرہ البُکَّافِی فی الْحَافِلِی وَقَالَ یَرْوِی
عَنْ أَبِي مَشْشَرٍ مَخَالِفٌ وَحَدِيثُهُمْ قَالَ قَالَ السَّبَّی
الْبُکَّافِی یعنی ابن جباب وَفِيهِ نَقَرٌ۔

لسان المیزان جلد دوم ص ۵۰۳ حروف الزاء مطبوعہ بیروت
طبع جدید

ترجمہ: زید بن جباب کے بارے میں بُکَّافِی نے الحافل میں ذکر کیا۔ اور
کہا کہ وہ ابو معشر سے روایت کرتا ہے۔ اور اس کی حدیث میں مخالفت
کرتا ہے۔ بُکَّافِی نے کہا اس میں نظر ہے۔

تذیب التہذیب:

وَكَانَ يَضْبِطُ الْأَلْفَاظَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ لِكُنْ
كَانَ كَثِيرًا الْخَطَاءَ وَذَكَرَهُ ابْنُ حَبَّانَ
فِي التَّيَقَانِ وَقَالَ يَعْطِي يُعْتَبَرُ حَدِيثُهُ إِذَا رَوَى
عَنِ الْمُشَاهِدِ يَرَوْنَ أَمَّا رَوَايَتُهُ عَنْ الْمَجَاهِدِ لَفَقِيدٌ
الْمُتَّكِئُ۔

تذیب التہذیب جلد سوم ص ۴۰۳-۴۰۴ مطبوعہ
بیروت جدید

ترجمہ: زید بن جباب الفاظ حدیث معاویہ بن صالح سے ضبط کرتا تھا
لیکن غلطیاں بکثرت کرتا ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ راویوں میں
ذکر کیا ہے۔ اور کہا کہ غلطیاں بھی کرتا ہے۔ اس لیے اس کی وہ
روایات کو معتبر ہوں گی۔ جو مشہور حضرات سے روایت کرے گا۔

لیکن مجبور لوگوں سے اس کی روایت توان میں منکر نہیں۔

حسین بن واقد

میزان الاعتدال،

وَأَشْتَنَكَ أَحْمَدُ بَعْضُ حَدِيثِهِمْ وَحَدَّثَكَ
رَأْسَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَذْضَعْهُ لَمَّا قِيلَ إِنَّهُ رَوَى
هَذَا الْحَدِيثَ -

(میزان الاعتدال جلد اول ص ۲۵۷ مطبوعہ مصر
قدیم)

ترجمہ: امام احمد نے حسین بن واقد کی بعض احادیث کو منکر بتایا اور
اپنا سر ہلا کر یہ بتایا کہ وہ اس سے راضی نہیں۔ یہ اس وقت کیا جب انہیں
کہا گیا کہ حسین بن واقد نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

تہذیب التہذیب،

وَقَالَ ابْنُ حَبَّانَ كَانَ عَلَوًا قُضَاءَ مَرْثٍ وَكَانَ
مِنْ خِيَارِ الثَّانِي وَرُبَّمَا أَخْطَا فِي الرِّوَايَاتِ
وَقَالَ الْعَقِيلِيُّ أَشْكُرُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ حَدِيثَهُمْ
وَقَالَ الْأَشْجَمُ قَالَ أَحْمَدُ رَفِيَ أَحَادِيثُهُمْ لِإِدَاكَ مَا
أَدْرِي أَفْ شَيْءٌ هِيَ وَنَفَضَ يَدَهُ وَقَالَ الْمَتَّاجِي
فِيهِ قَطْرٌ -

تہذیب التہذیب جلد دوم ص ۳۷۳-۳۷۴ حروف الحاء
مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ: ابنِ حبان نے کہا کہ حسین بن واقد مرو کا قاضی تھا۔ اور اچھے لوگوں میں
سے تھا۔ اور بہا اوقات روایات میں غلطی کر جاتا تھا عقیل نے کہا کہ
امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کو منکر کہا اور اشجم نے امام احمد کا قول
نقل کیا کہ ان کے نزدیک حسین بن واقد احادیث میں زیادتی کرتا تھا مجھے
اس کی وجہ معلوم نہیں۔ اور اپنا ہاتھ بھاڑ دیا۔ ساجی نے کہا اس میں نظر ہے۔

عبداللہ بن بریدہ

تہذیب التہذیب:

قَالَ أَبُو زُرْعَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَمْرِو بْنِ قَطَنِ الدَّائِلِي فِي كِتَابِ
النِّكَاحِ مِنَ السَّنَنِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ
أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ مَا أَدْرِي عَائِشَةَ مَا يَرْوِي عَنْ بَرِيدٍ هُنَا وَضَعَتْ حَدِيثَهُ
وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ الْحَرَبِيُّ عَبْدُ اللَّهِ أَتَمَّ مِنْ سُلَيْمَانَ وَلَوْ
يَسْمَعُ مِنْ أَبِيهِمَا وَفِي مَا رَوَى عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ
أَحَادِيثًا مُنْكَرَةً -

تہذیب التہذیب جلد پنجم ص ۱۸۵ حروف عین
ترجمہ: ابو زرہ کہتا ہے کہ عبداللہ بن بریدہ نے عبداللہ بن عمر سے کچھ نہیں
سنا۔ اور دائلی نے کتاب النکاح میں سنن سے فرمایا کہ اس نے حضرت
عائشہ سے کچھ بھی نہ سنا۔ محمد بن علی جوہری نے کہا کہ میں نے امام احمد
بن حنبل سے پوچھا کہ کیا عبداللہ نے اپنے باپ بریدہ سے حدیث
کی سماعت کی ہے؟ امام احمد نے جواب دیا کہ وہ جو عام روایتیں اپنے

باپ سے بیان کرتا ہے۔ میں ان کو نہیں جانتا۔ امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ ابراہیم حربی کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن بریدہ اپنے بھائی سلیمان بن بریدہ سے اقم بچے لیکن ان دونوں نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا۔ عبداللہ بن بریدہ جو احادیث اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ وہ منکر ہیں۔

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جس حدیث کے زور سے محدث ہزاروی جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شرابی ثابت کرتا ہے۔ اس کے راویوں میں سے ایک وہ جو کثیر الخطا دوسرے کی احادیث کا امام احمد بن حنبل انکار کرتے ہیں۔ اور تیسرے کی یا تو سماعت ہی ثابت نہیں اور اگر ہے تو ان میں مناکیر کی بھرمار۔ ایسے راویوں کی حدیث سے ایک صحابی رسول پر اتنا بڑا الزام لگانا شرم آنی چاہیے تھی۔ خاص کر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کے بارے میں لہو اور مہدی ہونے کی دعاء مانگنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ تو پھر اس سنہ مجروح حدیث کی حدیث صحیح کے مقابلہ میں کیا وقعت تھی۔ اس پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔ ایک شخص ”محدث“ ہوتے ہوئے پھر جان بوجھ کر کاتب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قسم کی گھٹیا حرکت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض بعض بڑے بڑے دانشوروں کو اندھا کر دیتے ہیں۔

ۛ

طعن اول کا جواب دوم

حدیث کے الفاظ میں مطابقت نہیں ہے

ہم نے پہلے حدیث ذکر کی۔ تاکہ اس کے راویوں پر گفتگو کی جاسکے۔ اب نفس روایت پر بحث کرتے ہیں۔ آپ اگر تھوڑا سا بھی تامل فرمائیں گے۔ تو روایت مذکورہ میں غلط طوطا مل جائے گا۔ اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ جن تین راویوں پر ہم نے جرح ذکر کی ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے اس امر کی توقع ہو سکتی ہے۔ ایک کثیر الخطا اور دوسرا بکثرت زیادتی کرنے والا اور تیسرے کی احادیث میں مناکیر کی بھرمار۔ ان سے الفاظ حدیث میں کمی بیشی اور غلطی ہر ایک شئی ممکن ہے۔ اور حدیث زیر بحث میں یہ ہے بھی۔ ترجمہ دیکھئے۔ ”و امیر معاویہ لے شراب پی۔ اور پھر میرے والد کو پیش کرنے کے بعد کہا۔ کہ میں نے اس وقت سے شراب نہیں پی جب سے حضور نے اسے حرام قرار دے دیا۔ یعنی پی بھرا رہے ہیں۔ اور انکار بھی کر رہے ہیں۔ یہ تناقض اس حدیث میں بالکل موجود ہے۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ اس میں زیادتی ہوئی ہے۔

دوسری بات یہ کہ احمد بن حنبل نے روایت مذکورہ کو جس باب کے تحت درج کیا اس کا عنوان یہ ہے۔ ”ما جاء في اللبن و شربه و حلبه۔ یعنی دہا احادیث جو دودھ کے پینے اور دوہنے وغیرہ کے متعلق ہیں۔ چونکہ یہ باتیں حلال و جائز ہیں۔ اس لیے اس باب میں شراب کا پینا پلانا کہاں اٹھکا۔ اس سے بھی اس امر کی تقویت ہوتی ہے

کر زیادتی کسی راوی نے داخل کر دی ہے۔ اصل میں نہ تھی۔

تیسری بات یہ کہ اس روایت کو امام احمد بن حنبل نے ہی ذکر کیا۔ ان کے بعد حافظ نور الدین علی بن ابی بکر نے مجمع الزوائد میں اسے ذکر کیا۔ لیکن وہاں اس کی عبارت کچھ ٹھوڑی گئی ہے۔ جس کا مطلب بھی یہی ہے۔ کہ وہ عبارت یہی ہوگی۔ مجمع الزوائد میں مذکور اس روایت کو ملاحظہ فرمائیں۔

مجمع الزوائد :

عن عبد الله بن بريده قال دخلت مع أبي علي معاوية فاجلسنا على الفرائش ثم اتينا بالظعاب فاكلنا ثم اتينا بالشراب فشرب معاوية ثم قال اي شرف قال معاوية كنت اجمد بظباب قريش واخود فثعرا وما من شيء اجده لذة كما كنت اجمده وانا شارب غير اللبن والفسان حسن الحديث يحد ثني..... وفي كلام معاوية شيء تركته.

مجمع الزوائد جلد پنجم ص ۴۲ مطبوعہ بیروت

(طبع جدید)

تبجکشا : عبد اللہ بن بریدہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ امیر معاویہ کے پاس گیا۔ انہوں نے ہمیں فرش پر بٹھایا۔ پھر کھانا لایا گیا۔ ہم نے کھایا۔ پھر شراب لائی گئی۔ تو امیر معاویہ نے اسے پیا۔ پھر میرے والد کو دی۔ پھر معاویہ نے کہا۔ میں قریش کا خوبصورت لوجوان تھا۔ اور بہت خوش طبع تھا۔ میں اپنے جوانی کے عالم میں دودھ جیسی لذت کسی اور چیز میں نہ پاتا

اور خوش گفتار آدمی کی مجھ سے باتیں کرنا مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔ معاویہ کے کلام میں کچھ حقیقت میں نے چھوڑ دیا ہے۔

توضیح :

مجمع الزوائد کی مذکورہ عبارت میں ”ما شر بته منذ حرمه رسول الله“ کے الفاظ موجود نہیں۔ ساتھ ہی حافظ نور الدین حنبلی نے تصریح کر دی ہے کہ اس روایت میں امیر معاویہ کے کلام میں زیادتی تھی جسے میں نے چھوڑ دیا ہے۔ اور وہ زیادتی تقابلی جائزے سے ہی نظر آتی ہے۔ جو امام احمد بن حنبل کی سند میں تو ہے لیکن یہاں نہیں۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ محدث ہزاروی کا یہ کہنا کہ جس شراب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا امیر معاویہ نے اسی کو پیا۔ بالکل اپنی طرف سے ”حرام شراب“ پینا ثابت کر کے امیر معاویہ پر الزام تراشی کی ہے۔

طعن اول کا جواب

جب یہ ثابت ہو گیا کہ ”ما شر بته منذ حرم رسولہ“ کے الفاظ کسی راوی نے زیادہ کیے ہیں۔ تو باقی رہا یہ معاملہ کہ وہ ثمراتینا بالشراب“ میں جس شراب کا ذکر ہے۔ پھر وہ کون سی تھی۔ تو لفظ شراب کا لغت میں معنی دیکھنے سے یہ عقیدہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ وہ المذجد، ”نہ لکھا“ ”الشراب“، ہر ایک ایسی شئی جو پی جاتی ہو۔ اس کی جمع اشربہ ہے۔ اس لفظی معنی کے پیش نظر عبارت کا مفہوم یہ ہوا۔ ”پھر ہمیں کوئی پینے کی چیز دی گئی اس کو معاویہ نے بھی پیا“ اس صورت میں امیر معاویہ پر شراب (حرام) پینے کا الزام کس طرح درست ہوا اور اگر شراب

سے مراد معروف شراب بھی ہو۔ تو اس کی کئی اقسام ہیں۔ گندم، جو، انگور، اور کھجور سے تیار کی گئی شراب۔ ان میں سے احتیاط کے نزدیک انگور سے تیار کی گئی نشہ آور شراب حرام ہے۔ دوسری شرابوں میں اگر سُکر کی حد تک نہ پی جائے۔ تو حجاز کا قول ہے یہ پہلے تنزیلِ ام نے اس لیے کہا۔ کہ محدث ہزاروی کو بھی اپنے حنفی ہونے کا اقرار ہے۔ اس لیے وہ اپنا مسلک خوب سمجھتے ہوں گے۔ لہذا اگر جو، گندم یا کھجور سے تیار کردہ شراب حاکم امیر معاویہ نے خود بھی پی۔ اور مہاتوں کو بھی دی۔ تو حدِ سُکر سے کم کو استعمال کرنے میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ احمد عبدالرحمن شارح مسند امام احمد نے اس سے استدلال کیا ہے۔ کہ انگور کے سوا دوسری اشیاء سے تیار کی گئی شراب تھوڑی مقدار میں کبھی سے نشہ نہ ہو جائز ہے۔ اس کے حجاز کے قائل ابو بکر صدیق، فاروق اعظم اور ان کی اقتداء میں امام ابو حنیفہ ہیں۔

الفتاح الربانی شرح مسند امام احمد بن حنبل:

يَحْتَمِلُ أَنَّ هَذَا الشَّرَابَ كَانَ مِنَ النَّبِيذِ الْمَاحْذِي
مِنْ غَيْرِ الْعَيْبِ وَأَنَّ مَعَاوِيَةَ شَرِبَ مِنْهُ قَدَرًا
لَا يَسْكُرُ وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَوَيْهِ قَالَ
أَبُو حَنِيفَةَ إِنَّ مَا اسْكُرَ كَثِيرٌ مِنْ غَيْرِ الْعَيْبِ
يَحِلُّ مَا لَا يَسْكُرُ مِنْهُ۔

(الفتاح الربانی شرح مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱۵)

ص ۱۱۵ مطبوعہ قاہرہ طبع مجددی

ترجمہ: یہ احتمال ہے کہ شراب امیر معاویہ نے منگوائی اور خود بھی پی۔ وہ ایسی شراب ہو جو انگور کے علاوہ کسی اور چیز کی بنائی گئی ہو۔ اور پھر امیر معاویہ نے اسے اس قدر پیا ہو۔ کہ اس سے نشہ نہ آیا ہو۔ تحقیق ابو بکر و عمر

سے مروی ہے۔ اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ کہ انگور کے علاوہ کسی چیز کی بنائی ہوئی شراب اس قدر پینا جائز ہے۔ جس سے نشہ نہ آئے اور اگر نشہ آئے تو صلاں نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر حرام شراب پینے پلانے کی جہت جس روایت سے محدث ہزاروی نے لگائی تھی۔ اس کا تفصیلی رد آپ نے دیکھا۔ اول تو شراب کے بارے میں جو پی گئی یہ الفاظ دَحْرَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ، راوی کے اضافہ کردہ تھے۔ اور جن تین دلوں کا ہم ذکر کرائے ہیں۔ ان سے اس کی توقع کی جاسکتی ہے لہذا جب تک اس شراب کے بارے میں یہ صراحۃً معلوم نہ ہو کہ وہ واقعی حرام تھی۔ (یعنی انگور سے مخصوص طریقہ سے بنائی گئی تھی) تو ایک صحابی اور کاتب وحی پر بغیر سوچے سمجھے اتنا بڑا الزام لگانا بے ایمانی سے کم نہیں۔ جب کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ہادی ہمدی ہونے کی دعاء بھی فرمائی ہو۔ دوسرا یہ کہ لفظ شراب اگر عام لغوی معنی میں لیا جائے۔ تو محدث صاحب بھی بارہا بلکہ ہزاروں بار پیتے پلاتے ہوں گے۔ اور اگر اس سے مراد نشہ آور ہی ہے تو پھر بھی انگور کے سوا دوسری اشیاء سے تیار کردہ شراب جبکہ نشہ کی حد تک استعمال نہ کی جائے۔ تو اسے پینا ابو بکر صدیق و عمر فاروق جائز سمجھتے ہیں۔ بہر حال انگوری شراب کا استعمال روایت مذکورہ سے ثابت کرنا بہت بعید ہے۔ اس لیے اس روایت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملحق کرنا خود ملعون ہونے کے مترادف ہے۔

طعن دوم کی اصل عبارت

طحاوی کے حوالے سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سود خور ثابت کیا گیا ہے۔
اور پھر سود خور پر قرآن کریم کی آیات سے لعنت اور غضب کا استحقاق ثابت کر کے انہیں
معاذ اللہ ملعون اور مغضوب علیہ کہا گیا۔ طحاوی کی مذکورہ عبارت ملاحظہ ہو۔
طحاوی شریف:

حد ثنا یرش قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرني
ابن لهيعة عن عبد الله بن هبيرة السبائي عن ابى
تميم الجيشاني قال اشترى معاوية بن ابي سفيان
قلادة ففيتها تبرؤ و تبرؤ و تبرؤ و تبرؤ و تبرؤ
بستحياتة دينار فقام عبادة بن الصامت حين
طلع معاوية المنبر اوحين سلى الظاهر فقال
الا ان معاوية اشترى الربا و آكله الا انك
في النار الى خلقهم طحاوی شریف جلد ۵ ص ۵ مطبوعہ

بیروت جدید باب القلادہ تباع بذهب

ترجمہ: (بخلاف اسناد) تميم جيشاني سے روایت ہے کہ معاویہ بن سفيان
نے ایک ہار خریدا جس میں سونا، زبرجد، موتی اور یاقوت لگے ہوئے
تھے۔ اس کی چھ سود یا قیمت ادا کی۔ پھر جب امیر معاویہ منبر پر چڑھے یا
جب نماز ظہر سے فارغ ہوئے۔ تو عبادہ بن الصامت نے اٹھ کر کہا۔
”اگاہ ہو جاؤ معاویہ نے سود خریدا اور اسے کھایا۔ خبر را وہ ملے تک اگل میں ہے“

طعن دوم کا جواب اول

روایت مذکورہ مجروح ہے۔ کیونکہ اس کے راویوں میں سے ایک راوی ”ابن لہیعہ“
پر جرح کی گئی ہے۔ (ابن لہیعہ کا نام عبد اللہ بن لہیعہ بن عقیل ہے۔)
تہذیب التہذیب:

قال البخاری عن الحمیدی کان یحیی بن سعید
لا یراہ شیئاً وقال ابن المدینی عن ابن المہدی
لا أحمل عنه قلیلاً ولا کثیراً..... وقال محمد بن المثنی
ما سمعت عبد الرحمن یحدث عنه قط وقال نعیم
ابن حماد سمعت ابن مہدی یقول لا اعتد بشئ سمعته
من حدیث ابن لہیعة..... وقال ابن قتیبہ کان
یقراء علیہ ما لیس من حدیثہ یعنی فضعت بسبب
ذلك وحکی الساجی عن احمد بن صالح کان ابن لہیعة
من الثقات الا انه اذ القن شیاء حدث به وقال
ابن المدینی قال لی بشر بن السری لورایت ابن
لہیعة ثم تحمل عنه وقال عبد الکریم بن
عبد الرحمن النسائی عن ابیہ لیس بثقة وقال
ابن معین کان ضعیفاً لا یجوز یحدث به کان
من شاء یقول له حدثنا وقال ابن خراش کان

يَكْتُبُ حَدِيثَهُ إِذَا تَرَفَّتْ كُتُبُهُ فَكَانَ مَنْ جَاءَ بِشَيْءٍ
قَرَأَ عَلَيْهِ حَتَّى نَوَوضَحَ أَحَدَ حَدِيثِنَا وَجَاءَ بِهِ إِلَيْنَا
قَرَأَهُ عَلَيْهِ قَالَ الْخَطِيبُ فَمِنْ ثَمَرَاتِنَا كَيْفِي رِوَايَتِهِ لِقِسَاهِلِهِ
..... وقال مسعود عن الحاكم لم يقنع به الكذب
وإنما حدثت من حفظه بعد احتراق كتبه
فأخطأ وقال الجوزجاني لا يوقف على حديثه
ولا ينبغي أن يحتج به ولا يختار بروايته

(تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۳۷۷ تا ۳۷۸)

ترجمہ: امام بخاری حمیدی سے نقل کرتے ہیں کہ یحییٰ ابن سعید ابن لہیعہ
کو لاشی سمجھتا تھا۔ اور ابن مدینی ابن ہمدی سے ذکر کرتا ہے کہ ابن لہیعہ سے
تھوڑی زیادہ کسی مقدار میں حدیث کو اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔
محمد ابن ثنی نے کہا کہ میں نے بعد از حمل سے یہ دیکھا کہ اس نے کوئی حدیث
ابن لہیعہ کو سنائی ہو۔ نعیم بن حماد کا قول ہے کہ ابن ہمدی نے فرمایا مجھے
اس حدیث پر کوئی اعتبار نہیں جو ابن لہیعہ بیان کرتا ہو۔ ابن قتیبہ نے کہا
کہ ابن لہیعہ کے سامنے کچھ ایسی روایات پڑھی جاتی تھیں جو اس کی روایت
کردہ حدیث سے نہ ہوتیں۔ اسی وجہ سے ابن قتیبہ نے اس کی حدیث
کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ساجی ابن صالح سے بیان کرتا ہے کہ ابن لہیعہ
اگرچہ ثقہ تھا۔ لیکن ایک کمزوری یہ تھی کہ جب بھی کوئی روایت اس سے بیان
کرتا تو بلا سوچے سمجھے اگے بیان کر دیتا تھا۔ ابن مدینی نے کہا کہ مجھے
بشر ابن سری نے کہا کہ اگر تو ابن لہیعہ کو دیکھے تو اس کی کسی روایت
کو نہ لے۔ امام نسائی اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ ابن لہیعہ کو انہوں نے

نقص نہیں کہا۔ ابن مسین نے ضعیف کہا۔ اور اس کی کسی حدیث سے حجت
نہیں پکڑی جاسکتی۔ کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کہہ دیتا ہے۔ ابن خراش کا کہنا
ہے کہ ابن لہیعہ احادیث کو لکھ لیا کرتا تھا۔ جب اس کی کتاب میں خلل گئی۔
تو پھر جو آیا وہ کہہ دیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ اپنی طرف سے بنا کر بھی حدیث بتا دیا
کرتا تھا خطیب نے کہا کہ اسی وجہ سے اس کی روایات میں بکثرت مناکیر ہیں
اس سے جو مدعیں خلط ملط بیان ہوئیں۔ انہیں قبول نہ کیا جائے۔ مسعود حاکم
سے نقل کرتا ہے کہ ابن لہیعہ نے جھوٹ کا قیام نہ کیا۔ لیکن اپنی کتابیں
جل جانے کے بعد اس نے اپنی یادداشت کے مطابق جو روایت کرنا چاہی کہ
دی۔ اس بنا پر اس میں خطا ہوئی۔

ملحاح فکر کیا:

یہ تھی اس روایت کی منزلت کہ جس سے محدث ہزاروی ایک طویل القدر صحابی پر
مؤدخو رہونے کی ہمت لگا رہا ہے۔ اس نے ایک راوی کا یہ حال کہ قول ابن ہمدی اس سے
قلیل و کثیر کسی طور پر بھی کوئی روایت ذکر کرنا درست نہیں۔ کیونکہ اپنی کتابیں ضائع ہو جانے
کے بعد یہ غیر محتاط ہو گیا تھا۔ ایسے راوی کی روایت کس طرح حجت بننے کی صلاحیت
رکھتی ہے۔ اور پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت کرنا
کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ یہی بات طحاوی شریف کے حاشیہ میں مرقوم ہے۔

حاشیہ طحاوی شریف:

لَا يَتَوَقَّرَانِ عِبَادَةٌ وَهُوَ صَحَابِيٌّ جَلِيلٌ حَسَبَ أَهْلِ
الْبَلَدِ وَهُوَ كَبِيرٌ مِّنَ الْكِبَرِ الْكِبَارِ إِلَى مُعَاوِيَةَ
وَهُوَ مِنْ كِبَائِرِ الصَّحَابَةِ وَخِيَارِ هِمْرٍ فَقَهَا شَيْئًا
مَعَ أَنَّ الصَّحَابَةَ كُنْزُ عُدَدٍ وَلَمْ يُجْتَدَدُوا

عَلَا مَا قَالُوا۔

(طحاوی شریف جلد ۵ ص ۷۵)

ترجمہ: یہ وہم ہرگز نہ کیا جائے کہ حضرت عبادہ ایسا جلیل القدر صحابی مسود جیسے اکبر الکاثرین کو اس شخص کی طرف نسبت کرتا ہے۔ جو بزرگ، فقیہ اور بہترین صحابی ہے۔ حالانکہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں۔ مجتہد ہیں۔ جیسا کہ علماء کا ارشاد ہے۔

طعن دوم کا جواب دوم

بصورت تسلیم اس حدیث کا مفہوم یہ ہو گا کہ ہمارے مقابل میں دینار نہیں تھا کہ ایک جنس ہونے کی صورت میں زیادتی کو مسود کہا جائے۔ فقہ حنفی میں ایک اصول اسی بارے میں ہے۔ کہ اگر ہمارے سونا، موٹی وغیرہ لگے ہوں۔ تو اس ہار کو ایسی چیز کے بدلہ میں خریدنا جائز ہے جس کی قیمت سونا چاندی سے زائد ہو۔ تاکہ سونے کے برابر سونا اور بقیہ اشیاء کے لیے بھی کچھ عوض بن جائے۔ عنایہ میں اس کی وضاحت یوں ہے۔

عناية شرح هداية:

الْأَوَّلُ أَنَّ يَكُونُ وَزْنُ الْفِضَّةِ الْمُدْرَسَةِ أَزِيدَ مِنْ وَزْنِ الْفِضَّةِ الَّتِي مَعَ غَيْرِهَا وَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّهُ مَقْدَرٌ مَا يُقَابَلُهَا وَالْثَّانِي أَنَّ الْغَيْرَ فَلَا يُفَضِّلُ إِلَى التَّوَابُؤِ۔

(عناية شرح هداية بر حاشیہ فتح القدیر جلد ۵

ص ۷۵ مطبوعہ مصر جدید)

ترجمہ: اول صورت یہ ہے کہ چاندی اکیلے کا وزن اس چاندی سے زیادہ ہو جس کے ساتھ اور چیزیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ اور یہ جائز ہے۔

کو نیکو چاندی کے مقابل میں چاندی ہو جائے گی۔ اور زائدان دوسری اشیاء کے مقابل میں آجائے گا۔ لہذا مسود نہ بنے گا۔

مذکورہ حدیث میں چونکہ اس بات کی تصریح نہیں کہ اس میں سونا چھ سو دینار کے وزن کے برابر تھا یا کم و بیش نہ اس لیے ممکن ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے ہار میں لگے سونے کو چھ سو دینار سے زائد یا کم سمجھ کر اسے ربا قرار دیا ہو۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سوچا ہو کہ ہار کے سونے کے بدلہ میں سونا اور زائد اشیاء کے مقابل میں کچھ زائد رقم۔ اسی کی تائید میں طحاوی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

طحاوی شریف:

حدثنا ابن مزروق قال حدثنا ابو عاصم عن مبارك عن الحسن انَّهُ كَانَ لَا يَزِي بَأْسًا أَنْ يُبَاعَ الشِّتَّةُ الْمَفْظُضُ بِالنَّدَا هَرَبًا كَثَرًا مَقَابِلَهُ تَكُونُ الْفِضَّةُ وَالشِّتَّةُ بِالْفَضْلِ۔

(طحاوی شریف جلد چہارم ص ۷۶ تا ۷۷، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ابن مزروق نے کہا کہ ہمیں ابو عامر نے مبارک عن حسن سے یہ روایت سنائی کہ وہ (حسن) اس خرید و فروخت کو برا نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی شخص ایسی تلوار بیچے جس پر چاندی چڑھی ہوئی ہو اور اس کے بدلہ میں اتنی رقم (درہم) عطا کرے۔ جو وزن میں اس سے زائد ہو۔ یہ جائز اس لیے ہے کہ چاندی کے بدلہ میں چاندی ہو جائے گی۔ اور زائد درہم چاندی کا معاوضہ بن جائیں گے۔ (لہذا مسود نہ بنے گا۔)

لڑ چکا تھا:

ابوالاشعث کہتے ہیں کہ ہم ایک جنگ میں تھے۔ اور امیر معاویہ ہمارے سردار تھے۔ ہمیں اس جنگ سے بہت ساسونا چاندی ملتا تھا آیا۔ امیر معاویہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں سے عطیات کے بدلے میں ان کے پاس یہ پہنچا جائے اس میں لوگوں نے جھگڑا کھڑا کر دیا۔ پس حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روکے ہوئے۔ اور انہیں اس سے روک دیا۔ لوگوں نے سونا چاندی واپس کر دیا۔ وہی شخص امیر معاویہ کے پاس آیا۔ اور شکایت کی۔ امیر معاویہ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا۔ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ اور وہ ان حدیثوں کو رسول اللہ کی کہہ کر آپ پر جھوٹ باندھ رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے وہ حدیثیں سنی تک نہیں ہوتیں۔ پسنتے ہی حضرت عبادہ بن صامت کھڑے ہو گئے۔ اور بولے خدا کی قسم! ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان کریں گے۔ اگرچہ معاویہ کو اچھا نہ لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا، سونے کے بدلے، چاندی، چاندی کے بدلے، گندم، گندم کے بدلے، جو، جو کے بدلے۔ کھجوریں، کھجوروں کے بدلے اور نمک، نمک کے بدلے برابر برابر بیچے جائیں۔ اور دست بدست بیچے جائیں۔

توضیح:

اس وضاحت سے پس منظر پر نظر آیا کہ دونوں صحابیوں کے نزدیک سونا چاندی وغیرہ مذکورہ اشیاء کا لین دین ضرور برابر برابر ہونا چاہیئے۔ ورنہ سود بن جائے گا۔ لیکن ممکن ہے دست بدست کی شرط حضرت عبادہ بن صامت کے نزدیک تو ہو اور امیر معاویہ اس شرط کو نہ مانتے ہوں۔ اس اختلاف کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ

طعن دوم کا جواب سوم

امام طحاوی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن صامت کے مابین اختلاف کا پس منظر توں بیان کیا۔

طحاوی شریف:

حدثنا اسماعیل بن یحییٰ المزنی قال حدثنا محمد بن ادريس قال اخبرنا عبد الوهاب بن عبد المجيد عن ايوب السعيتي عن ابی قلابه عن ابی الاشعث قال كُنَّا فِي عَزَاةٍ عَلَيْنَا مَعَاوِيَةُ فَاسْتَبَدَّ هَبًا وَفِضَةً فَأَمَرَ مَعَاوِيَةُ رَجُلًا أَنْ يَبِيعَهَا النَّاسُ فِي عِلْيَتَيْهِمَا قَالَ فَتَنَازَعَ النَّاسُ فِيهَا فَقَامَ عُبَادَةُ فَتَنَاهُمْ فَرَدُّوْهَا فَأَتَى الرَّجُلُ مَعَاوِيَةَ فَشَكَى إِلَيْهِ فَقَامَ مَعَاوِيَةُ خَلِيًّا فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالِي يُحَدِّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ أَحَادِيثَ يَكْذِبُونَ فِيهَا عَلَيْهِ لَمْ تَسْمَعْهَا فَقَامَ عُبَادَةُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَنُحَدِّثَنَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَإِنْ كَرِهَ مَعَاوِيَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْفِضَةَ بِالْفِضَةِ وَلَا لَبَنًا بِاللَّبَنِ وَلَا الشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ وَلَا التَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَلَا الْمِلْحَ بِالْمِلْحِ إِلَّا سَوَاءٌ يَسْعَاءُ نَيْدًا أَوْ يَبِيدُ عَيْنًا يَعَيْنِي -

طحاوی شریف جلد چہارم ص ۷۴، باب الربوا

الزام نمبر ۱۲

معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کی ۹۹ جنگوں
میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظ قرآن سنت
شہید کروائے

جواب:

مذکورہ الزام میں دو باتیں بہت اہم ہیں۔ اول ۹۹ جنگیں اور دوم ایک لاکھ ستر ہزار
حفاظ کی شہادت۔ عبارت بالامیں محدث ہزاروی نے زبانی جمع خرچ سے کام لیا
ہے۔ اور دونوں باتوں کا ثبوت کسی مستند حوالہ سے نہیں دیا۔ اسی لیے ایسے لوازمات
کوئی وزن نہیں رکھتے۔ بہر حال حد و نفی کی پٹی چڑھ جانے کی وجہ سے محدث مذکور کو
حقیقت حال ہرگز دکھائی نہ دے گی۔ بیک جنبش قلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو باغی قرار دے کر ان تمام شہداء کا خون ان کے سر قہوہ کیا گیا جو مختلف لڑائیوں میں
شہید کر دیئے گئے۔ لیکن ان لڑائیوں کی اصل وجہ اور جو کیا تھی؟ کاش اسے بھی بیان کیا
جاتا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا چالیس دن تک پانی بند رکھا گیا۔ اور پھر پانی بند
کرنے والوں نے جس بے دردی سے انہیں شہید کر دیا۔ اور ان کے کفن و دفن تک
خلل اندازیاں کیں۔ یہ لوگ کون تھے؟ ان کی نشاندہی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ انہی
کا رشتہ انہوں کی وجہ سے جنگ جمل وصفین ہوئیں۔ ایسے عظیم المرتبت خلیفہ رسول کے

عبادہ بن صامت کے پاس ”دست بدست“ کی شرط حدیث سے ثابت ہوا اور امیر معاویہ
نے جو حدیث سنی ہو اس میں ”یڈا بید“ کی قید نہ ہو۔ یا پھر دونوں نے اس صورت میں اپنے
اپنے اجتہاد کو سامنے رکھا ہو۔

قابل توجہ:

حضرت عبادہ بن الصامت کے ساتھ ابتداء میں امیر معاویہ کا اختلاف تو
موجود ہے۔ لیکن جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک
”دست بدست“ کی شرط ذکر فرمائی۔ تو اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے
خاموشی مقول ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید قبل ازیں انہوں نے حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک یہ الفاظ ”یڈا بید“ نشاندہ سننے ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم
ہوا کہ دونوں کے درمیان اصل اختلاف ہمارا اس کے معاوضہ میں چھ سو دینار دینے
پر نہ تھا۔ بلکہ اس شرط کے ہونے اور نہ ہونے پر تھا۔

فاعتدوا بالاولی البصائر

خون کے پیاسوں کا ذکر نہ کر کے محدث ہزاروی نے بڑی انتہی کی ہے۔ امیر معاویہ کی وفات پر سب دوشتم سے پہلے ان وجوہات کا ذکر بھی ضروری ہونا چاہیے تھا۔ جن کی وجہ سے معاویہ اس قدر شراب ہوا۔ لیکن سارا زور امیر معاویہ کو کافر و منافق کہنے پر صرف کیا گیا۔ قاتلان عثمان سے چپ سا دھڑے رکھی۔ شائد ان سے رشتہ داری تھی۔ اور ممکن کہ عقیدت میں وہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کے امام ہوں۔ کیونکہ ان کے نزدیک قاتلان عثمان نہ باغی ہیں۔ اور نہ ہی قتل عثمان میں ان کا کوئی جرم تصور ہے۔ افرس صرافوس! کہ ان لوگوں نے یہ الزام قاتل عثمان پر دھرنے کی بجائے حضرت امیر معاویہ پر دھریا۔ محدث ہزاروی کے برعکس ان شہداء کی وجہ شہادت جو جلیل القدر صحابہ کرام نے بیان فرمائی۔ ذرا اسے ملاحظہ کریں۔

ہزار باسلامان شہداء کی شہادت کا سبب جلیل القدر صحابہ کی گواہی نہیں
عبداللہ بن سلام: طبقات ابن سعد:

قال اخبرنا عمرو بن العاص قال اخبرنا همام قال حدثني قتادة عن ابي المصباح عن عبد الله بن سلام قال ما قتل نبي قط الا قتل به سبعون ألفاً من امتيه ولا قتل خليفة قط الا قتل به خمسة وثلاثون ألفاً۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۳ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: (مکذوف اسناد) جناب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب کبھی کسی پیغمبر کو قتل کیا گیا۔ تو اس کی امت میں سے ستر ہزار لوگ قتل کیے گئے۔ اور جب کبھی کسی خلیفہ کو قتل کیا گیا۔ تو اس کے بدلہ میں ۲۵ ہزار اشخاص کو جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔

توضیح:

سیدنا عبداللہ بن سلام ان صحابہ کرام میں سے ہیں جو عظیم المرتبت ہیں۔ آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی کے قتل میں جو لوگ شریک تھے۔ بعد میں شہید ہونے والوں کے یہی سرکردہ تھے۔ لیکن ہزاروی کو اتنی جرأت کہاں کہ ان لوگوں کے نام لے۔ جنہوں نے جنگ جمل اور صفین میں شرکت کی۔

حذیفہ بن الیمان: طبقات ابن سعد:

قال اخبرنا كثير بن هشام قال اخبرنا جعفر بن برقان قال حدثني العلاء بن عبد الله بن رافع عن ميمون بن مهران قال لما قتل عثمان قال حذيفة فسكذوا خلق يسيدم يعني عقد عشرة فتوق في الإسلام فتوق لا يرقه جبال

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۰ ذکر ما قال صحابہ رسول اللہ علیہ السلام)

ترجمہ: (مکذوف اسناد) جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ ترجمان حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ نے انگلیوں کو ٹکڑے کے ساتھ ٹکا کر دائرہ بنا کر فرمایا کہ اسلام میں اب اس طرح کا سوراخ پڑ گیا ہے کہ جس کو پہاڑ ملے نہیں بند کر سکے گا۔

توضیح:

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ رازدار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اپنے شہادت عثمان کو ایسا رخ قرار دیا۔ جو کسی بڑے سے بڑے پہاڑ کے ڈالنے سے بھی پر نہ ہو سکے گا۔

مطلب یہ کہ آپ کے بعد میں اسی واقعہ پر لڑے جانے والی جنگوں میں یہی واقعہ کارفرما تھا۔

قاضی ابی بکر بن عربی: العواصم من القواصم:

وفي اعتقادي الشخصيات كل من قتل من المسلمين
بأيدي المسلمين منذ قتل عثمان فاقمائمهم على قتلة
عثمان لا فهم فتحوا باب الفتنة ولا لهم واصولوا
تسليد نارها ولا لهم الذين اوعروا صدور المسلمين
بعضهم على بعض فكما كافوا قتلة عثمان فاقمائمهم
كافوا القاتلين لكل من قتل بعده ومنهم عقار ومن
هو افضل من عقار كطلحة والزبير الى ان انتهت
قتلتهم بقتلهم عليا نفسه وقد كافوا من جندهم
وفي الظائفة التي كان قائما عليها۔

(العواصم من القواصم ص ۱۰۰ مطبوعه بيروت
طبع جديد)

ترجمہ: میرے ذاتی اعتقاد کے مطابق یہ بات ہے کہ حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد جو مسلمان دوسرے مسلمانوں کے ہاتھوں
(ناسحق) قتل کیے گئے ان تمام قاتلوں کا مجموعی گناہ حضرت عثمان کے قاتلوں
پر بھی ہوگا۔ کیونکہ اس فتنہ کے دروازے کو انہوں نے سب سے پہلے
کھولا۔ اور اس فتنہ کی آگ سب سے پہلے انہوں نے جلائی۔ اور انہوں نے
مسلمانوں کے درمیان بغض و حسد کی ابتدا کی۔ کہ جب وہ عثمان غنی کے
قاتل ٹھہرے تو پھر ان کے بعد تمام قتل ہونے والوں کے بھی وہ قاتل قرار

پائیں گے۔ ان میں سے حضرت عمر اور ان سے بھی بہتر جیسا کہ طلحہ اور زبیر
بھی تھے۔ یہی فتنہ چلتے چلتے حضرت علی المرتضیٰ کے قتل تک آن پہنچا۔ حالانکہ
یہ لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ اور ان پر آپ
نگران بھی تھے۔

ملحہ فکریہ:

مذکورہ عبارات میں اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ مسلمانوں کے باہم قتل و غارت
کے بانی وہ لوگ تھے جو قتل عثمان غنی میں شریک تھے۔ انہی لوگوں کی بنا پر امیر
افزات و اختلاف کا شکار ہوئی۔ اور بہت سی لڑائیاں اسی بنیاد پر ہوئیں۔ حضرت
عثمان غنی کے قاتلوں کے بارے میں حضرت عائشہ، طلحہ، زبیر اور عمرو بن العاص وغیرہ
صحابہ کرام کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ ان سے غلیظہ وقت فوراً قصاص لے۔ لیکن غلیظہ وقت
حضرت علی المرتضیٰ نے بطور سیاست کچھ تاخیر بہتر سمجھی۔ دونوں طرف سے اختلاف
وسیع ہو گیا۔ حتیٰ کہ جنگ جمل اور صفین اور پھر دوحہ الجندل کے فیصلہ پر عدم اتفاق کی وجہ سے
باہم لڑائیاں ہوئیں۔ اگر قتل عثمان غنی نہ ہوتا۔ تو یہ اختلاف بھی رونما نہ ہوتا۔ اور نہ ہی باہم
مقاتلہ و مقابلہ کی فضا قائم ہوتی۔ ان تمام خرابیوں اور نقصانات کی ابتداء قاتلان عثمان
بنے۔ اس لیے بعد میں اختلاف کی بھینٹ چڑھنے والے صحابہ و تابعین انہیں کے کاتے
پڑیں گے۔ ذکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے قاتل قرار پائیں گے۔ ان حالات میں
محدث ہزاروی وغیرہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو مورد الزام ٹھہرانا اور قاتلان عثمان
سے چشم پوشی کر جانا بدیانتی نہیں۔ تو اور کیا ہو سکتا ہے۔ امیر معاویہ۔ سیدہ عائشہ صدیقہ
طلحہ اور زبیر وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و کمال جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
انہیں پیش نظر رکھا اور محدث ہزاروی، کے ”تبرکات“ کو دیکھیں۔ تو معاملہ الٹ ہی نظر آئے گا۔
اللہ تعالیٰ تعصب کی بچی اُٹھا کر حق دیکھنے اور سمجھنے کی ہدایت عطا کرے۔ آمین۔

الزام نمبر ۱۵

امیر معاویہؓ نے محمد بن ابی بکر کو کھولتے ہوئے

تیل میں ڈالوا دیا

دین اسلام سے پہلے باپنی معاویہ نے افضل الامحاب صدیق اکبر کے حافظ قرآن و سنت فرزند محمد بن ابی بکر والی مصر کو قتل کر کے گدھے کی کھال میں تیل ڈال کر جلوا دیا۔ اور قرآن پاک میں ایک مومن کے قتل کرنے والے کا قطعی حکم ہے۔ جو مومن کو عداقت کرے فَجَزَاءُ مَا جَفَمْتُمْ خَالِدًا فِيهَا وَفُضِّبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَةُ وَالْعَدُوِّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝ ۹۳۔

تو ایسے کی جگہ جہنم ہے ہمیشہ اسے اس میں رہنا ہوگا۔ اور اس پر اللہ کا غضب ہے۔ اور لعنت اللہ کی اور اس نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔ تعجب ہے کہ تمنا نے نہ یہ پڑھتے ہیں۔ اور نہ سمجھتے ہیں۔ اور ذرا ایمان لاتے ہیں۔

فائدہ:

یہ تو ایک مومن کے عداقت کی سزا ہے۔ اور معاویہ نے ایک لاکھ ستر ہزار مومن اہل ہماجرین قتل کئے اور کرائے۔ اس پر جو قاتل نے رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں صاف معلوم ہوا کہ ایسے باغی قاتل المؤمنین پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن کے ساتھ مخالفت اور کفر و جہالت

ہے۔ اور اس کے متعلق جن لوگوں نے یہ کہہ کر دستخط کر دیئے ہیں کہ معاویہ کے متعلق ہم قرآن و سنت اور رسول کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے۔ علماء و مشائخ کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں اور وہ ان کے ہم مسلک قاتل نے کافر و مرتد و زندیق ہو گئے۔ ایسا کہنے کرنے میں انہوں نے رسول اللہ کو گالی دی۔ اور مرتد ہو گئے۔ زمان کی امامت جائزہ درس و تدریس۔ ان کی حکومت کے خلاف ہو گئی۔ کتاب الخراج مذہب سنی حنفی اور جہان کا ساتھ دے وہ بھی انہی کے حکم میں ہے۔ وَمَنْ يَسْأَلْهُمْ عَنْكُمْ فَلَا تَكُونُوا إِلَيْهِمْ كَكُنُوتِكُمْ إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (حسام الحرمین صوامع مہندیہ) ان قاتلوں نے اللہ رسول کا فیصلہ ناقابل تسلیم کیا۔ اور غیر اللہ کا فیصلہ تسلیم کیا۔ (ایم حق نواز میا نوالی۔ ایم اللہ ترہ۔ ایم ظہور الدینی)

جواب اول:

الزام بالا کی روح دراصل یہ ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے والی غائب محمد بن ابی بکر کو قتل کروا کر گدھے کی کھال میں تیل ڈال کر جلوا دیا تھا۔ اس قتل ناحق کی وجہ سے قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق ابدی جہنمی ہو گئے۔ یہ ایک قتل نہیں بلکہ ہزاروں ایسے قتل کرنے پر لوگ امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں شرانگے نہیں؟ واقعہ قتل کئی ایک کتابوں میں موجود ہے لیکن محض کسی کتاب میں کسی واقعہ کے درج ہونے سے اس کی صحت نہیں ہو جایا کرتی کیونکہ تاریخی واقعات میں بہت سے ایسے واقعات درج ہیں۔ جو تحقیق کے میدان میں صحیح نہیں ہیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ حافظ ابن کثیر ایسا علی پایا کا ناقد واقعات کو بلا کھنکھنے کے بعد یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ کہ میں نے یہ واقعات صرف اس لیے لکھے۔ کیونکہ طبری میں موجود تھے حالانکہ مجھے ان سے اتفاق نہیں۔ اب مذکورہ واقعہ قتل کی طرف آئیے۔ مختلف کتابوں میں صرف اللہ مذکور ہے۔ لیکن سند کا نام و نشان نہیں۔ ہاں صاحب طبری نے اس کی سند ذکر کی ہے سند ہی کسی واقعہ کی صحت و عدم صحت کا فیصلہ کیا کرتی ہے۔ طبری کی سند میں سب پہلا

راوی دوط بن یحییٰ ہے۔ کہ جس کے ذریعہ یہ واقعہ دوسرے لوگوں تک پہنچا۔ اس اولین راوی کے بارے میں درج ذیل نکات ملاحظہ ہوں۔

میزان الاعتدال:

لوط بن یحییٰ ابو مخنف اخباری تالیف لا یوثق بہ ترکہ ابو حاتم وغیرہ وقال ابن معین لیس بثقة وقال مسرة لیس بثقی وقال ابن عدی شیعہ متحرق۔

(میزان الاعتدال جلد دوم ص ۳۰۰ حرف اللام مطبوعہ مصر قدیم)

ترجمہ: ابو مخنف لوط بن یحییٰ ثقہ کہانیاں بیان کرنے والا راوی ہے۔ ادھر ادھر کی جوڑیتا ہے۔ قابل وثوق نہیں ہے۔ ابو حاتم وغیرہ اسے ترک کر دیا۔ اور اسے ضعیف کہا۔ ابن معین اس کے ثقہ ہونے کی نفی کرتا ہے۔ اور مرہ نے بھی "لیس بثقی" کہا ابن عدی کے قول کے مطابق یہ جلعنہ والا شیعہ تھا۔

نوٹ:

دوسرا راوی محمد بن ابی یوسف بن ثابت ہے۔ جس کا کتب اسناد الرجال میں کوئی نام و نشان نہیں۔ تیسرا ابو جعفر طبری کے بقول کوئی اہل مدینہ میں سے ہے۔ جس کا نام مذکور نہیں۔ اسی بنا پر یہ دونوں راوی مجہول ہوئے۔ تو جس روایت کا ایک راوی منہ جلا شیعہ دو مجہول الحال ہوں۔ وہ محدث ہزاروی کے میزان علم پر پوری اترا۔ اور اس کے ہمارے ایک جلیل القدر صحابی کو دوزخ کی راہداری عطا کر دی۔ نہ خوف خدا نہ شرم نبی۔

علاوہ ازیں خود صاحب تاریخ طبری میں شیعیت پائی باقی ہے جس کا تہذیب کی ہفت کے علاوہ کتب اہل تشیع بھی کرتی ہیں۔ تصنیف کرنے والا شیعہ، اصل راوی منہ کالا رافضی اور دو راوی مجہول الحال تو ان کے ذریعہ منہ والی روایت کو وجہ الزام بنایا جا رہا ہے۔ واقعی محدث ہزاروی نے "محدث" ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جواب دوم:

الزام مذکور ایک نو سند کے اعتبار سے ناقابل حجت ہے جس کی وضاحت جواب اول میں گزر چکی ہے۔ اب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد بن ابی بکر کے قتل ہونے یا قتل کروانے اور پھر ان کی نعش کو گدھے کی کھال میں ڈال کر جلانے کی طرف ہم آتے ہیں۔ اول تو ہم اس واقعہ کو من وعن تسلیم نہیں کرتے۔ جس کی وجہ جواب اول میں گزر چکی ہے۔ اگر بالفرض ایسا ہی ہوا۔ تو آخر بیٹھے بٹھائے یک لخت ایسا نہیں ہوا ہوگا۔ بلکہ اس کا کوئی پس منظر ہوگا۔ ایسی حالت کے کچھ اسباب ہوں گے ذرا پس منظر ملاحظہ ہو جائے۔

محمد بن ابی بکر کو عثمان غنی کے قتل کے برائیں قتل کیا گیا

عثمان غنیؓ کی شہادت مختصر خاکہ

روایتے اول : طبقات ابن سعد
قال أخبرنا محمد بن عمر حدثني
عبد الرحمن بن عبد العزيز عن عبد الرحمن
بن محمد بن عبد الله محمد بن أبي بكر تسمو
علي عثمان من دار عمرو بن حزم و هبة كنانة
بن بشر بن عتاب وسودان بن حمران وعمر
بن الحمق فوجبه عثمان عند امرأته نائلة
و هي يقرأ في المصحف سورة البقرة فنقد هـ
محمد بن أبي بكر فآخذ بـحيته فنقد هـ عثمان فقال فقد
أخبرك الله يا نائل فآخذ عثمان لست بتعشلي
والكن سيد الله وأمير المؤمنين فقال محمد ما
أعني عنك معاوية وفلان وفلان فقال عثمان

يا ابن أمي دغ عنك لحييتي فما كان أبوك ليقيض علي
أقبضت عليه فقال محمد ما
أشد من قبضتي علي لحييتك فقال عثمان استنصر الله
عليك واستعين بهم ثم طعن جبينه بمشقص في يده
ورفع كنانة ابن بشير بن عتاب مشاقص كانت في
يده فوجاه بها في أصل أذن عثمان فمضت حتى دخلت
في حلقه ثم علاه بالسيف حتى قتله

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۳۷ باب ذکر قتل عثمان
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ : راوی بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن حزم کے گھر سے دیوار پھاڑ کر عثمان
ابی بکر حضرت عثمان کے گھر داخل ہو گئے۔ اور ان کے ساتھ کنانہ بن بشر
بن عتاب، سودان بن حمران اور عمرو بن الحمق تین آدمی اور بھی تھے۔ جب
داخل ہوئے تو حضرت عثمان کو دیکھا۔ کوہ اپنے اہلیہ نائلہ کے پاس بیٹھے
قرآن کریم سے سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ ان حملہ آوروں میں
سے محمد بن ابی بکر اگے بڑھا اور جناب عثمان غنی کی داڑھی پکڑ لی۔ اور
کہنے لگا۔ اے نائل! اللہ تجھے رسوا کرے۔ حضرت عثمان نے فرمایا۔ میں
نفس نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ اور مومنوں کا امیر ہوں۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر بولا
اے عثمان! تمہیں معاویہ فلان فلان نے کیا فائدہ دیا۔ حضرت عثمان بولے
برادر زادے! میری داڑھی چھوڑ دے۔ یہ جرات تو تیرا باپ ابو بکر بھی
نہ کر سکتا تھا۔ جس کا مظاہرہ آج تو نے کیا۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ داڑھی پکڑنے
سے تو کہیں بڑھ کر ایک کام کرنے کا ارادہ ہے۔ یعنی قتل کرنے کا حضرت عثمان غنی

نے استغفر اللہ کی۔ اور اس سے طلبِ مدد کی۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر نے ہاتھ میں پکڑی تینچی سے عثمان غنی کی پیشانی زخمی کر دی۔ ادھر کناز بن بشیر نے ان تینچوں سے آپ کو زخمی کرنا شروع کر دیا۔ جو اس کے ہاتھ میں تھیں۔ آپ کے کانوں کی جڑ پر زخم لگائے۔ جو طق تک اتر گئے۔ پھر تلوار سے کر آپ پر حملہ آور ہوا۔ پھر اس وقت چھوڑا جب آپ قتل و شہید ہو گئے۔

روایت دوم: البدایہ والنہایہ:

وَرَوَى الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاكِرٍ أَنَّ عَثْمَانَ لَمَّا عَزَمَ عَلَى أَهْلِ الدَّارِ فِي الْأَنْصَرَاتِ وَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُ سِوَى أَهْلِهِ تَسَوَّرُوا عَلَيْهِ الدَّارَ وَأَخْرَقُوا الْبَابَ وَدَخَلُوا عَلَيْهِ وَلَيْسَ فِيهِمْ رَاحَةٌ مِنَ الْمُحَابَةِ وَلَا آتَاءُ لَهُمْ إِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَسَبَقَهُ بَعْدُ لَهُمْ فَضَرَبُوهُ حَتَّى عَشِيَ عَلَيْهِ وَصَاحَ الْقِسْرَةُ فَانْزَعَرُوا وَافْتَرَحُوا وَدَخَلَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَقُولُ أَنَّهُ قَدْ قُتِلَ فَكَلَّمَ رَأًهُ قَدْ أَقَاقَ قَالَ عَلَى آتِي دِينِ أَنتَ يَا لَعَنُوكَ؟ قَالَ عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ وَلَسْتُ بِلَعَنُوكَ وَالْحِكْمَى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ عُمَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ كِتَابُ اللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَتَقَدَّمَ إِلَيْهِمْ وَاخْتَدَ بِدِحْيَتِهِ وَقَالَ إِنْ قَالَا يَقْبَلُ مِنَّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ قُتِلَ رَبَّنَا إِنَّا أَطْعَمْنَا سَادَتَنَا وَكَبَرَاءَنَا فَأَضَلُّوا نَا السَّبِيلَ وَفَطَّحَهُ سَيْدُهُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَى بَيْتِ الدَّارِ وَهُوَ يَقُولُ يَا ابْنَ أَخِي مَا كَانَ

أَيُّكَ لِيَا خُذْ بِدِحْيَتِي۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۸۵ ذکر صفۃ قتله رضی اللہ عنہ۔ مطبوعہ بیدروت طبع جدید)

ترجمہ: حافظ ابن عساکر نے روایت بیان کی۔ کہ جب حضرت عثمان نے اپنے گھر رہنے کا ارادہ کر لیا۔ اور آپ کے ساتھ صرف آپ کی اہلیہ رہ گئی۔ تو کچھ لوگ دیوار پھانڈ کر آپ کے گھر داخل ہوئے۔ دروازے جلا دیئے۔ ان حملہ آوروں میں صحابہ کرام اور ان کی اولاد میں سے ماسوا محمد بن ابی بکر کے اور کوئی نہ تھا۔ پھر ان حملہ آوروں میں سے بعض نے آپ کو اتنا زد و کوب کیا۔ کہ آپ پر پٹشی طاری ہو گئی۔ عورتوں نے شور مچایا۔ جس پر یہ لوگ چھوڑ کر چلے گئے۔ بعد میں محمد بن ابی بکر آیا۔ اس کا خیال تھا کہ عثمان غنی فوت ہو چکے ہوں گے۔ لیکن ابھی انہیں افادہ تھا کہ کہنے لگا۔ اے لعنل! تم کس دین پر ہو؟ فرمایا دین اسلام پر ہوں۔ میں لعنل نہیں ہوں۔ بلکہ مومنوں کا امیر ہوں۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ تم نے کتاب اللہ کو تبدیل کر دیا ہے۔ فرمایا اللہ کی کتاب میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ (یعنی اس بات کا فیصلہ اللہ کے سپرد) یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے آگے بڑھ کر عثمان غنی کی داڑھی پکڑ لی۔ اور کہنے لگا۔ کہ اگر کل قیامت کو ہم یہ کہیں۔ اے اللہ! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی انہوں نے ہمیں مراہمِ ستقیم سے بہکا دیا۔ تو ہمارا یہ بیانا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ پھر اس نے آپ کو کمرے سے نکال کر حویلی کے دروازے تک گھسیٹا۔ اس دوران عثمان غنی یہ کہہ رہے تھے۔ بھتیجے! تیرا باپ بھی میری داڑھی پکڑنے کی جرأت نہ کرنا اگر زندہ ہوتا)

روایت سوم: ازالۃ الخفاء:

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي ثَلَاثَةِ عَشَرَ حَتَّى
إِنْدَهُ إِلَى عُثْمَانَ فَاتَّخَذَ بِإِيجَابِهِ فَقَالَ بِيَا حَتَّى
سَمِعْتُ وَقَعَ أَصْرًا مَسَّةً وَقَالَ مَا أَغْنَى عَنْكَ مَعَاوِيَةُ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا أَغْنَى عَنْكَ ابْنُ عَامِرٍ مَا أَغْنَى عَنْكَ
كُتُبُكَ فَقَالَ أَرْسِلْ لِي لِحْيَتِي يَا ابْنَ أَبِي أَرْسِلْ لِي
لِحْيَتِي يَا ابْنَ أَبِي قَالَ نَارَ آيَتِهِ اسْتَعْدَى رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ
بِعَيْنِهِ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمَشَقِّصٍ حَتَّى وَجَّأَ بِهِ فِي رَأْسِهِ
فَاشْتَبَتْهُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُمْ وَخَلَوْا عَلَيْهِ حَتَّى
فَقَتَلُوهُ۔

ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۳۶۱۔ ذکر شہادت عثمان
غنی۔ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ:

محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں میں سے ایک تھے۔ (جو عثمان غنی پر حملہ آور تھے)
یہاں تک کہ جب محمد بن ابی بکر، حضرت عثمان غنی کے پاس پہنچا۔ تو
ان کی داڑھی اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ پکڑ کر خوب جھنجھوڑا یہاں تک
کہ حضرت عثمان کے دانت آپس میں بجنے لگے۔ اور محمد بن ابی بکر
نے کہا۔ اے عثمان! نہ معاویہ تمہارے کوئی کام کیا اور نہ ابن ملجم
اور نہ ہی تمہارے رقبہ جات کچھ کام آئے۔ یہ سن کر عثمان غنی نے کہا
بھئیجے! میری داڑھی چھوڑ دے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے دیکھا

محمد بن بکر نے ایک مخصوص شخص کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور اس نے قبضہ
سے عثمان غنی پر حملہ کر کے زخمی کر دیا۔ اور سر میں چبھا چھوڑا کہ باہر گیا۔ پھر
دوسرے حملہ آور اتر آئے۔ اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کو قتل (شہید) کر دیا۔

روایت چہارم: الاستیعاب:

وَكَانَ وَمَنْ حَضَرَ قَتَلَ عُثْمَانَ وَقِيلَ إِنَّهُ شَانَكَ
فِي دَوْمِهِ وَقَدْ كَفَى جَمَاعَةً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْخَبَرِ
أَنَّهُ شَارَكَ فِي دَوْمِهِ وَأَنَّهُ لَقَا قَالَ لَهُ عُثْمَانُ لَوْ رَأَى
أَبُوكَ لَمْ يَرْضَ هَذَا الْمَقَامَ وَمَنْكَ حَرَجَ عَنْهُ وَتَرَكَهُ
ثُمَّ دَعَا لِعَلِّمْكَ مِمَّنْ مَتَلَكْ وَقِيلَ إِنَّهُ أَشَارَ عَلَى مَنْ كَانَ
مَعَهُ فَقَتَلُوهُ۔

الاستیعاب بر حاشیہ الاصابۃ فی تمییز الصحابة
جلد ۳ ص ۳۶۹۔ حروف المیم۔ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:

محمد بن ابی بکر ان لوگوں میں سے ہے جو قتل عثمان کے وقت موجود تھے۔
اور کہا گیا ہے۔ کہ یہ ان کی خوزیری میں بھی شریک تھا۔ اہل علم و خبر
کی ایک جماعت کا کہنا ہے۔ کہ محمد بن ابی بکر عثمان غنی کے قتل کرنے میں
شریک تھا۔ اور جب حضرت عثمان غنی نے اسے یہ کہا۔ کہ اگر تیرا باپ
(ابو بکر) آج تجھے اس حالت میں دیکھ پاتا تو وہ قطعاً خوش نہ ہوتا
یہ سن کر محمد بن ابی بکر وہاں سے نکل گیا۔ اور عثمان غنی کا پیچھا چھوڑ دیا

پھر وہ لوگ اندرا گئے۔ جنہوں نے عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد بن ابی بکر کے اشارے پر لوگوں نے عثمان غنیؓ کو قتل کیا۔

ماہِ فکریہ :

محمد بن ابی بکر کا قتل عثمان کے موقع پر موجود ہونا اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا بلکہ اندر داخل ہونے کے بعد عثمان غنیؓ کی وارثی پکڑنے والا، انہیں نعلین کرنا اور قتل کرنے والا، انہیں زخمی کرنے والا، اور ان کے قتل میں خوش ہونے والا یہ باتیں ہر تاریخ کی کتاب سے ثابت ہیں۔ اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ اس نے بنفس نفیس قتل کرنے میں حصہ لیا یا دیا۔ لہذا قتل عثمان سے محمد بن ابی بکر کو بالکل بری ثابت کرنے والا کذاب ہے۔ اور ان افعال میں محمد بن ابی بکر کو بے قصور اور غیر مجرم قرار دینا پسے درجے کی حماقت ہے۔ ایک طرف محمد بن ابی بکر کا تاریکی کو دار اور دوسری طرف امیر معاویہ کے متعلق یہ حقیقت کہ انہوں نے محمد بن ابی بکر کو خود شریک ہو کر قتل کیا۔ اور اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور نہ ہی تین امیر سلوک کیا۔ ان دونوں کو داروں کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر محمد بن ابی بکر کے بارے میں محدث ہزاروی کی زبان گنگ ہے تو پھر امیر معاویہ کے بارے میں زیادہ خاموشی ہونی چاہیے تھی۔ اور اگر ایک اور پہلو دیکھا جائے تو بات اور بھی واضح ہو کر سامنے آئے گی۔ وہ یہ کہ ایک طرف قتل ہونے والے عثمان غنیؓ ہیں۔ اور دوسری طرف محمد بن ابی بکر ہے۔ عثمان غنیؓ کے کو دار کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ تاکہ ایسے عظیم کو دار کے حامل شخص کے قتل میں شریک یا معاون اور گستاخ کی جرات کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

✽

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت

نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُور

صحابہ کی نظر میں

ریاض النضرہ :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ أَنَّهُ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْضُورًا سَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا يَا نَبِيَّ مَرْحَبًا يَا نَبِيَّ أَفَلَا أَحَدٌ نَكَ مَا رَأَيْتَ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ قُلْتُ بَلَى قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ الْخُفَّةِ وَإِذَا خُفَّتْ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ حَصْرُوكَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ عَطَشُوكَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَادَ لِي بِذَلِكَ أَمِنْ مَاءٍ فَشَرِبْتُ حَتَّى رَوَيْتُ قَائِي لَا حَيْدُ بَرْدًا بَيْنَ كَتِفَيَّ وَبَيْنَ شَدَّيْ قَالَ إِنَّ شَيْئًا فَصُرْتُ عَلَيْهِمْ وَوَإِنْ شَيْئًا أَفْطَرْتُ عَنْهُ قَالُوا قَالَ فَاصْطَرْتُ أَنْ أَفْطَرَ عَنْهُمْ فَقَتِلْتُ فِي ذَٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجَ الْوَالِخِيرِ

الحاکمی الترمذی (ریاض النضرہ جلد سوم ص ۶۶ ذکر

روایا النبی۔ مطبعہ بیروت طبع جدید)

ترجیحاً؛ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہیں عثمان غنی کے پاس حاضر ہوا۔ جب آپ کا صحابہ کو کیا گیا تھا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے مجھ پر یا اخی فرمایا۔ پھر فرمایا۔ کیا میں تجھے آج رات کا خواب نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا ضرور۔ فرمائے گئے۔ رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کھڑکی میں زیارت کی۔ آپ نے فرمایا کیا انہوں نے تمہیں محصور کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا پیاس لگی ہے۔ میں نے عرض کیا جی حضور! آپ نے پانی کا ایک ڈول میری طرف بڑھایا میں نے پیا۔ یہاں تک کہ سیراب ہو گیا۔ اس کے پینے کے بعد میں اب تک اپنے کندھوں اور پستان کے درمیان ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کروں! اور اگر تمہاری خواہش ہو کہ روزہ ہمارے ہاں اگر افطار کرو۔ میں نے عرض کیا حضور! میں یہی پسند کرتا ہوں۔ کہ روزہ آپ کے ہاں اگر افطار کروں۔ اس خواب کے بعد عثمان غنی کو اسی دن شہید کر دیا گیا۔

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَوْسَى بْنُ عَقِيْبَةَ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ الْكَنْدِيِّ قَالَ تَامَ عَثْمَانُ فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ وَذَلِكَ الْيَوْمُ الْجُمُعَةُ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ قَالَ لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ تَمَتَّى عَثْمَانُ الْمَنِيَّةَ لَحَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا قَالَ قُلْنَا وَحَدَّثْنَا

أَصْلَحَكَ اللَّهُ فَلَسْنَا عَلَى مَا يَقُولُ النَّاسُ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي هَذَا أَقَالَ إِنَّكَ شَاهِدٌ فِينَا الْجُمُعَةَ۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۵۵، ذکر قتل عثمان مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجیحاً؛ (بعض اسناد اکثرین الصلت کنندی بیان کرتے ہیں۔ کہ جس دن حضرت عثمان غنی کو شہید کیا گیا۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ اس دن آپ نے خواب دیکھا۔ بیدار ہونے پر فرمایا۔ اگر لوگوں کی طرف سے اس قول کا مجھے خدشہ نہ ہوتا۔ کہ عثمان غنی قتل ہونا چاہتا۔ تو میں تمہیں خواب بیان کر دیتا۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ آپ کا جھلا کرے۔ بیان کر دیجئے۔ ہم ایسی باتیں نہیں کرنے والے جو دوسرے لوگ کہتے ہیں۔ اس پر عثمان غنی نے کہا۔ میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے۔ اے عثمان! تو جمعہ میں ہمارے ساتھ حاضر شریک ہوگا (یعنی جمعہ کے وقت تیری شہادت ہو چکی ہوگی)۔

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَوْسَى بْنُ عَقِيْبَةَ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ الْكَنْدِيِّ قَالَ تَامَ عَثْمَانُ فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ وَذَلِكَ الْيَوْمُ الْجُمُعَةُ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ قَالَ لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ تَمَتَّى عَثْمَانُ الْمَنِيَّةَ لَحَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا قَالَ قُلْنَا وَحَدَّثْنَا

میں نے شام میں ساٹھ ہزار بزرگ حضرات دیکھے جو عثمان غنی کی قمیص کے پاس بیٹھے رو رہے تھے۔ وہ قمیص دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر رکھی ہوئی ہے۔ علی المرتضیٰ نے کہا۔ وہ مجھ سے بھلا یہ مطالبہ قصاص کیوں کرتے ہیں۔ کیا میں ان کے معاملہ میں عثمان کی طرح پریشان نہ ہوا تھا۔ پھر دعا مانگتے ہوئے کہا۔ اے اللہ! میں عثمان غنی کے خون سے تیری بارگاہ میں برکت کرتا ہوں۔

۴۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن سعید بن زید قال لَوَّانَ أَحَدٌ أَنْقَضَ لِلَّذِي صَنَعَتْهُوهُ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يُنْقَضَ

ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۱ ذکر استعظامہ مقتلہ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: سعید بن زید کہتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کی بد اعمالی پر اُحد پہاڑ ان کی پیٹھ پر اُپرے۔ تو بجا ہے۔ جنہوں نے عثمان غنی کے قتل میں شرکت کی۔

۵۔ طاؤس رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن طاؤس رضی اللہ عنہ قال لَوْ رَجُلٌ مَادَّ آيَةً

أَحَدًا أَجَرَ عَلَى اللَّهِ مِنْ فُلَانٍ قَالَ إِنَّكَ لَمَّا تَرَ قَاتِلَ عُثْمَانَ - أَخْرَجَهُ الْبَغْرِي -

ترجمہ: حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کہنے لگا۔ میں نے فلاں آدمی سے براہ کرا اللہ تعالیٰ پر حرارت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ فرمایا۔ تو نے حضرت عثمان غنی کے قاتل نہ دیکھے۔ وہ حرارت میں اس فلاں سے کہیں بڑھے ہوئے تھے

۶۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن عبد الله بن سلام قال لَقَدْ فَتَحَ النَّاسُ عَلَى النَّسِيهِمْ بِقَتْلِ عُثْمَانَ بَابَ فِتْنَةٍ لَا يُغْلَقُ عَنْهُمْ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ -

ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۱ ذکر استعظامہ مقتلہ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی کو قتل کر کے لوگوں نے قیامت تک کے لیے اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول دیا جو کبھی بند نہ ہو گا۔

۷۔ حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ

ازالة الخفاء:

رَوَى عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ كَانَ عُثْمَانُ

أَفْضَلُهُمْ مِنْهُ يَوْمَ وَلَّوْهُ وَكَانَ يَوْمَ قَتَلُوهُ أَفْضَلَ مِنْهُ يَوْمَ وَلَّوْهُ۔

ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۳۴۸ مطبوعہ آرام باغ

(کراچی)

ترجمہ: حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت عثمان غنی اُن لوگوں میں افضل تھے۔ جن میں سے آپ کو غلیفہ بنا لیا گیا۔ اور جس دن انہیں قتل کر دیا۔ اس دن وہ اور بھی زیادہ افضل تھے

اللہ تعالیٰ کی عدالت میں قتل عثمان کا معاملہ

ازالۃ الخفاء:

وَمِنْ أَقْوَالِ الشَّيْخِ الْمَجْتَبَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَا أَخْرَجَهُ أَبُو يَحْيَى عَنْ أَقْبَاهُ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ فِي مَنَامِي عَجَبًا رَأَيْتُ الرَّبَّ تَعَالَى فَوْقَ عَرْشِهِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَامَ عِنْدَ قَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَتْنَبِ رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَتْنَبِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ عَثْمَانُ فَكَانَ بِيَدِهِ رَأْسُهُ فَقَالَ سَلْ عِبَادَكَ فِيمَ قَتَلُونِي فَأَلْشَعَبَ مِنَ السَّمَاءِ مِئْرًا بَانٍ مِنْ دَمٍ فِي الْأَرْضِ قَالَ فَيُقِيلُ

لِعَلِّيْ اِلَّا تَرَى مَا يَحْدُثُ بِهِيَ الْحَسَنُ قَالَ يُحَدِّثُ بِمَا رَأَى وَ أَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ رَجُلٍ قَالَ رَأَيْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مِنْ دَارِ عَثْمَانَ جَرِيحًا (۱-ازالۃ الخفاء جلد ۴ ص ۳۵۷ تا ۳۵۸ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

(۲-ریاض النضرہ جزء ثالث ص ۷۷)

ترجمہ: بزرگ و محترم جناب امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول ابو یحییٰ کی روایت کے مطابق یوں ہے۔ آپ نے ایک دفعہ دوران خطبہ کہا۔ لوگو! میں نے گذشتہ رات ایک عجیب خواب دیکھا۔ وہ یہ کہ میں نے عرش پر رب کریم کو دیکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور عرش کے ستون میں سے ایک کے قریب قیام فرمایا۔ بھراؤ بصرہ میں آئے۔ اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔ بعد میں عمر بن الخطاب نے اگر ابو بکر کے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔ اس کے بعد عثمان غنی تشریف لائے۔ اور ان کا سر اُن کے ہاتھوں میں تھا عرض کرنے لگے۔ اسے پروردگار! اپنے بندوں سے پوچھئے کہ انہوں نے مجھے کیوں قتل کیا ہے؟ پھر زمین کی طرف آسمان سے خون کے دو پرتالے بہ نکلے۔ اس قول کے بعد کسی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کیا آپ کو اپنے بیٹے حسن کی اس بات کا علم ہے؟ فرمایا اس نے جو کچھ دیکھا بیان کر دیا ہے۔ حاکم نے بروایت قتادہ ایک شخص سے بیان کیا۔ کہ میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو جناب عثمان کے گھر سے نکلے دیکھا۔ آپ اس وقت زخمی تھے۔

قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حادثہ حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظر میں
ریاض النصرۃ:

وَعَنْ قَتِيسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَوْمَ الْجَمَلِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَقَدْ طَافَ عَقْلِي يَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ وَأَتَكَّرْتُ لِنَفْسِي وَجَاؤُنِي لِلْبَيْعَةِ فَقُلْتُ أَلَا أَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَبَا بَيْعَ شَوْ مَا قَتَلُوا رَجُلًا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ أَلَا أَسْتَحْيِي وَمَنْ كَسَتْحِي مِنْهُ الْمَلِكَةُ وَإِنِّي لَا مَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَبَا بَيْعَ وَعُثْمَانُ قَتِيلٌ فِي الْأَرْضِ لَمْ يُدْفَنْ بَعْدُ فَأَلْصَقْتُ أَفْكَمًا دُونَ رَجَعِ النَّاسِ يَسْأَلُونَ الْبَيْعَةَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي مُشْفِقٌ وَمَا أَقْدَمَ عَلَيْهِ لَوْ تَجَارَتْ عَزِيمَةُ قَبَايِعُ قَالَ فَقَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَكَأَنَّمَا صَدَعَ قَلْبِي وَهَلْتُ اللَّهُمَّ خَذْ مِنِّي حَتَّى تَرْضَى.

خریجہ ابن السنمان فی المواقفۃ والخنبدی فی الاربعین۔

دریاض النصرۃ جلد سوم ص ۷۸

وجہاً؛ قیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے جنگ جمل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا۔ اے اللہ! میں تیرے سامنے دم عثمان سے بیزار کی کا اظہار کرتا ہوں۔ جس دن عثمان کو قتل کیا گیا میری عقل اڑ گئی تھی اور میری روح بے چین ہو گئی تھی۔ لوگ میرے پاس آئے تاکہ بیعت کریں۔ میں نے انہیں کہا کہ کیا مجھے اللہ سے شرم نہیں آتی کہ ایسی قوم کی بیعت کروں جنہوں نے ایک ایسے شخص کو قتل کروایا کہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میں اس سے شرم نہ کروں۔ جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اور میں دُعا علی اس بات سے شرماتا ہوں کہ ایک طرف عثمان غنی زمین پر قتل ہو کر پڑے ہوئے ہوں۔ اور دوسری طرف میں بیعت لینا شروع کروں۔ پھر لوگ واپس چلے گئے۔ جب عثمان غنی کو دفن کر دیا گیا۔ تو لوگوں نے پھر بیعت کا سوال کیا۔ میں نے کہا۔ اے اللہ! جو کچھ میں کرنے والا ہوں۔ اس سے مجھے ڈر لگتا ہے پھر جب کئی ہو گئی۔ تو میں نے ان لوگوں سے بیعت لے لی۔ پھر لوگوں نے مجھے امیر المؤمنین کہا۔ تو عثمان غنی کی یاد کی وجہ سے یہ لفظ سن کر میرا دل کھجور کا پتھر اور اللہ سے میں نے دعا مانگی۔ اے اللہ! مجھ سے اپنی رضا کے مطابق کام لے۔ یہ واقعہ ابن السنمان نے موافقہ میں اور جندی نے اربعین میں نقل کیا ہے۔

ملحوظ فکریں:

ذکرہ بالا حوالہ جات سے جو امور سامنے آتے ہیں۔ ان کو دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا خواب اور اس کی تائید حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان اور خود کو اپنے رب کے حضور قتل عثمان سے

براست اور اس پر قلبی صدمہ کا اظہار وہ شواہد ہیں کہ شہادت عثمان کا واقعہ کوئی معمول واقعہ نہ تھا، اب اس واقعہ میں محمد بن ابی بکر کا لوٹ ہونا کوئی اختلافی امر نہیں بلکہ یقیناً غور ہزاروں کے ذہن بائیں میں اس عظیم واقعہ نے ایک بھی کڑوٹ نہ لی۔ اور حضرت امیر معاویہ پر اعتراض کرنے کے لیے محمد بن ابی بکر کا طرفدار بنا جا رہا ہے۔ حضرت عثمان غنی کے ساتھ پیش آنے والے اس واقعہ کی حقیقت اور اصلیت اگر جاننا چاہتے ہو تو پھر کچھ شان عثمان غنی ملاحظہ کر لیں، تاکہ اس آئینہ میں شہادت عثمان کی عظمت کا تصور آجائے۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت

شان پر چند احادیث

عُثْمَانُ غُنِيٌّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَعَبْدِي رَفِيقِي

ریاض النضرہ :

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ يَوْمَ حَوْصَرٍ وَكُنَّا لَقِيَّ حَجْرًا لَمْ يَقَعْ إِلَّا عَلَى رَأْسِ رَجُلٍ فَرَأَيْتُ عُثْمَانَ تَأْشُرُ مِنَ الْخَوْصَةِ الَّتِي سَلَى مَقَامَ حَبْرَاءَ مِيلَ عَلَى النَّابِثِ وَقَالَ

يَطْلُحُهُ أَشْنَدُكَ اللهُ أَشَدُّ كُرُيَوْمَ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْضِعٍ كَذَا وَكَذَا لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا طَلْحَةُ إِنَّكَ لَيْسَ مِنِّي نَبِيٍّ إِلَّا وَمَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ رَفِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ عُثْمَانُ يَفْعِلُنِي رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ قَالَ طَلْحَةُ اللَّهُمَّ نَعَمْ ثُمَّ انْصَرَفَ خَرَجَهُ أَحْمَدُ۔

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۲۶ مطبوعہ بیروت)

(طبع جدید)

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں جس دن عثمان غنی کا محاصرہ کیا گیا۔ وہاں گیا۔ اتنے آدمی تھے۔ کہ اگر کوئی پتھر پھینکتا۔ تو وہ نیچے زمین پر گرنے کی بجائے کسی نہ کسی کے سر پر پڑتا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کھڑکی سے جھانکا۔ جو کہ مقام جبریل سے ملی ہوئی ہے۔ اور کہا۔ اے طلحہ! تجھے اللہ کی قسم دلاتا ہوں۔ کیا تجھے وہ دن یاد نہیں۔ جب میں اور تو دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت میں تھے۔ اور فلاں فلاں جگہ پر تھے۔ دونوں کے سوا کوئی اور آپ کا صحابی نہ تھا؟ جناب طلحہ کہتے ہیں۔ میں نے کہاں یہ درست ہے۔ پھر یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔ اے طلحہ! اللہ کے ہر ایک پیغمبر کے ساتھ اس کے صحابہ میں سے ایک ساتھی ضرور جنت میں رفیق ہوگا۔ اور یہ شک عثمان

جنت میں میرا رفیق ہے (کیا حضور نے یہ نہ فرمایا تھا؟) جناب ظلم کہتے ہیں۔
بخدا! ہاں۔ یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے آئے۔

رسول اللہ نے فرمایا عثمان غنی کا جنازہ فرشتے

پڑھیں گے

ریاض النضرہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَيُّمٌ يَمُوتُ عُثْمَانُ ثُمَّ يَمُوتُ عَلَيْهِ مَلِكَةُ السَّمَاءِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عُثْمَانُ خَاصَّةٌ أَمْ النَّاسُ عَامَّةٌ قَالَ عُثْمَانُ خَاصَّةٌ دَخَرَجَهُ الْحَافِظُ الدَّمَشْقِيُّ (ریاض النضرہ جلد سوم ص ۳۰ تا ۳۱ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے یہ سنا۔ جس دن عثمان غنی کا انتقال ہوگا۔ اس پر آسمانی فرشتے نماز پڑھیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خاص کر عثمان کے لیے ہے یا عام مسلمانوں کے لیے؟ فرمایا بالخصوص عثمان کے لیے ہے۔

قیامت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا

حساب و کتاب نہ ہوگا

ریاض النضرہ:

عَنْ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَقُولُ مَنْ يَحَاسِبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ (ابو بکر) قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَنتَ يَا عَلِيُّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ آيَنَ عُثْمَانُ قَالَ إِنِّي سَأَلْتُ عُثْمَانَ حَاجَةً سِرًّا فَقَضَاهَا سِرًّا فَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ لَا يُحَاسِبَ عُثْمَانَ - خرجہ الحافظ بن بشران - (ریاض النضرہ جلد ۱۷ مطبوعہ بیروت طبع جدید) ترجمہ: کیا:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کو سب سے پہلے کس کا حساب و کتاب ہوگا؟ فرمایا ابو بکر صدیق کا۔ میں نے پوچھا پھر ان کے بعد کس کا؟ فرمایا عمر بن خطاب کا۔ پوچھا پھر کس کا؟ فرمایا اے علی تیرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ عثمان کہاں ہوں گے؟ فرمایا میں نے عثمان سے خفیہ ایک کام کہا تھا۔ اس نے خفیہ طور پر وہ کر دیا۔ تو

میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اے اللہ!
عثمان کا حساب و کتاب نہ لینا۔ (لہذا آج عثمان کے حساب و کتاب
کی ضرورت نہیں)

عثمان غنی کی شفاعت سے ستر ہزار روز غنی
جنتی ہو جائیں گے

ریاض النضرۃ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ لِيُشَفَّعَ عُثْمَانُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا حَبْشَةً الْمِيزَانِ
مِنْ أُمَّتِي وَمَنْ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ - (ریاض النضرۃ)

جلد سوم ص ۴۴ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں
کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت جو میزان کے قریب ہوگی۔
اس سے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ جن پر روزِ قیامت
ہو چکی تھی۔

ۛ

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنتی شادی میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت

ریاض النضرۃ:

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَدِيتَ لَيْلَتِي حَيَاذَا أَنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
فِي مَنَاجِي وَهُوَ عَلَى بَرْدٍ قَدْ أَشْهَبَ يَسْتَعْجِلُ وَعَلَيْهِ
حُلَّةٌ مِنْ نُورٍ وَبِيَدِهِ قَضِيْبٌ مِنْ نُورٍ وَعَلَيْهِ
ثَعْلَانِ شِرَاحُكُمَا مِنْ نُورٍ قَعَلْتُ لَهُ بِأَيِّ أُمَّتٍ
وَ أَتَيْتُ يَارَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ طَالَ شَرَقِي إِلَيْكَ
فَقَالَ إِنِّي مَبَادِرٌ لِأَنَّ عُثْمَانَ تَصَدَّقَ يَا لَمِبِ
رَاحِلَتِي وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ قَبِلَهَا مِنْهُ وَ
زَوَّجَهَا بِمَا عَرَّوْا سَا فِي الْجَنَّةِ وَ أَكَادُ أَهْبُ
إِلَى عَرْسِ عُثْمَانَ - (خرجه الملاء في سيرته)

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۴۴)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ ایک اعلیٰ نسل کے گھوڑے
پر جلدی میں تھے۔ آپ نے اس وقت نوری پوشاک پہن رکھی تھی ہاتھ
بیں نور کی لالٹیاں اور پاؤں میں نعلین کہ جن کے تسمے نور کے تھے۔ میں
نے عرض کیا۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان! مجھے آپ کے شوق دیدار

کی بڑی مدت سے طلب تھی۔ فرمانے لگے مجھے جلدی ہے۔ کیونکہ عثمان نے ایک ہزار سواری کا صدقہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا ہے۔ اور عثمان کو جنت میں ایک دو لہن عطاء فرمائی ہے۔۔۔ مجھے جلدی سے اُس کی شادی میں شرکت کرنا ہے۔

اہل بیت کی خدمت کرنے پر حضرت عثمان
 کے لیے حضور علیہ السلام کا رات بھر دعا فرماتا

رياض النضره:

وَمِمَّا وَرَدَ عَنْ دُعَايِهِ لِعُثْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ مَكَثَ الْاَبْحَمَدُ اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ مَا طَعِمُوا
شَيْئًا حَتَّى تَضَاعَفُوا صِبَايَنَا فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ
فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ أَصَبْتُمْ بَعْدِي شَيْئًا فَقُلْتُ
عَنْ آيِنٍ إِنَّ لَمْ يَأْتِنَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ عَلَى
يَدَيْكَ فَتَرَضَاءُ وَخَرَجَ مُسْعِبًا يُصَلِّي ههنا
مَرَّةً وَههنا مَرَّةً يَدْعُوا قَالَتْ فَأَقَامَ عُثْمَانُ
مِنْ اخِرِ النَّهَارِ فَاسْتَأْذَنَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَجِيبَهُ
لَمْ أَقُلْتُ هُوَ رَجُلٌ مِنْ مَكَائِدِ الصَّحَابَةِ لَعَلَّ
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا سَأَلَهُ إِلَيْنَا لِيَجْزِيَ عَلَى
يَدَيْهِ خَيْرًا فَأَذِنْتُ لَهُ فَقَالَ يَا أُمَّتَهُ آيِنَ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا بُنَيَّ
مَا طَعِمَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ شَيْئًا قَدْ دَخَلَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَيِّرًا مَامِرًا
الْبُلْبُلَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ لَهَا وَبِمَا رَدَّتْ
قَالَتْ فَبَكَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ وَقَالَ مَقْتًا
لِللَّهِ نِيًّا ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا كُنْتُ بِحَقِيقَةٍ
أَنْ يُنْزَلَ بِكَ يَعْنِي هَذَا ثُمَّ لَا تَذْكُرِيئَهُ
لِي وَلِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَلِنَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ فِي لَطَائِرِنَا
مِنْ مَكَائِدِ النَّاسِ ثُمَّ خَرَجَ فَبَعَثَ إِلَيْنَا
بِأَحْمَالٍ مِنَ الدَّقِيقِ وَأَحْمَالٍ مِنَ الْحِنْطَةِ
وَأَحْمَالٍ مِنَ التَّمْرِ وَبِمَسْلُوحٍ وَبِثَلَاثِينَ
دِرْهَمٍ فِي صُرٍّ وَثُمَّ قَالَ هَذَا يُبْطِئُ عَلَيْكُمْ
ثُمَّ بَعَثَ بِخُبْزٍ وَشَوَاءٍ كَثِيرٍ فَقَالَ كُلُوا
أَنْتُمْ وَاصْنَعُوا بَعْدِي شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
ثُمَّ أَقْسَمَ عَلَيَّ أَنْ لَا يَكُونَنَّ مِثْلَ هَذَا إِلَّا أَعْلَمْتُهُ
قَالَتْ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَصَابَكُمْ بَعْدِي شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ
أَنَّكَ إِنَّمَا خَرَجْتَ تَدْعُو اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَقَدْ
حَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَنْ يَزِدَّكَ عَنْ سَرَائِدِهِ
قَالَ فَمَا أَصَابَكُمْ قُلْتُ كَذًا وَكَذَا حِمْلٌ بَعِيرٌ
دَقِيقًا وَكَذَا وَكَذَا حِمْلٌ بَعِيرٌ حِنْطَةً وَكَذَا

وَكَاذِبٌ كَذِبٌ يَعْبُرُكُمْ أَوْ تَلْتَمِثُوا فِي صُرُوفٍ
وَمَسْلُوكٍ خَاوٍ خَائِبٍ وَشَرِّ الْأَكْثَرِ أَفْقَالٍ يَمُنُّونَ
فَقَالَتْ مِنْ عَثْمَانَ بْنِ عَمَّانٍ قَالَتْ وَتَبَكُّوا وَذَكَرَ الدُّنْيَا
بِمَقْتٍ وَأَقْسَمَ عَلَى أَنْ لَا يَكُونَنَّ وَمِثْلَ هَذَا إِلَّا كَلِمَتُهُ
قَالَتْ فَلَمْ يَجْلِسِ النَّبِيُّ حَتَّى خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ
وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ فَقَدْ رَضِيتُ عَنْ
عَثْمَانَ فَأَرْضِ عَنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - خَرَجَ الْحَافِظُ
الْبُخَارِيُّ الْقَاسِمُ الدِّمَشْقِيُّ فِي الْأَرْبَعِينَ -

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۲۸ تا ۲۹)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی کے بارے میں جو دعائیں فرمائیں۔ ان میں ایک کا واقعہ ٹل ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو چار دن سے کھانے کے لیے کچھ بھی نہ ملا تھا۔ حتیٰ کہ گھر کے بچے ہلک رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے عائشہ! کیا کسی کی طرف سے کچھ انتظام ہوا ہے۔ عرض کرتے گئیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ دے تو پھر کہاں سے آئے گا۔ پھر آپ نے وضو فرمایا۔ اور پریشانی کے عالم میں مکمل کھڑے ہوئے کبھی یہاں اور کبھی وہاں نماز ادا فرماتے۔ اور کبھی دعائیں مشغول ہو جاتے فرماتی ہیں۔ کہ دن ڈھلے عثمان غنی تشریف لائے۔ اور اجازت طلب کی۔ مجھے خیال آیا۔ کہ میں اُن سے چھپ جاؤں۔ لیکن پھر دل میں آیا کہ یہ الدار صحابی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمارے ہاں اس لیے بھیجا ہو۔ کہ ان کے ہاتھوں سے کوئی بھلائی ظاہر فرماتا ہو۔ پوچھا

اے والدہ محترمہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ میں نے کہا۔ بیٹے! ہم حضور کے گھر والوں نے چار دن سے کچھ بھی نہیں کھایا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کی حالت متغیر تھی۔ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے گفتگو سے آگاہ کیا۔ فرماتی ہیں۔ کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور کہنے لگے۔ اے دنیا! تجھے برباد ہی ہو۔ پھر عرض کیا۔ اے اور محترم! آپ جب بھی ایسے حالات سے دوچار ہوں۔ تو ہم الدار صحابہ کو اطلاع کر دینی چاہیے۔ میں ہوں عبدالرحمن بن عوف یہ ثابت بن قیس ہیں۔ کسی کی طرف پیغام بھیج دیا کریں۔ یہ کہہ کر عثمان غنی وہاں سے گھر آگئے۔ اور آٹا، گندم اور کھجوروں کے کئی اونٹ لاکر ہمارے ہاں بھیجے علاوہ انہی چھدکا اتری بہت سی اشیاء کے ساتھ تین سو درہم بھی بھیجے پھر کہا۔ جلدی میں یہ تمہاری خدمت ہو سکی۔ پھر بھٹنا ہوا گوشت اور روٹیاں کثیر تعداد میں بھیجیں۔ اور عرض کیا۔ خود کھاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے تک ان کے لیے بھی تیار کر چھوڑو۔ پھر پکا وعدہ لیا۔ کہ جب بھی ایسی حالت اُن پر سے تو مجھے اطلاع کرنا ہوگی۔ فرماتی ہیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور پوچھا۔ اے عائشہ! کیا میرے جانے کے بعد تمہیں کچھ ملا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ! آپ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ اور یہ بھی یقینی امر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سوال رد نہیں کرتا۔ پوچھا۔ اچھا تو پھر کیا کچھ ملا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ کہ آٹا، گندم اور کھجوروں کے بھرے اونٹ اور تین سو درہم روٹیاں اور بھٹنا ہوا گوشت وغیرہ پوچھا کس نے دیا ہے؟ میں نے کہا عثمان غنی

فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے۔ اور دنیا کی بربادی اور جنگی کا ذکر کیا۔ اور قسم دلائی کہ آئندہ ایسی حالت کی اطلاع عثمان غنی کو کیا کریں گے ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہی قدموں والپس مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے دعا مانگی۔ اے اللہ! عثمان سے میں راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ یہ دعائیہ کلمات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ (اس واقعہ کو حافظ ابراہیم القاسم دمشقی نے اربعین میں نقل کیا ہے)

ریاض النضرۃ:

عن ابی سعید الخدری قال رَمَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ إِلَى أَنْ طَلَعَ النَّجْمُ يَدُهُو لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ يَقُولُ اللَّهُمَّ عَثْمَانُ رَضِيَتْ عَنْهُ فَإِنْ رَضِيَ عَنْهُ..... قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو لِعُثْمَانَ يَقُولُ يَا رَبِّ رَضِيَتْ عَنْ عَثْمَانَ فَإِنْ رَضِيَ عَنْهُ فَمَا زَالَ رَافِعًا يَدَيْهِ حَتَّى طَلَعَ النَّجْمُ - (ریاض النضرۃ)

جلد سوم ص ۲۸

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع رات سے طلوع فجر تک عثمان غنی کے حق میں یہ دعا فرماتے ہوئے دیکھا۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ یہی ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو اٹھارہ گھنٹہ عثمان غنی کے لیے یہ دعا مانگتے دیکھا۔ اور صبح تک یہی

کیسٹ راہی۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی راضی ہو۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

زمین و آسمان کا نور میں

ریاض النضرۃ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُلْنَا عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ فَأَتْبَعْنَاهُ حَتَّى أَتَى مَنْزِلَ عُثْمَانَ فَأَسْتَاذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ وَدَخَلْنَا فَوَجَدَ عُثْمَانَ مَكْبُورًا عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عُمَانُ لَا تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْتَعِينُ بِغَفِيٍّ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ وَلِمَ ذَاكَ قَالَ أَخَافُ أَنْ يَكُونَ عَلَيَّ غَضَبَانِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ أَلَسْتَ حَافِرَ بَيْتِ رُومَةٍ وَمَجْهَرِ جَبَلِ الْعُسْرَةِ وَالزَّائِدِ فِي مَسْجِدِي وَبَاذِلِ الْمَالِ فِي رِضَايَ وَرِضَايَ وَمَنْ تَسْتَعِينُ مِنْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ هَذَا جِبْرِيلُ يُخَوِّدُ فِي عَيْنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّكَ تَوَرَّأَ هَلِ السَّمَاءُ وَمِنْ سَبَاحِ أَهْلِ الْأَرْضِ وَأَهْلِ الْجَنَّةِ - (خروجنا بالسلام)

ریاض النضرۃ جلد سوم صفحہ نمبر ۲۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تربہ ہمیں فرمایا۔ اٹھو تاکہ عثمان غنی کی بیماری پڑھی کریں۔ ہم نے عرض کیا کیا وہ بیماری؟ فرمایا: ہاں۔ آپ کے ہمراہ پیچھے پیچھے ہم بھی چل پڑے۔ جب عثمان غنی کے گھر تشریف لائے۔ تو اندر آنے کی آپ نے اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر آپ اور ہم اندر داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ عثمان غنی منہ کے بل اوندھے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ عثمان! تمہیں کیا ہوا؟ سر کیوں نہیں اٹھاتے؟ عرض کی۔ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے۔ فرمایا۔ وہ کیوں؟ کہا اس خوف سے کہ وہ کہیں مجھ پر نازل نہ ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کیا تو بڑا رومہ (روم نامی کنوؤں) کا کھودنے والا، جلدی سے تیار ہونے والے لشکر اسلام کا سازو سامان ہتیا کرنے والا، میری مسجد کو دست دینے والا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور میری رضا میں اپنا مال خرچ کرنے والا نہیں ہے؟ اور کیا تو وہ نہیں ہے کہ جس سے آسمانی فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟ دیکھو ابھی جبریل نے آکر مجھے اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا ہے کہ تو عثمان (آسمان والوں کا نور اور زمین و جنت والوں کا چراغ) ہے۔

بڑا رومہ کا مختصر واقعہ:

جب مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والے تشریف لائے تو مدینہ میں پانی کی قلت تھی۔ کیونکہ بنی غفار کے ایک آدمی کی ملکیت میں ایک کنوؤں تھا۔ جسے بڑا رومہ کہا جاتا تھا۔ وہ اس کا پانی قیمتاً فروخت کر کے اپنے گھر کے اخراجات پر سے کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا

کہ کنوؤں دے کر حقیقت ہے کہ لیکن اس نے معذرت کی۔ بعد میں عثمان غنی نے ۳۵۰۰ ہزار درہم قیمت دے کر وہ خریدا اور فی سبیل اللہ وقف کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور! جو آپ نے اس کنوؤں کے مالک سے وعدہ فرمایا تھا۔ وہ میرے ساتھ بھی ہونا چاہیے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرے لیے بھی وعدہ ہے۔ اور جنت منجھ پر واجب ہو چکا۔

جلسہ عسرت کے لیے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

غزوہ تبوک کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری کی خاطر صحابہ کرام کو ترغیب دلائی۔ تو عثمان غنی نے اس کے جواب میں ایک سواونٹ سازو سامان سے لے کر پچیس کیے۔ دوبارہ ترغیب پر عثمان غنی نے پھر اتنے ہی اونٹ بمعہ سازو سامان حاضر کر دیئے۔ آپ یہ دیکھ کر منبر پر سے پیچھے تشریف فرما ہوئے۔ اور اعلان فرمایا۔ کہ عثمان! آج کے بعد تم کوئی بھی عمل کرو۔ وہ تمہیں نقصان نہ پہنچائے گا۔ ابو عمرو کی روایت کے مطابق عثمان کی طرف سے پیش کیے جانے والے اونٹوں کی تعداد سب اڑھتے نو سو بتائی گئی ہے۔ علاوہ ان پر کچاں گھوڑے بھی ساتھ کر دیئے۔ جناب قتادہ کی روایت کے مطابق عثمان غنی نے ایک ہزار صحابہ کو اونٹوں پر اور ستر کو گھوڑوں پر جنگ کرنے کے لیے تیار کیا۔

توسیع مسجد نبوی:

مسجد کی توسیع پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا وعدہ فرمایا۔ عثمان غنی نے پچیس ہزار درہم دے کر یہ سوا کر لیا۔ مسجد بیت اللہ کی توسیع کے لیے جب ایک

مکان کو اس میں شامل کرنے کا وقت آیا۔ تو ایک مکان نے مفت میں دینے سے معذوری کا اظہار کیا۔ اس کے بعد عثمان غنی نے دس ہزار عطا کر کے مکان خرید لیا اور پھر اسے مسجد الحرام میں شامل کر دیا۔

عثمان غنی کی دس خصوصیات

ریاض النضرۃ:

عن ابی بشر الفہمی قال سمعت عثمان بن عفان یقول لقد اُختبأت ربی عشر اربع لربیع از بعہ فی الاسلام و جلت جلیت حبیش العسرة و جمعت القرآن علی عهد رسول اللہ و اتممت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اہل بیتہ ثم کوفیت قر و حتی الاخری و ما تلتی مما تلتت و ما وصعت یدی الیمنی علی فرجی منذ بایعت رسول اللہ و ما مررت ربی جمعة الا و انا اعتق فیہا رقبة ان لا تكون عندی فاعتقہا بعد ذالک ولا رکت فی الجاہلیة ولا فی الاسلام ولا سرقحت حر جہ العاکمی۔

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۳)

ترجمہ: ابی بشر الفہمی کہتے ہیں کہ میں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دس خصلتوں سے مخصوص فرمایا ہے ۱۔ میں جو تھا مسلمان ہوں۔ ۲۔ جیش العسرة کی تیاری کرنے والا ہوں

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد پاک میں قرآن کریم جمع کرنے والا ہوں۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی بیٹی کا امین مقرر فرمایا۔ (یعنی میرے نکاح میں دی)۔ جب ان کا انتقال ہوا تو دوسری عطا فرمائی۔

۵۔ میں نے کبھی گانا نہیں گایا۔

۶۔ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

۷۔ کبھی دایاں ہاتھ بیعت کرنے کے بعد شرمگاہ پر نہیں رکھا۔

۸۔ کبھی جمعہ ایسا نہ گزرا کہ غلام آزاد نہ کروں۔ اگر اس دن نہ ہوتا تو پھر دوسرے دن آزاد کر دیتا۔

۹۔ جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔

۱۰۔ اور کبھی چوری نہیں کی۔

خلاصہ کلام:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا خصوصیات جیسا کہ ظاہر ہے کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوئیں۔ اور ان میں سے ہر ایک خصوصیت ایسی ہے۔ جو پوری دنیا اور مافیہا سے افضل و اعلیٰ ہے۔ ذوالنورین کا خطاب کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ جس خلیفہ راشد کی صفات اس قدر عظیم ہوں۔ اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس سے ملی ہوں۔ ان پر حملہ کرنے والے کب تعریف کے قابل ہو سکتے ہیں۔ دو محدث ہزاروی، کا انداز تو ملاحظہ ہو۔ کہ جو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ہے۔ اسے افضل الاصحاب، حافظ قرآن و سنت و غیرہ کے القاب دیئے جا رہے

ہیں۔ ایک طرف یہ اور دوسری طرف جناب عثمان غنی کے بارے میں ایک تقریبی کلمہ بھی زبان پر نہیں آتا۔ اس سے قارئین کرام آپ اندازہ لگا لیں۔ کیا یہی رویہ ایک مسلمان کی شایان شان ہے؟

چند حوالہ جات حضرات صحابہ و ائمہ اہل بیت کے بھی ملاحظہ ہو جائیں کہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین کے بارے میں کن خیالات کا اظہار فرمایا

✦

قاتلان عثمان غنی رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام و ائمہ اہلیت کی نظر میں

قاتلان عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوزخی ہیں۔

حضرت حذیفہ

ازالة الخفاء،

وَمِنْ أَهْلِ آلِ صَاحِبِ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ حَدَّثَنِي بَنُ
الْإِيمَانِ مَا أَخَّرَ حَيْثُ أَجِدُ بَيِّنَةً مِنْ جَنْدِ الْخَلِيفِ
قَالَ أَتَيْنَا حَدَّثَنِي حَيْثُ سَارَ الْمَصْرِيُّونَ
إِلَى عُثْمَانَ فَقُلْنَا إِنَّ هُوَ لَا يَفْقَهُ سَارَ وَالْإِلَاحُ مَذَا
الْزَجَلِ فَمَا تَقُولُ قَالَ يَفْتَكِرُونَ وَاللَّهِ قَالَ
قُلْنَا فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي الْجَنَّةِ وَاللَّهِ قَالَ قُلْنَا
أَيْنَ قَتَلْتَهُ قَالَ فِي النَّارِ وَاللَّهِ -

۱۔ ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۲۵۸ تا ۲۵۹ مطبوعہ

آرام باغ کراچی

۲۔ ریاض النضر جلد سوم ص ۸۰

نرسجھاں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال میں سے ہے جسے جندب غیرت البکر نے بیان کیا کہنا ہم حذیفہ بن یمان کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب مہرے لوگ عثمان غنی کو قتل کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ ہم نے پوچھا۔ یہ لوگ حضرت عثمان کی طرف جا رہے ہیں۔ تو آپ کا کیا خیال ہے ان کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا بخدا! یہ انہیں قتل کریں گے۔ ہم نے پوچھا۔ قتل کے بعد عثمان غنی کا مقام کیا ہوگا؟ فرمایا خدا کی قسم! جنت میں ہم نے پھر پوچھا۔ ان کے قاتلوں کا ٹھکانہ کونسا ہوگا۔ فرمایا۔ بخدا! وہ جہنم میں ہیں

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر اور عمار بن یاسر کو عثمان غنی کے قتل پر خوش ہونے کی وجہ سے ڈانٹ پلائی

ازالة الخفاء:

وَمِنْ طَرِيقِ الْحَاظِبِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَحْمُودٍ عَنْ
أَبِيهِ فِي قِصَّةِ طَوِيلَةٍ قَالَ مَحْمُودُ بْنُ حَاطِبٍ
قُتِلَتْ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّا قَاتِلُوا
الْمَدِينَةَ وَالنَّاسَ سَابِلُوا عَنْ عُثْمَانَ فَمَا
ذَ الْكُتُولُ فِيهِ قَالَ فَأَخْبَتُمْ عَمَّا رُبُّنَ سَابِرٍ
وَمَحْمُودُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ مَا قَالَا فَقَالَ لَهُمَا

عَلَى يَاعَمَارُ يَا مَحْمُودُ قَتُولَانِ إِنَّ عُثْمَانَ إِسْتَأْذَرَ
وَأَسَاءَ الْأَمْرَةَ وَعَاقِبَتُكُمْ وَاللَّهُ فَا سَاقِطُ الْعُقُوبَةِ
وَسَلْتُمُوهُنَّ عَلَى حَاكِمٍ عَدْلٍ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ
قَالَ يَا مَحْمُودُ بْنُ حَاطِبٍ إِذَا قَدِمْتَ الْمَدِينَةَ
وَسُئِلْتَ عَنْ عُثْمَانَ فَقُلْ كَانَ وَاللَّهِ مِنَ الَّذِينَ
الْمُؤْتَمِرَاتُ وَأَمْنُوا لِقَوْلِ اللَّهِ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَسْتَوْفُوا الْمُؤْمِنُونَ

(ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۳۵۶، ۳۵۷ مطبوعہ مکملی)

ترجمہ: عبدالرحمن بن محمد اپنے والد سے ایک طویل قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں نے کھڑے ہوتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ سے عرض کیا حضور! ہم لوگ مدینہ منورہ جا رہے ہیں۔ اور لوگ ہم سے عثمان غنی کے بارے میں پوچھیں گے۔ تو انہیں ہم کیا جواب دیں گے۔ یہ سن کر عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر پریشان ہوئے۔ اور جو کہنا چاہا کہنا۔ ان دونوں کو حضرت علی المرتضیٰ نے کہا۔ تم دونوں کہتے ہو کہ عثمان غنی نے اپنوں کو ترجیح دی اور بری حکومت کی۔ اور اس پر تم نے انہیں ستایا۔ خدا کی قسم! تم نے ان کے ساتھ برا سلوک کیا۔ عنقریب تمہیں ایک حاکم عادل کے سامنے جانا ہوگا۔ جو تمہارے مابین درست فیصلہ کرے گا۔ پھر فرمایا۔ اے محمد بن حاطب! جب تم مدینہ منورہ پہنچو اور لوگ تم سے عثمان غنی کے بارے میں پوچھیں۔ تو کہنا۔ خدا کی قسم! وہ ان لوگوں میں سے تھے۔ جو ایمان لائے۔ پھر تقویٰ کی راہ پر چلے اور ایمان میں پختہ ہوئے۔ پھر بد مزہ گاری میں کمال پر پہنچے اور احسان

کرتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ پر ہی مومنین کو توکل کرنا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں عثمان غنی سے ان

کے قاتلوں کا نام پوچھیں گے

ریاض النضرۃ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَوْفٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي
أَصْحَابِهِ وَخِيَلَهُ ثُمَّ دَعَا عُمَرَ بْنَ الْوَلِيدِ فَقَالَ أَدْنُ يَا أَبَا
عَمْرٍو أَدْنُ يَا أَبَا عَمْرٍو وَكَلَّمَنِي لِيَدْنُو مِنِّي
حَتَّى أَصْلِقَ رُكْبَتَهُ بِرُكْبَتِي فَتَنَظَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ ثُمَّ تَنَظَّرَ إِلَى عُثْمَانَ وَكَانَتْ إِزْرَارُهُ مَعْلُومَةً
فَقَدَّرَهَا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ أَجْمَعُ عِظْمِي رَدًّا إِلَيْكَ
عَلَى تَحْرِيكِكَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لَكَ لَشَأْنًا نَافِيًا أَهْلَ السَّمَاءِ
أَبَا عَمْرٍو تَرِدُ عَلَى حَقِّ ضِيٍّ وَأَوْدَ أَجْمَلٍ تَشْجَبُ
دَمًا قَا قَوْلَ مَنْ فَعَلَ بِكَ هَذَا أَفَتَقُولُ قُلَانٌ
وَقُلَانٌ وَذَلِكَ كَلَامٌ جَبَرِيْلُ خَرَجَ هَذَا الْقَدْرُ
أَبُو الْخَيْرِ الْعَاكِمِي -

در ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۸ ذکر ان له لَشَأْنًا نَافِيًا

اهل السماء - مطبوعہ جبروت مسجد (ید)

قرجھا گا:

زید بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ مواعظ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی سے فرمایا۔ میرے قریب آؤ۔ میرے قریب آؤ۔ وہ اتنے قریب آگئے۔ کہ اپنے گھٹنے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھ کر تین مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ پھر عثمان غنی کی طرف دیکھا۔ اس وقت عثمان غنی کی وہ چادر جو ان کے جسم پر تھی کچھ ڈھیلی ہو چکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردن پر پڑی چادر کو ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا۔ عثمان! چادر کی دونوں طرف اپنے سینے پر سے گزارو۔ پھر فرمایا۔ اے عثمان! آسمان والوں میں تیری عظمت و شان کا چرچا ہے۔ تم حوض کوثر پر جب میرے پاس آؤ گے۔ تو تمہاری گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہو گا۔ تو میں تم سے پوچھوں گا۔ تمہارے ساتھ یہ نسل کس نے کیا ہے؟ تو تم فلاں فلاں کا نام لو گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ جبریل امین علیہ السلام کا کلام ہے۔ (اس قدر الفاظ ابو الخیر عاکمی نے ذکر کیے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی کے دشمن کا جنازہ

نہیں پڑھا۔

ریاض النضرۃ:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَرَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ

رَجُلٌ يُصَلِّي عَلَيْهَا فَأَمَرْتُ قِصْلِي عَلَيْهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
رَأَيْتَكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَ هَذَا قَالَ (إِنَّهُ
كَانَ يُبْغِضُ عَثْمَانَ فَأُبْغِضَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)
خرجه الترمذی وغلغلی

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۰)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
ایک جنازہ لایا گیا۔ مگر آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں لیکن آپ نے
اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ اس سے قبل ہم نے
آپ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا؟ فرمایا شیخ عثمٰن غنی سے
بغض رکھتا ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گیا۔ (اس روایت
کو ترمذی اور غلی نے ذکر کیا ہے)

امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کے ہم کی بجائے اسے

”یا فاسق“ کہتے تھے

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكَلَابِيُّ قَالَ
أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْجِبِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ قَالَ
لَقَدْ أَذْرَكُوا بِالْعُثُوبَةِ يَعْزِي قَتْلَهُ عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ
قَالَ أَخَذَ الْفَاسِقُ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَبُو الْأَشْجِبِ
وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَسْتَمِيهِ بِاسْمِهِ لَأَنَّهُ كَانَ يُسَمِّيهِ

الْفَاسِقُ قَالَ فَأَخَذَ فَجَعَلَ فِي جَنَاحِ حَسَارِثَةٍ
أَخْرَقَ عَلَيْهِ۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۳ ذکر ما قال اصحاب
رسول اللہ۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: امام حسن کہتے ہیں کہ جب قاتلان عثمان پکڑے گئے تو آپ نے
محمد بن ابی بکر کے بارے میں کہا۔ فاسق پکڑا گیا۔ ابوالاششب کہتے ہیں
کہ امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کا نام نہیں لیا کرتے تھے بلکہ ”فاسق“
کہہ کر ان کا ذکر کرتے تھے۔ کہا جب اسے پکڑا گیا۔ تو پھر ایک مردہ
گدھے کے پیٹ میں اسے رکھا گیا۔ اور بالآخر جلادیا گیا۔

محمد بن ابی بکر کا بیٹا قاسم اپنے باپ کے قتل عثمان

کی وجہ سے اس کے لیے مغفرت کی دعا کیا کرتا تھا

ابن خلکان:

قَالَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ مَا أَذْرَكْنَا أَحَدًا نَضَلَهُ
عَلَى الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ مَا لَكَ كَانَ الْقَاسِمُ
مِنْ قُتْلِهِ هَذِهِ الْأَمَّةُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَنْتَ أَعْلَمُ
أَمْ سَالِمٌ فَقَالَ ذَاكَ مُبَارَكٌ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ
كَرِهَ أَنْ يَقُولَ هُوَ أَعْلَمُ مِنِّي وَيَكْذِبُ أَوْ يَقُولَ
أَنَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَيُرْكِي قَلْبَهُ وَكَانَ التَّائِبُ سَمِيعًا

وَكَانَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَقُولُ فِي سَجْدَةٍ ۝ اللَّهُمَّ
اسْقِ لَاحِي ذَنْبِي فِي عَثْمَانَ

(ابن خلکان جلد چہارم ص ۵۹ ذکر قاسم بن محمد
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں۔ ہمیں کوئی شخص ایسا نہیں ملا جسے ہم قاسم بن
محمد پر فضیلت دے سکیں۔ امام الکلبی کہتے ہیں۔ کہ قاسم بن محمد اس امت
کے فقہاء میں سے تھا۔ محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ ایک شخص نے
قاسم بن محمد سے پوچھا۔ آپ برے عالم ہیں یا سالم؟ کہنے لگے۔ وہ سالم
مبارک ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ کہ جناب قاسم نے یہ کہہ کر گوہ (سالم)
مجھ سے زیادہ علم والا ہے۔ جناب کیا تا کہ ان کو جھوٹا نہ کہا جاسکے اور
اپنے آپ کو بڑا عالم اس لیے نہ کہا۔ تا کہ کہیں تکبر نہ بن جائے۔ اور پھر
اپنے آپ کو اچھا کہنے کی کمزوری رونما نہ ہو جائے۔ حالانکہ ان دونوں
بزرگوں میں درحقیقت جناب قاسم بن محمد زیادہ عالم تھے۔ یہی قاسم
بن محمد سجدے کی حالت کہا کرتے۔ اے اللہ! میرے باپ کا وہ
گناہ معاف کر دے۔ جو عثمان غنی کے بارے میں ہے۔

قاتلان عثمان پر علی المرتضیٰ کی لعنت

ریاض النضرہ:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ يَوْمَ الْجَمَلِ
لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عَثْمَانَ فِي الشَّهْلِ وَالْجَبَلِ
وَعَنْهُ أَنْ عَلِيًّا بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ تَلْعَنُ قَتْلَةَ

عَثْمَانَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَلْغَ بِهِمَا وَجْهَهُ
فَقَالَ أَنَا لَعَنُ قَتْلَةَ عَثْمَانَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الشَّهْلِ
وَالْجَبَلِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا خَرَجَ جَهُمَا ابْنُ السَّمَانَ
وَخَرَجَ الثَّقَلَانِ الْحَاكِمِي.

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۷۹ مطبوعہ بیروت طبع
جدید)

ترجمہ: محمد بن حنفیہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جبک جبل
کے دن حضرت عثمان غنی کے قاتلوں پر لعنت بھیجی۔ اور کہا۔ قاتلان عثمان
پر پہاڑوں اور ہموار زمین ہر جگہ لعنت ہو۔ یہی محمد بن حنفیہ کہتے ہیں۔ کہ
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی۔ کہ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا،
قاتلان عثمان پر لعنت بھیجتی ہیں۔ تو آپ نے دونوں ہاتھ چہرے
تک بلند کر کے فرمایا۔ میں بھی عثمان کے قاتلوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔
اللہ ان پر اونچی اونچی جگہ (ہر مقام پر) لعنت بھیجے۔ (ان دونوں روایتیں
کتاب اسحاق نے اور حرف آخری کو حاکمی نے ذکر کیا۔)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کے قاتلوں پر لعنت کی

ریاض النضرہ:

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الزَّرَادِ قَالَ حَدَّثَنِي

رَحْبِلَ كَانَ مَعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فِي الْحَمَامِ قَالَ
فَوَضَعَ الْحَسَنُ يَدَهُ عَلَى الْحَايِطِ وَقَالَ
لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ فَقَالَ الرَّحْبِلُ
إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُ قَالَ قَتَلَهُ
الَّذِي قَتَلَهُ لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ خَرَجَهُ
ابن السمان۔

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۰)

ترجمہ:

عبید اللہ بن زرارہ کہتا ہے کہ مجھے اس آدمی نے بیان کیا جو امام حسن
کے ساتھ حمام میں تھا۔ وہ یہ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے دیوار پر ہاتھ رکھ
کہا۔ اللہ تعالیٰ عثمان پر لعنت بھیجے۔ اس آدمی نے کہا۔ لوگوں کا
خیال ہے کہ عثمان غنی کو حضرت علی المرتضیٰ نے قتل کیا ہے۔ کہا
انہیں جس نے قتل کیا۔ اس نے کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کے قاتلوں پر لعنت ہو۔ (اس کو ابن السمان نے ذکر کیا ہے)

قاتلان عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعا

ریاض النضرہ:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي هَمِيصُ
أَوْ عُرَّاقُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجَمَلِ

كَأَدَى عَلِيٍّ فِي النَّاسِ لَا تَرْمُوا بِسُلْجَمٍ وَلَا تَطْعَمُوا بِرِيحٍ
وَلَا تَضْرِبُوا بِالسَّيْفِ وَلَا تَبْدُوْهُمُ بِقِيَالٍ يَكْفُوْهُمْ
بِاللُّطْفِ وَقَالَ إِنَّ هَذَا كَيْدٌ مِّنْ أَفْلَحَ فِيهِ أَفْلَحَ
يَوْمَ الْيَوْمِ قَالَ فَتَوَافَقْنَا عَلَى ذَلِكَ حَتَّى آتَانَا
حَدُّ الْحَدِيدِ ثُمَّ رَنَ السُّدَمُ قَادُوا بِأَجْمَعِهِمْ بِنَا
ثَارَتِ عُثْمَانُ قَالَ وَابْنُ الْحَنَفِيَّةِ إِصْمَاعِيلُ وَمَعَهُ
الْبَوَائِقُ فَنَادَاهُ عَلِيٌّ يَا ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ مَا يَكْفُوْكَوْنَ قَالَ
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَكْفُوْكَوْنَ يَا ثَارَتِ عُثْمَانُ قَالَ
فَرَفَعَ عَلِيٌّ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ اكْتُبْ قَتْلَةَ عُثْمَانَ
الْيَوْمَ يَوْجُوهِهِمْ..... خَرَجَهُ الْحَسَنِ الْقِطَانُ
وَابْنُ السَّمَانِ فِي الْمَرْفُوعَةِ۔

(ریاض النضرہ جلد سوم صفحہ نمبر ۷۹)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ مجھے میرے چچا یا میرے باپ کے چچا نے
بتایا۔ کہ جنگ جمل کے دن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بلند آواز
سے اعلان کیا کہ کسی کو نہ تیر مارو، نہ کسی پر نیزہ چلاؤ اور نہ ہی تلوار سے
کسی پر وار کرو۔ اور نہ لڑائی میں پہل کرو۔ اپنے مقابل سے بڑی نرمی
سے بات کرو۔ اور کہا کہ آج کے دن جو کامیاب ہو وہ کل قیامت
کو بھی کامیاب ہوگا۔ آپ کے اس اعلان پر لوگوں نے موافقت
کی۔ یہاں تک کہ ہم ڈائی بند کر چکے تھے کہ کچھ لوگوں کی یکبارگی آواز
آئی۔ دشمنان کا بدلہ، راوی کہتے ہیں کہ ابن حنفیہ ہمارے امام تھے
اور ان کے ہاتھ میں چھینٹا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے

پوچھا۔ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ کہا۔ وہ کہتے ہیں: دشمنان کا بدلہ، یحییٰ بن کثیر نے لکھا ہے۔ اے اللہ! عثمان غنیؓ کے قاتلوں کو آج منہ کے بل اور ہمارے دے۔ اس روایت کو حسین قطان اور ابن السمان نے مرفقہ میں ذکر کیا۔

امام حسن کے صاحبزادے جب قتل عثمان کا تصور کرتے تو ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی

ریاض النضرہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ قَدْ ذَكَرَ عِنْدَهُ قَتْلَ عُثْمَانَ فَبَكَى حَتَّى بَلَ لِحَيْتِهِ - أَخْرَجَهُ ابْنُ السَّامَنِ -

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۰)

ترجمہ: عبد اللہ بن حسن کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کے قتل کا واقعہ ذکر کیا گیا۔ تو آپ رو پڑے۔ جس سے آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔

ملحہ فکریہ:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوصاف و فضائل کے بعد آپ کے قتل کرنے والوں کے بارے میں اجلہ صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کے ارشادات آپ نے

لاحظہ کیے۔ حضرت علی المرتضیٰ قاتلانِ عثمان پر لعنت کر رہے ہیں۔ امام حسن محمد بن ابی بکر کو اس قتل میں شرکت کی وجہ سے نام کی بجائے فاسق کہہ کر بلاتے ہیں۔ محمد بن ابی بکر کے صاحبزادے اپنے باپ کی اس جرأت پر اللہ کے حضور دعا مغفرت کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ ان کا جرم معاف کر دیں۔ تو یہ ان کے لیے بہت بڑی سعادت ہوگی۔ اب ان حقائق کے پیش نظر دو محدث ہزاروی، اسی محمد بن ابی بکر کو افضل الصحابہ وغیرہ القاب دے کر ان کے قتل کا ذمہ دار امیر معاویہ کو کو بنا رہا ہے۔ اور خود ہی ان پر ذمہ داری ڈال کر ان پر لعن طعن کر رہے ہیں۔ یہ کس قدر بد نصیبی اور بد بختی ہے۔ ایک تو اس لیے کہ محمد بن ابی بکر کو پاک صاف کرنے کی جسارت کی جا رہی ہے جو تاریخ اسلام کو جھٹلانے کی کوشش ہے۔ اور دوسرا اس لیے بھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہ بذات خود محمد بن ابی بکر کو قتل کیا۔ اور نہ ہی اسے قتل کرنے کا کسی کو حکم دیا۔ بلکہ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ ان کے گورنروں وین العاص نے بھی معاویہ ابن حذاف کو اس بات سے منع کیا تھا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو قتل نہ کرنا۔ اس کی تفصیل قاتلانِ عثمان کے حشر کے موزوں میں آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حقائق کو سمجھنے اور ان سے چشم پوشی نہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

حضرت عثمان غنی کے قتل میں شرکت کرنے

والوں کا حشر اور انجم

سیرنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں مختلف اشخاص نے مختلف کردار ادا کیے۔ اور خدا کا کرنا ان میں سے کوئی بھی دنیا میں بھی اللہ کی گرفت سے تہیج نہ سکا۔ کیونکہ خود عثمان غنی کی شہادت ایک درس عبرت تھی۔ اور اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی دکھانا چاہتا تھا۔ کہ یہ قتل و ناحق قتل، تھا۔ اور دوسری وجہ یہ بھی کہ اس واقعہ کے رونما ہونے پر حضرات صحابہ کرام نے اللہ کے حضور دعائیں مانگی تھیں۔ جو اس نے قبول فرمائیں۔ جلیل القدر صحابی کی مانگی گئی دعائیں اور ان کی قبولیت پر ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

جلیل القدر صحابہ کرام کی قاتلان عثمان پر بددعائیں

اور ان کی قبولیت

البدایۃ والنہایۃ:

وَلَمَّا بَلَغَ ابْنُ أَبِي مُثَلِّمٍ عُثْمَانَ وَكَانَ قَدْ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ آتَا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ثُمَّ تَرَحَّمْ عَلَى عُثْمَانَ وَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوهُ نَدِمُوا فَقَالَ

تَبَّالْهَمُّ ثُمَّ تَلَا قَوْلَهُ تَعَالَى مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ قَرْصِيَّةً وَلَا إِلَى أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ وَبَلَغَ عَلِيًّا قَتْلَهُ وَتَرَحَّمْ عَلَيْهِ وَسَمِعَ بِنَدَمِ الَّذِينَ قَتَلُوهُ فَتَلَا قَوْلَهُ تَعَالَى كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ إِنَّكَ كَافِرٌ فَكَرَّرَ قَالَ إِنِّي بَرِحْتُ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ وَلَمَّا بَلَغَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَتْلَ عُثْمَانَ اسْتَقْفَرَ لَهُ وَتَرَحَّمْ عَلَيْهِ وَتَلَا فَإِذَا حَقَّ الَّذِينَ قَتَلُوهُ قَوْلُ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ صَدَّقُوا صَعَبُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْسِفُهُمْ يُخْسِنُونَ صُنْعًا ثُمَّ قَالَ سَعْدُ اللَّهُمَّ أَنْدِمْهُمْ ثُمَّ خَذَ هُمُ وَقَدْ أَقْسَمَ بَعْضُ السَّلَفِ بِاللَّهِ أَنَّهُ مَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ إِلَّا مَقْتُولًا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَهَكَذَا يَتَّبِعِي أَن يَكُونَ لِقَابُهُ (رَمْنَهَا) دَعْوَةٌ سَعْدِ الْمُسْتَجَابَةِ كَمَا ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْهُمْ حَتَّى جَنَ.

(البدایۃ والنہایۃ جلد ہفتم ص ۱۹۹ ذکر قتل عثمان)

رضی اللہ عنہ۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

جب حضرت زبیرؓ کو عثمان غنی کے قتل کی اطلاع ملی۔ آپ اس وقت

مذہب میں تھے۔ تو یہ خبر سن کر تاتار اللہ وَاِذَا الْاَيُّدُ رَاسِعُونَ کہا۔ پھر حضرت عثمان کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگی۔ اور جب انہیں یہ خبر ملی کہ قاتلان عثمان اپنے کیے پر نادم ہیں۔ تو فرمایا۔ ان کے لیے ہلاکت و بربادی ہو۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی مَا يَنْظُرُونَ الخ وہ صرف ایک چنچ کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں اُکر دبوچے۔ اور وہ اس وقت باہم جھگڑ رہے ہوں گے۔ اور جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان کے قتل کیے جانے کی اطلاع ملی انہوں نے بھی اُن کے لیے رحمت کی دعا مانگی۔ پھر جب قاتلوں کی مذمت کا پتہ چلا۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ان کی مثل شیطان کی سچی ہے جب وہ کسی آدمی کو کہہ کر کفر کو الیتا ہے۔ تو پھر اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے۔ میں رب العالمین کا خوف کرتا ہوں اور جب قتل عثمان کی خبر حضرت سعد بن وقاص کو ملی۔ تو انہوں نے ان کے لیے استغفار رکھی۔ اور دعائے رحمت کی۔ اور قاتلوں کے بارے میں یہ آیات پڑھیں۔ کہہ دیجئے کیا میں تمہیں اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ نقصان میں رہنے والے لوگ نہ بتاؤں؟ وہ لوگ جنہوں نے دنیوی زندگی میں اپنی کوشش صرف کر دی۔ اور وہ سمجھتے رہے کہ انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ پھر حضرت سعد نے یوں کہا! اے اللہ! قاتلان عثمان کو پشیمان کر، پھر اُن کی گرفت فرما لین میں سے بعض نے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا۔ کہ حضرت عثمان کے قاتلوں میں ہر ایک قتل ہو کر مراد یہ روایت ابن جریر نے ذکر کی ہے) اور یہ انجام چند وجوہ کی بنا پر ہونا ہی چاہیے تھا۔ ایک وجہ یہ کہ حضرت

سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا تھی۔ وہ اللہ نے قبول فرمائی۔ کیونکہ حضرت سعد مستجاب الدعوات تھے۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں موجود ہے۔ بعض کا کہنا ہے۔ کہ ان قاتلوں میں سے جو بھی مرادہ جنوں کی حالت میں مرا۔

عثمان غنی کے قتل میں شریک عمرو بن بدیل خزاعی اور نجیبی کا انجام

ازالة الخفاء،

قَالَ قَدْ خَلَّ عَلَيْهِ اَكْبَرُ عَمْرٍو وَ بَدِيلُ الْخَزَاعِ
وَالنَّجَبِيِّ قَالَ قَطَعَنَهُ اَحَدُهُمَا بِمَشَقَصٍ فِي
اَوْ دَا حِيهِ وَ عَلَاهُ الْاَخِرُ بِالسَّيْفِ فَظَلُّوهُ ثُمَّ اُتْلِقُوا
هَرَا بَا يَسِيرُونَ بِاللَّيْلِ وَ يَكْتُمُونَ بِالنَّهَارِ
حَتَّى اَكْثَرَا بِلَدِّ اَبِيْنِ مِصْرٍ وَ اَلْاَشَامَ قَالَفَكَتَمُوا
فِي غَارٍ قَالَ فَجَاءَ نَبِطِيٌّ مِنْ تِلْكَ الْبَلَدِ مَعَهُ
حِمَارٌ قَالَ قَدْ خَلَّ رِبَانٌ فِي مِنْخَرِ الْحِمَارِ
قَالَ فَتَفَرَّحْتُ وَ خَلَّ عَلَيْهِمُ الْغَارُ وَ طَلَبَهُ
صَاحِبُهُ فَرَأَاهُمْ فَانْطَلَقَ اِلَى عَامِلِ مُعَاوِيَةَ قَالَ فَاخْبَرَهُ
قَالَ فَآخَذَهُمْ مُعَاوِيَةُ فَضَرَبَ اَعْنَاقَهُمْ۔

(ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۲۷۰ حال شہادت عثمان

مطبوعہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھرا بدمعرو بدیل بنی

اور تھمبی داخل ہوئے۔ ان دونوں میں سے ایک نے ایک چوڑی بھال کی برچھی سے عثمان غنی کی گردن کی رگوں پر ضرب لگائی۔ اور دوسرے نے تلوار سے حملہ کر دیا۔ پھر وہ دونوں قتل کر کے بھاگ نکلے۔ دن کو چھپے رہتے اور رات کو سفر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ مصر و شام کے درمیان واقع ایک شہر میں آ گئے۔ یہاں اگر ایک غار میں چھپ گئے۔ ایک نمٹلی آیا۔ جو اسی علاقہ کا تھا اس کے ساتھ ایک گدھا بھی تھا اتفاق سے اس گدھے کی تھنوں میں مکھیاں گھس گئیں۔ گھبراہٹ میں بھاگتے ہوئے وہ گدھا اُسی غار میں جا گھسا۔ اس کا مالک اس کی تلاش میں تھا۔ جب وہ غار میں پہنچا تو اس نے ان دونوں مجرموں کو وہاں پایا۔ تو ان کی اطلاع امیر معاویہ کے گورنر کو دی۔ اس کے بعد انہیں گرفتار کر کے امیر معاویہ کے گورنر کے پاس لا یا گیا۔ اور پھر ان کی گردنیں اڑادی گئیں۔

وضیح:

ابو عمرو بن بدیل اور تھمبی کے حالات حوالہ مذکورہ میں درج ہوئے۔ ذرا ان پر غور کیا جائے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بددعا کے الفاظ پیش نظر رکھے جائیں۔ تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قاتلان عثمان کے بارے میں من وعن قبول فرمائی۔ قاتل تو بہت بھاگے اور جان بچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن بالآخر پکڑے گئے۔ اور قتل کر دیے گئے۔

۵

کنانہ بن بشیر سودان بن حمران اور عمرو بن حمق کا کردار طبقات ابن سعد،

قال عبد الرحمن بن عبد العزیز فسمعت ابن ابی عون یقول ضرب کنانة بن بشر جبينة و مقدم راسا یعمود حديد فخر لجبينة و ضربه سودان بن حمران المزدی بعد ما خر لجبينة فقتله و اما عمرو بن حمق فوثب علی عثمان فجلس علی صدره و به رمق فطعنہ یسع طعنات و قال اما ثلاث منهن فاتی طعنتهن لله و اما سب فاتی طعنت ایتاهن لما کان فی صدری علیہ قال و انما یرونا محمد بن عمر قال حدثنی زبیر بن عبد الله عن جده قال لما ضربہ بالمشاقص قال عثمان بسم الله توکلت علی الله و اذا الله یسئل علی اللجیة یقطر و المصحت بین یدیه فاتکا علی شقه الا یسر و هو یقول سبعان الله العظیم و ضربہ جمیعاً ضربة واحدة فضربره و ابداً باجی هر یحیی اللیل فی رکعة ویصل التجر و یطعم الملهوف و یحمل الکمل فرحمه الله۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۴۰ ذکر قتل عثمان علیہ السلام و بیروت طبع جدید)

ترجمہ: عبدالرحمن بن عبدالعزیز کا کہنا ہے کہ میں نے ابن ابی عون سے سنا۔ وہ کہہ رہے تھے۔ کہ کنعان بن بشر نے عثمان غنی کے ماتھے اور سر کے اگلے حصہ پر ایک لپٹے کے ڈنڈے سے ضرب لگائی۔ اس کی آپ پہلو کے بل گر پڑے۔ اور سودان بن حمران نے پہلو کے بل گرنے کے بعد مارا جس سے آپ کی موت واقع ہو گئی۔ عمر بن حنظل عثمان غنی پر جھپٹا۔ اور آپ کے سینہ پر جا بیٹھا۔ اس وقت آپ کے کچھ ہی سانس باقی تھے۔ اس نے آپ کو ٹوئیز سے مارے۔ اور کہنے لگا ان میں سے تین تو میں نے اللہ کی رضا کی خاطر مارے ہیں۔ اور بقیہ چھپاں وجہ سے کہ میرے دل میں عثمان غنی کے بارے میں کچھ میل تھا۔

نہیر بن عبد اللہ اپنی جدہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب عثمان غنی کو برہنجیوں سے مارا جا رہا تھا۔ تو آپ نے بسم اللہ اور توکلت علی اللہ کے الفاظ کہے اور خون کے قطرے آپ کی داڑھی میں سے گر رہے تھے۔ اور قرآن کریم آپ کے سامنے تھا۔ آپ نے اپنی بائیں جانب ٹیک لگائی۔ اور ”ہیجان اللہ العظیم“ آپ کی زبان پر تھا۔ موجود تمام بوائیوں نے آپ پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ اور قتل کر دیا۔ خدا کی قسم! حضرت عثمان غنی ایک رکعت میں ساری ساری رات گزارنے والے، صلہ رحمی کرنے والے، غریبوں کو کھانا کھلانے والے اور مشکلات برداشت کرنے والے تھے۔

اللہ ان پر رحم کرے۔

سودان ابن حمران کا انجام

البدایہ والنہایہ

فَقَرَقَ قَدَمَ سُودَانَ بْنِ حَمْرَانَ بِالسَّيْفِ فَمَا نَعَثَهُ
ثَائِلَةً فَقَطَّعَ أَصَابِعَهَا فَدَلَّتْ فَضْرَبَ عَجِيزَتَا
يَدَيْهِ وَقَالَ إِنَّهَا لَكَبِيرَةُ الْعَجِيزَةِ وَضْرَبَ عُمَانَ
فَقَتَلَهُ فَجَاءَ غُلَامٌ عُمَانَ فَضْرَبَ سُودَانَ فَقَتَلَهُ

(البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۱۸۸)

ترجمہ: پھر سودان بن حمران تلوار سے قتل عثمان کے لیے آگے بڑھا۔ تو اس کو عثمان غنی کی زوجہ ثائلہ نے روکنا چاہا۔ اس نے اُن کی انگلیاں کاٹ دیں۔ جب وہ پیچھے ہٹیں۔ تو اس نے ہاتھ سے اُن کے چوتڑوں پر زور سے ضرب لگائی۔ اور کہنے لگا۔ اس کے چوتڑے بڑے ہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام آیا۔ اور اس نے سودان بن حمران کو جان سے مار ڈالا۔

عمرو بن حنن کا انجاسم

البکایۃ والنہایۃ،

وَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ مَنْ أَعَانَ حَجْرَ بْنَ عَدِيٍّ فَقَطَّبَهُ
رِيَاءُ فَهَرَبَ إِلَى الْمُرَصِلِ فَبَعَثَ مُعَاوِيَةُ إِلَى
نَائِبِهِ فَوَجَدُوهُ قَدْ اخْتَفَى فِي خَائِفِهِ شَتَّى
حَيَاةٍ فَمَاتَ فَقَطَّعَ رَأْسَهُ فَبَعَثَ بِهِ إِلَى مُعَاوِيَةَ
فَطَيَّفَ بِهِ فِي الشَّامِ وَعَنْ يَمِينِهِ قَانِ أَقُولُ تَأْمِنُ طَيْفَ
بِهِ ثُمَّ بَعَثَ مُعَاوِيَةُ بِرَأْسِهِ إِلَى زَوْجَتِهِ امْرَأَتِ الشَّرِيدِ
وَكَانَتْ فِي سَجْنِهِ فَأَلْقَى فِي حُجْرٍ مَا طَوَّعَتْ كَلَمًا
عَلَى جَبِينِهِ وَلَشَمَتْ فَمَهُ وَقَالَتْ غَيَّبْتُ مَوْتَهُ أَعْنِي
طَوِيلًا ثُمَّ أَهْدَيْتُمُوهُ إِلَى قَبِيلَةٍ

(۱- البدایۃ والنہایۃ جلد ہشتم ص ۲۸) (۲- الاستیعاب

جلد دوم صفحہ ۵۲۲)

ترجمہ: عمرو بن حنن عدی کے مافہم میں سے تھا۔ جب زیاد نے اسے
طلب کیا۔ تو وہ مرسل کی طرف بھاگ نکلا۔ پھر امیر معاویہ نے اپنا ایک
نائب اس کی تلاش میں بھیجا۔ ان لوگوں نے دیکھا۔ کہ وہ ایک غار میں
چھپا ہوا ہے۔ وہاں ایک سانپ نے اسے ڈسا اور وہ مر گیا۔
پھر اس کا سر کاٹا گیا۔ اور حضرت معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اپنے

اسے شام وغیرہ میں پھرایا۔ یہ سب سے پہلا سر تھا۔ جو بازاروں میں دکھایا پھرایا
گیا۔ اس کے بعد اس سر کو اس کی بیوی آمنہ بنت شریہ کے پاس بھیج دیا۔ یہ عورت
اس وقت قید تھی۔ چنانچہ وہ سر اس کی گود میں ڈالا گیا۔ تو اس نے اپنا ہاتھ
اس کے ماتھے پر رکھا۔ اور اس کے چہرہ کو چومنا اور کہا۔ تم نے اسے بہت
عزیمہ مجھ سے چھپائے رکھا۔ پھر جب اسے قتل کر دیا تو اس کے سر کو میرے
ہاں بطور تحفہ و ہدیہ بھیج دیا؟

توضیح:

جیسا کہ گزشتہ ایک حوالہ میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ عمرو بن حنن نے حضرت عثمان
کو نو زخم لگائے تھے۔ اور وہ مختلف ارادوں پر تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو راہی
کرنے کی نیت سے عثمان غنی پر تیر چلانے ہرگز درست نہیں۔ بہر حال اس کو
اپنے کیے ہوئے ظلم کی اللہ تعالیٰ نے کئی گنا سزا دنیا میں عطا کر دی۔ گھر سے بے گھر
ہوا۔ غار میں چھپا۔ سانپ کے ڈسنے پر مر گیا۔ اس کا سر کاٹ کر امیر معاویہ کو پیش کیا
گیا۔ پھر اسے شام کے شہروں میں سر عام پھرایا گیا۔ اور بالآخر اس کی بیوی کو یہ
کے طور پر دیا گیا۔ یہ سزائیں ایک سے ایک بڑھ کر باعث عبرت ہیں۔

کنانہ بن بشر اور محمد بن ابی بکر کا انجاسم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مصر کی گورنری قیس
بن سعد بن عبادہ انہاری رضی اللہ عنہ کے سپرد کی مصری لوگ اگرچہ شہادت
عثمان کے بعد عام طور پر غیر جانبدار ہو گئے تھے۔ لیکن ان کا ایک قبیلہ
”خریہ“ دلی میں شہادت عثمان غنی کا صدمہ رکھتا تھا۔ یہ قبیلہ دس ہزار
جنگجو نوجوانوں پر مشتمل تھا۔ جناب قیس بن سعد ان کی دلی حالت اور ظاہری

طاقت سے بخوبی آگاہ تھے۔ اس لیے وہ ان کے ساتھ فی الحال حسن سلوک کا برتاؤ کر رہے تھے۔ اور ان سے زبردستی بیعت لینے کو بہتر نہ سمجھتے تھے۔ جب خیزہ لینے کا وقت آیا۔ تو انہوں نے اپنا حصہ ادا کر دیا۔ اس کے باوجود حضرت علی المرتضیٰ نے قیس بن سعد کو ان کے متعلق لکھا۔ کہ اہل خربتہ سے میری بیعت لو۔ اور اگر انکار کریں۔ تو ان کے خلاف قوت استعمال کرو۔ اس کے جواب میں قیس بن سعد نے بھی لکھا۔ کہ اس سکیم پر فی الحال عمل کرنا دشوار ہے۔ لہذا وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ اُدھر دمشق میں مقرر کردہ جاسوسوں نے حضرت علی المرتضیٰ کو قیس بن سعد کے حسن سلوک کو غلط رنگ میں پیش کیا۔ اس کا ان بھرنے پر حضرت علی نے پھر سے قیس بن سعد کو حکم دیا۔ کہ انکار بیعت پر ان کے ساتھ جنگ کی جائے لیکن اس دفعہ بھی قیس بن سعد نے ہی عرض کیا۔ کہ ان لوگوں پر سختی کرنا، بغاوت کا روپ دھارے گی۔ لہذا انہیں ابھی ان کے حال پر چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ شہادت عثمان کا حدمہ ابھی ان کے دل میں ہے۔ ممکن ہے۔ کہ یہی حدمہ مقابلہ پر انہیں تیار کر دے۔ اور پھر سے شہادت عثمان کے مسئلہ پر ایک مصیبت کھڑی ہو جائے۔ اس رقعہ کے پہنچنے پر حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے برادر زادہ عبداللہ بن جعفر نے مشورہ دیا۔ کہ آپ قیس کو معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو اس کی جگہ بھیج دیں۔ بالآخر ایسا ہی جب کیا گیا۔ تو قیس بن سعد نے محمد بن ابی بکر کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔ اور خود مدینہ منورہ آگئے۔ لیکن محمد بن ابی بکر نے نا تجربہ کاری کی بنا پر اہل خربتہ کو کہا۔ کہ تم یا تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو۔ ورنہ اس ملک سے نکل جاؤ۔ اہل خربتہ نے انکار کر دیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ محمد بن ابی بکر کو پریشانی اٹھانی پڑی۔ اور وہ شکست خوردہ واپس آگیا۔ اُدھر اہل خربتہ نے خون عثمان کا بدلہ لینے کا آواز بلند کیا دوسری

طرف سے امیر معاویہ نے محمد بن ابی بکر کے مقابلہ کے لیے عمرو بن العاص کو چھ ہزار فوج دے کر روانہ کر دیا۔ خود محمد بن ابی بکر نے کنانہ بن بشر کو دو ہزار فوج کے ساتھ بھیجا۔ اور پیچھے پیچھے خود بھی دو ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ کے لیے نکل پڑا۔ عمرو بن العاص اور کنانہ بن بشر کی افواج میں لڑائی شروع ہو گئی۔ جس میں کنانہ اور اس کی فوج گھیرے میں آنے کی وجہ سے ختم کر دی گئی۔ جب محمد بن ابی بکر کو کنانہ کے مرنے کا پتہ چلا۔ تو اس وقت اس کے اپنے فوجی بھی ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس پر محمد بن ابی بکر حشپ گیا۔

تاریخ طبری:

قَلَمًا رَأَى ذَاكَ مُحَمَّدٌ خَرَجَ يَمْشِي فِي الطَّرِيقِ حَتَّى
 انْتَهَى إِلَى خَرْبَةٍ فِي تَاحِيَةِ الطَّرِيقِ فَأَوَى إِلَيْهَا
 وَجَاءَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتَّى دَخَلَ الْفُسْطَاطَ
 وَخَرَجَ مَعَاوِيَةُ بْنُ خَدِيجٍ فِي طَلَبِ مُحَمَّدٍ
 حَتَّى انْتَهَى إِلَى عَلُوْجٍ فِي قَارِعَةِ الطَّرِيقِ فَسَأَلَ لِمَ رَمَلَ
 مَرَّ بِكَ أَحَدٌ تُشَكِّرُ وَكَذَلِكَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلَّهِ
 إِذَا آتَى دَخَلْتُ تِلْكَ الْخَرْبَةَ فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ فِيهَا
 جَالِسٌ فَقَالَ ابْنُ خَدِيجٍ مَرَّ هُوَ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ
 فَأُتِلَقُوا يَرْكُضُونَ حَتَّى دَخَلُوا عَلَيْهِ فَاسْتَعْرَجُوهُ
 وَقَدْ كَادَ يَمُوتُ عَطَشًا فَأَقْبَلُوا بِإِيَّامِ نَحْوِ
 فُسْطَاطٍ مِصْرِيٍّ قَالَ وَوَضَعَ آخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ
 بْنُ أَبِي بَكْرٍ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَكَانَ فِي جَنْدِهِمْ
 فَقَالَ أَتَقْتُلُ أَخِي صَبْرًا بَعَثَ إِلَى مَعَاوِيَةَ
 بْنِ خَدِيجٍ فَاتَّهَمَهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ

يَا مُرَّةَ أَنْ يَأْتِيَهُ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ
أَلَا إِلَيْكَ قَتَلْتُ كُنَانَةَ بْنَ بَشَرَ وَأَخْلَى أَكَاعِنَ
مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ هَيْهَاتَ أَكْفَارُكُمْ خَيْرٌ مِنْ
أَوَّلِكُمْ أَمْ لَكُمْ تَبَرُّاءٌ فِي الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهُمُ
مُحَمَّدٌ اسْقُونِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بَنِي
حَدَّيْجٍ لَا سَقَاءَ اللَّهُ إِنْ سَقَاكَ قَطْرَةٌ أَبَدَ الْأَكْمَرُ
مَنْعْتُمْ عَثْمَانَ أَنْ يَشْرَبَ الْمَاءَ حَتَّى قَتَلْتُمُوهُ
صَائِغًا مُحَرِّمًا فَتَلَقَّاهُ اللَّهُ بِالزَّجِيقِ الْمَخْتَرَمِ وَاللَّهُ
لَا قَتْلَكَ يَا ابْنَ أَبِي بَكْرٍ فَيَسْقِيكَ اللَّهُ الْحَمِيمِ
وَالْفَسَّاقِ قَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ يَا ابْنَ الْيَهُودِيَّةِ
السَّاجِدِ لَيْسَ إِلَيْكَ إِلَيْكَ وَإِلَى مَنْ ذَكَرْتَ إِنَّمَا
ذَا إِلَيْكَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَسْقِي أَوْلِيَاءَهُ وَيُظْهِرُ
أَعْدَاءَهُ أَنْتَ وَضَرَبَا وَكَ وَ مِنْ كَوْلَاهُ أَمَا وَاللَّهِ
لَوْ كَانَتْ سَيْفِي فِي يَدِي مَا بَلَغْتُمْ مِنِّْي هَذَا أَقَالَ
لَهُ مُعَاوِيَةُ أَتَذَرِي مَا أَصْنَعُ بِكَ أَذْخُلُكَ فِي
جُوفِ حِمَارٍ ثُمَّ أُحْرِقُهُ عَلَيْكَ بِالنَّارِ فَقَالَ لَهُ
مُحَمَّدٌ إِنْ فَعَلْتُمْ فِي ذَٰلِكَ فَطَالَ مَا فَعَلَ ذَٰلِكَ ،
يَا أَوْلِيَاءَ اللَّهِ وَإِنِّي لَا رَجْعَ لِهَٰذَا النَّارِ الَّتِي تُحْرِقُنِي
بِهَا أَنْ يَجْعَلَهَا اللَّهُ عَلَى بَرْدٍ أَوْ سَلَامًا كَمَا جَعَلَهَا
عَلَى حَرٍّ أَوْ إِتْرَافٍ وَإِنْ يَجْعَلَ عَلَيْكَ وَعَلَى
أَوْلِيَاءِكَ كَمَا جَعَلَهَا عَلَى قَوْمِ رُودٍ وَأَوْلِيَاءِي

إِنَّ اللَّهَ يُحْرِقُكَ وَمَنْ ذَكَرْتُكَ قَبْلَ وَإِمَامِكَ
يَعْنِي مُعَاوِيَةَ وَ هَذَا أَشَارَ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ
بِنَارٍ تَلْظِي عَلَيْكُمْ كَمَا خَبَتْ نَ إِذَا هَا اللَّهُ سَعِيرًا
قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ إِنِّي إِنَّمَا أَهْتَمُّ بِعُثْمَانَ قَالَ
لَهُ مُحَمَّدٌ وَمَا أَنْتَ وَعُثْمَانُ إِنَّ عُثْمَانَ عَمَلٌ
بِالْجَوْرِ وَ مَبْدَحُكُمْ الْقُرْآنِ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى وَمَنْ لَمْ يَخُفْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْفَاسِقُونَ فَتَقَرَّبَ إِلَيْكَ عَلَيْهِ فَقَتَلْتَاهُ وَ
حَسَنْتَ أَنْتَ لَهُ ذَٰلِكَ وَ تَقَرَّرَ وَكَ فَقَدْ بَرَأْنَا اللَّهَ
إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ ذَنُوبِهِ وَأَنْتَ شَرِيكُهُ فِي إِنْشَائِهِ
وَعَظِيمِ ذَنُوبِهِ وَجَاعِلُكَ عَلَى رِثَالِهِ قَالَ فَغَضِبَ
مُعَاوِيَةُ فَقَدِمَهُ فَقَتَلَهُ ثُمَّ أَلْقَاهُ فِي جِيْنَةِ جَارٍ
ثُمَّ أَخْرَجَهُ بِالنَّارِ -

(۱- تاریخ طبری جلد ششم ص ۵۹، ۶۰ سنہ ۲۸)

مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۲- البدایہ والنہایہ جلد ہفتم ص ۳۱۵-۳۱۶ کامل)

ابن اثیر جلد سوم ص ۳۵۶، ۳۵۷)

ترجمہ: جب محمد بن ابی بکر نے دیکھا کہ تمام ساتھی ساتھ چھوڑ چکے ہیں
تو وہ ایک راستہ پر چل پڑا۔ جی کہ ایک دیران مکان میں داخل ہوا
جو قھوڑا سا راستے سے ہٹ کر تھا۔ اُدھر عمرو بن العاص والہیں بیٹھے
میں آگیا۔ اور معاویہ بن خدیج اس کھوج میں نکلا۔ کہ کہیں محمد بن ابی بکر

کا پتہ چل جائے۔ چلتے چلتے وہ ایک کھجور کی بنی ہوئی جھگی کے پاس آئے اور اس میں رہنے والوں سے پوچھا۔ کیا تم نے یہاں سے کوئی اجنبی گزرتے دیکھا ہے؟ ان میں سے ایک بولا۔ خدا کی قسم! ایک آدمی کے بارے میں اتنا علم ہے۔ کہ میں جب فلان ویران مکان کی طرف گیا۔ تو مجھے اچانک اس میں ایک اجنبی نظر آیا تھا۔ ابن خدیج نے کہا۔ وہ بخدا محمد بن ابی بکر ہی ہے۔ اب وہ اس ویران مکان کی طرف ٹھوکیں لگاتے چل پڑے۔ جب اس میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ محمد بن ابی بکر پیاس کی شدت کے مارے قریب المرگ تھا۔ اسے وہاں سے نکال کر مصر کی طرف واقع غیمہ میں لے آئے۔ اسے دیکھ کر اس کا بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر چھلانگ لگا کر اٹھا۔ اور عمرو بن العاص کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کیا آپ میرے بھائی کو ہاتھ باندھ کر قتل کرو گے؟ ابن خدیج کی طرف پیغام بھیجو۔ کہ وہ میرے بھائی کے خون سے رُک جائے۔ اس پر عمرو بن العاص نے ایک آدمی ابن خدیج کی طرف بھیجا اور پیغام دیا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو میرے پاس بھیجا جائے۔ جب یہ پیغام ابن خدیج کے پاس پہنچا۔ تو اس نے کہا۔ کیا تم نے کنا نہ بن بشر کو اس طرح قتل نہیں کیا؟ اور مجھے کہتے ہو۔ کہ محمد بن ابی بکر سے ہاتھ اٹھاؤں۔ بڑا افسوس ہے۔ کیا کفار تمہارے نزدیک ان لوگوں سے بہتر ہیں کیا تمہارے پاس کوئی قرآنی دلیل ہے۔؟ محمد بن ابی بکر نے لوگوں کو پانی پلانے کا کہا۔ اس پر معاویہ بن خدیج نے کہا۔ تجھے اللہ ہمیشہ کے لیے ایک قطرہ بھی نہ دے۔ کیا تم نے عثمان غنی کو پیاسے قتل نہیں کیا۔؟ وہ حالتِ احرام میں اور روزہ سے تھے۔ پھر وہ قتل کے بعد اللہ رب العزت

کے پاس ہر شہدہ خنی پانی پائیں گے۔ خدا کی قسم! اسے ابو بکر کے بیٹے میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ پھر اللہ تجھے دوزخ کا گرم پانی اور پیپ پلائے گا۔ محمد بن ابی بکر نے کہا۔ اسے یہودن کے بیٹے! اسے جو اسے کے بیٹے! یہ تیرے اختیار میں نہیں اور نہ ہی وہ تیرے اختیار میں ہے کہ جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ اپنے دوستوں کو پلاتا ہے۔ اور دشمنوں کو پیاسا رلاتا ہے۔ وہ تم اور تمہارے ساتھی ہیں۔ جو اللہ کے دشمن ہیں۔ خدا کی قسم! اگر میری تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی تو تم میرے ساتھ یہ معاملہ نہ کر سکتے۔ جو کرنے والے ہو۔ معاویہ نے کہا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ میں تجھے گدھے کے پیٹ میں ڈال کر آگ لگا کر جلانے والا ہوں۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے کہا۔ اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اللہ کے دوستوں کے ساتھ ایسا ہوتا چلا آرہا ہے۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ تم جس آگ میں مجھے ڈال کر جلانا چاہتے ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ ابراہیم خلیل کی طرح چیرے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنادے گا۔ اور اسے تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لیے ایسا بنادے گا۔ جیسا کہ فرود اور اس کے ساتھیوں کے لیے بنائی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ تجھے اور جن کا تم نے ذکر کیا سب کو آگ میں جلائے۔ اور تیرے امام یعنی معاویہ کو بھی جلائے۔ اور کہا۔ کہ یہ آگ اے عمرو بن العاص تم پر شعلہ زن ہوگی۔ اور جب کبھی ٹھنڈی ہونے لگے گی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اور بھڑکا دے گا۔ اس کو معاویہ نے کہا۔ کہ میں تجھے حضرت عثمان کے بدلے قتل کرنا چاہتا ہوں۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ کہاں تم اور کہاں عثمان؟ بے شک عثمان نے ظلم کا راستہ اپنایا

اور احکام قرآن کو پھینک دیا۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اشارے کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتا وہ فاسق ہے۔ ہم نے تو عثمان سے اس وجہ سے انتقام لیا ہے۔ اور اسے قتل کر دیا ہے۔ اور تو اور تیرے ساتھی عثمان کے اس طریقہ کو اچھا سمجھتے ہو۔ اور انشاء اللہ ہمیں خداوند قدوس اس گناہ سے بری کر دے گا۔ اور تو اس کے گناہ میں شریک ہے۔ اور اس کے گناہ کے بڑا کرنے میں اس کا ساتھی ہے۔ اور اپنے آپ کو اسی بیچ پر ڈالنے والا ہے۔ یہ سن کر معاویہ غضب ناک ہوا۔ اور اگلے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر ایک مہرے ہوئے گدھے (کی کھال) میں ڈال کر جلا دیا۔

مذکورہ حوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ محمد بن ابی بکر ایک ناخبر کار عامل تھا۔
- ۲۔ اس کے در مقابل وہ لوگ تھے۔ جن کے دلوں میں عثمان غنی کے ناحق قتل کا شدید صدمہ تھا۔
- ۳۔ محمد بن ابی بکر کے مقابل میں لڑنے والی فوج کے اندر عمرو بن العاص کی سرکردگی میں اس کا بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر بھی تھا۔
- ۴۔ محمد بن ابی بکر اپنے آپ کو حق پر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ظالم اور احکام الہیہ کا منکر سمجھتا تھا۔
- ۵۔ اسے اپنی صداقت پر اطمینان کی وجہ سے یہ خیال تھا۔ کہ اس کی خاطر جانے والی آگ اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔
- ۶۔ معاویہ بن خدیج نے اسے قتل کرنے سے پہلے کہہ دیا تھا۔ کہ تمہارا قتل

عثمان غنی کے قتل کے بدلہ میں کیا جا رہا ہے۔

۷۔ عبدالرحمن بن ابی بکر کی درخواست پر عمرو بن العاص نے معاویہ بن خدیج کو حکم دیا۔ کہ تمہارا بھائی محمد بن ابی بکر کو میرے پاس بھیج دو۔ لیکن انہوں نے جواب دیا۔ کہ جب تم نے کنز بن بشر کو عثمان غنی کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ تو محمد بن ابی بکر نے بھی تو وہی جرم کیا ہے۔ اس لیے اس کی خلاصی کیوں؟

ملحد فکریہ:

گوشہ حوالہ جات سے ثابت شدہ امور بالا سے محمد بن ابی بکر کا معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ کہ انہیں کیوں قتل کیا گیا۔ جب یہ بات خود محمد بن ابی بکر کے قول سے عیاں ہے۔ کہ وہ حضرت عثمان غنی کے قتل میں ملوث ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور اعلا میہ کہتا ہے۔ کہ ہم نے عثمان غنی کو اس لیے قتل کیا کہ وہ ظلم کا راستہ اپنائے ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کر چکے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کے احکام سے روگردانی کرنے والا، کافر، ظالم اور فاسق ہونے کی وجہ سے قتل کیے جانے کا مستحق ہے۔ لہذا اول تو ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان کو قتل کیا ہے۔ اور اگر کچھ تھوڑی سی بے احتیاطی ہو بھی گئی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری نیت کے خلوص کی وجہ سے معاف کر دے گا۔ اب جب اسے خود اعتراف ہے۔ کہ قتل عثمان غنی میں میرا ہاتھ ہے۔ تو پھر اس کی طرف سے ”محدث ہزاروی“ کا صفائی پیش کرنا اور افضل الصواب کا لقب دے کر امیر معاویہ پر اس کے قتل کی ذمہ داری ڈالتے ہوئے شرم آنی چاہیے تھی۔ کیا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل محدث ہزاروی کی نظر میں درست تھا؟ کیا محمد بن ابی بکر کی طرح تم بھی عثمان غنی کو ظالم اور احکام الہیہ کا نافرمان سمجھتے اور کہتے ہو۔؟ اگر محمد بن ابی بکر کی طرف داری کا پاس ہو گا۔ تو عثمان غنی

کے بارے میں محدث ہزاروی کے بھی وہی نظریات ہوں گے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر تہیں مبارک۔ اور اگر حضرت عثمان غنی کے قتل کو قتلِ ناحق کہتے ہو اور انہیں خلیفہ راشد سمجھتے ہو۔ اور ان کے اوصاف و کمالات کے معترف ہو تو پھر ایسے عظیم صحابی کے قتل میں شریک محمد بن ابی بکر کی براءت اور وکالت کس لیے کی جا رہی ہے۔ اس مقام پر عدل و انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ ”محدث ہزاروی“ اتنا کہہ دیتا۔ کہ قتل عثمان میں محمد بن ابی بکر کی شرکت بہت بڑی غلطی تھی۔ اور اسی غلطی کی بنا پر اسے معاویہ بن خدیج نے قتل کر دیا۔ یاد رہے کہ جناب معاویہ بن خدیج کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ اس کا ثبوت عنقریب آرہا ہے اہل یہ بھی خیال رہے۔ کہ محمد بن ابی بکر اگرچہ اس نے خود بنفسہ عثمان غنی کے قتل میں حصہ نہ لیا تھا۔ لیکن قاتلین کو اس کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ عثمان غنی کی وارثی پکڑنے والا اور ان کی توہین کرنے والا ضرور ہے۔ اگرچہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کی پرورش کی تھی۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ کا بھائی ہونے کی وجہ سے ان کو اس کے قتل کیے جانے پر دکھ ہوا۔ لیکن دونوں باتیں پیش نظر رکھ کر ہمیں یہی کہنا چاہیے۔ کہ عثمان غنی کی شہادت میں محمد بن ابی بکر کا ہاتھ اور پھر محمد بن ابی بکر کا آگ میں جلایا جانا مقدر تھا۔ اس لیے ہم اس کے لیے اور ان تمام حضرات کے لیے جو امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے مابین جھگڑوں میں امتثال کر گئے۔ ان سب کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

ۛ

ایک مشہور اعتراض

قتل عثمان ان کی اپنی غلطی کی بنا پر ہوا تھا

حضرت عثمان غنی کے قتل کو صحیح اور درست ثابت کرنے کے لیے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں کنبہ پروری سے کام لیا۔ اور مختلف طبقوں پر اپنے رشتہ دار گورنروں کو مقرر کر دیئے جس کی وجہ سے لوگوں پر مظالم ڈھائے گئے۔ مثلاً مصر کی گورنری آپ نے عبداللہ بن ابی سرح کو دی تھی۔ ان کے مظالم کی مصر میں نے شکایات کیں۔ اور معزولی کا مطالبہ کیا عثمان غنی نے اس مطالبہ پر حضرت علی اور طلحہ کے مشورہ پر ان کی جگہ نیا گورنر محمد بن ابی بکر کو مقرر کر دیا۔ محمد بن ابی بکر کی تقرری مصریوں کی مرضی سے ہوئی تھی جب محمد بن ابی بکر اور مصر سے آئے ہوئے لوگ واپس جا رہے تھے۔ تو راستہ میں ایک اہم بات پیش آئی۔ جسے طبری نے یوں بیان کیا۔

تاریخ طبری:

حَدَّثَنِي جَعْفَرُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو وَعَلِي

قَالَ أَحَدُ ثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

السَّائِبِ الْكَلْبِيِّ قَالَ إِذَا نَمَارَ رَجَا أَهْلَ الْمَيْصَرِ

إِلَى عُثْمَانَ بَعْدَ انْصِرَافِهِمْ حَتَّى أَتَاهُ أَذْرَكُ كَلْبُهُ
غَلَامٌ يُعْثِمَانُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ بِصَحِيفَةٍ إِلَى أُمِّهِ بِمِصْرٍ
أَنْ يَقْتُلَ بَعْضُهُمْ وَأَنْ يَصْلِبَ بَعْضُهُمْ فَلَمَّا
أَتَوْا عُثْمَانَ قَالُوا هَذَا غَلَامُكَ قَالَ خَلَّاهُ
إِنْ خَلَّقَ يَغْنِي عِلْمِي قَالُوا أَجَمَلُكَ قَالَ آخِذْهُ
فِي الدَّارِ بِغَيْرِ أَمْرِى قَالُوا خَاطَمَكَ قَالَ
لَقُتْ عَلَى الْخ.

(تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۱۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں۔ بے شک مصری لوگ عثمان
غنی کے ہاں سے پلے جانے کے بعد مڑ کر واپس اس لیے آ گئے۔
کہ راستہ میں انہیں عثمان غنی کا غلام ملا۔ جو ان کے اونٹ پر سوار تھا۔
اور اس کے پاس امیر مصر کی طرف لکھا ہوا۔ ایک رقعہ تھا۔ رقعہ کا
مضمون یہ تھا۔ کہ جب یہ لوگ واپس تمہارے پاس مصر میں پہنچ جائیں
تو ان میں سے بعض کو قتل کر دینا۔ اور دوسروں کو پھانسی پر چڑھا
دینا۔ ان لوگوں نے غلام اور رقعہ وغیرہ پکڑ کر عثمان غنی کے پاس
آکر پوچھا۔ کیا یہ آپ کا غلام ہے؟ کہا ہاں میرا غلام ہے لیکن میری
اجازت کے بغیر ملا گیا تھا انہوں نے پوچھا کیا جس اونٹ پر یہ سوار تھا۔
وہ آپ کا اونٹ نہیں فرمایا میری اجازت کے بغیر میرے گھر سے یہ
لے گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا کیا اس رقعہ پر آپ کی ہرگی ہوئی نہیں؟
آپ نے کہا۔ ہاں میری ہے۔ اس نے خود لگائی ہے۔ الخ

جب ان لوگوں کو معلوم ہوا۔ کہ ساری کاروائی عثمان غنی نے نہیں بلکہ ان کے سارے
مروان نے کی ہے۔ تو مطالبہ کیا گیا۔ کہ مروان کو ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔
آپ نے اس خوف سے پیش نہ کیا۔ کہ یہ لوگ اسے قتل کر دیں گے۔ رپلاات
نے یہ رُخ اختیار کیا۔ کہ محمد بن ابی بکر اور مصریوں نے یہ تہیہ کر لیا۔ کہ عثمان غنی کی
ایسی کتبہ پروری کا انہیں مزہ چکھا یا چائے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ
کیا۔ اور بالآخر عثمان غنی قتل کر دیے گئے۔ ان حالات و واقعات کے پیش نظر نتیجہ
یہی نکلتا ہے۔ کہ قتل عثمان غنی خود ان کی زیادتی سے وقوع پذیر ہوا۔ محمد بن
ابی بکر اور مصریوں کا اس میں قصور نہ تھا۔ اگر عثمان غنی، مروان کو سامنے لے آتے
تو یہ واقعہ رونما نہ ہوتا۔ جب عثمان غنی کو بخوبی علم تھا۔ کہ یہ شرارت یا سازش
ان کے سارے مروان کی ہے۔ تو پھر اسے پیش کیوں نہ کیا گیا؟

جَوَابِ اِقْلَکْ

اس اعتراض کا دار و مدار سائب کلبی کی عبارت
پر ہے جو کذا شیعہ ہے

ہم نے ایک نقل بابکے تحت ان کتابوں اور ان مصنفین کے بارے
میں تفصیل سے بحث کر دی ہے۔ جن کے بارے میں اہل تشیع یہ کہتے ہیں کہ
یہ کتابیں اہل سنت کی ہیں۔ اور ان کے مصنفین پچھے سنی ہیں۔ یہاں اس کی دوبارہ
دفاعت کی ضرورت نہیں۔ صرف اعتراض مذکورہ کے ضمن میں بطور جواب

عرض ہے۔ کہ تاریخ طبری کے مصنف ابو جعفر محمد بن جریر طبری میں تشیع پایا جاتا ہے اس لیے ان کی کتاب کی وہ روایات جو اہل تشیع کے حق میں اور اہل سنت کے خلاف جاتی ہوں۔ وہ ہم اہل سنت پر بطور حجت پیش نہیں کی جاسکتیں۔ علاوہ انہی روایت مذکورہ میں اس کا بنیادی راوی محمد بن السائب الکلبی اتقانی شیعہ و سنی شیعہ ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

میزان الاعتدال:

قَالَ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا الْكَلْبِيُّ وَكَانَ سَبَائِيًّا قَالَ أَبُو مَعَاوِيَةَ قَالَ الْأَعْمَشُ إِشْقَ هَذَا السَّبَائِيَّةَ فَإِنِّي أَذْرِكُ النَّاسَ إِذَا مَا يُسْتَعْمَلُ الْكَذَّابِينَ. الخ.

(میزان الاعتدال جلد سوم ص ۶۲ حروف المیناء)
ترجمہ: یزید بن زریع نے کہا کہ وہ کلبی "سبائی تھا۔ ابو معاویہ نے بحوالہ اعش کہا کہ اس (کلبی) سبائی سے بچو۔ کیونکہ میں نے بہت سے لوگوں کو اسے کذاب کہتے سنا ہے۔۔۔ روایت حدیث میں اس نے مناکیر ذکر کیں۔ بالخصوص جب ابو صالح عن ابن عباس کوئی روایت ذکر کرتا ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ کلبی ان سبائیوں میں سے تھا جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ علی المرتضیٰ قوت نہیں ہوئے اور وہ یقیناً دنیا میں آئیں گے۔ اور پھر عدل و انصاف سے اسے بھردیں گے۔ جیسا کہ اب ظلم سے بھری پڑی ہے۔ اگر کوئی بادل کا ٹکڑا نظر آتا ہے۔ تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں امیر المومنین علی المرتضیٰ جلوہ فرما رہا ہے۔ ہمارے کہا کہ میں نے خود کلبی کی زبانی سنا کہ

۱۰۔ اپنے آپ کو سبائی کہتا تھا۔ اس طرح ابو عوانہ سے مروی ہے۔ کہ کلبی کو انہوں نے یہ کلمات کہتے سنا۔ جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کھاتا تھا۔ جب آپ بیت الخلا جاتے تو پھر جبریل یہ حضرت علی المرتضیٰ کو وحی کھواتا تھا۔

احیان الشیعہ:

وَكَانَ الْكَلْبِيُّ يَقُولُ أَنَا سَبَائِيٌّ أَنَّى وَمِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَاءٍ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ إِنَّ عَلِيًّا لَمْ يَمُتْ وَإِنَّهُ رَاجِعٌ إِلَى الدُّنْيَا قَبْلَ قِيَامِ السَّاعَةِ قِيمَلًا مُهَاجِرًا لَكُمْ مِلَّتُ حَبْرًا وَإِنْ رَأَوْا سَعَابَةً قَالُوا أَيْدِ الْمَوْنِينَ فِيهَا.

(احیان الشیعہ جلد ۹ ص ۳۳۹)

ترجمہ: کلبی اپنے آپ کو عبد اللہ بن سباء کے پیروں میں سے گنا کرتا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ علی المرتضیٰ کا انتقال نہیں ہوا۔ اور وہ قیامت سے قبل ضرور دنیا میں آئیں گے اور عدل و انصاف سے دنیا کو اس طرح بھردیں گے۔ جس طرح اب ظلم سے آٹی پڑی ہے۔ یہ لوگ جب کوئی بادل کا ٹکڑا دیکھتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ اس میں ہیں۔

غَفْلَةٍ مِنَ النَّاسِ وَ قَتَلُوهُ وَ الْفَتْحَ يَأْبُ الْفَتْحَةِ -

مقدمہ ابن خلدون جلد ۱ قول ص ۲۶۹ مطبوعہ

بیروت سن طباعت ۱۴۱۸ھ

ترجمہ: (جب کوئی لوگوں نے مصر کے گورنر کی معزولی کا حضرت عثمان سے مطالبہ کیا تو آپ نے انکار کر دیا۔) پھر حضرت علیؑ نے سیدہ عائشہ صدیقہ زبیر اور طلحہ وغیرہ حضرات نے ان لوگوں کے بات ماننے کا مشورہ دیا۔ جس پر حضرت عثمان نے مصر کے گورنر کو معزول کر دیا۔ اب یہ لوگ واپس چل پڑے۔ اور تھوڑی دیر گزرنے کے بعد واپس آ گئے۔ اور ان کے ہاتھوں میں ایک رقعہ تھا جس کے بارے میں انہوں نے یہ خیال کر لیا تھا کہ یہ رقعہ عثمان غنی کے غلام قاصد سے پکڑا گیا ہے۔ وہ اس رقعہ کو مصر کے گورنر کی طرف لے جا رہا ہے۔ رقعہ میں لکھا تھا کہ جب یہ لوگ وہاں پہنچیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔ یہ ماجرا دیکھ کر عثمان غنی نے قسم اٹھائی کہ رقعہ میرا لکھا ہوا نہیں۔ میں اس میں کسی طرح بھی لوث نہیں ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔ آپ اپنے کاتب مروان کو ہمارے سپرد کریں۔ مروان نے بھی قسم اٹھائی کہ مجھے بھی اس رقعہ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ اس پر عثمان غنی نے فرمایا اب اس سے بڑھ کر اس معاملہ میں تسلی بخش بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ پھر ان لوگوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ پھر رات ڈھلتے وقت آپ پر حملہ کر دیا۔ جب کہ دوسرے لوگ اُدھر سے بے خبر ہچکے پھرتے۔ آپ کو قتل کر دیا۔ اور فتنہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے کھل گیا۔

جَوَابُ بَقِيَّةِ

غلام کے ہاتھوں امیر مصر کی طرف رقعہ کا
مروان کی طرف سے لکھا جانا بھی محققین کے
نزویک غلط ہے

مقدمہ ابن خلدون:

وَقَامَ مَعَهُمْ فِي ذَلِكَ عِلِيٌّ وَ عَائِشَةُ
وَالزُّبَيْرُ وَ طَلْحَةُ وَ غَيْرُهُمْ يَخَافُونَ
تَسْكِينِ الْأُمُورِ وَ رَجَدَ عِثْمَانُ إِلَى رَأْيِهِمْ
وَ عَزَلَ لَهُمْ عَامِلٌ مِصْرٍ فَأَضْرَبُوا قَلِيلًا
ثُمَّ رَجَعُوا وَ قَدْ كَتَبُوا بِلِسَانِ يَزِيدَ
أَنَّهُمْ لَقَرَهُ فِي يَدِ حَامِلِهِ إِلَى عَامِلِ مِصْرٍ بِأَنَّهُ
يَمْتَلِكُهُمْ وَ حَلَّتْ عِثْمَانُ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ أَمَّا
مِنْ مَرَوَانَ فَإِنَّهُ كَاتِبُكَ فَحَلَّتْ مَرَوَانَ
فَقَالَ لَيْسَ فِي الْحُكْمِ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا
فَعَاصَرُوهُ بِدَارِهِمْ ثُمَّ بَيَّعُوهُ عَلَى حِينٍ

جواب سوم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر اس رقعہ کو ایک منصوبہ کے تحت لکھ جانے کا اظہار فرمایا

تاریخ طبری:

فَاتَّاهُمُ النَّاسُ فَاكَلَمُوهُمْ وَفِيهِمْ عَالِيٌّ
فَقَالَ مَا رَدَّ كُفْرُ بَعْدَ ذَٰلِكَ بِكُمْ وَرَجُوعُكُمْ
عَنْ رَأْيِكُمْ قَالُوا اخْذْنَا مَعَ بَرِيدٍ كِتَابًا
يَقْتُلُنَا وَاتَّاهُمُ طَلْحَةُ فَقَالَ الْبَصَرِيُّونَ
وَمِثْلَ ذَٰلِكَ وَاتَّاهُمُ رَبِيعٌ فَقَالَ الْكُوفِيُّونَ
وَمِثْلَ ذَٰلِكَ وَقَالَ الْكُوفِيُّونَ وَالْبَصَرِيُّونَ
فَنَعْنُ نَنْصُرُ اِنْشَوْا نَنَا وَنَمْنَعُكُمْ جَمِيعًا كَمَا
كَانُوا عَلَى مِيعَادٍ فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ كَيْفَ عَلِمْتُمْ
يَا اَهْلَ الْكُوفَةِ يَا اَهْلَ الْبَصَرَةِ بِمَا لَقِيَ اَهْلُ
مِصْرَ وَقَدْ سَرَّكُمْ مَرَّاحِلُ ثُمَّ طَوَّعَ يُثْمَرُ تَصَوَّنَا
هَٰذَا وَاللّٰهُ اَمْرًا يَرِيمُ بِالْمَدِينَةِ

(تاریخ طبری جلد ۵ ص ۵۰۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: جب مصری اور کوئی لوگ پھر واپس آگئے۔ تو مختلف لوگوں نے ان سے گفتگو کی۔ حضرت علی المرتضیٰ نے ان سے پوچھا۔ جب تم لوگ یہاں سے جا چکے تھے۔ اور تم نے اپنی بات منوالی تھی۔ اب واپس کیوں آنا ہوا۔؟ کہنے لگے۔ ہم نے ایک قاصد کے ہاتھوں ایک رقعہ پکڑا ہے جس میں ہمارے قتل کا حکم درج تھا۔ ان لوگوں کے پاس حضرت طلحہ آئے۔ ان کو بھی انہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر حضرت زبیر آئے۔ تو کوئیوں نے وہی جواب دیا۔ کوئی اور بصری دونوں بولی پڑے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ اور ایک دوسرے کا دفاع کریں گے۔ یوں لگتا ہے کہ وہ پہلے سے یہ پروگرام بنا چکے ہیں۔ اس پر حضرت علی نے پوچھا۔ کہ اسے کوئی اور بصری! تمہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا۔ کہ مصریوں کے ساتھ یہ معاشرہ پیش آنے والا ہے۔ حالانکہ تم تو یہاں کافی دور جا چکے تھے۔ پھر تم واپس آگئے۔ خدا کی قسم! یہ تم نے مدینہ میں ہی سازشیں تیار کر لی تھی۔

البدایۃ والنہایۃ:

قَالَ عَلِيٌّ يَا اَهْلَ مِصْرَ مَا رَدَّ كُفْرُ بَعْدَ
ذَٰلِكَ بِكُمْ وَرَجُوعُكُمْ عَنْ رَأْيِكُمْ فَقَالُوا
وَاجِدْنَا مَعَ بَرِيدٍ كِتَابًا يَقْتُلُنَا وَكَذَٰلِكَ
قَالَ الْبَصَرِيُّونَ لَطَلْحَةُ وَالْكُوفِيُّونَ لِرَبِيعٍ
وَقَالَ اَهْلُ كُلِّ مِصْرٍ اِنَّمَا احْبَبْنَا لِنَنْصُرَ اَصْحَابَنَا
فَقَالَ لَهُمُ الصَّخَابَةُ كَيْفَ عَلِمْتُمْ بِذَٰلِكَ وَمِنْ
اَمْنًا بِكُمْ وَقَدْ افْتَرَقْتُمْ وَصَارَ بَيْنَكُمْ

مَرَّاحِلَ اِنَّمَا هِيَ اَلْاَمْرُ اَتَّفَقْتُمْ عَلَيْهِ فَقَالُوا
 هَعُورُهُ عَلَى مَا ارَادْتُمْ لَا حَاجَةَ لَنَا فِي هَذَا
 الرَّجُلِ لِيَعْتَزَّزَ لَنَا وَ تَعْنُ نَعْتَزُّ لَهُ يَعْشُرُونَ اِنَّهُ
 اِنْ نَزَلَ عَنِ الْخِلَافَةِ تَرَكُوهُ اِيْمَانًا

البدایۃ والنہایہ جلد ہفتم ص ۷۴ مطبوعہ

بیروت طبع جدید

ترجمہ:

(جب کوئی اور بصری کافی مراحل جا کر واپس آگئے)۔ تو ان کے پاس
 بہت سے لوگ آئے۔ جن میں علی المرتضیٰ بھی تھے۔ پوچھا کہ تم لوگ
 جب جا چکے تھے۔ تو پھر واپس کیوں آنا ہوا۔ اور تم اپنے وعدے
 سے پھر کیوں گئے ہو؟ کہنے لگے۔ وجہ یہ بنی ہے کہ ایک قاصد سے
 ہمیں رقعہ ملا۔ جس میں ہمارے قتل کا حکم تھا۔ پھر حضرت طلحہ بصریوں
 کے پاس آئے۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اُدھر حضرت زبیر
 کو فیوں کے پاس گئے۔ اُن کا جواب بھی یہی تھا۔ بصری اور کوئی کہنے
 لگے۔ ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ لہذا ایک دوسرے کی
 مدد کریں گے۔ صحابہ کرام نے ان سے پوچھا کہ تمہیں اپنے ساتھیوں
 کے بارے میں یہ خبر کیسے پہنچی حالانکہ تم ایک دوسرے سے کافی
 دور جا چکے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تمہاری خفیہ چال ہے جو پہلے
 سے ہی تم نے طے کر لی ہوئی تھی۔ کہنے لگے۔ جو تمہاری سمجھ میں ہے
 وہ تمہیں مبارک ہو۔ میرا حال ہمیں اس شخص (عثمان غنی) کی کوئی ضرورت
 نہیں۔ وہ ہمیں چھوڑ دے۔ اور ہم اس کی خلافت سے دستبردار

ہو جائیں۔ اس گفتگو سے اُن کا مقصد یہ تھا کہ اگر عثمان غنی خلافت سے
 دستبردار ہو جاتے ہیں۔ تو وہ پھر ہماری طرف سے امن میں ہیں (ورنہ
 جنگ کا خطرہ ہے)

خلاصہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جس خط کی بنا پر طرم ٹھہرایا جا رہا ہے۔ اولاً اس
 کے وقت میں اختلاف ہے۔ یعنی یہ کہ کچھ لوگ مصر کے والی کی شکایت سے کر
 آئے۔ اور عثمان غنی نے ان کی بات مان کر محمد بن ابی بکر کو مصر کا عامل مقرر کر دیا
 تو ان لوگوں کو واپسی میں دوران سفر ایک قاصد سے یہ رقعہ ملا۔ دوسرا یہ کہ جب کوثر
 و مصر کے کچھ لوگ بہتیت بغاوت آئے۔ لیکن صحابہ کرام نے ان کو سمجھایا یا بچھڑایا اور
 وہ دونوں اپنے اپنے راہ پر چل دیئے۔ تو تقریباً تین منازل طے کرنے کے بعد
 دونوں قافلے واپس مدینہ آئے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ دینرو نے ان سے والہی کا سبب پوچھا۔
 تو انہوں نے ایک رقعہ کا نام لیا۔ رقعہ ایک تھا۔ لیکن دو مختلف راستوں پر چلنے والے دو
 قافلے اسی رقعہ کو اپنی واپسی کا بہانہ بنا رہے ہیں۔ جس سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے
 یہی نتیجہ اخذ کیا۔ کہ یہ من گھڑت ہے۔ اور ایک گفتاؤنی سازش کے تحت یہ سب کچھ
 کیا جا رہا ہے۔ اس حقیقت حال کے بعد بھی کوئی ذی ہوش یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ
 عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب یہ رقعہ تھا؟

جوان جہان

علامہ محمد احمد جبار المولیٰ کا ایک بیان

حضرت علی المرتضیٰ کو یہ لوگ باوجود جھوٹا ہونے کے مجبور کرتے رہے۔ کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس ہمارے ساتھ چلو۔ پہلے تو آپ نے انکار کیا۔ اس کے بعد آپ ان کے ساتھ چلنے پر راضی ہو گئے۔ تاکہ وہ بروہا میں جو حقیقت حال مشہور ہو جائے۔ تو حضرت علی نے جا کر امیر المومنین سے کہا۔ کہ یہ میرے پاس مصری بھری اور کوئی شکروں کے سر کردہ لوگ ہیں۔ انہوں نے دوسری مرتبہ آنے کے بعد اب یہ چھٹی کیا۔ پیش کی ہے کہ یہ چھٹی آپ کے حکم سے لکھی گئی تھی۔ فرمایا نہیں۔ حضرت علی نے فرمایا۔ کہ ان لوگوں کا بیان ہے۔ کہ اس چھٹی کو آپ کا غلام لے جاتا تھا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ کون سا غلام تھا۔ اور اس وقت کہاں ہے۔ اس کو پیش کریں۔ تاکہ اس کا بیان لیا جائے۔ اور اصلیت ظاہر ہو جائے مگر کوئی ہوتا تو اس کو پیش کرتے۔ دم بخور رہ گئے۔ اور انہیں بغیر جہانکینے کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ اس کے بعد حضرت علی لے فرمایا۔ کہ بعض لوگوں کا گمان ہے۔ کہ یہ چھٹی آپ کے چچا زاد مروان کی لکھی ہوئی ہے۔ فرمایا جس کو دعویٰ ہو وہ اس کا ثبوت دے۔ مگر کوئی شخص اس کو بائیہ ثبوت تک نہ پہنچا سکا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى مَنْ ادَّعَى وَ اَلْيَمِينُ عَلَى مَنْ اَنكَرَ۔ یعنی مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا اور انکار کرنے

داعی یعنی مدعی علیہ پر قسم کھانا لازم ہے۔ کیونکہ حزب مخالف اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی گواہ پیش نہ کر سکا۔ اس لیے اب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر قسم کھانا لازم ٹھہرا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا۔ کہ چونکہ یہ لوگ اپنے دعوے کی ثبوت نہیں کر سکے۔ اس لیے اب قسم کھانا لازم ہے۔ چنانچہ میں قسم کھاتا ہوں کہ نہ میں نے چھٹی لکھی اور نہ کھوائی اور نہ مجھے اس کا کوئی علم ہے۔ حضرت علی نے عثمان غنی سے عرض کی۔ کہ یہ مہر جو اس پر لگی ہوئی ہے۔ آپ کی ہے۔ تو فرمایا۔ مہر کا نقل محال نہیں۔ اگر اہل فتنہ کی نیت بخیر ہوتی۔ اور انہیں ہدایت و سعادت ازل سے کچھ حصہ ملا ہوتا۔ تو امیر المومنین کے حلف اٹھانے پر اپنی ضد چھوڑ دیتے۔ مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ اور کمال سیاہ باطنی سے کہنے لگے۔ کہ تم نے چھٹی بھجی یا نہ بھجی ہر حالت میں تم فرمانروائی کے اہل نہیں ہو۔ بہتر ہے کہ سند خلافت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ میں موت سے نہیں ڈرتا اور خلافت سے دستبردار نہیں ہوتا۔

(کتاب انصاف عثمان غنی ص ۴۶، ۴۷)

مذکورہ بالا تحریر بالکل واضح اور دو ٹوک انداز میں یہ بتا رہی ہے۔ کہ وہ غلط جس کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا لوگ سبب بنا تے ہیں۔ وہ بالکل جھلی اور من گھڑت تھا۔ عبداللہ بن سبا کی سازش تھی۔ جو شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اگر منتج ہوئی۔

جواب پنجم

محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی سے

ذاتی بخشش کا بدلہ لیا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب وہ جعلی رقعہ نہیں بلکہ ایک سبب محمد بن ابی بکر کی ان کے ساتھ ذاتی عداوت و رنجش ہے جس کا پس منظر یوں ہے کہ ایک مرتبہ صفر سنہ (۱۵ برس کی عمر) میں محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی سے کسی علاقہ کی حکومت کا مطالبہ کیا جس پر آپ نے فرمایا ابھی تم نا تجربہ کار ہو اس لیے حکومت کے اہل نہیں ہو پس اس کے بعد طعن و تشنیع کا سلسلہ چل نکلا اور یہی بات ایک ثقہ تابعی کے الفاظ میں یوں منقول ہے۔

کامل ابن اشیر:

سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مَا دَعَا إِلَى رَكْبٍ عُثْمَانَ قَالَ الْغَضَبُ وَالطُّغْيَانُ مِنَ الْإِسْلَامِ بِمَا كَانَ قَعْرُهُ أَقْوَامٌ قَطَمَعَ وَكَانَتْ لَهُ الْهَلَاكَةُ فَلَزِمَتْهُ حَقٌّ خَاخَدَةُ عُثْمَانَ مِنْ فَطْرِهِمْ فَاجْتَمَعَ هَذَا إِلَى ذَلِكَ فَصَارَ مَدْمَمًا بَعْدَ أَنْ كَانَ مُحَقَّقًا

دکال ابن اثیر جلد سوم ص ۱۸۱-۱۸۲ ذکر بعض سیرۃ عثمان مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: محمد بن ابی بکر کے متعلق کسی نے جناب سالم بن عبداللہ سے پوچھا کہ اس نے عثمان غنی کا مقابلہ کیوں کیا؟ کہا بھٹہ اور لالچ کی وجہ سے اسلام میں محمد بن ابی بکر کا ایک اعلیٰ مقام تھا لوگوں نے اسے دھوکہ دے کر اتار دیا۔ پھر اس نے حکومت کا مطالبہ کیا اور اس کے پاس مقتول و بے رحم یعنی یہ کہ وہ ابو بکر صدیق کا بیٹا ہے اور مقابلہ پڑا گیا جس پر عثمان غنی نے اسے اڑے ہاتھوں لیا تو اسی بات نے محمد بن ابی بکر کو قابلِ مذمت بنا دیا۔ حالانکہ وہ اس واقعہ سے قبل قابلِ تعریف تھا۔

جواب ششم

محمد بن ابی بکر ایک بزرگ صحابی معاویہ بن خدیج

کے ہاتھوں قتل ہوا

محمد بن ابی بکر کو جس شخص نے قتل کیا تھا۔ ان کا نام معاویہ بن خدیج ہے۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ اور از روئے عقل یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کے ہاتھوں محمد بن ابی بکر کا قتل دو قتل ناحق نہ تھا۔ اگر معاویہ بن خدیج کی نظر میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ غلط ہوتے۔ اور محمد بن ابی بکر کا ان کے قتل میں شریک ہونا کوئی وجہ حواذر رکھتا۔ تو آپ اسے قتل کرتے وقت یہ نہ کہتے کہ میں تجھے ایسا ہی پیسا قتل کروں گا۔ جیسا کہ تو نے عثمان غنی کو قتل کیا تھا حقیقت یہ تھی کہ معاویہ بن خدیج کو عثمان غنی کے ناحق قتل کیے جانے کا شدید صدمہ تھا اور اسے آپ ظالمانہ کاروائی سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ در نام نہاد

محدث ہزاروی صاحب،، جو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ایک جلیل القدر صحابی حافظ قرآن و حدیث کو معاویہ نے قتل کیا یا کروایا۔ بالکل جہالت اور حقائق سے روگردانی ہے۔ محمد بن ابی بکر کو امیر معاویہ کے زعم سے قتل کیا گیا۔ اور نہ خود انہوں نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا بلکہ یہ کام معاویہ بن خدیج نے اپنی صوابدید کے مطابق کیا۔ اور معاویہ بن خدیج کوئی شہر کا صحابی ہونا راجح ہے لہذا حبان کے تابعی ہونے پر سب متفق ہیں۔ اب نور محمد بن کرام سے ان کی سیرت کے متعلق چند الفاظ ملاحظہ ہوں۔ تاکہ محمد بن ابی بکر کے قتل کر کے میں ان کی شخصیت نکھر کر سامنے آجائے۔

البداية والنهاية:

ابن جفنه بن قتيرہ الكندي الخولاني المصري صحابي على قول الاكثرين وذكره ابن حبان في التابعين من الثقة والصحيح الا قول شهيد فتح ومصر وهو الذي وقد اخرج في فتح الا سكندرية وشهيد مع عبد الله بن سعد بن ابی سرح قتال البربر وقد هبت عيته يومئذ وولي حرو وياكثيرا في بلاد المغرب۔

(البداية والنهاية جلد ۵ ص ۶۰، ۶۱)

ترجمہ:

معاویہ بن خدیج اکثر حضرات کے قول کے مطابق صحابی ہیں۔ اور ابن حبان نے انہیں ثقہ تابعین میں سے ذکر کیا ہے۔ اور صحیح پہلی بات ہے۔ یہ مصر کی فتح میں شریک جنگ تھے۔ اور حضرت عمر کے دور خلافت میں اسکندریہ کا فتح ہونا بھی ان کے مقدر میں تھا۔ اور بزرگ کے ساتھ لڑائی میں یہ

عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے ساتھ موجود تھے۔ اس لڑائی میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔ اور بہت سی لڑائیوں میں انہیں والی بنا کر بھیجا گیا۔

الاصابة في تميز الصحابة:

ذكره ابن سعد فيمن قل لي ومصر من الصحابة وقال ابن يونس يكتفى ابا نعيم وقد على رسول الله صلى الله عليه وسلم وشهيد فتح ومصر ثق كان ابرافد على حمير يفتح الا سكندرية وهبت عيته في حرو وشهيد مع ابن سرح..... وانصرج له ابو داود والنسائي حديثا في الثموري في الصلوة والنسائي حديثا في الشداوي بالجمامة والغسل والبقري حديثا في الرفيعة سمعت رسول الله يقول حرو في سبيل الله او راحة خير من الدنيا وما فيها... لكن ابن حبان ذكره في الصحابة ايضا۔

الاصابة في تميز الصحابة جلد سوم ص ۴۳۱

حرف الميم

ترجمہ: ابن سعد نے معاویہ بن خدیج کو ان لوگوں میں سے ذکر کیا جو مصر کے حکمران بنائے گئے۔ ابن یونس نے کہا ہے کہ معاویہ بن خدیج کی کنیت ابو نعیم تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور فتح مصر میں موجود تھے۔ اسکندریہ کی فتح میں حضرت عمر کے پاس آئے بغزوہ نوبہ میں ان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ ابن سرح اس جنگ میں ان کے

ما ثقہ تھے۔ ابو داؤد اور نسائی نے ان سے ”سہو فی الصلوۃ“ میں
اہم نسائی نے حجامت اور غسل کے ذریعہ دوا کرنے کی حدیث ان سے
روایت کی۔ ابو یوسف نے کہا کہ ان کی ایک حدیث یہ ہے ”میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی راہ میں ایک
غزوہ یا ایک صبح و شام لڑنا۔ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ ابن حبان نے
اگرچہ معاویہ بن خدیج کو تابعی لکھا ہے۔ لیکن ایک قول میں انہیں صحابی
بھی کہا ہے۔

لحمہ فکریہ:

محمد بن ابی بکر کے قاتل معاویہ بن خدیج کے متعلق آپ نے سطور بالا میں
ملاحظہ فرمایا۔ وہ اکثر علماء کے نزدیک صحابی رسول ہیں۔ اور ان سے ائمہ حدیث نے
روایت حدیث بھی کی ہے۔ اور مختلف جگہوں میں شرکت بھی فرمائی۔ جب یہ
خود محمد بن ابی بکر کے قاتل کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ تو محدث ہزاروی کو کیا ضرورت
پیش آئی کہ ان کو چھوڑ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محمد بن ابی بکر کا قاتل اور
پھر اس پر انہیں فاسق و فاجر بلکہ کافر تک کے الفاظ کہنے سے زبان نہڑی۔ اس نام نہاد
محدث کو یہ بھی یاد نہ رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ کو عدول فرمایا اور پھر
اہل سنت کا متفقہ نظریہ بھی قابل قبول نہ سمجھا کہ حضرات صحابہ کرام کے باہم جھگڑے جتنے ہوا
اختلاف کے ضمن میں آتے ہیں۔ ہمیں ثمالث بن کران کی کسی کو مجرم اور کسی کو معصوم
بری کرنے کا حق نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

جواب ہفتم

فتنہ کے دن عثمان غنی حق پر ہوں گے۔

(الحدیث)

البدایۃ والنہایۃ:

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي حِوَالِهِمْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
بْنُ بَشَارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّهَابِ الثَّقَفِيُّ ثَنَا الْيَرْبُ
عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِي
أَنَّ خُطْبًا قَامَتْ بِالشَّامِ وَفِيهِمْ رِجَالٌ مِنْ
أَصْحَابِ النَّبِيِّ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَرْثَةُ بْنُ كَعْبٍ
فَقَالَ لَوْ لَمْ يَكُنْ حَدِيثُ سَمْعَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَكَلَّمْتُ وَذَكَرَ الْفِتْنَةَ فَقَرَّبَهَا
فَمَرَّ رَجُلٌ مُتَقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ هَذَا كَيْزَمَةُ
عَلَى الْهَدْيِ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَأَدَّاهُ عِثْمَانُ
بْنُ عَفَّانٍ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقُلْتُ هَذَا
قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ حَدِيثِ صَحِيحِ
الْبَدَايَةِ وَالنَّهَائَةِ جلد ۲ ص ۱۰ بعض الاحادیث
الواردة في فضائل عثمان. مطبوعه بيروت

طبع جدید

ترجمہ: امام ترمذی نے اپنی صحیح میں کہا ہے کہ میں ابوالاشعث ثعلابی کے واسطے سے یہ حدیث پہنچی کہ بہت سے خطیب حضرات شام میں مقرر کیے گئے۔ ان میں سے ایک صحابی مرہ بن کعب بھی تھے۔ تو انہوں نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نہ سنی ہوتی۔ تو میں ہرگز اسے زبان پر نہ لانا۔ پھر انہوں نے فتنوں کا ذکر کیا۔ اور ان کے قریب وقوع ہونے کا بھی ذکر فرمایا۔ اسی دوران ایک شخص اپنا منہ کپڑے میں چھپاتے وہاں سے گزرا۔ تو آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا۔ میں جب اس شخص کے پاس گیا۔ تو پتہ چلا کہ یہ عثمان بن عفان ہیں۔ میں نے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنا منہ کر کے عرض کیا۔ حضور یہ؟ فرمایا۔ ہاں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن اور صحیح حدیث کہا ہے۔

ملحہ فکریہ:

عبداللہ بن سبا کی ذریت نے محمد بن ابی بکر کو بری کرنے اور عثمان غنی کے قتل کو جائز قرار دینے کے لیے جس جیل کو اختیار کیا تھا۔ ہم نے اس کے چھ عدد جو بات تحریر کر دیئے ہیں۔ وہ خط جسے قتل عثمان کے جواز کی وجہ بنایا جا رہا تھا۔ اس کی اصلیت بھی معلوم ہو گئی۔ کہ وہ سباؤں کی شرارت تھی۔ اس خط سے قسیمہ طور پر عثمان غنی نے برادرت کر دی تھی۔ اور مروان نے بھی انکار کر دیا تھا۔ ان ہونا بھی ایسے ہی چاہیے تھا۔ کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے حضرت عثمان غنی کے بارے میں حق پر ہونے کے الفاظ نکل چکے تھے۔ اس لیے یہ کب ممکن تھا کہ عثمان غنی اس فتنہ میں حق کی بجائے ناحق جان دیتے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ اور آپ کو سباؤں نے ایک گھناؤنی

سازش کے تحت شہید کر دیا۔ اور ان سباؤں کی آج دکات کا بیڑا ایک ایسے شخص نے اٹھایا ہے۔ جو سنی ہونے کے ساتھ ساتھ محدث ہونے کا بھی دعویدار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عاہد ہے کہ وہ حق کو پہچانے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد بن ابی حذیفہ کا انجام

البدایۃ والنہایۃ:

وَسَأَلَ مِنْ عُثْمَانَ أَنْ يَوْمَ لَيْسَ عَمَلًا فَقَالَ لَهُ مَتَى مَا صُرْتَ أَهْلًا لِيذَلِكَ وَكَذَلِكَ فَتَعْتَبَ فِي نَفْسِهِ عَلَى عُثْمَانَ فَسَأَلَ مِنْ عُثْمَانَ أَنْ يُخْرِجَ إِلَى الْغَزَا وَقَائِدًا لَهُ فَفَقَصَهُ الدِّيَارَ الْمِصْرِيَّةَ وَحَضَرَ مَعَ أَمِيرِهَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ غَزْوَةَ السَّوَارِ كَمَا قَدْ مَنَّا وَجَعَلَ يَنْتَقِصُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَاعَدَهُ عَلَى ذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ..... فَسَارَ مُعَاوِيَةُ وَحَمْرُ بْنُ الْعَاصِ لِيُخْرِجَاهُ مِنْهَا لِأَنَّهُ مِنْ أَكْبَرِ الْأَعْوَانِ عَلَى قَتْلِ عُثْمَانَ مَعَ أَنَّهُ كَانَ قَدْ رَبَّاهُ وَكَفَّلَهُ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِ فَعَالَجًا دَخُولَ مِصْرٍ فَلَمْ يَقْدِرْ أَهْلُ مِصْرٍ إِلَّا يَخْدَعَانِهِ حَتَّى خَرَجَ إِلَى الْعَرَبِ لَيْسَ فِي أَلْفِ رَجُلٍ فَتَمَحَصَّنَ بِهَا وَجَاءَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَخَصَّبَ عَلَيْهِمُ الْمُدَجَنِيَّتَيْنِ حَتَّى

ذَلِكَ فِي ثَلَاثَ شَأْنٍ مِنْ أَضْحَايِهِمْ فَهَاتِلُوا -

۱۔ البدایہ والنہایۃ جلد ۲ ص ۲۵۱ ۳۶ مطبوعہ بیروت طبع جدید

(۲۔ کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۱۸۱)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گئے ہوں جناب ابو حذیفہ کے لیے محمد بن ابی حذیفہ نے ابو بکر صدیق کے دور خلافت میں جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ تو محمد بن ابی حذیفہ کو عثمان غنی نے اپنی تربیت اور کفالت میں لے لیا۔ جب کچھ بڑا ہوا۔ تو عثمان غنی سے کہنے لگا۔ مجھے کسی جگہ کا عامل مقرر کر دو۔ آپ نے فرمایا۔ جب تو اس قابل ہو جائے گا تو میں تجھے ولایت دے دوں گا۔ اس جواب کی وجہ سے محمد بن ابی حذیفہ کا دل ناراضگی سے بھر گیا۔ اس کے بعد جب اس نے ایک لڑائی میں جانے کی اجازت مانگی۔ تو عثمان غنی نے اجازت دے دی۔ یہ سیدھا دیا مصر یہ میں گیا۔ اور وہاں حاکم عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ساتھ غزوہ سواری کی طرف نکلا۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ اب اس نے حضرت عثمان غنی کی شان میں بڑا بھلا کتنا شروع کر دیا۔ اور محمد بن ابی بکر نے بھی اس کام میں اس کی ہمنوائی کی۔۔۔۔۔ (ان دونوں کے رویے کی امیر مصر جناب عبداللہ بن سعد نے حضرت عثمان غنی سے شکایت کی۔ لیکن آپ نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اور جب مصریوں نے عثمان غنی کے گھر کا محاصرہ کیا۔ تو ان دونوں نے والی مصر عبداللہ بن سعد کو وہاں سے نکال دیا۔ اور زبردستی مصر پر قبضہ کر لیا۔ مصر کے سابق والی عبداللہ بن سعد نے

شام پہنچ کر امیر معاویہ کو ان حالات کی خبر دی۔ اب امیر معاویہ اور عمرو بن العاص دونوں محمد بن ابی بکر کی سرکوبی کے لیے نکلے۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے۔ کہ یہ شخص عثمان غنی کے قتل کی سازش میں سرغنہ تھا۔ حالانکہ عثمان غنی نے اس کی تربیت کی اور کفالت کی ذمہ داری اٹھائی تھی۔ اور اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک برتا تھا۔ ان دونوں نے مصر میں داخل ہونے کی ہر ممکنہ کوشش کی۔ لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ اب ان دونوں نے کسی داؤ اور جیلہ بہانہ سے محمد بن ابی بکر کو مصر سے نکلانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ بالآخر محمد بن ابی حذیفہ ایک ہزار فوج کی مسیت میں سریش مصر کی طرف نکلا۔ اور قلعہ بند ہو گیا۔ عمرو بن العاص نے اگر اس پر حملہ کے لیے مہینق گاڑی۔ یہ اپنے تئیں ساتھیوں کے ساتھ جو بھی نیچے اترے۔ ان تمام کو قتل کر دیا گیا۔

ملحد فکریہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا ایک بہت بڑا داعی محمد بن ابی حذیفہ وہ شخص ہے جس کی خود عثمان غنی نے تربیت و کفالت فرمائی۔ اور ان تمام احسانات کو صرف اس لیے بالاس کے طاق رکھ دیا۔ کہ اس کے مطالبہ پر اپنے اسے امارت یا گورنری عطا نہ فرمائی۔ اور وہ بھی اس لیے کہ ابھی اس میں اس چیز کی اہلیت نہ تھی۔ یہ تصور تھا عثمان غنی کا کہ جس کی وجہ سے اس ملک حرام نے اپنے محسن کے قتل میں بھرپور اور مرکزی کردار ادا کیا۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ جو جلیل القدر تابعی ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا۔

کامل ابن اثیر:

مَا دَعَاهُ إِلَى الْخُرُوجِ عَلَى عُثْمَانَ فَقَالَ كَانَ يَتِيمًا

فِي حَجَرِ عَثْمَانَ الْعَمَلِ فَقَالَ يَا بَنِي لَوْ كُنْتُمْ رِضًا
لَا سْتَعْمَلْتُمْكَ -

(کا مل ابن اثیر جلد سوم صفحہ نمبر ۱۸۱)

ترجمہ: کس بات نے محمد بن ابی ہریرہ کو حضرت عثمان کے خلاف بغاوت
پر اکسایا۔ تو فرمایا۔ کہ یتیم ہو گیا تھا۔ اور عثمان غنی نے اسے دار اس کے
دوسرے بہن بھائیوں کو اپنی گود میں لیا۔ پھر ان کی اچھی طرح دیکھ بھال
کی۔ اور جب یہ کچھ بڑا ہوا۔ تو اس نے عثمان غنی سے عامل مقرر کیے
جانے کی درخواست کی آپ نے فرمایا۔ اگر تو اس قابل ہوتا۔ تو میں
تجھے یہ منصب عطا کرتا۔

صرف اسی پر بس نہیں۔ جب اس نے مصر جانا چاہا۔ تو عثمان غنی نے بہت
سامان دیا۔ تاکہ بوقت ضرورت پریشانی نہ ہو۔ لیکن ان تمام احسانات کے بدلہ
میں اس نے عثمان غنی کی مخالفت شروع کر دی۔ حتیٰ کہ جب آپ کو اس کی خبر
پہنچائی گئی۔ تو بھی آپ نے بہت سامان رد پیدا سے بھیجا۔ کیونکہ آپ نے سمجھا۔
شائد بھوک کی وجہ سے وہ ایسا کر رہا ہے۔ ایک طرف اس قدر ہمدردی اور
دوسری طرف اس نے اپنا سارا سرمایہ ان لوگوں کی تیاری میں لگا دیا۔ جو عبداللہ بن
سبار کی سرکردگی میں عثمان غنی کے خلاف بغاوت کا پروگرام بنا رہے تھے۔
اب ایسے شخص ہم درودی کرنا دراصل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت
میں باغیوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ اور یہی کام محدث ہزاروی وغیرہ کر رہے ہیں
نور مچایا بار ہے۔ کہ امیر معاویہ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی ہریرہ وغیرہ ایک
لاکھ ستر ہزار آدمیوں کو قتل کرایا۔ لیکن یہ کیوں نہیں ذکر کیا جاتا۔ کہ یہ لوگ حضرت
عثمان غنی کے قاتلین میں سے ہیں۔ تو اس طرح انہوں نے عثمان غنی کو تلوار

کے ذریعہ اس دنیا سے رخصت کیا۔ تقدیر نے ان کے ساتھ بھی دنیا میں ہی ہی سلوک برتا۔
کہ کسی کو بھی عام حالت میں موت نہ آئی۔ کوئی تلوار کی زویریں آیا۔ کسی کو آگ میں جلنا پڑا اور کوئی
سائپ کے ڈسنے سے چل بسا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عبداللہ بن سبا کا حشر

عبداللہ بن سبا کا تفصیلی تعارف تحفہ جفریہ جلد اول کے ابتدائی صفحات میں
مذکور ہو چکا۔ خلاصہ یہ کہ یہ ایک یہودی المذہب عالم تھا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں
کو اس بات کا اتہام تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر بن الخطاب نے انہیں پہلے
پہلے مدینہ منورہ سے خیبر اور پھر وہاں سے فلسطین نکال دیا تھا۔ اس تماش کے
لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف چال چلنا چاہی۔ لیکن ابو بکر صدیق اور
عمر بن الخطاب کے دور خلافت میں ان کی وال نہ لگ سکی۔ لیکن عثمان غنی کے
دور خلافت میں کچھ پالیسی کی نرمی کی وجہ سے ان کو موقع مل گیا۔ مختلف شہروں
میں انہوں نے عثمان غنی کے خلاف مفاوڈا رانی شروع کر دی۔ بالآخر شہادت عثمان
غنی کا واقعہ پیش آگیا۔ اس یہودی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

رجال کشی:

وَيْلَكَ قَدْ مَخِرَ مِنْكَ الشَّيْطَانُ فَاتَّجِعْ عَنْ
هَذَا أَثَقَلَتْكَ أَمَّتُكَ وَتُبَّ فَا بِي فَحَسْبَكَ وَاسْتَبَاةُ
ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَلَمْ يَكُفَّ فَا حُرِّقَ بِالنَّارِ -

(رجال کشی ص ۹۹ مطبوعہ مکتبہ بلاطیہ حیدرید)

توجہ کیا: (درویدی ہوتے ہوئے عبداللہ بن سبا کا عقیدہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ یوشع بن نون تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس نے دو عقیدے اختراع کیے۔ ایک یہ کہ علی المرتضیٰ کی امامت بلا فصل ہے۔ اور دوسرا یہ کہ علی المرتضیٰ کے مخالفین پر تبرا بازی کرنا جائز ہے۔ پھر ادراگے بڑھ کر اس نے اپنے لیے نبوت اور علی المرتضیٰ کے لیے خدا ہونے کا دھڑی کر دیا۔ اب اسے بلا کہ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: تیرے لیے بربادی ہوا! تجھ سے کو شیطان نے مسخرہ کیا ہے۔ اس عقیدہ کفریہ سے رجوع کر۔ اور سچے دل سے توبہ کر۔ اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر علی المرتضیٰ نے اسے قید کر دیا۔ اور تین دن کی مہلت دی۔ لیکن پھر بھی اس نے جب توبہ نہ کی۔ تو آپ نے اسے آگ میں ڈلوا کر ہلاک کر دیا۔

حضرت عثمان غنی کی میت کے منہ پر تھپڑ

مارنے والے کا حشر

البداية والنهاية:

قَالَ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عِيسَى بْنِ مَنْهَالٍ حَدَّثَنَا غَالِبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ كُنْتُ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَإِذَا رَجُلٌ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَمَا أَظُنُّ أَنَّ تَغْفِرَ لِي فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا

يَقُولُ مَا تَقُولُ قَالَ كُنْتُ أَطُفْتُ لِيهِ عَهْدًا لَئِنْ قَدَرْتُ أَنْ أَلْطَمَ وَجْهَ عُثْمَانَ إِلَّا لَطَمْتُهُ فَلَمَّا قُتِلَ وَوَضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ فِي الْبَيْتِ وَالنَّاسُ يُحْيِيْنَونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ قَدْ خَلْتُ كَأَنِّي أَصَلُّ عَلَيْهِ فَوَجِدْتُ خَلْوَةً فَزَعَمْتُ الشُّوبَ عَنْ وَجْهِهِ وَاحْيَيْتِهِ وَ لَطَمْتُهُ وَقَدْ يَدَيْتُ يَمِينِي قَالَ ابْنُ سِيرِينَ قَرَأْتَهَا يَا بَسَّةً كَأَنَّهَُا عُرْدٌ۔

(البداية والنهاية جلد ۱ ص ۱۹۱ ذکر صفۃ قتله مطبوعہ بیروت تجدید)

ترجمہ کیا: امام بخاری نے تاریخ میں جناب محمد بن سیرین سے نقل فرمایا کہ میں ایک مرتبہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ کہ اچانک ایک شخص دیکھنے میں آیا۔ جو یہ کلمات کہہ رہا تھا: وہ اسے اللہ مجھے معاف کر دے۔ اور میرے خیال میں تو مجھے معاف نہیں کرے گا، اس کے یہ الفاظ سن کر میں نے کہا۔ بندہ خدا! یہ کلمات جو میں نے تجھ سے سنے۔ کسی سے بھی نہیں سنے (اس کی کیا وجہ ہے؟) وہ کہنے لگا۔ میں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔ (یعنی قسم اٹھائی تھی۔ کہ اگر مجھے عثمان غنی کو تھپڑ مارنے کا موقع ملا۔ تو میں ضرور ایسا کروں گا۔ پھر جب انہیں قتل کر دیا گیا۔ اور ان کی میت چار پائی پر رکھی گئی۔ اور لوگوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ میں بھی گیا ان کی نماز جنازہ پڑھنے آیا لیکن میں نے جب دیکھا۔ کہ یہاں میرے اور عثمان غنی کی میت کے سوا اور کوئی آدمی موجود نہیں۔ تو میں نے ان کے چہرہ اور داڑھی سے کہن

ہٹا کر انہیں تھپڑ مارا تھا۔ اب اس حرکت کی وجہ سے میرا دایاں ہاتھ بے جان ہو گیا ہے ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے اس بے جان ہاتھ کو دیکھا۔ یوں لگا جیسا کہ لکڑی ہے

لحمہ فکریہ :

سیدنا عثمان غنی کی میت کی توہین کرنے والے کا واقعہ امام بخاری سے اس شخص کی زبانی سنایا گیا۔ جو اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے۔ اور ثقاہت اور قناعت کے ساتھ ساتھ تابعیت کا اُسے شرف حاصل تھا۔ جب مرنے کی میت کو تھپڑ مارنے والے کی دنیا میں یہ سزا نظر آتی ہے۔ تو ایسے کی قیامت میں کیا سزا ہو گی؟ اور پھر اس پر قیاس اُن لوگوں کا کیجئے۔ جو حضرت عثمان کے قتل میں شریک تھے جن کی حدت ہزاروی کہ ہمدردی تڑپا رہی ہے۔ یہ واقعہ بھی ابن سیرین کی زبانی اس شخص کا تھا۔ جس نے عثمان غنی کی میت کو تھپڑ مارا۔ اب درج ذیل واقعہ بھی ملاحظہ ہو جس کا تعلق آپ کی ذات سے بلا واسطہ نہیں۔ بلکہ آپ کی بیوی کے ساتھ پیش آیا۔ وہ یہ ہے۔

عثمان غنی کی بیوی کے منہ پر تھپڑ مارنے والے کا شر

ازالة الخفاء:

عن ابی قلابہ قال کُتِبَ فِي رَحْلَةٍ بِالشَّامِ سَوْعَتٌ صَوْتِ رَجُلٍ يَقُولُ يَا وَيْلَاهُ النَّارُ قَالَ فَخَمَّتْ إِلَيْهِ وَإِذَا رَجُلٌ مَقْطُوعُ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ مِنْ حُفَيْنٍ اَنْحَرُ الْعَيْنَيْنِ مَسْكِبًا بِوَجْهِهِ قَسَا لَتَهُ عَنْ

حَالِهِ فَقَالَ إِنِّي كُنتُ وَمَنْ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ الدَّارَ فَكَلِمًا دَخَرْتُ مِنْهُ صَرَخَتْ زَوْجَتُهُ فَلَطَمَتْهَا فَقَالَ مَا لَكَ قَطَعَ اللَّهُ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ وَأَعْمَى عَيْنَيْكَ وَأَذْخَلَكَ النَّارَ فَأَخَذَ ثِيَابِي رَحَدَةً عَظِيمَةً فَخَرَجَتْ هَارِبًا مَا بَثْنِي مَا تَرَدَّى وَلَمْ يَبْقَ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا النَّارُ قَالَ فَكَلْتُ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ وَشَحَقًا (نخرجہما الملاء فی سیرتہ)

۱۔ ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۳۵۲ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

۲۔ ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۲۱ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ: ابوقلابہ بیان کرتے ہیں کہ میں ملک شام میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھا۔ کہ چانک ایک شخص کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا ”ہائے اگ“ میں اس کے پاس گیا۔ تو دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔ اور جوتی پہننے کی جگہ سے دونوں پاؤں بھی کٹے ہوئے ہیں۔ اور آنکھوں سے اندھا ہے۔ چہرہ کے بل زمین پر جھکا ہوا ہے میں نے اس سے اُس کا حال پوچھا۔ کہنے لگا۔ میں ان برہنہ لوگوں میں سے ہوں۔ جو عثمان غنی کو قتل کرنے کی خاطر اُن کے گھر پر حملہ آور ہوئے تھے۔ جب میں عثمان غنی کے قریب پہنچا۔ تو ان کی بیوی مجھ پر چلائی۔ میں نے اُسے تھپڑ مار دیا۔ اس پر عثمان غنی نے کہا تجھے کیا ہو گیا۔ (کہ تو نے میری بیوی کو تھپڑ مارا ہے) اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ

پاؤں کا سٹے اور تیری آنکھوں سے تجھے محروم کر کے آگ میں داخل کرے
عثمان غنی کی ان باتوں سے مجھے سخت خوف لاحق ہوا۔ اور میں وہاں سے
بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر جو کچھ میرے مقدر میں تھا تم دیکھ رہے ہو۔ اب
اُن بد دعاؤں میں صرف ایک ہی باقی رہ گئی ہے۔ وہ آگ میں جلنا
ہے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں۔ میں نے اس کی یہ باتیں سن کر اسے کہا۔ دوری
ہو تیرے لیے۔ اور خرابی ہو۔

ملحہ فکریہ:

اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بالواسطہ یا
بلا واسطہ امانت کرنے والا دنیا میں بھی اللہ کی پکڑ سے نریج سکا۔ اسی طرح آج بھی اگر
جو لوگ ان کے منقلب نامازیانہ الفاظ کہتے ہیں وہ اللہ کی گرفت سے نریج سکیں گے۔
عثمان غنی کی مظلومیت جنہیں نظر نہیں آتی۔ اور قاتلان عثمان و باغیان خلیفہ سوم
کی طرفداری میں سرگرواں ہیں۔ انہیں اپنے اس رویہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے کیونکہ
ہو سکتا ہے کہ اس وجہ سے ان کی گرفت ہو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مالک ابن اشتر کی موت

البدایۃ والنہایۃ:

فَلَمَّا سَارَ الْأَشْجَرُ إِلَيْهَا وَانْتَهَى إِلَى الثَّلْزَمِ
اسْتَقْبَلَهُ الْخَنَاسِرُ وَهُوَ مُقَدَّمٌ عَلَى الْخَرَاجِ
فَقَتَدَّمَ إِلَيْهِ طَعَامًا وَسَقَاهُ شَرَابًا مِنْ عَسَلٍ فَمَاتَ
وَمَنْهُ فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةُ وَعَمَرَ أَهْلُ
الشَّامِ قَائِدًا إِنَّهُ لَوَجُودَهُ مِنْ عَسَلٍ وَقَدْ ذَكَرَ

ابْنُ حَبْرِيٍّ فِي تَارِيخِهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ قَدْ تَقَدَّمَ
إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي أَنَّ يُخْتَالَ عَلَى الْأَشْجَرِ لِيُقْتَلَ وَوَعْدَهُ
عَلَى ذَلِكَ بِأَمْوٍ فَقَفَعَلْ
ذَلِكَ وَفِي هَذَا النَّظَرِ وَاسْتَفْدِيرُ صَخْتِهِ فَمُعَاوِيَةُ
يَسْتَحْيِزُ قَتْلَ الْأَشْجَرِ لِقَدْ مِنْ قَتْلِهِ عُثْمَانَ
وَالْمَقْصُودُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ وَ أَهْلَ الشَّامِ هَرَجُوا أَفْرَحًا
شَدِيدًا لِمَوْتِ الْأَشْجَرِ النَّصْرِيِّ۔

البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۳۱۳ ذکر شد مصلحت سنن
ثمان و ثلاثین۔ مطبوعہ بیروت طبع مجدد

توجہ کیا: جب اشتر مصر کی طرف چل دیا۔ اور قزقم پر پہنچا۔ تو فانسار اس کے
استقبال کے لیے آیا۔ جو ان دنوں خراج کی وصولی کے لیے یہاں آیا ہوا
تھا۔ اس نے اشتر کو کھانا بھیجا۔ اور پانی میں ملاشہد پلانے کے لیے ارسال
کیا۔ اشتر اس خورد و نوش کے بعد فوت ہو گیا جب اس کی فوتیگی کی خبر
حضرت معاویہ، عمرو ابن العاص اور دوسرے اہل شام کو ملی۔ تو انہوں نے
کہا۔ اللہ تعالیٰ کی فوج شہد میں بھی ہے۔ ابن جریر نے اپنی تاریخ میں یہ
ذکر کیا ہے۔ کہ امیر معاویہ نے اس آدمی کو پیغام بھیج رکھا تھا۔ کہ جلد بہانہ
سے اشتر کو قتل کر دیا جائے۔ اور اس پر تہیں انعامات ملیں گے۔ لیکن
اس میں اعتراض ہے۔ اور اگر اسے درست تسلیم کر بھی لیا جائے۔ تو پھر
یوں بات بنے گی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اشتر ایسے اشخاص
کا قتل کرنا جائز تھا۔ کیونکہ یہ لوگ قتل عثمان میں شریک تھے مقصد یہ ہے
کہ جب اشتر مرا تو امیر معاویہ اور شاہی لوگ انتہائی خوش ہوئے۔

لَا تَقْتُلُوا إِلَّا مَنْ قَاتَلَكُمْ وَ تَادُوا مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ قَتَلِكُمْ عُمَثَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَكَتْ عَتَا قِيَا تَا لَا تُرِيدُ إِلَّا قَتْلَهُ عُمَثَانُ وَلَا تَبْدَأُ أَحَدًا فَأَكْثَبَ حَكِيمُ الْقِتَالِ وَلَمْ يَزِدِ الْمُنَادِي لِلْمُنَادِي فَقَالَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَبَعَ لَنَا ثَارَ نَوَافِلِ أَهْلِ الْبَصَرَةِ اللَّهُمَّ لَا تَبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا وَأَقْدِمْهُمْ يَوْمَ الْيَوْمِ فَأَقْتَلَهُمْ فَبَاوُذُهُمُ الْقِتَالُ فَأَقْتَلُوا أَكْثَرَهُ قِتَالًا وَمَعَهُ أَرْبَعَةُ قُرَاقٍ فَكَانَ حَكِيمٌ بِحَيَالِ طَلْحَةَ وَ ذَرِيحٌ بِحَيَالِ الزُّبَيْرِ وَ ابْنُ الْمَحْدَثِ بِحَيَالِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَتَابٍ وَ حَرْقُوصُ بْنُ زُهَيْرٍ بِحَيَالِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَذَحَفَتْ طَلْحَةُ لِحَكِيمٍ وَ هَوَتْ فِي ثَلَاثِيَّةٍ رَجُلٍ وَ جَعَلَ حَكِيمٌ يَضْرِبُ بِالسَّيْفِ فَأَقْبَى عَلَيْهِ رَجُلٌ وَ هَوَتْ رُثَيْثٌ نَأْسَمَ عَلَى الْخِرِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا حَكِيمٌ قَالَ قَتَلْتُ قَالَ مَنْ قَتَلَكَ قَالَ وَ سَادَقِي فَأَحْتَمَلَهُ فَضَمَّهُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِهِ فَتَنَكَّمَهُ يَوْمَ مَيْدِ حَكِيمٍ وَ أَنَّهُ لَقَائِمٌ عَلَى رَجُلٍ رَأَى السَّيْفَ لَتَا خُذْهُمْ فَمَا يَتَخَتَعُ وَ يَقُولُ إِنَّا خَلَفْنَا هَذَيْنِ وَ هَدَّ بَايَعَا عَلِيًّا وَ اعْطِيَاهُ الطَّلَاعَةَ ثُمَّ اقْبِلَا مَعَ الْفَيْنِ مَحَارِبَيْنِ يَطْلُبَانِي يَدُمُ عُمَثَانُ بْنُ عَفَانَ فَفَرَّقَا بَيْنَنَا وَ نَحْنُ أَهْلُ دَارِ وَجَرَارِ

اللَّهُمَّ! لَقِمَا لَوْرِيْدَ اعْتِمَانٍ فَتَادِي مُنَادٍ يَا خَبِيْثُ جَدَعْتَ حَيْنَ حَضِّكَ نَكَالُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى كَلَامٍ مِنْ نَصَبِكَ وَ أَصْحَابِكَ بِمَا رَكِبْتُمْ مِنَ الْإِمَامِ الْمَظْلُومِ وَ فَرَّقْتُمْ مِنَ الْجَمَاعَةِ وَ أَصَبْتُمْ مِنَ الدِّمَاءِ وَ نَلِغْتُمْ مِنَ الدُّنْيَا فَذَقْ وَ بَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَ إِنِّي قَامَةٌ وَ أَقِيمُوا فِيمَنْ أَنْتُمْ وَ قَتِلْ ذَرِيحٌ وَ مَنْ مَعَهُ وَ أَفَلَتْ حَرْقُوصُ بْنُ زُهَيْرٍ فِي كَفْرِ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَجَّزَا إِلَى قَوْمِهِمْ وَ تَادِي مُنَادِي الزُّبَيْرِ وَ طَلْحَةَ بِالْبَصَرَةِ إِلَّا مَنْ كَانَ فِيهِمْ مِنْ قِيَا يَدِكُمْ أَحَدٌ هَمَّ عَنْ الْمَدِيْنَةِ فَلْيَا تَبَايَهُمْ فَجَنَى يَوْمَ كَمَا يُجَاوُزُ بِالْكَلاِبِ فَفَتِلُوْا (تاریخ طبری جلد ۹ ص ۱۸۰، ۱۸۱ مطبوعہ بیروت)

تجھ کو جس کی حکیم بن جبلة نے اپنے لشکر کے ساتھ ایسے آدمی کے پاس جس کی اتباع میں عبد القیس کے لوگ آ رہے تھے۔ اور اس آدمی کے پاس جو ان سے جھگڑا کر رہا تھا قوم ربيعة سے پھر یہ سب دار رزق کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حکیم بن جبلة یہ کہتا جاتا تھا کہ میں اس کا بھائی نہیں ہوں اگر اس کی مدد نہ کروں، اسی دوران اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا جب یہ کجواسات اس کے قبیلہ کی ایک عورت نے سنے۔ تو کہنے لگی۔ جو کچھ تو عائشہ صدیقہ کے متعلق کہہ رہا ہے۔ اس کا حق دار تو تو ہے۔ اس پر حکیم بن جبلة نے اُسے تیرا درگتھم کر دیا۔ اس پر عبد القیس کے لوگ غصہ میں آ گئے۔ مگر پسند پیرو کار خاموش رہے۔ وہ برسے کہ اسے حکیم بن قیس نے کل بھی ایسے ہی کیا

تھا۔ اور آج بھی وہی کر رہا ہے۔ خدا کی قسم! ہم تیرا ساتھ چھوڑ دیں گے
اور اللہ تعالیٰ تجھے قید کرادے گا۔ اور تجھ سے بدلہ لے گا۔ یہ کہہ کر وہ
اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد عثمان بن عفیف ان لوگوں میں
چلا گیا۔ جنہوں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تھا۔ یہ لوگ کچھ کے بعد
نیکو ہمارا رہنا مشکل ہے۔ لہذا وہ عثمان بن عفیف کو لے کر زابوہ میں
دارِ رزق میں پہنچ گئے۔ سیدہ عائشہ نے حکم دیا۔ کہ تم اُسی سے لڑنا جو
تم سے لڑے۔ اور یہ اعلان کرادو۔ کہ جو تم میں سے قاتل عثمان نہیں۔
وہ بیچ جائے۔ کیونکہ ہم صرف قاتلانِ عثمان کا ارادہ کیے ہوئے ہیں
ہم کسی پر اتنا دُکریں گے۔ حکیم نے لڑائی شروع کر دی۔ اور منادی
کہا کوئی پروا نہ کی۔ یہ دیکھ کر جنابِ طلحہ اور زبیر نے کہا۔ قابلِ تعریف وہ
اللہ رب العزت کہ جس نے ہمارے لیے بھری لوگ خود بخود جمع کر دیے
تاکہ ہم ان سے قتل عثمان کا بدلہ لے سکیں۔ اے اللہ! ان میں سے آج
میری کو زندہ نہ چھوڑنا۔ اور ان سے خوب بدلہ لینا۔ لڑائی پھر لگئی۔ حکیم کے
ساتھ چاروں بھی لڑ رہے تھے۔ اب حکیم کا مقابلہ طلحہ کے ساتھ، ذریح کا زبیر کے
ساتھ، ابنِ محمد بن عبد الرحمن بن عتبہ کے ساتھ، قوس بن زبیر کا عبد الرحمن
بن الحارث بن ہشلم کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ حضرت طلحہ نے
حکیم سے مقابلہ کیا تو اس وقت اس کے ساتھ تین سوار حملہ تھے
وہ حلواری کے ساتھ لڑ رہا تھا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے اس کی ٹانگ
کاٹ دی۔ وہ نزدیک ہوا۔ اور اس کی کٹی ہوئی ٹانگ کو پکڑ لیا۔
اور اپنے مقابل کو مارا۔ وہ اس کے بدن کو لگی۔ اور اس کو گرادیا۔ وہ اس
سے پاس گیا۔ اور اس کو قتل کر دیا۔ پس اس کے پاس ایک آدمی آیا۔

اور وہ زخموں کی حالت میں اپنا سر دوسرے شخص پر رکھے ہوئے تھا۔ اس
نے پوچھا اے حکیم تجھے کیا ہوا۔ اس نے کہا۔ مجھے قتل کر دیا گیا ہے۔ پوچھا
کس نے قتل کیا ہے۔ اس نے کہا میری ٹانگ نے۔ اُس نے اسے
اٹھایا۔ اور اس کے سر آدمیوں کے ساتھ ملا دیا۔ اُس وقت حکیم نے
ایک ٹانگ پر کھڑے کھڑے کچھ باتیں کیں۔ وہ یہ کہ تلواریں ان کو
قتل کریں گے۔ جھوٹی خبریں نہیں۔ اور یہ بھی کہہ رہا تھا۔ کہ ہم نے طلحہ و
زبیر کو غلیفہ بنایا۔ حالانکہ انہوں نے علی المرتضیٰ کی بیعت کی تھی۔
اور ان کی اطاعت بھی قبول کی تھی۔ پھر ہم سے جنگ کرنے اور
عثمان غنی کے خون کا مطالبہ کرنے بھی آگئے۔ انہوں نے ہمارے
درمیان پھوٹ ڈال دی۔ حالانکہ ہم شہر والے ہیں۔ اے اللہ!
یہ خون عثمان کا طلب گار نہیں ہے۔ پھر منادی نے پکارا۔ اے
خبیث! جب تجھے اللہ کے عذاب نے آگھیرا۔ تو تجھے اس شخص
کی باتیں یاد آئیں۔ جس نے تجھے اور تیرے ساتھیوں کو بغاوت
پر آمادہ کیا۔ تم امامِ مظلوم عثمان غنی کے خون کے مرتکب ہوئے۔
اور جماعت کو چھوڑ دیا۔ لوگوں کو قتل کیا۔ دنیا سمیٹی۔ لہذا اللہ تعالیٰ
کا انتقام اور عذاب چکھو۔ اور جن میں سے ہوا انہیں میں رہو۔ ذریح
اور اس کے ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ حرقوس اپنے ساتھیوں سمیت
بھاگ کر قوم میں پناہ لینے پر مجبور ہو گیا۔ اس پر حضرت زبیر اور طلحہ کے
منادی نے بھرہ میں یہ اعلان کیا۔ لوگو! تمہارے قبائل میں سے
جو شخص مدینہ کی لڑائی میں شریک تھا۔ اُسے ہمارے سامنے پیش کیا
جائے۔ چنانچہ ان لوگوں کو کتوں کی طرح گھسیٹ کر لایا گیا۔ اور پھر

قتل کر دیا گیا۔

تاریخ طبری:

حدثنا عمر بن شعبة قال حدثنا ابو الحسن
عن عامر بن حفص عن ابي نعيم قال
قتل ب عتق حکیم بن جبلة رَجُلٌ مِّنَ الْخَلَاءِ
يُقَالُ لَهُ ضَخِيمٌ فَمَالَ رَأْسُهُ فَتَعَلَّقَ بِحَبْلِهِ
فَصَانَ وَجْهَهُ فِي قَفَاةٍ..... قَالَ عامر ومسلمة
قُتِلَ مَعَ حَكِيمِ ابْنَةُ الْأَشْرَفِ وَأَخُوهُ السَّرْعَلِ
بن جبلة۔

(تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۸۲ تا ۱۸۳ مطبوعہ
بیروت جدید)

تجسّم، ابن حفص اپنے شیوخ سے ناقل کہ عدنان قبیلہ کے ایک آدمی نے
حکیم بن جبلة کی گردن پروا رکھا جس کا نام ضخیم تھا۔ اس سے اس کا سر
جھک گیا۔ اور صرف کمال باقی رہ گئی۔ جس سے اس کا چہرہ کھلی طرف
ہو گیا۔ ظاہر اس سے کہتے ہیں۔ کہ حکیم کے ساتھ اس کا بیٹا
اشرف اور اس کا بھائی رطل بن جبلة بھی قتل کر دیئے گئے۔

لمحہ فکریہ:

حکیم بن جبلة وہ شخص ہے جس نے باغیان عثمان اور قاتلان عثمان میں
بھرپور حصہ لیا۔ اور اس کے ساتھ مقابلہ کے وقت حضرت طلحہ و زبیر نے
اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔ کہ ہم اب مطمئن ہیں۔ کہ جو مد مقابل ہمارے ہاتھوں
منے گا۔ وہ ناسحق نہیں۔ بلکہ قاتل عثمان ہونے کی وجہ سے اس کا انجام

ہو گا۔ حکیم بن جبلة وہی شخص ہے جس کی بہادری اور شجاعت کا رافضی گنتے ہیں کیونکہ
اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تبر بازی کی تھی جس سے منع کرنے پر اس
نے اپنے ہی قبیلہ کی ایک عورت کو قتل کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قتل عثمان پر
شرکت اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تبر بازی کے عوض اس سے جواز تقام لیا۔
آپ سطور بالا میں اس کی جھلک دیکھ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرا بھر ظلم نہیں
کرتا۔ لیکن لوگ اپنے اوپر خود ظلم کرتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

محدث ہزاروی

کا

امیر معاویہ پر مذکورہ الزامات کے آخر میں تین امور پر مشتمل ایک فائدہ

الزام نمبر ۱۵ اور اس کا جواب ہم نے بالتفصیل تحریر کر دیا ہے۔ اس الزام کے ذیل میں ”فائدہ“ کے عنوان سے بھی کچھ باتیں ذکر کی گئیں۔ جو بطور خلاصہ تین امور ہیں۔

امراؤل:

ایک لاکھ ستر ہزار مومن مہاجر و انصار کے قاتل امیر معاویہ کو نہ رضی اللہ عنہ، کہنا قرآن کی مخالفت اور لاعلمی ہے۔

امردوم:

وہ نکاح جنہوں نے اس مسئلہ میں یہ کہہ کر دستخط کر دیئے۔ کہ ہم قرآن و حدیث کی بجائے علماء و مشائخ کی بات مانیں گے۔ یہ تمام کلمائے حمام الحرمین اور صوامع ہند کے قتاوی کے مطابق کافر، مرتد اور زندیق ہو گئے۔

امرسوم:

اور جو ان لاکھوں کا ساتھ دے گا۔ وہ قرآنی آیات کے حکم کے مطابق ان ہی کے حکم میں ہو گا۔
جواب امراؤل:

جہاں تک ایک لاکھ اور ستر ہزار مقتولین کی تعداد کا معاملہ ہے۔ اس کا کوئی

قطعی اور قطعی بخش حوالہ موجود نہیں بعض ”محدث ہزاروی“ کی مقرر کردہ تعداد ہے بہر صورت اگر اسے بھی تھے۔ تو ان کے قتل کی وجہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس کی ذمہ داری قاتلان عثمان اور باغیانِ خلیفہ ثالث کے سر پر پڑتی تھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس سے بری ہیں۔ عبد اللہ بن سلام کا واضح ارشاد گزر چکا ہے۔ کہ اگر کسی قوم نے کسی نبی کے خلیفہ کو قتل کر دیا۔ تو اس کے بدلے ۳۵ ہزار قتل کر دیئے گئے۔ جب عام پیغمبروں کے خلیفہ کا یہ معاملہ ہے۔ تو ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے قتل کی وجہ سے اگر ایک لاکھ ستر ہزار قتل ہونے مقدر ہو چکے تھے۔ تو اس میں امیر معاویہ کا قصور کیا تھا؟ رہا یہ معاملہ کہ حضرت امیر معاویہ کو نہ رضی اللہ عنہ، کہنا قرآن کی مخالفت اور جہالت ہے۔ تو امام غزالی، قاضی عیاض، ابن ہمام، امام عبد الوہاب شعرائی اور حضور عیون الاعظم رضی اللہ عنہ بھی ان حضرات میں سے ہیں۔ جو امیر معاویہ پر ”رضی اللہ عنہ“ بولتے ہیں۔ ”محدث ہزاروی“ کی ان کے مقابلہ میں قرآن وانی اور علیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے اس مقام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد ذکر کرنا کافی ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی کسی دوسرے پر لعن طعن کرتا ہے۔ تو اگر وہ ایسا ہی ہے۔ تو فہما ور نہ خود قاتل پر وہ لعنت لوٹ آتی ہے امام شعرائی اور عیون پاک تو بالاتفاق اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ اب ان پر بالواسطہ لعنت کرنے والا خود ملعون ٹھہرا۔ حضرت عثمان غنی کی درپردہ مخالفت اور ان کے باغیان و قاتلان کی غم خواری کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا نکلتا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

جواب مردوم:

جن لاکھوں نے قرآن و سنت کے مقابلہ میں اپنے علماء و مشائخ کی

بات پر دستخط کیے۔ اس سے مراد حق نواز ایم اللہ و تہ اور ایم ظہور الہی ہیں۔ اگر چنان کا مالہ و مال علیہ ہمیں معلوم نہیں۔ اور نہ ہی ان کے دستخطوں کے بارے میں کچھ کہا جاسکتا ہے لیکن اتنی بات ضرور کہیں گے کہ اگر انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ تو واقعی ان پر فتویٰ لگے گا۔ اس سے ایک بات یہ بھی سامنے آتی ہے کہ حسام الحرمین اور صوام ہند یہ وہ کتابیں ہیں جن کی حقانیت اور بے رعایتی محدث ہزاروی وغیرہ کو بھی مسلم ہے۔ اگر ان کا مذکورہ فتوے ان ملاؤں پر فٹ آیا۔ تو اس کے ساتھ ہم ایک فتوے کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں۔ حسام الحرمین امام اہل سنت مولانا احمد رضا بریلوی کی تصنیف ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بدخواہوں کے بارے میں ان کا فتویٰ درج ذیل ہے۔

احکام شریعت: مسئلہ

جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ علمائے اہل سنت والجماعت کی خدمت میں گزارش ہے۔ آج کل اکثر سنی فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بدعتیہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ اگرچہ حضور کی تصنیف کثیرہ میں بہت سے مسائل موجود ہیں لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا اس واسطے اس کی زیادہ ضرورت ہوگی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے یعنی انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور آل رسول یعنی امام حسن سے لاکر ان کی خلافت لے لی۔ اور ہزار ہا صحابہ کو شہید کیا۔ بکر کہتا ہے کہ میں ان کو خطا پر جانتا ہوں۔ ان کو امیر نہ کہنا چاہیے۔ عمرو کا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی توہین کرنا مکرمہ ہی ہے۔ ایک اور چوتھا آدمی جو اپنے آپ کو سنی المذہب کہتا ہے۔ اور کچھ علم بھی رکھتا ہے۔

(حق یہ ہے کہ وہ برا جاہل ہے)۔ وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بالذات لالچی تھے۔ کیونکہ رسول اللہ کی لعش مبارک رکھی تھی۔ وہ اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے۔ اور ان کو اہل سنت و جماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے۔ جواب مدلل عام فہم ارقام فرمائیے۔

جواب:

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین کی دو قسمیں فرمائی ہیں۔ ایک وہ جو قبل فتح مکہ مشرف باسلام ہوئے۔ اور راہ ضلالت میں مال خرچ کیا۔ جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ جو بعد میں (مشرف باسلام ہوئے) پھر فرمایا۔ قَدْ كَلَّ اللَّهُ الْحَسَنَى دُونَ فِرْقَةٍ سِی اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا۔ ان کو فرماتا ہے۔ أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ۔ وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَتَهَا۔ اس کی ہلک نہ سنیں گے۔ قَدْ هَمَّتْ فِرْقَةٌ مَّا أَشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ لَا يَحْزَنُ كَثِيرُ الْفِرْعِ الْأَخْبَرِ۔ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں ملے گی۔ قَدْ تَلَكَّاهُمُ الْمَلَكُ۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ هَذَا يُؤْمِكُمْ أَلَذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ۔ یہ کہتے ہوئے کر رہے تھے کہ وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ رسول اللہ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے۔ تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذکر ہیں۔ ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا بالاسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی ایت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا۔

کو دونوں فریق صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔ وَاللّٰهُ
يَمَّا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ اور اسے خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے۔ بایں ہمہ
میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس لیے جو بکے وداپنا سر کھائے۔ خود
جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء ابام قاضی بیان
میں فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يَكْثُرْ يَقْطَعَنَّ فِيْ مَعَاوِيَةَ فَذَلِكَ مِنْ كَلَابِ
الْهَآوِيَةِ۔

جو حضرت امیر معاویہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں سے ایک کتا ہے۔
ان چار شخصوں میں عمر کا قول سچا ہے۔ زید بکر بھوٹے ہیں۔ اور چوتھا شخص سب سے بدتر
خبیث رافضی بدتر تیرائی ہے۔۔۔۔۔۔ یہ خبیثاء خذلہم اللہ تعالیٰ
صحابہ کو ایذا نہیں دیتے۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث
میں ہے۔

مَنْ آذَاكُمْ فَقَدْ آذَانِيْ وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ
آذَى اللّٰهَ فَيَمُوتْ شَرَّكَ اللّٰهُ اَنْ يَّاْخُذَهُ۔

جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ جس نے
مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب
ہے۔ کہ اللہ اس کو گرفتار کرے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
کتبہ عبد المذنب احمد رضا عفی عنہ۔

(احکام شریعت حصہ اول ص ۵۴، ۵۵)

اعلیٰ حضرت کے مذکور فتوے سے درج امور ثابت ہوئے

۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمہ خلافت میں لالچی کہنے والا
بھوٹا ہے۔

۲۔ جس کا عقیدہ ہے کہ امیر معاویہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں۔ لہذا ان کی توہین گناہ
ہے۔ یہ عقیدہ درست ہے۔

۳۔ فتح مکہ سے قبل اور اس کے بعد مشرف باسلام ہونے والے صحابہ کرام رضی
میں۔ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے میں حقیقت یہ ہے۔
کہ آپ فتح مکہ سے قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن اس کا اظہار یوم فتح
پر کیا تھا)

۴۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے جنتی ہونے کا وعدہ اپنے علم کے ہوتے ہوئے فرمایا
کہ ان کے ائندہ اعمال کیا ہوں گے۔

۵۔ ان آیات کے مضمون کی شہادت کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن
کرنا خود جہنمی ہونا ہے۔

۶۔ قاضی عیاض کے ارشاد کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کشتار
”جہنمی کتا“ ہے۔

۷۔ جھوٹی روایات اور واقعات کا ذبح کرنے کے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرنا اور ان
کے مقابلہ میں فضائل و عظمت کی مرید آیات سے روگردانی۔ کسی سنی اور مسلمان
کا کام نہیں ہے۔

ملحہ فکر یہ:

محدث ہزاروی نے جن قلاؤں کا ذکر کیا۔ مذہم نے ان کی تحریرات دیکھیں۔ اور نہ ہی ان کی شکلیں۔ لیکن خود محدث ہزاروی کی تحریرات ہمارے پاس موجود ہیں۔ جن میں اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر، مرتد، زندیق اور منافق ایسے الفاظ سے لکھا ہے لہذا صاحب حسام الحرمین اعلیٰ حضرت کا فتوے اس کے بارے میں ہم نے اس لیے درج کیا کہ ان کے فتاویٰ کا حوالہ دے کر یہ اقرار کیا جا رہا تھا کہ شخص قابل اعتبار ہے اور اس کے فتاویٰ مبنی پر حقیقت میں سب قارئین کرام آپ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی روشنی میں ”محدث ہزاروی“ کی حیثیت اور مقام معلوم کریں۔

مشک انت کہ خود بگوید نہ آنکہ عطار بگوید

فاعتبروا یا اولی الابصار

امر سوم کا جواب:

جو ان قلاؤں سے محبت اور دوستی رکھے گا۔ وہ بھی ان کے حکم میں ہوگا محدث ہزاروی کے اس فتوے سے مراد اگر یہ ہے کہ مذکورہ تین مولوی چونکہ قرآن و سنت کے مقابل میں علماء و مشائخ کے اقوال کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے وہ کافر ہوئے۔ اور کافر کو کافر جان کر دوست بنانے والا بھی کافر ہے۔ تو ہمیں یہ تسلیم۔ اور اگر مذکورہ عبارت کا مطلب یہ ہو کہ چونکہ یہ تین مولوی، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ”دشمن“ کہتے ہیں۔ انہیں مسلمان جنتی سمجھتے ہیں۔ لہذا اس عقیدہ کی بنا پر وہ یمنوں خارج از اسلام ہیں۔ اور جو بھی ان جیسا عقیدہ رکھے یا ان کے ساتھ اس عقیدہ کی بنا پر دوستی کا دم بھرے۔ وہ کافر ہے۔ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہماری طرح معاذ اللہ کافر منافق و غیرہ نہ کہے۔ وہ خود کافر ہے۔ اور جو امیر کی توہین نہ کرے۔ وہ بھی ملعون ہے۔ تو پھر یہ بات یہیں تک نہ رہے گی۔ بلکہ اس کی زد میں حضرت امام حسن حسین اور بہت سے صحابہ کرام بھی آجائیں گے

امیر معاویہ کی ان حضرات نے بیعت کی۔ جن میں تو لاکھوں درہم بطور ہدیہ ان سے ہر سال قبول کرتے رہے۔ (جس کے ثبوت پر بہت سے حوالہ جات تحفہ جعفریہ اور عقائد جعفریہ کی مختلف مجلدات میں مذکور ہیں) تو محدث صاحب ابتلائیے۔ کافر و زندیق کی بیعت کرنے والا اور اس سے وظیفہ وصول کرنے والا آپ کے خیال میں کیسا ہے؟ امام حسین جیدان کر بلا میں یزید جیسے فاسق و فاجر کی بیعت نہ کرنے کی بنا پر شہید ہوئے ایک طرف یہ بہت دشمنی اور دوسری طرف ایک کافر و زندیق کی بیعت کر لینا کیونکر ممکن ہو تو معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرات صحابہ کرام جیسے کریمین کے جنتی اور مسلمان سمجھتے تھے۔ کاش! محدث ہزاروی اپنے کمپنی کو یہ بات سمجھا جائے۔ اور اپنی دنیا و آخرت برباد ہونے سے بچا سکیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مَنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

وَسَيَعْلَمُ الْكَافِرُ لِمَنْ عُقِبِيَ الدَّارُ -

واللہ اعلم بالصواب

توجہ لیا: بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں۔ روگردانی کریں اس کی تذلیل و تحقیر بجالائیں۔ اس سے لعن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔ لاجرم ثابت ہوا کہ بد مذہب کو سنیہ کا شہر بنانا گناہ و ناجائز ہے۔

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”بتدرج“ کا حکم ذکر کیا۔ اور اس سے مراد بد مذہب ہے۔ جیسا کہ ترجمہ سے بھی ظاہر ہے۔ اس سے محدث ہزاروی یہ دھوکہ دینا چاہتا ہے کہ معاذا اللہ علامہ تفتازانی ایسے جید علامہ نے بھی جب امیر معاویہ کے متعلق ایسا فتویٰ دیا ہے۔ تو ہمیں بھی تسلیم کرنا چاہیے۔ اور اس کے مطابق امیر معاویہ پر لعن طعن کرنا اور انہیں قابل بغض و عداوت سمجھنا چاہیے۔ لیکن حقیقت حال پر محدث ہزاروی نے جان بوجھ کر ردہ ڈالا تاکہ گمراہ کرنے میں آسانی رہے۔ اُسے علامہ تفتازانی سے پوچھتے ہیں۔ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے نزدیک واقعی ایسے ہیں۔ جیسا کہ محدث ہزاروی نے تاثر دینے کی کوشش کی ہے؟ جواب ملتا ہے۔

علامہ تفتازانی امیر معاویہ کو فاسق نہیں کہتے

بلکہ ان کی خطائے اجتہادی کے ہی قائل ہیں

شرح مقاصد:

وَالْمُحَافِظُونَ بُغَاءً۔ لِقَوْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِخْوَانُنَا بَغَوْنَا عَلَيْكَ وَكَيْسُوا كَفَّارًا وَلَا فُسْقَةَ وَلَا ظَلَمَةَ لِمَا لَهُمْ مِنَ التَّائِيلِ وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا فَغَايَةُ الْأَمْرِ أَكْثَرُ أَخْطَاؤُنَا فِي الْوَجْهِادِ وَكَذَلِكَ لَا يَنْجِبُ النَّفْسَ

الزام نمبر (۱۶)

دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالاجماع مبتدع ہے

اور مبتدع کا حکم شرعی یہ ہے۔ اَلْبَغَضُ وَالْعَدَاوَةُ وَالْإِعْرَاضُ عَنْهُ وَالْإِهَانَةُ وَالطُّعْنُ وَاللَّعْنُ (فتاویٰ رضویہ مکہ طبع بریلوی)

جواب:

”محدث ہزاروی“ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دین اسلام کا پہلا باغی اپنے زعم باطل کے مطابق قرار دے کر پھر اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے باغی مبتدع کا حکم ذکر کیا ہے۔ حالانکہ مذکورہ میں ترجمہ گول مول کر دیا گیا۔ اور اپنے قاری کو یہ باور کرائے کی مکارانہ کوشش کی گئی۔ کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ وہی بات اعلیٰ حضرت بریلوی بھی کہہ رہے ہیں۔ یہاں ہم یہ ذکر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت نے مذکورہ الفاظ علامہ محقق سعد اللہ والدین تفتازانی کے ذکر کیے۔ جو انہوں نے مقاصد اور شرح مقاصد میں لکھے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ:

حَكْمُ الْمُبْتَدِعِ الْبَغَضُ وَالْعَدَاوَةُ وَالْإِعْرَاضُ عَنْهُ وَالْإِهَانَةُ وَالطُّعْنُ وَاللَّعْنُ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم حصہ دوم ص ۷۷، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔)

فَضْلًا عَنِ الشَّكْفِيرِ وَلِيْلًا مَنَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَصْحَابَهُ مِنْ لَعْنِ أَهْلِ الشَّامِ وَقَالَ إِشْقَانًا
بَخْرًا عَلَيْنَا۔

شرح مقاصد جلد دوم ص ۳۰۵ مطبوعہ لاہور
(طبع جدید)

ترجمہ: اور مخالف بائی ہیں۔ انہیں بائی اس لیے کہا گیا کہ حضرت علی
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ہمارے ہی بھائیوں نے ہمارے
خلاف بغاوت کی۔ لیکن زدہ کافر ہیں۔ اور نہ ہی فاسق و ظالم۔
کیونکہ بغاوت کے جواز پر ان کے پاس دلیل تھی۔ اگر وہ باطل ہی
تھی۔ لہذا زیادہ سے زیادہ یہ ہے۔ کہ ان حضرات نے اجتہادی
غلطی اور خطا کی۔ اور ایسی خطا کا مرتکب اس کا حقدار نہیں۔ کہ اس کو
لا زماً فاسق کہا جائے۔ چہ جائے کہ اسے کافر قرار دے دیا جائے
یہی وجہ تھی۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے ساتھیوں کو منع کر دیا تھا
کہ وہ شایموں پر لعنت نہ بھیجیں۔ اور فرمایا۔ وہ ہمارے بھائی ہیں
بغاوت پر اتر آئے ہیں۔

مذکورہ عبارت سے صاف ظاہر کہ علامہ تفتازانی کے نزدیک امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ مستحق لعن طعن ہرگز نہیں۔ بلکہ خطائے اجتہادی کی وجہ سے اور دلیل
کے ہونے کی وجہ سے وہ بالکل قابلِ علامت نہیں۔ ہاں ان کی دلیل چونکہ
باطل تھی۔ اس لیے بمقابلہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی حیثیت کمزور ہو گئی۔
لیکن اس کے باوجود انہیں ظالم و فاسق نہیں کہا جائے گا۔ اور یہ کیونکر جائز
ہوتا جبکہ حضرت علی المرتضیٰ انہیں اپنا بھائی کہہ رہے ہیں اس کے علاوہ

خود علامہ نے دوڑک الفاظ میں ذکر فرمایا۔ کہ فاسق و فاجل ایسے الفاظ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کو موصوف کرنا یہ رافضیوں کا معمول ہے۔ اور ان کا مذہب ہے۔

شرح مقاصد:

وَمَا ذَهَبَ إِلَيْنَا الشَّيْعَةُ مِنْ أَقْ مَعَارِي عَلِيٍّ كَفَرًا
وَمُخَالَفَتُهُ فَسَقًا..... قِيَمُونَ إِجْتِهَادَهُمْ وَجِهَاتِهِمْ
قِيَمُ حَيْثُ لَمْ يُقَيِّ قِيَمًا يَبِينُ مَا يَكُونُ يَتَأَوَّلُ
وَأَجْتِهَادِ الْغُ

(شرح مقاصد جلد دوم صفحہ نمبر ۵۳)

ترجمہ: شیعوں کا یہ مذہب کہ علی المرتضیٰ کے ساتھ لڑنے والے کافر
اور ان کے مخالف فاسق ہیں۔ یہ ان شیعہ لوگوں کی دین پر انتہائی
جرات ہے۔ اور ان کی بہت بڑی جہالت ہے۔ کیونکہ انہوں
نے اس مقام پر پر فرق نہ کیا۔ (اور نہ سمجھا) کہ اس کے پیچھے تاویل اور
اجتہاد کا فرما تھا۔

گویا علامہ تفتازانی کے مذکورہ الفاظ کے مطابق خود محدث ہزاروی "ان لوگوں
میں سے ہونے کی وجہ سے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ کفر شیعہ ہے
اس لیے فتوے مذکورہ کے مطابق اہل سنت کو ایسے نام نہاد پیر سے کوسوں
دور رہنا چاہیے۔ اور اگر اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ ان نزدیک
امیر معاویہ نہایت بدمذہب بائی ہیں۔ اس لیے فتویٰ مذکورہ کے مستحق ہیں۔ تو یہ تاثر بھی پہلے تاثر
کی طرح گمراہ کن اور لاعلمی کا مظہر اتم ہے۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ حوالہ مذکورہ میں بدمذہب کا
معنی "بدمذہب" لکھا ہے۔ اور گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ حضرت جنتی اور کامل الایمان سمجھتے ہیں

بد مذہب وہ جہاں سنت کے مسلمہ مقتدا کے خلاف ہیں۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو وہ اپنا بھائی نہ فرماتے۔ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ میں آپ نے خود ذکر کیا کہ اس کی زد میں آنے والا وہ شخص ہے۔ جو اپنی سنی بیٹی کی شادی بد مذہب کے ساتھ کرے۔ گناہ شادی کا مسئلہ اور کہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے عند کی بنیاد کا واقعہ۔

مختصر یہ کہ امیر معاویہ کو جب علی المرتضیٰ اپنا بھائی فرمائیں۔ تو ایک کافرو زندقہ کو اپنا بھائی قرار دینے والا بھی بد مذہب ہونے کی وجہ سے ان الفاظ کا مستحق قرار پائے گا۔ جو محدث ہزاروی نے ذکر کیے۔ اور دوسری طرف اعلیٰ حضرت تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لعن طعن کر کے اسے کافر بکھتے ہیں اور اسے جہنمی کہتے ہیں۔ ان شہادتوں کے ضمن میں ”محدث ہزاروی“ کو اپنی جگہ تلاش کرنی چاہیے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۱

معاویہ اپنے ڈک کے حق میں تمام مسلمان کا قطعی جماعتی عقیدہ ہے۔ کہ وہ باغی خارجی ہیں۔
غایۃ امر ہر البغی والخروج
شرح عقائد نفی۔ خارجی نامہ صبی ملانے اس پر پردہ ڈالتے ہیں
اور چھپاتے ہیں

جواب :

”محدث ہزاروی“ اپنی عبارت شرح عقائد کے حوالہ سے نقل کی ہے اسے کمال چالاکی سے یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ ان الفاظ کا مصداق یعنی باغی اور خارجی ہونا امیر معاویہ ہیں۔ اور یہ تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اس دم بریدہ عبارت سے محدث ہزاروی کا استدلال کا جواب دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ خارجی کی تعریف کر دیں۔ اہل سنت کے ہاں خارجی وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کی۔ اور جب امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے درمیان صلح کے لیے عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ اشعری کو بطور ثالث مقرر کیا گیا۔ تو ان لوگوں نے لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ يَا اِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ کا نعرہ بلند کیا۔ اور شور مچا دیا۔ کہ ثالث مقرر کرنے کی بنا پر علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ دونوں کافر ہو گئے ہیں۔ یعنی خارجی وہ شخص ہے

جو علی المرتضیٰ کو بھی کافر سمجھتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی نے جو امیر معاویہ کے بارے میں "خارجی" کافر ذکر کیا۔ یا اس کا سہارا علامہ نسفی کی عبارت غایۃ امیر معاویہ والخرج سے لیا۔ اُس کا معنی اور مطلب اصطلاحی خارجی نہیں کیونکہ خارجی تو امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ دونوں کے کفر کے قائل تھے۔ بلکہ یہاں خروج سے مراد یہ ہے کہ امیر معاویہ نے خون عثمان کا مطالبہ کیا۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کی بیعت نہ کی۔ اور دونوں کے درمیان اس مسئلہ پر لڑائی ہو گئی اس ردائی کو بغاوت اور راسخی بیعت نہ کرنے کو خروج کہا گیا ہے۔ اسی معاملہ پر پہلے الزام کے جواب میں ہم نے علامہ تفتازانی کی عبارت پیش کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ چونکہ امیر معاویہ کا بیعت نہ کرنا اور جنگ پر آمادہ ہو جانا دلائل پر مبنی تھا۔ اگر وہ دلائل باطل تھے اس بنا پر ان کی یا اجتہادی غلطی کہلائے گی۔ جس کی بنا پر ان کو فاسق و ظالم کہنا بھی جائز نہیں۔ بلکہ انہیں ایسے الفاظ سے یاد کرنا شیعوں کا مذہب ہے۔ امام موصوف نے شرح عقائد میں دیتے گئے۔ الفاظ ایک بحث کے ضمن میں لکھے ہیں۔ بحث یہ ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام کے باہمی جھگڑے اور خصومات کے بارے میں ہم اہل سنت کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں خصوصاً امیر معاویہ کا نام لے کر فرماتے ہیں۔

شرح عقائد:

وَبِأَلْجُمْلَةِ لَمْ يَنْقُلْ عَنِ السَّلَفِ الْمُجْتَمِعِينَ
وَالْعُلَمَاءِ الصَّالِحِينَ جِدَانُ اللَّعْنِ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَ
أَحِبَّاءِهِ لِأَنَّ غَايَةَ أَمْرِ هِمِّ الْبَغْيِ وَالْخُرُوجِ عَلَى الْإِمَامِ
وَهُوَ لَا يُرْجَبُ اللَّعْنُ۔

د شرح عقائد نسفی ص ۱۱۲ مطبوعہ کراچی جدید و کیف

صحن ذکر الصحابہ

ترجما:

خلاصہ کلام یہ کہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے بھی امیر معاویہ اور آپ کے ساتھیوں پر لعنت کرنے کا جواز منقول نہیں ان حضرات کے بارے میں انتہائی طور پر یہ کہنا جاسکتا ہے۔ کہ انہوں نے امام کے خلاف بغاوت کی اور اس کی اطاعت سے خروج کیا۔ لیکن یہ بات ان پر لعنت کرنے کا سبب نہیں بن سکتی۔

خلاصہ کلام:

شرح مقاصد میں لفظ "یعنی" اور خروج "کس پس منظر میں کہا گیا۔ اور پھر اس کے بعد ان دونوں کے حامل پر کیا حکم لگایا گیا؟ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی نے یہ دونوں باتیں گول کر دیں۔ تاکہ قارئین کو فریب اور چکر بازی سے یہ باور کرایا جاسکے کہ تمام مسلمان اجماعی طور پر امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو "باطنی اور خارجی" کہتے ہیں۔ حالانکہ علامہ تفتازانی اسی عبارت سے ان حضرات کا اجماعی عقیدہ یہ بیان کر رہے ہیں۔ کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں میں سے کسی پر لعنت کا جواز جامع امت سے ثابت نہیں۔ کیونکہ وہ احادیث مبارکہ جو فضائل صحابہ میں بالعموم مذکور ہیں۔ مثلاً۔ جس نے کسی میرے صحابی کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور میں نے مجھے ایذا دی۔ اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے والا عنقریب اسکی پکڑ میں آئے گا۔ یہ اور ایسی دیگر احادیث ہیں جن میں علی المرتضیٰ سلیمان فارسی اور دیگر صحابہ کرام کو شامل ہیں۔ اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بوجہ صحابی رسول ہونے کے اس میں شامل ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ عمرو بن العاص بھی شامل ہیں۔ ان میں سے کسی پر لعن طعن کرنے والا بدعتی اور فاسق ہے۔

چیلج

”سب سے پہلا باغی اور مبتدع امیر معاویہ ہیں“ محدث ہزاروی کے پاس اس موضوع اور اپنے اس باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے صرف اور صرف علامہ تفتازانی کی کتاب شرح عقائد اور شرح مقاصد کے سوا کوئی حوالہ نہیں۔ اور جو اس حوالہ میں ہے۔ وہ آپ کے سامنے آگیا۔ اب ہم محدث ہزاروی کو کھلے بندوں چیلنج کرتے ہیں۔ کہ علامہ تفتازانی کی کسی کتاب سے کوئی ایک ایسی عبارت دکھادیں۔ جس میں انہوں نے امیر معاویہ کو کافر زندقہ اور مرتد وغیرہ کہا ہو۔ تو بیس ہزار روپے انعام ملے گا۔ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَأْخُذُوا النَّارَ الَّتِي فِيهَا الْخ۔ اس کے برعکس ہم کچھ چکے ہیں۔ کہ علامہ موصوف نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق و فاجر کہنے والے کو بدعتی اور فاسق کہا ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

الزام نمبر ۱۸

رسول خدا کا حکم از روئے قرآن سننت یہ ہے کہ
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةَ عَيْنِهِ مِنَ اللَّهِ الْخ
حضور نے فرمایا۔ جس سے شرعی علم دریافت طلب ہوا اور اس نے اسے نہ بتایا۔ دوزخ کی لگام دیا جائے گا۔

جواب:

وہ ایسوں کا حکم، ایسوں سے مراد محدث ہزاروی کی یہ ہے۔ جو علماء

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خارجی اور باغی نہیں کہتے۔ حالانکہ محدث ہزاروی کے نزدیک امیر معاویہ کا باغی خارجی ہونا علامہ تفتازانی نے بالا جماع لکھا ہے۔ تو یہ نہ کہنے والے دراصل ایک مسئلہ کو جان بوجھ کر چھپا رہے ہیں۔ چونکہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے۔ لہذا اس کے چھپانے والے یعنی امیر معاویہ کو باغی خارجی کی بجائے پکامومن اور جنتی کہنے والے۔ (دورخ کی لگام دیئے جائیں گے۔

آئیے ذرا حقیقت حال بیان کریں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جو جھگڑے ہوئے۔ ہم اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ان میں علی المرتضیٰ صحیح تھے۔ اور امیر معاویہ غلطی پر تھے۔ ان کی غلطی اجتہادی تھی۔ یہ شہادت یا مسئلہ تھا۔ جو ہم نے ہرگز نہیں چھپایا۔ بلکہ اب بھی اور ہر وقت اسے سرعام بتانے کے لیے تیار ہیں۔ رہا یہ معاملہ کہ امیر معاویہ چونکہ (معاذ اللہ) خارجی ناصبی اور کافر زندقہ ہیں۔ اور یہ بات اہل سنت کے کچھ تلانے جانتے ہوئے نہیں کہتے۔ اس لیے وہ حق کو چھپانے والے بنتے ہیں۔ تو ہم محدث ہزاروی وغیرہ سے دریافت کریں گے۔ کہ فوراً ان اکابر امت کی نشاندہی کر دی جائے جنہوں نے حضرت امیر معاویہ کو ان الفاظ سے یاد کیا ہو۔ جو تم استعمال کرتے ہو۔ اگر یہی کتمان شہادت اور دورخ کی لگام کا سبب ہے۔ تو پھر ساری امت کے اکابر اس میں شامل ہو جائیں گے۔ اگر کوئی بچے گا۔ تو محدث ہزاروی اینڈ کمپنی مثلاً امام شیعہ شیخ عبدالقادر جیلانی۔ مجدد الف ثانی وغیرہ اکابر نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پکامومن صحابی رسول اور جنتی سمجھا ہے۔ تو محدث ہزاروی کے فتویٰ کے مطابق یہ حضرات ظالم اور کتمان شہادت کے مرتکب ہوئے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے دوست اور محبوب کون ہوں گے؟ دامن کو ذرا دیکھو ذرا بند تبا۔ دیکھو سبے حیا باش ہر چہ خواہی کن کامصراق کیوں بنتے ہو۔

روحانی تجربہ

قبلہ پیر و مرشدی سید باقر علی شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت
کیلیا نوالہ شریف فرماتے ہیں۔ کہ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کا گستاخ ہو گا۔ اسے ولایت ہرگز نہیں مل سکتی۔ کیونکہ یہ واقعہ میرے ساتھ
بیت چکا ہے۔ کہ میں نے سید ہونے کے ناطے سے حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کی شان میں تھوڑی سی بے اعتیاطی برقی۔ تو اس کی وجہ سے میرے
فیوض و برکات سبھی منقطع ہو گئے۔ دوسری طرف مجدد الف ثانی کا فیصلہ ہے
کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد تاقیامت کسی ولی کو ان کے توسل کے بغیر
ولایت نہیں مل سکتی۔ اب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ”محدث ہزاروی“
کی منطق پر دیکھیں۔ تو کچھ یوں دلیل بنے گی۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کو پکا مومن اور صفتی سمجھا۔ اس بنا پر اپنے انہیں خارجی باغی نہ کہہ کر ظلم کیا۔
اور اس سے بڑھ کر۔ کہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اور امام حسن
رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بیعت کر لی تو اس واقعہ کے پیش نظر سرکار غوث
پاک تو امیر معاویہ کو فاسق کہنے پر بھی آمادہ نہیں۔ لہذا محدث ہزاروی کے نزدیک
سرکار غوث پاک جب ظالم ٹھہرے۔ تو پھر ان سے ولایت کی مہر لگوانا کون
تسلیم کرے گا۔ یعنی جسے محدث ہزاروی ظالم کہہ رہا ہو۔ اور پھر اپنے آپ کو
ولایت سے موصوف بھی ماننا ہو۔ تو اس سے کوئی پوچھے کہ مجدد الف ثانی
کے عقیدہ کے مطابق آج کسی کو ولایت نہیں مل سکتی۔ جب تک اسے غوث
پاک سے عقیدت نہ ہو۔ اور تم تو اپنے زعم باطل کے مطابق انہیں ظالم کہتے
یا سمجھتے ہو۔ بھلا تم کو ولایت کس توسل سے ملے گی۔ جو تو معلوم ہو کہ خانی ولایت

تو محدث ہزاروی کے پاس ہے نہیں بل شیطانی ولایت حد کمال تک ہرگز اس
میں کوئی اعتراض نہیں۔ اس لیے اعلیٰ حضرت کے نقول کے مطابق ”اس کے
بعد جو کوئی بکے اپنا سر کھائے۔ اور جہنم جائے“ صاحب نسیم الریاض علامہ خفاجی
کے بقول ومن یكون یطعن فی المعاو یة ذالک من کلاب
الہاویة۔ اگر شیطان اپنے دوست کو جہنم میں ساتھ رکھے تو کوئی عجیب
بات نہ ہوگی۔

نوٹ: شرح عقائد کی ایک اوصوری اور دم بریدہ عبارت محدث ہزاروی نے لکھ
کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ علامہ تفتازانی کے نزدیک تمام امت کا یہ اجماعی عقیدہ
ہے کہ امیر معاویہ باغی اور خارجی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ امت کے
کسی مجتہد اور صالح شخص نے آپ پر لعن طعن کو جائز قرار نہیں دیا۔ شرح عقائد کی مذکورہ
عبارت پر یعنی لم ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء الصالحین جواز
اللعن علی معاویة کے حاشیہ پر وضاحت کی گئی ہے

شرح عقائد کے حاشیہ پر

وَلِهَذَا قُلْنَا لَا يَجُوزُ اللَّعْنُ عَلَى مَعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ
عَلِيًّا صَالِحًا مَعَهُ وَقَدْ كَانَ مُسْتَحَقًّا لِلْعَيْنِ لَكَانَ
لَا يَجُوزُ الصَّلَاحُ مَعَهُ۔

(شرح عقائد ص ۱۲) ویکیف عن ذکر الصحابة البغیہ
ترجمہ: اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ امیر معاویہ پر لعنت کرنا جائز نہیں کیونکہ
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ صلح کر لی تھی۔ اس لیے اگر وہ
لعنت کے مستحق ہوتے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ
صلح کرنا جائز نہ ہوتا۔

الزام نمبر ۱۹

حضور نے بتدع کے حق میں فرمایا:-

مَنْ أَخَذَتْ فِي أَمْرِ تَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ
متفق علیہ (مشکوٰۃ)

جواب:

”محدث ہزارویؒ، چونکہ بزعم خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد بالا کا مصداق بنایا۔ اور پھر ان پر مردود ہونے کا حکم بھی لگا دیا۔ حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج بالا ارشاد اُن پر منطبق نہیں ہوتا۔ بلکہ احتمال قوی نہیں بلکہ بوجہ یہ ارشاد خود محدث ہزارویؒ اپنے کچھ پر منطبق ہوتا ہے۔ انہیں دراصل علامہ تفتازانی کی ایک عبارت سے غلط فہمی ہوئی۔ عبارت یہ ہے۔

شرح مقاصد:

إِنْ أَوَّلَ مَنْ بَغَى فِي الْإِسْلَامِ مَعَاوِيَةَ لَدَنْ قَتْلَهُ
عَثْمَانَ لَمْ يَكُنْ تَوَابِعًا بَلْ ظُلْمًا وَأَنَا كَ
لَعَدِمِ الْإِعْتِدَادُ بِشَبِيهِمْ - (شرح مقاصد

جلد دوم ص ۲۰۶)

ترجمہ کا: اسلام میں سب سے پہلا بغاوت کرنے والا امیر معاویہؓ ہے۔ کیونکہ حضرت عثمان غنیؓ کے قاتل باغی نہ تھے بلکہ ظالم تھے۔ اس لیے کہ ان کے شبہات اور دلائل کسی کام کے نہ تھے علامہ موصوف

کتنا یہ چاہتے ہیں۔ کہ خلیفہ وقت کے خلاف جس شخص نے با دلائل اور قوی شبہات کی بنا پر بغاوت کی وہ امیر معاویہؓ ہیں۔ وہ دلائل و شبہات کیا تھے۔؟ یہی کہ حضرت عثمان غنیؓ کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ ورنہ ہم اہل شام علی المرتضیٰ کی بیعت نہ کریں گے۔

اب دلیل کے ساتھ بغاوت کی ابتداء کرنا اور عام اصطلاح میں مبتدع یا بدعتی دونوں کو محدث ہزارویؒ ایک سمجھ بیٹھا۔ اور عام بتدع کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے دلیل کے ساتھ پہلے اختلاف کرنے والے پر چسپاں کر دیا۔ اس غلط طریقہ استدلال سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ معاذا اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی مبتدع اور مردود کہتے ہیں۔ گو یا بارگاہ رسالت سے امیر معاویہ کا بتدع ہونے کی وجہ سے مردود ہونا ثابت ہو گیا۔ تو پھر اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔؟ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک میں جس ”محدث“ کا ذکر ہے۔ اور جسے مردود کہا گیا ہے۔ وہ اور ہے اور جسے علامہ تفتازانیؒ نے ”اول باغی“ کہا۔ وہ اور ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکورہ خود ”محدث ہزارویؒ“ کی پختی، کے لیے تازیانہ نہیں بن سکتا؟ وہ اس طرح کہ آج تک کسی دور میں امت مسلمہ کے اکابر نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یمن طعن کا جائز نہ کیا۔ اس کی ابتداء یہ لوگ کر کے بتدع ہونے کی وجہ سے مردود نہ ٹھہریں گے؟

فاعتادوا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۲

اللہ فانی کا منت کا حکم ہے۔ وَلَوْ تَلَوْتُمُ الْقُرْآنَ بِالْأَبْطَالِ
۱۰ بقدر آیت خلافت راشدہ ہے۔ معاویہ کی بغاوت باطل
ہے۔ مسلمان گندے ستھرے بڑے بھلے کی پہچان کریں۔

جواب اول

مذکورہ بالا آیت کریمہ اہل کتاب کے ایک کڑوت پر نازل ہوئی۔ ان کا وطیرہ تھا۔
وہ حق و باطل کو گھول میل کر بیان کرتے تھے۔ تاکہ امتیاز نہ رہنے کی وجہ سے لوگ کسی سے
نہ نہ چڑھیں۔ لیکن محدث ہزاروی آیت کریمہ کا شان نزول کچھ یوں بیان کرتا
ہے۔ کہ آیت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ گویا اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ہے۔ مسلمانو! حق (یعنی خلافت راشدہ) کو باطل (یعنی بغاوت امیر معاویہ)
کے ساتھ غلط غلط نہ کرو۔ بلکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حق پر سمجھو۔ اور امیر معاویہ کو باطل پر
ی طرح علی المرتضیٰ کو ستھرا اور بھلا سمجھو۔ اور ان کے مقابلہ میں آنے والے امیر معاویہ
گندرا اور برا سمجھو۔ دونوں کو حق نہ سمجھو۔ اور نہ ہی دونوں کو ستھرا بھلا کہو۔ بات ٹھیک
ہے۔ لیکن محدث ہزاروی کا انداز دھوکہ دہی بتاتا ہے۔ کہ اس کی نیت کیا ہے۔
مبارک کہہ چکے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اجتہادی غلطی پر تھے اور ان کے
قابل علی المرتضیٰ صحیح تھے۔ لیکن اجتہادی غلطی کو دشمنی اور عناد ہی غلطی قرار دے لینا
ی حماقت ہے۔ یہی فرق محدث ہزاروی نے پیش نظر نہ رکھا۔ جس کی بنا پر خود
ستاخ اور دوسروں کو گستاخی کی ترغیب دی۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے
اوت باطل اور عنادی ہوتی تو پھر کابرین امت ان پر وہی فتویٰ دیتے جو

محدث ہزاروی کو سوجھا ہے۔ اگر علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں انا بطلان عنادی کی دلیل ہے
اور پھر اس پر کفر و نفاق کا فتویٰ چسپاں کرنا ہے۔ تو پھر سیدہ عائشہ صدیقہ طحاویہ اور زبیر
وغیرہ حضرات کے بارے میں کہا کہو گے؟ یہ وہ حضرات ہیں۔ جن کے بارے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دے دی ہے۔ جنتی شخص اللہ تعالیٰ
کی رحمتوں کا مستحق ہوتا ہے۔ ذکر اس پر لغت ہوئی ہے۔ اس لیے ان حضرات پر لعن طعن
کرنا بارشاد رسول اللہ خود اپنے اوپر لعن طعن کرنا ہے۔ ان تمام حضرات کی اجتہادی غلطی
کی وجہ سے یہ ایک گنا ثواب کے پھر بھی مستحق ٹھہرے۔ اگر اجتہاد صحیح کا ثواب علی المرتضیٰ
نے لوٹ لیا۔ کجا استحقاق ثواب اور کجا ان پر لعنت کا جواز؟ کیا محدث ہزاروی ایضاً
کپٹنی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وہ قول بھی یاد نہ آیا۔ جو مصنف ابن ابی شیبہ
میں مذکور ہے۔ کسی نے پوچھا۔ یا علی! صفین میں مقتولین کے بارے میں آپ کا کیا
حکم ہے؟ فرمایا۔ سب جنتی ہیں۔ علی المرتضیٰ جنہیں جنتی کہیں۔ یہ انہی کو باطل کے پجاری
کہہ کر کبھی مہدی کا خطاب تقویٰ اور کبھی کافرو زندقہ کی گولی مارنے کی کوشش
کے۔ شرم تم کو ملے گی نہیں۔

دہا گندے ستھرے اور بڑے بھلے کا امتیاز و پہچان تو اللہ تعالیٰ نے اس کا
فیصلہ بھی فرما دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی سے کسی نے پوچھا۔ کہ امیر معاویہ
اور عمر بن عبد العزیز دونوں میں سے زیادہ مرتبہ کس کا ہے؟ فرمایا۔ جس روز امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے۔
تو ان کے گھوڑے کے سٹم سے لگ کر اڑنے والا غبار عمر بن عبد العزیز سے
بہتر ہے۔

صاحب نسیم الریاض نے اسی موضوع پر کیا خوب تحریر فرمایا۔

نسیم الریاض :-

مَنْ شَتَّمَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَبَا بَكْرًا وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ أَوْ عَلِيًّا أَوْ مَعَاوِيَةَ أَوْ عُمَرَ
بْنِ الْعَاصِ ابْنَ وَائِلِ السَّهْمِيِّ فَإِنْ قَالَ كَانَتْ أَعْلَى
صَلَاةٍ كُفِّرَ قَتْلَ وَلَمْ يَقُولْهُ بَلْ قَالَ أَرَأَيْتَ
قَبْلَ إِسْلَامِهِمْ فَإِنْ فِيهِ تَكْذِيبٌ بِالرَّسُولِ وَاللَّهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَمِيعِ الْأُمَمَةِ وَهَذَا أَمْدُ قَبْ
مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ إِشْتِغَانِيَّتَهُ هُنَا وَإِنْ شَتَّمَهُمْ
أَيَّ شَتَّمَ الصَّحَابَةَ بِغَيْرِ هَذَا الْمَذْكُورِ مِنَ
الصَّلَاةِ وَالْكَثْرِ بَلْ شَتَّمَ بِمَا هُوَ مِنْ حَيْثُ
مُشَاطَمَةِ النَّاسِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ فِيمَا يَجُوزُ
بَيْنَهُمْ فَيُكَلِّمُ آيَ عُرُوبٍ كَمَا لَا شَدِيدَ إِيمَانٍ يُجْعَلُ
مِنْ شَتْرِ بِلْ مُؤَلِّمٍ وَتَحْوِيهِ - (نسیم الریاض جلد ۱ ص ۵۶۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ : جواب ثانی

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی مثلاً ابو بکر صدیق ،
عمر ، عثمان ، علی ، معاویہ اور عمرو بن العاص کو کہا کہ یہ حضرات گمراہ اور
کافر تھے ۔ تو اس کو قتل کیا جائے ۔ اور اس کی کوئی تاویل قبول
نہ کی جائے ۔ بلکہ اگر وہ کہتا ہے کہ میری مراد ان کے اسلام لانے سے
پہلے کی حالت تھی ۔ تو بھی نہ تسلیم کی جائے ۔ کیونکہ اس کے ایسا کہنے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام امت کی تکذیب لازم آتی ہے

یہ ہے امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب ۔ اس جگہ آپ سے کوئی استثنائی
صورت ذکر نہ کی ہوگی ۔ اور اگر کسی نے حضرات صحابہ کرام میں سے کسی کو
مذکورہ الفاظ کی بجائے یعنی گمراہ اور کفر کے علاوہ کوئی اور گالی دی جیسا کہ
عام لوگ ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں ۔ تو اسے سخت ترین تعزیر لگائی
جائے ۔ جس سے اس کو شدید درد ہو۔

لمحہ فکر یہاں :

علامہ خواجه رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب نوکر کیا جو دراصل
حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ ہے ۔ بحوالہ نسیم الریاض جلد چہارم ص ۵۶۴ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مَنْ شَتَّ أَصْحَابِي فَأَضْرَبْهُ... فَلَا جِلْدَ
جُو مِرے کسی صحابی کو گالی بکھے اسے کوڑے مارو ۔ اسے سزا دو ۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ ارشاد غور فیصلہ کرتا ہے کہ کون گندہ ہے اور کون ستھرا کون برا ہے ۔
اور کون بھلا ہے یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ ہی کافی ہے ۔ اب محدث ہزاروی اینڈ کمپنی اگر جان
بو جھو کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ بننا چاہتے ہیں ۔ تو ان کی مرضی ۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ارشاد ہے ۔ ”میرے تمام صحابہ عادل ہیں“ اس فیصلے
کے بعد کسی اور کے فیصلے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے ۔ اور نہ ہوگی ۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۲

سات امور پر مشتمل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ (اجْعَلُوا آيَمَتَكُمْ حُرُمًا زَكَرَ)
اپنی نماز کے امام ان کو بناؤ جو تم میں بہترین ہوں۔ معاویہ، اللہ رسول کا باغی اور منافق
آل اصحاب کو گالیاں دینے والا اور ان پر اور ان سے محبت کرنے والوں پر لعنت
کرنے والا اور ان سے ۹۹ جنگ کرنے والا ہے۔ شراب پینے پلانے والا،
سود کے بیو پار کرنے والا ہے۔ جو تلاصوفی امام اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والے ہیں
وہ دراصل اللہ رسول کو گالیاں دینے والے پر اللہ کی رضا کا کفر کہنے والے ہیں۔
ان کے پیچھے نہ نماز جائز ہے۔ نہ جنازہ نہ ان کو سلام دینا جائز نہ ان سے دعا
سلام رشتہ پیار روا ہے۔ ان سے تعاون تو لا مسلمان کو انہی جیسا بنا دینے
والا ہے۔

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات امور پائے جاتے ہیں درج ذیل ہیں

امرا اول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے بارے میں فرمایا۔ اچھے شخص کو امام بناؤ۔

امرد دوم:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا باغی اور منافق ہے۔

امرد سوم:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور آپ کے صحابہ کو گالیاں
دینے والا ہے۔

امرد چہارم: اس نے صحابہ کرام اور آل بیت سے ۹۹ جنگیں لڑیں۔

امرد پنجم: شراب پینے پلانے والا اور سود کا رو بار کرنے والا ہے۔

امرد ششم:

امیر معاویہ کو دور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے والا کفر بکتا ہے۔

امرد ہفتم:

امیر معاویہ سے دوستی رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی
جائے۔ اور اس سے رشتہ ناظم بالکل ختم کر دیا جائے۔

”مذکورہ سات عدواموں کے بالترتیب جوابات“

جواب امرا اول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حق ہے۔ کہ امام اچھا ہی ہونا چاہیے۔
اس سے مراد امامت صغریٰ یعنی کسی مسجد کا امام بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن بہتر اور اولیٰ
یہ کہ اس سے مراد امام المسلمین (خلیفہ) لیا جائے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کو دونوں امامتیں نصیب ہوئیں۔ اور اسے عملی طور پر تسلیم کرنے والوں میں امام حسن
حسین جیسے بزرگ بھی شامل ہیں۔ کتب حدیث و تاریخ میں یہ بات درجہ شہرت رکھتی
ہے۔ کہ حسین کریمین نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کر کے ان کی امامت کو بڑھا
و خلافت کو تسلیم کیا۔ اور ان کی اقتداء میں نمازیں بھی ادا کیں۔ اب اس جگہ محدث
ہزاروی وغیرہ سے کوئی یہ دریافت کرے۔ کہ حسین کریمین نے امیر معاویہ کی بیعت

انہیں اچھا سمجھ کر کہتی یا براہ علاوہ انہیں امیر معاویہ کی طرف سے ہر سال بیش بہا جو تحائف
یہ حضرات قبول فرماتے رہے۔ وہ اچھا نام سمجھ کر یا برا۔؟

جواب امر دوم:

(معاذ اللہ) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کافر تھے اور کافر ہی رہے صرف منافقانہ
طور پر مسلمان ہوئے؟ یہ نظریہ اور عقیدہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کا ہے۔ اس سلسلہ
میں ہم اس کے ایک پسندیدہ بزرگ کا حوالہ پیش کیے دیتے ہیں۔ اس سے آپ خود
فیصلہ کرنے میں مطمئن ہو جائیں گے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ:

(اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا وَاهْدِيَهُ) قَوْلُهُ
وَاهْدِيَهُ تَثْنِيًّا لِأَنَّ الْهَدْيَ هُوَ الَّذِي هُوَ هَادِيٌ
يَتَّبَعُهُ كُلُّ أَحَدٍ فَكَمَلَتْ تَمَرَّتْ كَمَرَتْ إِذَا ذَهَبَ
إِلَى الْمَعْنَى الثَّانِي كَانَ مَهْدِيًا تَأْكِيدًا وَقَوْلُهُ إِيَّاهُ
تَكْمِيلًا يَعْنِي أَنَّهُ كَامِلٌ مَكْمَلٌ وَلَا إِذْ تَبَيَّنَ أَنَّ
دَعَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجَابٌ فَمَنْ
كَانَ هَذَا أَحَالَهُ كَيْفَ يَزِيدُ تَابٌ فِي حَقِّهِ وَمَنْ
أَرَادَ زِيَادَةً بَيَانٍ فِي مَعْنَى الْهَدَايَةِ فَاعْلَيْهِ
يَفْتُرُحُ الْغَيْبِ - (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸۵)

مطبوعہ ملتان طبع جدید) باب جامع المناقب فضل ثانی
ترجمہ: (اے اللہ! معاویہ کو ہادی مہدی بنا دے۔ اور اس کے ساتھ
ہدایت عطا فرما۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کے بارے میں
”واہد بہ“ فرمانا پچھلے کلام کی تنہی ہوگی۔ کیونکہ جو شخص رضی اللہ عنہ

ہادی اور مہدی کا مصداق بن کر عظیم کامیابی حاصل کر چکا۔ اس کی شخصیت اتنا بگڑے
گیا۔ سودہ کالی ہو جائے گا۔ اور اگر دوسرا معنی کیا جائے۔ تو وہ مہلک یا مہلک
بنے گا۔ اور ”واہد بہ“ اس کی تکمیل ہوگی۔ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کامل اور مکمل تھے۔ اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہی ہوتی ہے۔ لہذا جس کی حالت یہ ہو یعنی وہ
ہادی، مہدی ہو۔ اور دوسرے کے لیے سبب ہدایت بھی بنا ہوا۔ اس کے بارے
میں کس طرح شک کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر ہدایت کے معنی میں کسی کو زیادہ
تحقیق کی گئی درکار ہو۔ تو اسے فتوح الغیب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

محکمہ فکریہ:

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں۔ کہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہادی
مہدی اور کامل مکمل فی الایمان ہونے میں شک کرتا ہے۔ ہمیں اس کے اسلام میں شک
ہے۔ کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مجسم ہیں۔ جو مستجاب
گئی۔ لہذا ہادی مہدی اور کامل مکمل کے متکبر کے بارے میں جب یہ حکم تو محدث
ہزاروی اینڈ کمپنی جو امیر معاویہ کو کافر، منافق کہہ رہے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا حکم
ہو سکتا ہے۔ یہی کہ ان ناہنجاروں اور عاقبت بربادوں کا اسلام سے کوئی تعلق
نہیں ہے۔ یہ لوگ پرلے درلے کے متکبر، حیلہ باز اور کذاب ہیں۔

جواب امر سوم:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آل پاک و صحابہ کرام کو گالیاں دیتے تھے۔ محدث ہزاروی
کا یہ الزام ان روایات کے بل بوتے پر ہے۔ جو ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے اپنی
تاریخ میں درج کیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے برسر منبر
اپنے تمام گورنروں کو حکم دیا تھا۔ کہ علی المرتضیٰ کو گالی دیں۔ اس قسم کی روایات دراصل

الزام مذکورہ کی بنیاد ہیں۔ لیکن ذرا اس پہلو سے دیکھیں۔ کہ محمد بن جریر طبری خود اپنی تالیف میں سے اور روایت مذکورہ کا راوی ہشام بن محمد کلبی اور لوط بن یحییٰ دونوں کفر شیعہ ہونے کے ساتھ کذاب اور وضاع بھی ہیں۔ ان کی روایات کی نصوص قرآنیہ اور تصدیقات حدیثیہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (جن کے فتاویٰ پر محدث ہزاروی کو بھی یقین ہے) ایسی روایات کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

احکام شریعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی پریشان اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کسی صحابی پر طعن کرے۔ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر روایات کا ذہب ہیں ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمایا۔ کہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمادیا۔ **وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ** اور اللہ کو خوب خبر ہے۔ جو کچھ تم کرو گے۔ بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اس کے بعد جو کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شاہ ابوبکر خفاجی نسیم ریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يَكُنْ يَطْعَنُ فِي مُعَاوِيَةَ فَذَا لِكَ مِنْ كَلَابِ
الْهَآوِيَةِ

(احکام شریعت جلد اول ص ۵۴)

ملحہ فکریہ:

چونکہ محدث ہزاروی بار بار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں طعن کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی متعدد دفعہ اعلیٰ حضرت کا مذکورہ تحریر پیش کرنا پڑی۔ بہر حال اعلیٰ حضرت نے ایسے تمام لوگوں کے ایسے منہ بند کر دیئے۔ کہ اب حق قبول

کرنے کے سوا اور کوئی چارہ ان کے پاس نہ رہا۔ ورنہ ازلی بدبختی تو ان کے ساتھ ہے ہی وہ احادیث کو جن کے ہمارے کچھ لوگ حضرات صحابہ کرام کے مابین اچھے بُرے کا فیصلہ کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کی حیثیت ایک طرف اور دوسری طرف آیات قرآنیہ ہیں۔ بھلا کلام الہی سے بڑھ کر کس کلام میں ہوگا۔ اسی نے تمام صحابہ کے بارے میں یہ اعلان فرمایا۔ کہ وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ جنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بروز قیامت فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ یہ سب کچھ اس کے باوجود فرمایا جا رہا ہے۔ کہ ان حضرات کے اعمال انتقال تک اس اللہ واحد علام الغیوب کے سامنے تھے اس نے اپنے ذاتی علم کی بنا پر ان جھگڑاؤں اور تنازعات کو جانتے ہوئے اس کے بعد جو کچھ ان صحابہ کرام کے ساتھ سلوک ہونے والا تھا۔ اس کا پہلے سے ہی اعلان فرمادیا۔ اب محدث ہزاروی اینڈ کمپنی اللہ کے فیصلہ سے ناخوش ہو کر یا اس کی تکذیب کی سعی کرنے میں مصروف ہیں۔ تو پھر اعلیٰ حضرت کے بقول اپنا سر کھائیں جہنم جائیں۔ یا علامہ خفاجی کے ارشاد کے مطابق ہاویہ کے کتے کہلا جائیں گے۔ یہیں کیا اعتراض۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

جواب امر چہارم و پنجم:

۹۹ جنگیں کرنا، اور شراب پینا پلانا اور سودی کاروبار کرنا ان کے متعلق ہم الزام نمبر ۱۲، ۱۴ میں بالتفصیل گفتگو کر چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ شراب پینے کی روایت صحیح الزام کے حوالے سے ”حرام شراب“ کے لفظوں سے مذکور نہیں۔ اسی طرح سود کھانے کی روایت مجتہد فیہ اور مؤثر روایت ہے۔ ایک مجتہد ہونے کی وجہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے اسے جائز قرار دیا۔ اس پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جواب امر ششم: امیر معاویہ کو دررضی اللہ عنہ کہنے والا کفر بختاب ہے

محدث ہزاروی نے اس کی تقریر کچھ یوں ہے کہ جو نیکو امیر معاویہ نے علیؑ کی تقریر پر لعن طعن کر دیا۔ اس طرح اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا۔ تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت و رضا کی دعا مانگنا گویا کفر بکتاہ ہے۔ جہاں تک حضرت علی المرتضیٰؑ پر لعن طعن والی روایت کا معاملہ ہے۔ اس کی تحقیق ہم نے تفسیر جعفری جلد پنجم ص ۱۸۸۱ پر کر دی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایسی روایات قطعاً قابلِ حجت و استدلال نہیں۔ پھر ان کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لعن طعن کا اثر کیوں کر پہنچ گیا۔ لہذا جو شخص ویسا نہ ہو جیسا مخالف اسے قرار دے رہا ہے۔ تو پھر مخالف کا اصرار صرف مخالف کے دل کی بھڑاس ہی ہوگی۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔ ”رضی اللہ عنہ“ کہنے والوں میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجددِ ملت ثنائی، غوثِ اعظم، شہاب الدین بہروردی وغیرہ اکابر ہیں۔ اگر بقول محدث ہزاروی یہ حضرات کفر بکتاہ کے والے ہیں۔ تو پھر خدا حافظ۔

جواب امر ہفتم:

امیر معاویہ کو در رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہنے والے کے پیچھے کوئی نماز جائز نہیں۔ اور اس سے رشتہ ناظر درست۔

ذرا دل تھام کر بتائیے کہ حسنین کریمین کی نمازوں کا کیا بنا جو انہوں نے خود امیر معاویہؓ کے پیچھے ادا فرمائیں۔ یہاں تو امیر معاویہ کو در رضی اللہ عنہ، کہنے والے کی امامت کا حکم بتایا جا رہا ہے۔ وہاں تو خود امیر معاویہ امام اور ان کی اقتدار کرنے والے نوجوانانِ جنت کے سردار۔ اسی طرح رضی اللہ عنہ کہنے والے است کے اکابر کے پیچھے نمازیں پڑھنے والوں کی نمازوں کا حشر بھی اس فتوے کی زد میں ہے امام حسن کا جنازہ اور ان کی بھین ام کلثوم بنت علی کا جنازہ سعید بن العاص اموی نے پڑھایا۔ جو مکہ کا گورنر تھا۔ یہ گورنر بھی بنی امیہ سے تعلق کی بنا پر امیر معاویہ کو

رضی اللہ عنہ کہنے والوں میں سے تھا۔ اسی طرح مروان بن حکم نے حضرت علی المرتضیٰ کی جنازہ کی اور اس کا جنازہ پڑھا۔ کیا یہ نمازیں درست تھیں؟ اگر نہیں تو یہ حضرات نماز جنازہ کے بغیر دفن ہوئے اور اگر درست تھیں۔ تو محدث ہزاروی کے فتوے کا جنازہ نکل گیا۔ رہا رشتہ ناظر تو چند رشتے ملاحظہ ہوں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل سے چھ رشتے ناظر

۱۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمشیرہ ام حبیبہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد کیا۔
۲۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور بہن ہند بنت ابی سفیان سے علی المرتضیٰ کے بھتیجے عبداللہ بن عمارت نے شادی کی۔

۳۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بھانجی سیلی کا نکاح امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جس سے علی اکبر پیدا ہوئے۔

۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی لبابہ بنت عبید اللہ بن عباس کا عقد ولید بن عقبہ بن ابی سفیان یعنی امیر معاویہ کے بھتیجے کے ساتھ ہوا۔

۵۔ رطلہ بنت محمد بن جعفر یعنی علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی جعفر طیارؓ کی پوتی کی شادی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی عقبہ کے پوتے سے ہوئی۔

۶۔ امام حسن کی پوتی نفیسہ کا عقد امام معاویہ رضی اللہ عنہ کے پوتے ولید بن عبدالملک بن مروان سے ہوا۔

ان رشتے ناظر کے بارے میں محدث ہزاروی کی گلفشانی دیدنی ہوگی۔ اور پھر اگر کوئی یہ پوچھ بیٹھے کہ ایسے رشتوں سے جو تمہارے نزدیک ناجائز تھے۔ ان سے پیدا ہونے والی اولاد کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یہ تمام مفاسد اور برے نتائج دراصل حسد و بغض کی پیداوار ہیں۔ جسے محدث ہزاروی دل سے لگائے اور امیر معاویہ پر لعن طعن کا ادھار لکھا ہے۔ بیٹھا ہے اللہ تعالیٰ

عقل سلیم اور قلب مطمئن عطا فرمائے۔

نوٹ:

اوپر ذکر کیے گئے رشتے کوئی فرضی نہیں۔ بلکہ ان کی پوری تحقیق وحوالہ جات ہم نے تحفہ جعفریہ جلد دوم ص ۲۰ تا ۳۱ پر رقم کر دیئے ہیں۔ وہاں ان کی تسلی کی جا سکتی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الدبصار

الزام نمبر ۲۲

حضرت امیر معاویہ کی صحابی یا رضی اللہ عنہ کہنا
کفری کام ہے

معاویہ چونکہ اللہ رسول دین اسلام سے علی الاعلان باغی طاعنی کافر منافق منکر مخالفت ہو کر اسی حال پر رہا ہے۔ اس دشمن اسلام وایمان کو اصحاب پاک میں لانا اور اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قطعاً ناروا اور کفری کام ہے۔ وہ ان لوگوں سے ہے جن کا قرآن نے بیان فرمایا۔ قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ هُمْ قَدْ خَوَّضُوا وہ کفر کے ساتھ فتح مکہ میں آئے اور اسی کفر کے ساتھ باغی خارجی ہو کر دین اسلام سے نکل گئے۔ ۱/۴ ماخذ۔ اس کے حامی منافقوں نے اس پر پردہ ڈالا ہوا ہے یہ سب اللہ رسول کی اشد توہین و بہتک کرنے والے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب حنفی میں ایسے ہر شخص کا حکم ہے۔ کہ وہ باغی خارجی کافر مرتد زندیق ہے

اس کی عورت اس کے عقد نکاح سے نکل کر طلاق ہو گئی ہے۔ اور اس سے پہلے ہر مومن مسلمان کا دینی ایمانی کام ہے۔ اور ان کے پیچھے نماز نہ ان کا کوئی کام اسلامی درست ہے۔ (رواۃ ورسولہ اعلم)

حدیث ہے۔ اَیَا هُنَّ اِذَا كُفِّرْنَ لَا يَصْلُوْنَ كُفْرَهُنَّ لَا يَقْتَتِلُوْنَ كُفْرَهُنَّ فتاویٰ حسام الحرمین اور فتویٰ صوام ہند کے تین سو ایک مشائخ علماء اور مفتیان دین کے تمام فتوے کافر فاسق مرتد زندیق ہونے کے معاویہ پرستوں اور اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والوں پر بلا کم وکاست لگ گئے ہیں۔ اور یہ سب ایسے کافر و مرتد ہیں۔ کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے تو دکرے یا اس بارہ بحث و حجت مزاحمت مکرار کرے ان کے ساتھ تعلق تعاون ان کی حمایت تائید و دوستی کرے رشتہ چاہے آشنا روارکھے۔ وہ بھی انہیں جیسا دشمن دین و ایمان ہے۔ اللہ کا حکم ہے۔ قَوْلُهُمْ مِنْكُمْ فَلَقَهُ مِنْهُمْ مَا نَدَاهُ آيَةُ ۵۱ اللہ کافران ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ لَا يُمِيتُهُمْ اللَّهُ كَافِرِينَ ۱۳ اللہ کا حکم ہے۔ لَا تَتَوَلَّوْا الْمُجْرِمِينَ ۱۲ اللہ کا حکم ہے۔ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۱۶ اللہ کا حکم ہے۔ اے اہل اسلام اے اہل دین اسلام کے باغی ظالم دشمن آل و اصحاب معاویہ کو ماننے اور اللہ رسول کو نہ ماننے والوں سے قطع تعلق کر کے دین و ایمان کو بچاؤ ورنہ جو چاہا ہوا انجام سوچ لو۔

جواب:

مذکورہ الزام وراصل سات امور کا مجموعہ ہے۔

امراول: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی کافر منافق تھے اور انہی اوصاف پر ان کا انتقال ہوا۔

امرد دوم: امیر معاویہ کو معافی شمار کرنا کفر ہے۔

امرد سوم: قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ الْخ امیر معاویہ رض اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں آخری۔

امرد چہارم: امام اعظم رحمہ کے نزدیک ایسا شخص کافر مرتد ہے جس کا کوئی کام اسلامی نہ ہو۔

امرد پنجم: معاویہ پرستوں پر خسام الحزین اور صوام ہندیہ کے تمام فتوے لاکھ ہوتے ہیں۔

امرد ششم: معاویہ پرستوں سے دوستی کرنے والا بھی کافر اور جاس کے کفر میں شک لائے وہ بھی کافر۔

امرد ہفتم: معاویہ کو ماننے اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے والوں سے بچنا ضروری ہے۔

جواب امرا اول:

جہاں تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بغاوت کا معاملہ تھا کہ جس کی بنا پر انہیں کافر و منافق و مرتد قرار دیا جا رہا ہے، اہم بار عرض کر چکے ہیں کہ یہ اجتہادی غلطی کی بنا پر سب کچھ ہوا۔ اور اجتہادی غلطی پر بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک گن ثواب و اجر کا مشرہ ہے۔ حضرت عثمان کے قاتلوں سے دم عثمان کے بدلہ کا مطالبہ تھا۔ جو امیر معاویہ نے پیش کیا تھا۔ یہ کوئی شرعاً ناجائز مطالبہ نہ تھا۔ بات بڑھی اور معاشرہ لڑائی تک پہنچ گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاشرائی ہوئی۔ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انتقال فرمایا۔ تو یہی امیر معاویہ ہیں۔ کہ امام حسن و حسین ان کی بیعت کرتے۔ اور ان کی امامت و خلافت کو علانیہ تسلیم کرتے ہیں۔ اگر محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کی مطلق دیکھی جائے۔ کہ امیر معاویہ باغی تھے۔

کافر مرتد تھے۔ اسی پر مڑے۔ تو یہ سوال خود بخود ذہن میں ابھرے گا۔ کہ جس کے باپ سے بغاوت کی گئی وہی اپنے باپ کے باغی اور کافر و مرتد کی بیعت کر رہے ہیں۔ اب کافر و مرتد کی بیعت کرنے پر حسین کو یمن کے بارے میں کیا کہو گے؟ معلوم ہوا کہ جو اجتہادی غلطی ہوئی تھی۔ وہ حسین کو یمن کے علم میں تھی۔ اور یہ دونوں شاہزادگان انہیں مومن سمجھتے تھے۔ ان حضرات نے جس سال امیر معاویہ رض سے بیعت کی۔ اور جس سے بہت بڑے فتنہ کا دوروازہ بند ہو گیا۔ اسے ”عام الحماۃ“ کہا گیا ہے۔ اس لیے پہلے تو امیر معاویہ رض کے اختلاف کو بغاوت کا نام دینا بھی زیادتی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ حسین کا بیعت کر لینا اسے بے شکوک و شبہات کو دور کر دیتا ہے۔ اور امیر معاویہ رض کی خلافت کی صحت کی دلیل بنتا ہے۔ اسی مسئلہ پر سرکارِ غوث اعظم رض نے گفتگو فرمائی۔ ملاحظہ ہو۔

شواہد الحق:

وَأَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ فَثَابِتَةٌ صَحِيحَةٌ
بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبَعْدَ خُلُوعِ الْحَسَنِ
بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَتَسَاوَتْ عَنْ الْخِلَافَةِ
وَسُلِّمَ لَهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ كَمَا لَرَأْيِ رَأْيِ الْحَسَنِ وَمُضْلِعَةٍ
عَامَةً تَحَقَّقَتْ لَهُ وَهِيَ حَقٌّ وَمَا الْمُسْلِمِينَ وَ
تَحْقِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَسَنِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ ابْنِي هَذَا أَسِيدٌ يَصْلَحُ اللَّهُ
تَعَالَى بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
هَوَّجَبَتْ إِمَامَتَهُ بِعَقْدِ الْحَسَنِ لَهُ فَسُئِلَ عَامَةً
عَامَ الْجَمَاعَةِ لِإِثْبَاتِ الْخِلَافَةِ بَيْنَ الْجَمِيعِ وَاتِّبَاعِ

الْكُلِّ لِمَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا تَنْتَهُ لَكُمْ يَكُنْ هَذَا
مُتَّارَةً ثَالِثَةً فِي الْخِلَافَةِ -

دشوا هذا الحق صفحہ نمبر ۴۰، مطبوعہ مصر الفوت الجبلانی -
ترجمہ :- بہر حال علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے انتقال اور امام حسن
کی دستبرداری کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح
اور ثابت ہے۔ امام حسن نے امیر معاویہ کے حق میں دستبرداری اس
رائے کی بنا پر کی تھی کہ اسی میں مصلحت عام تھی۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کی
خونریزی کی حفاظت ہو گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول
کی تحقیق ہو گئی :- بے شک میرا بیٹا (امام حسن) سید ہے۔ اللہ تعالیٰ
اس کے سبب مسلمانوں کے دل بہت بڑے گروہوں میں صلح کر دے گا
لہذا امام حسن کے دستبردار ہونے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت
واجب ہو گئی۔ اسی بنا پر اس سال کا نام "عام الجملۃ" پڑا کیونکہ تمام
لوگوں کے مابین اختلاف ختم ہو گیا۔ اور امیر معاویہ کی خلافت پر نئے
اتفاق کر لیا۔ کیونکہ یہاں کوئی تیسرا آدمی ایسا نہ تھا۔ جو سید خلافت
میں جھگڑے والا ہو۔

لمحافل فکریہ :

سرکارِ نبوت پاک رضی اللہ عنہ کو امام حسن و حسین سے جو نسب تعلق ہے۔ اس کی
حدیث ہزاروی کو ہوا بھی نہیں لگی۔ خود اپنے گھر کی بات بیان فرماتے ہوئے کہا
کہ حسن کی دستبرداری کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حق ہونے میں کوئی عذر
باقی نہ رہا۔ اس لیے تمام موجود امت مسلمہ نے اسے تسلیم کر لیا۔ سرکارِ نبوت پاک
اپنی وسعتِ نظر کا تحدیثِ نعمت کے طور پر یوں ذکر فرماتے ہیں۔ فَظَهَرَ

إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا - كَخَرْدَلَةٍ عَلَى حَرْثٍ اقْتَصَالٍ - میں اللہ کے
شہروں کو لگاتار اس طرح دیکھتا ہوں۔ کہ جس طرح ہاتھ پر رکھارائی کا دانا۔ جو جن کی
وسعتِ نظر کا یہ عالم نہیں تو امیر معاویہ کی خلافت، واجب اور صحیح نظر آرہی ہے۔
اور محدث ہزاروی جسے دن کے وقت چوٹی نظر آئے۔ وہ ان کی شان میں
انہوں کی طرح بکتا جاتا ہے۔ حق وہی ہے۔ جو سیدِ نبوت اعظم کے ارشادات
میں موجود ہے۔

جواب امر دوم :

"امیر معاویہ کو صحابی کہنا کفریہ کام ہے۔" اس بارے میں ہم محدث ہزاروی سے
دریافت کرتے ہیں کہ وہ صحابی، کی تعریف جو کتب میں موجود ہے۔ اسے تسلیم کرتے
ہو یا نہیں؟ اگر تسلیم ہے۔ تو اہل سنت کی کتب معتبرہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو۔
وہ صحابی، کہا گیا ہے۔ اور اگر وہ تعریف تسلیم نہیں بلکہ تمہارے نزدیک اپنی بنائی
ہوئی تعریف ہے۔ تو اسے اپنے پاس ہی رکھو۔ جماعت کو چھوڑنے کی وجہ سے
"شَدَّ فِي النَّارِ" کا مصداق بنو۔ جہاں تک امیر معاویہ کے صحابی ہونے کا معاملہ
ہے۔ تو خود عبداللہ بن عباس ایسے مجتہد صحابی اس کا اظہار فرماتے ہیں۔

تطهير الجنان :

وَ مِنْهَا ثَنَاءُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى مَعَاوِيَةَ
وَ هُوَ مِنْ أَجْلِ آلِ بَيْتٍ وَ التَّابِعِينَ لِعَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ
وَجْهَ الْكَرِيمِ - فَفِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَ
قَالَتْ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ مَعَاوِيَةَ أَقْرَبَ نَحْوِي
فَقَالَ إِنَّهُ فَتِيَّةٌ وَ فِي رِوَايَةٍ أَنتَكَ صَحَبَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مِنْ أَجْلِ مَنَاقِبِ مَعَاوِيَةَ

أَمَّا أَذْلَ قَلِيلٍ الْفَيْدَةُ أَحْبَلُ الْمَرَاتِبِ عَلَى الْإِطْلَاقِ
وَمِنْ شَرِّ دَعَا نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ
عَبَّاسٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَأَمَّا ثَانِيًا
فَصَدْرُ هَذِهِ الْكُتُبِ الْبَاقِيَةِ لِمَعَاوِيَةَ بْنِ
عَظْمَرٍ مَنَاقِبُهُ كَيْفَ وَقَدْ صَدَّرَ لَهُ مِنْ
جَبْرِ الْأُمَّةِ وَتَرْجَمَانِ الْقُرْآنِ وَابْنِ عَسْوَرٍ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ عَتِيرٍ عَلِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْقَائِمِ بِنُصْرَةِ عَلِيٍّ فِي حَيَاتِهِ وَ
بَعْدَ وَفَاتِهِ وَصَحَّ ذَلِكَ عَنْهُ فِي الْبُخَارِيِّ الَّذِي هُوَ
أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ الْقُرْآنِ وَإِذَا ثَبَتَتْ مَعَ هَذِهِ الْكَلَامَاتِ
فِي الرُّوَاةِ وَالْمَرْوِيِّ عَنْهُ أَنَّ مَعَاوِيَةَ فَتِيهٌ فَقَدْ
اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ أَهْلُ الْأَصُولِ وَالْفُرُوعِ عَلَى أَنَّ
الْفَقِيهَ فِي عُرُوفِ الصَّحَابَةِ وَالسَّلَفِ الصَّالِحِ
وَقُرُونِ آخِرِينَ بَعْدَهُ هُوَ الْمَحْبَبُّ
الْمُطْلَقُ -

(تطهير الجنان واللسان ص ۲۰-۲۱ مطبوعہ مصر طبع جدید)

ترجمہ: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں سے ایک یہ بھی ہے
کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی تعریف کی۔ ابن عباس
رضی اللہ عنہ اہل بیت کے جلیل القدر افراد اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پیروں
میں سے ہیں۔ مجمع البخاری میں جناب عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کریں نے ابن عباس سے کہا کہ امیر معاویہ ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے
ہیں۔ فرمایا: وہ فقیہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا ہے۔ ابن عباس کا یہ جواب امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کے مناقب کے سلسلہ میں ایک مینار ہے۔ اول یوں کہ خود
فقہ اعلیٰ مرتبہ علی الاطلاق رکھتی ہے۔ اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود
ابن عباس کے لیے ان ان لا سے دعا مانگی۔ اے اللہ! اسے دین کی
(سچا) عطا فرما۔ دوسری وجہ سے یوں کہ وہ فقیہ ہے۔ کا لفظ امیر معاویہ کے
حق میں اس شخصیت کی زبان سے نکلا۔ جن کے خود مناقب عظیم ہیں۔
جو جبر الامۃ اور ترجمان القرآن ایسے عظیم لقب رکھتے ہیں۔ جو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے چچا زاد اور علی المرتضیٰ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ جو علی المرتضیٰ کے
ان کے زندگی اور ان کے انتقال کے بعد بھی ان کے معاون رہے
اور پھر یہ روایت صحیح بخاری میں ہے جو کتاب اللہ کے بعد اصح الکتاب
کا درجہ رکھتی ہے۔ جب ان غریبوں اور کمالات جو کہ روایات اور مروی احادیث
میں ہیں۔ یہ ثابت ہوا۔ کہ امیر معاویہ فقیہ ہیں۔ تو یہاں پر اصول و فروع کے
تمام علماء اس بات پر متفق ہوئے۔ کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین اور
ان کے بعد کے اجلہ علماء کرام کے ہاں فقیہ کا لفظ مجتہد مطلق کے لیے
بولاجاتا ہے۔

توضیح:

مذکورہ بالا روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کے بارے
میں دو باتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ وہ فقیہ ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحبت (صحابی ہونے) کا شرف حاصل ہے۔ جب ایسی شخصیت جو بارگاہ مآلات

سے ”فَقَدْ فِي الدِّينِ“ کی مستجاب دعا پائیں جنہیں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فارغیوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے ان پر اعتماد کریں۔ اس کے بعد امیر معاویہ کے صحابی ہونے میں اور کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور اسی روایت سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ امیر معاویہ کو باغی کہنا خود بغاوت ہے۔ کیونکہ لقول ابن عباس آپ نقیضہ (مجتہد مطلق) تھے اور مجتہد مطلق کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دم عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی اجتہاد ہی رائے علیحدہ قائم کی۔ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے کو تسلیم نہ کیا۔ تو اس سے ان کا باغی ہونا ثابت نہ ہوگا۔ یہی بات تطہیر الجنان نے صراحتاً ذکر کی ہے۔

تطہیر الجنان

هُوَ الْمُجْتَبَهُ الْمُطْلَقُ وَاللَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَعْمَلَ بِاجْتِهَادِ نَفْسِهِ وَلَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَقْلِدَ غَيْرَهُ فِي حُكْمٍ مِنَ الْأَحْكَامِ يَوْجِبُ كَمَا مَرَّ وَجَيْتُذِي نَبِيٍّ مِنْ ذَلِكَ عُدُّ مَعَاوِيَةَ فَإِنَّ مَحَارَبَتَهُ لِعَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فَإِنَّ كَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ - (تطہیر الجنان ص ۲۱)

ترجمہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مطلق تھے۔ اور یقیناً ان پر واجب تھا۔ کہ وہ اپنے اجتہاد پر عمل کریں۔ اور یہ جائز نہ تھا۔ کہ کسی دوسرے مجتہد کی کسی حکم میں کسی وجہ پر تقلید کرتے۔ اس مقام پر پہنچ کر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جھگڑے کئے۔ ان میں وہ معذور تھے۔ اگرچہ حق علی المرتضیٰ کے حق میں تھا۔

جواب امر سوم: ”قَدْ خَلَوْا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ“

اس آیت کریمہ سے ثابت کیا گیا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کچھ دل سے نہ اسلام لائے اور پھر جیسے آئے ویسے ہی نکل گئے۔ ہم محدث ہزاروی ایضاً مکلفی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ آیت مذکورہ کا شان نزول یہ دکھا دیں۔ کہ یہ آیت امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ تو منہ مانگا انعام پائیں۔ گو یا محدث علیہ علیہ کہنا یہ چاہتے ہیں۔ کہ آیت مذکورہ فتح مکہ کے وقت اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اب اسلام قبول کیا تھا۔ ان میں سے ایک امیر معاویہ بھی تھے۔ تو دراصل صرف امیر معاویہؓ کے ایمان و اسلام پر اعتراض نہیں بلکہ ان تمام صحابہ کرام پر اعتراض ہے۔ جو فتح مکہ کے وقت مشرف باسلام ہوئے۔ اور ان میں ایک شخصیت حضرت عباسؓ کی بھی ہے اب یہی کفر و ارتداد کا فتویٰ ان کی طرف بھی رخ کرے گا۔ اور یوں ادھر سے اپس لوٹ کر محدث ہزاروی کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ تفاسیر و احادیث کی کتب میں آیت مذکورہ کا شان نزول اہل کتاب کے ایک گروہ کو بتایا گیا۔ جو تھوڑی دیر کے لیے اسلام لایا۔ اور پھر چھوڑ گیا۔ لیکن فتح مکہ کو زامیانہ لانے والے صحابہ اور اس سے قبل و بعد سب کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ ”وَكَلَّا وَعَدَا اللَّهُ الْحُسْنَى“۔ سب سے ہمارا اچھا وعدہ ہے۔ یہ نص میرے ان کے قتل جتنی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس کے خلاف محدث ہزاروی انہیں کافر و زندیق اور مرتد کے خطاب دے رہے ہیں۔ ہر دی عقل مسلمان یہی کہے گا۔ کہ اس محدث کا دماغ چل گیا ہے۔ اللہ کی پشکار کا نشانہ بنا ہوا ہے۔

نوٹ:

اگر حضرت عباسؓ کے بارے میں اس مقام پر کوئی یہ کہے۔ کہ انہوں نے فتح مکہ قبل اسلام قبول کر لیا تھا۔ لہذا ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی طرح تحقیق سے ثابت ہے۔ کہ امیر معاویہؓ بھی اس سے پہلے مسلمان ہو

چکے تھے۔ فتح مکہ کے واقعہ سے ایک سال پہلے عمرہ القضاء کے موقع پر امیر معاویہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھونسنے کی خاطر آپ کی حجامت بنائی تھی۔ آپ اس سفر میں انہیں ساتھ لائے تھے۔ لہذا دونوں حضرات کا معاملہ یکساں ہے۔

جواب امر چہارم:

”ایسے آدمی کا حکم امام اعظم کے نزدیک کافر اور زندیق اور مرتد ہے الخ، محدث ہزاروی کا (ایسے آدمی) سے مراد (سیاق و سباق کے حوالے سے) وہ شخص ہے جو امام و خلیفہ حق کے خلاف بناوت کرے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ نے کس کتاب میں اس کے بارے میں مذکورہ الفاظ فرمائے ہیں۔ اگر کسی کتاب میں دکھا دو۔ تو منہ مانگا انعام دیں گے۔ امام اعظم کی احتیاط تو یہاں تک ہے کہ یزید تک پر صراحت کفر کا فتوے نہ دیا (اگرچہ امام احمد بن حنبل وغیرہ نے اس پر کفر کا حکم لگایا ہے۔ عقائد جعفریہ جلد دوم میں یزید کے متعلق تفصیلی بحث موجود ہے۔ بہر حال امام اعظم کی طرف ایسے من گھڑت فتوے کی نسبت ایک عیارانہ ہی نہیں۔ بلکہ اسلام دشمنی کی چال ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اجلہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی کاتب وحی کہتے ہوں۔ تو امام اعظم سے یہ فتویٰ کیونکر متوقع کہ وہ انہیں معاذ اللہ کافر، زندیق اور مرتد کہیں۔

جواب امر پنجم:

حسام الحرین میں تین سو ایک مشائخ کا فتوے معاویہ پرستوں پر لکھا ہے۔ ان کی بیویوں کو طلاق ہو گئی الا۔ محدث ہزاروی سے ہم پوچھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے حسام الحرین میں مذکورہ فتوے کیا امیر معاویہ کے ماننے والوں پر لگایا ہے؟ آپ تو یہاں تک فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دشمن اور بدعوارہ دائرہ اسلام سے خارج اور جہنمی کتاب ہے۔ جب امیر معاویہ کے خلاف پر یہ فتوے تو ان کے

عامی اور نام لیا کے بارے میں تو یہ فتوے ہرگز نہ ہوگا۔ اس لیے اعلیٰ حضرت نے مذکورہ باتیں دراصل ان لوگوں کے بارے میں کہیں۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں۔ گویا محدث ہزاروی کا فتوے خود اعلیٰ حضرت پر بھی چسپاں ہوگا۔ اور یہی نہیں بلکہ حضرات صحابہ کرام ائمہ مجتہدین، ادیب، اہل امت ان میں سے کسی کی بیوی کا نکاح قائم نہ رہے۔ اور پھر اس کے مفاسد جو ہیں۔ وہ سب کے سامنے ہیں۔ اس لیے معاملہ کچھ الٹ مائل ہو جاتا ہے۔ وہ یوں کہ ان تمام حضرات کو معاویہ پرست کہہ کر محدث ہزاروی نے اسلام سے خارج کر دیا۔ اور ان کی ازواج کا نکاح ختم کر دیا۔ لیکن اس کثیر تعداد میں رابع العقیڈ مسلمانوں کو کافر کہہ کر محدث ہزاروی کا اسلام و ایمان جاتا رہا۔ اب اپنے نکاح کی غیر منائے، کاشش کوئی اس کی بیوی اور بچوں کو آگاہ کرتا۔ کہ تمہارے ابا جان نے کیا کیا ظلم ڈھائے ہیں۔ اور اپنے کرتوتوں سے تمہاری حالت ناگفتہ بہ کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق ہدایت مرحمت فرمائے۔

جواب امر ششم:

”معاویہ پرستوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ معاویہ پرست تو وہ لوگ ہیں۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومن صحابی رسول اور جنتی مانتے ہیں۔ ان لوگوں کو کافر کہنا یا سمجھنا بعد کی بات ہے۔ اس سے زیادہ اہم خود امیر معاویہ کی ذات کا مسئلہ ہے۔ اگر کوئی شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر کہے۔ تو اس کے بارے میں محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کا فتوے اس سے بھی سخت ہونا چاہیے۔ کیونکہ معاویہ پرستوں کو کافر اسی لیے کہا گیا۔ کہ انہوں نے امیر معاویہ کو کافر نہیں سمجھا۔ یعنی کسی کے کفر کو تسلیم نہیں کیا۔ لیکن خود کافر نہیں ہیں۔ ان لوگوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی اگر کافر ہے۔ تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کفر کا منکر ان سے بھی بدتر ہوگا۔ ہم اس سے قبل امت کے چند اکابر حضرات کی اس بارے میں تحریرات پیش کر چکے ہیں جن

میں امام شمرانی، سرکارِ عزتِ پاک مجددِ الف ثانی وغیرہ بھی ہیں۔ ان حضرات نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان، صحابی اور جنتی فرمایا۔ لہذا ان کا کفر بہت شدید ہو لہذا ان کو پھر کفر کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب نص قرآنی سے منع ہے۔ اب محافل گیارہویں شریف بھی ناجائز ہو گئیں۔ ایسے ہی ”محمد ٹوں“ کے بارے جو صرف اپنے آپ اور اپنے چیلے چانٹوں کو مسلمان سمجھتا اور امت مسلمہ کو بعدِ اکابر کے دائرہ اسلام سے خارج کہتا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ شَهِدَ شَيْدًا فِي النَّارِ - جو جماعت سے نکل گیا۔ وہ جہنمی ہوا۔ امت مسلمہ کے اکابر کو محدث نے کافر بنایا۔ لیکن خود محدث کو حدیثِ رسول نے جہنمی کر دیا۔ اور آپ اہل کے ارشادات نے امت مسلمہ کو گمراہی سے بچالیا۔ فرمایا: میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ عقائدِ باطلہ سے توبہ کی توفیق دے۔ (۱۱۰۰)

جواب امر ہفتم:

”معاویہ کو ماننے والے اور خدا و رسول کو نہ ماننے والے سے بچنا ضروری ہے۔ گویا جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان مانتا ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کا منکر ہے۔ اور جو اللہ و رسول کو مانے اس کے لیے لازم ہے۔ کہ وہ امیر معاویہ کو مسلمان نہ سمجھے۔ محدث ہزاروی نے اس منطقی کے ذریعہ بھی اپنے سوا تمام امت مسلمہ کو خدا و رسول کا منکر بنا ڈالا۔ اس کا حجاب ہو چکا ہے۔ لہذا مزید کی ضرورت نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۲۳

فقہاءِ احناف کے ہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ظالم و جابر حکمران تھے

پیارے برادرانِ امت و دین و ملک! ہمیں موجودہ ماحول میں ہر وقت دشمنِ امت و ملک کی طاقت کے مقابلہ میں طاقت کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لیے اتحاد و جہاد لازم ہے۔ اور اس کا اہتمام صحیح نظامِ خلافت اور مکمل دستورِ اسلام کی بحالی بغیر دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ لہذا علم و تجرد کا ناقابلِ انکار اعلان ہے۔ کہ نظامِ خلافت و دستورِ اسلام کی بحالی بغیر دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ جسے فتنہ بقاءت نے تباہ کیا۔ بس کائناتِ دین و ایمان میں خلافتِ راشدہ سے بننا و چودہ طہق میں وہ ظلمِ عظیم ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور ظالموں پر کتاب و سنت میں لعنت کا شمار نہیں۔ فتحِ القدر جلد ۷ ص ۲۶۳ طبع بیروت پر ہے۔ دو یہ تجویز معاویہ: ”تصریح ہے معاویہ کے ظالم ہونے کی۔ مسلمان مومن بھائیو! کسی کی نہ بلکہ اپنے رب کی سُنو لَا يَنْتَالِ عَهْدِي الظَّالِمِينَ“ ۱۲۴ بقرہ ص ۱۲۴ کوئی عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ تفسیر احکام القرآن ابو بکر حصص حنفی جلد ۱ ص ۶۹ طبع بیروت میں خلاصہ کہ ظالم کے لیے اللہ کا کوئی دھند نہ کوئی عہد ہے۔ لہذا معاویہ باغی ظالم مبتدع کے لیے کوئی رتبہ نہیں۔ مرقاۃ ص ۱۶۱ میں علامہ

والی حدیث کی شرح میں ہے۔ فَكَانُوا طَائِفَيْنِ بَاغِيَيْنِ بِهَذَا الْحَدِيثِ
مبارزق الاربار شرح مشارق الانوار جلد ۱ ص ۱۷۹ طبع مصر یہ ہے۔ وَقَدْ كَانُوا
طَائِفَيْنِ بَاغِيَيْنِ بِهَذَا الْحَدِيثِ معاویہ اینڈ کو اس مشہور متواتر حدیث سے
طاغی باغی ظالم مبتدع ہوئے۔ اور باغی ظالم مبتدع بد مذہب کا حکم شرح مقاصد صلوٰۃ
ص ۲۷۰ طبع لاہور پر اور فتاویٰ رضویہ کتاب الزکاة باب المحرمات ص ۵۳ طبع بریلوی پر
لکھا ہے۔ بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے، کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں۔
روگردانی کریں۔ اس کی تذلیل و تحقیق یہاں لائیں۔ اس سے لمن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ امور پائے جاتے ہیں
جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں

اموال اول: اول یہ کہ ملک و ملت کے دشمنوں کے خلاف اتفاق و اتحاد و قوت
کی ضرورت ہے۔

امرد دوم: ظالم پر بے شمار لعنتیں ہیں۔

امرد سوم: فتح القدری میں امیر معاویہ کے لیے جو بمعنی ظلم کا لفظ مستعمل ہوا۔
لہذا انہیں ظالم کہنا پڑے گا۔

امرد چہارم: ظالم کو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد و عہد نہیں پہنچتا۔

امرد پنجم: مرقات میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق طاغی باغی اور ظالم کا
لفظ امیر معاویہ کے بارے میں موجود ہے۔

جواب اول:

دشمن کے خلاف اتحاد و اتفاق بہت مبارک لیکن دشمن کون؟ اگر محدث ہزاروی
کے نظریہ کے مطابق دشمن ملک و ملت وہ لوگ ہیں۔ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور انہیں کافرو زندقہ نہیں کہتے۔ ان کے خلاف اتحاد و اتفاق

ہونا چاہیے۔ تو پھر محدث ہزاروی نے اپنے چیلے چانٹوں سمیت ایک مخالف گروپ
تشکیل دے دیا ہے۔ اب وہ اس اپیل کے ذریعہ چاہتے ہیں۔ کہ کچھ اور لوگ بھی
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھ کر ان کے ساتھ آئیں لیکن ایسا
ناممکن نظر آتا ہے۔ اور اگر دشمن سے مراد دیوبندی و بابی وغیرہ مخالفان اہل سنت ہیں
تو جب ہمارے فتویٰ کے مطابق امت کے تمام اولیاء و اصفیاء علماء و بوجہ عدم تکفیر
معاویہ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ تو انہیں اپنے ساتھ ملا کر ان دیوبندیوں
و بابیوں کے خلاف اتحاد و اتفاق کی اپیل کا کیا معنی۔ پھر بہت سے دیوبندی اور
و بابی بھی امیر معاویہ کو مومن و مسلمان سمجھتے ہیں اس لیے اتحاد و توفیق کی یہ اپیل بھی
سے اسی طرح بالاتر ہے۔ جس طرح محدث ہزاروی کی دوسری تحریرات و ابیات ہیں۔

جواب امر دوم:

”ظالم پر کتاب و سنت میں بے شمار لعنتیں ہیں“، لفظ ظالم سے مراد محدث

ہزاروی کے نزدیک، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لیے ظالم پر لعنت
والی آیات و احادیث امیر معاویہ پر منطبق ہوتی ہیں۔ ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ
قرآن کریم کا ظلم تہیں زیادہ ہے۔ یا باب العلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو۔
یہی علی المرتضیٰ ہیں۔ کہ جنہوں نے امیر معاویہ اور ان کے رفقاء پر لعنت بھیجنے سے
منع فرما دیا ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۱۱۱

حدیث ہم نقل کر چکے ہیں۔ اسی طرح شرح مقاصد کی عبارت بھی ذکر ہو چکی۔

کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اہل شام (یعنی امیر معاویہ اور ان کے ساتھی) مجھ سے
دینی بھائی ہیں۔ انہوں نے ہم پر بغاوت کی۔ لیکن اس بغاوت کی بنا پر وہ نہ کافر ہیں
نہ فاسق۔ اس لیے کوئی شخص ان پر لعنت نہ کرے۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۱۱۱
بھی گزر چکا ہے۔ کہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے بارے

یہاں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ سب جنتی ہیں۔ ان حوارجات کو سامنے رکھا جائے اور ادھر محدث ہزاروی کے انوکھے اجتہاد کو دیکھا جائے۔ ایک طرف علی المرتضیٰ کے جن کے ساتھ امیر معاویہ کی جنگ ہوئی۔ اور دوسری طرف چاچا غزوہ نمواہ (محدث ہزاروی) جو امام جنگ کرتے ہیں۔ وہ ان سے کہیں زیادہ قرآن و سنت کے عالم تھے۔ وہ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنتی اور دینی بھائی فرمائیں۔ اور یہ کنوئیں کا مینڈک ان کی ذات پر ناروا حملہ کرے۔ سورج پر تھوکنے والے پر تھوک واپس آیا کرتا ہے۔

جواب امر سوم:

فتح القدیر میں امیر معاویہ کے لیے ”جور“ کا لفظ استعمال ہوا۔ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صاحب جور ظالم تھے۔ ان کا ظالم ہونا ایک معتد مسلمان کے حوالہ سے ہے اس لیے جب یہ ظالم ہوئے۔ تو وہ تمام نعمتیں جو قرآن و سنت میں ظالم کے لیے ہیں۔ وہ امیر معاویہ پر پڑیں۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ محدث ہزاروی کو اپنے باطل مسلک کی خاطر کہیں سے اُٹ پٹا لنگ مل جائے وہ دلیل بن جاتا ہے۔ اور بڑے مکرو فریب سے اُسے کبھی اجماع امت کے عنوان سے اور کبھی کسی اور مسور کن انداز سے پیش کیا جاتا ہے۔ اور بڑے مکرو فریب سے ایک لفظ لے کر قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اہل سنت حنفی مسلک کا ایک بہت بڑا علامہ جب امیر معاویہ کو جائز (ظالم) کہہ رہا ہے۔ تو پھر اُسے حیرے کو اس پر کیوں اعتراض؟ ہم کہیں گے۔ کہ اگر واقعی تمہیں صاحب فتح القدیر کی تحقیق و تصانیف پر یقین ہے۔ تو فیصلہ جلد ہو جائے گا۔ جس طرح ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف حسام الحرمین اور اب اور عام کی تصنیف سوارم ہندیہ کے بہت سے فتوے محدث صاحب نے جڑے تھے۔ ہم نے انہی حضرات کے وہ فتاویٰ پیش کئے جو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے والوں کے متعلق پیش کئے۔ اب اگر اعلیٰ حضرت

کی شخصیت ہمارے نزدیک مسلم ہے۔ دیکھو کہ تم نے ان کے فتویٰ کو پیش کر کے تسلیم کر لیا (تو پھر ان کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ امیر معاویہ کو کافر و ظالم کہنے والا جہنمی ہے۔ اور ہادی کا مستحق ہے۔ اور اگر آپ کی شخصیت مسلم نہیں۔ تو پھر لوگوں کو دھوکہ دینے کی خاطر ان کا نام استعمال کیوں کر رہے ہو۔ اسی طرح صاحب فتح القدیر کا معاملہ بھی ہے قبل اس کے کہ ہم حوارج مذکورہ کے بارے میں کچھ لکھیں۔ پھر یہ بات دہراتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مابین لڑائی ہوئی۔ اور یہ لڑائی اجتہادی خطا کی بنا پر تھی۔ ہمیں تسلیم ہے۔ کہ حق حضرت علی المرتضیٰ کی جانب تھا۔ لیکن اس کے باوجود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فرد مرتد قرار نہیں پاتے۔ دوسری بات یہ کہ باعنی کا لفظ جہاں امام برحق کے خلاف بلا ویر اور بلا دلیل خروج اور بغاوت کرنے والے پر بولا جاتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے۔ جس نے کسی دلیل کا سہارا لے کر امام کی مخالفت کی ہو۔ اسی طرح لفظ ”ظالم“، بمعنی زیادتی کرنے والا اور معنی فاسق و ناجرا اور کافر بھی ہے۔ ان چند باتوں کے بعد ہم اصل الزام کی طرف آتے ہیں۔

فتح القدیر کی مذکورہ عبارت ایک مسئلہ کی تحقیق میں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح ایک عادل حاکم اگر کسی کو قضاۃ کا عہدہ پیش کرے۔ تو اس کی طرف سے اس کو قبول کر لینا کوئی جرم نہیں کیا اگر اس عادل حاکم کے خلاف بناوت کرنے والا کسی کو یہی پیش کش کرے۔ تو اُسے قبول کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس مسئلہ کے متعلق صاحب ہدایہ نے فرمایا۔ کہ سلطان جائز (ظالم) سے عہدہ قضاۃ قبول کرنا درست ہے۔ اور اس کی دلیل کے طور پر یہ بات پیش کی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کے عہدے حضرات صحابہ کرام نے قبول کیے تھے۔ باوجود اس کے کہ حق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔

صاحب فتح القدیر نے ہدایہ کی اس عبارت کو لیا۔ اور چونکہ اس سے ایک

وہم پڑتا تھا کہ مسئلہ اپنے مقام پر درست لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بطور مثال پیش کر کے صاحب ہدایہ نے اُن کے جائز ظالم ہونے کی تصریح کر دی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تاویم آخر جائز اور ظالم خلیفہ تھے۔ لہذا آپ کو اب انہی الفاظ سے یاد کرنا درست قرار پایا۔ اس وہم کو دور کرنے کے لیے صاحب فتح القدر یہ لکھتے ہیں۔

فتح القدر :-

هَذَا قَصْرٌ يَحْجُورُ مَعَاوِيَةَ وَالْمَرَادُ فِي خُرُوجِهِ
لَا فِي أَقْضِيَّتِهِ ثُمَّ إِنَّمَا يَسْتَمِرُّ إِذَا شَبَّتْ أَكْثَرُ وَلِي
الْقَضَاءِ قَبْلَ تَسْلِيمِ الْحَسَنِ لَهُ وَأَمَّا بَعْدَ تَسْلِيمِهِ
فَلَا وَيَسْتَحْيِي إِلَيْكَ الْعَامُ عَامَ الْمُحَاجَّةِ رَفَعَ الْقَدِيرُ

جلد ۲ ص ۲۶۱ مطبوعہ مصر

ترجمہ کیا یہ تصریح اس امر کی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا۔ اس میں امیر معاویہ جائز تھے۔ نیز کہ آپ اپنے فیصلوں میں ظالم تھے۔ پھر یہ بات کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ صحابہ نے عہدہ قضا قبول کیا اور یہ قبول کرنا جائز و ظالم حاکم سے قبول کرنا ہے اس وقت ثابت ہو سکتی ہے۔ جب یہ ثابت کیا جائے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی کو جب قضا کا عہدہ پیش کیا تھا۔ اس وقت امام حسن نے خلافت سے دستبرداری نہیں فرمائی تھی۔ اور اگر اس پیش کش کے وقت سے پہلے امام حسن دستبردار ہو چکے تھے۔ تو پھر جائز حاکم سے عہدہ قبول کرنے کی یہ مثال درست نہ بنے گی۔ کیونکہ اب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیحہ ہو گئی۔ اس سال کو

عام المحاجۃ کا نام دیا گیا۔

گویا وہ وہم جو صاحب ہدایہ کی عبارت سے پڑتا تھا۔ کہ امیر معاویہ کو دم آخر تک جائز کہنا جائز ہو گیا۔ اور اسی ظلم و جور پر ان کا انتقال ہوا۔ لہذا اب اگر انہیں کوئی شخص ظالم کہتا ہے۔ تو صاحب ہدایہ کے قول کے مطابق درست ہے۔ اس وہم کو صاحب فتح القدر نے صاف فرما دیا۔ فرمایا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ امیر معاویہ کو جائز کہنا اس وقت تک درست تھا۔ جب تک امام حسن نے ان کے حق میں دستبرداری نہ فرمائی تھی۔ جب وہ دستبردار ہو گئے۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی۔ اب امیر معاویہ پر جائز کا اطلاق قطعاً غلط ہے۔ اس لیے بقیہ دور خلافت ان کا ظالم نہ نہیں بلکہ عادلانہ گزرا۔ اور اسی پر ان کا انتقال ہوا۔ لہذا اب کوئی شخص اُن کو جائز و ظالم نہیں کہہ سکتا۔ امام حسن کی دستبرداری کے بعد جن صحابہ کرام نے امیر معاویہ سے عہدہ قضا قبول کیا۔ وہ اس مسئلہ کے تحت داخل ہی نہیں ہو کر کسی ظالم حاکم سے عہدہ قضا قبول کرنا درست ہے یا نہیں؟

اب آئیے صاحب فتح القدر کے مشرب و مسلک کی طرف امیر معاویہ کے بارے میں ان کا کیا نقطہ نظر ہے۔ امیر معاویہ کے مناقب کی بحث میں ہم ان کا نظریہ بیان کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ وہ بغاوت سے قبل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر منافق کہنا ہرگز جائز نہیں۔ اگرچہ علی المرتضیٰ کے خلاف لڑنے کی وجہ سے ان کو باغی کہا گیا۔ لیکن یہ بغاوت اجتہادی غلطی کی بنا پر تھی۔ لہذا اس کی وجہ سے بھی آپ پر لعن طعن کرنا جائز نہیں۔ اور پھر جب امام حسن نے ان کے حق میں دستبرداری فرمائی اور ان کی بیعت کر لی۔ تو اب انہیں کافر کہنا تو دور کی بات ہے۔ باغی اور ظالم کہنا بھی جائز نہیں ہے۔

اگر محدث ہزاروی ایٹکینہی کو فتح القدر پر اعتماد ہے۔ تو پھر انہیں ایسی عقیدہ

و نظریہ اپنا نا چاہیے جو ہم نے سطور بالا میں بالاختصار بیان کیا۔ یہ لوگ خود من مصلحت کرنے والے اور دوسروں کو اس کی تزیین دینے والے اور صاحبِ فتحِ تقدیر و لائل سے اس کے عدم جواز پر زور دینے والے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد قارئین کرام آپ حقیقت منکشف ہو گئی ہوگی کہ ہم نے اوپر جواب کے شروع میں کچھ کہا تھا۔ بات وہی ہے یعنی یہ لوگ اپنا انوکھا کارے کے لیے ہر کی جہات میں سیاق و سباق سے ہٹا کر اور کمالِ مکرو فریب کے ساتھ پیش کر کے قارئین کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہماری تحقیق جیسی کسی کی تحقیق نہیں۔ اس لیے دوسروں کی باتیں چھوڑو۔ اور ہماری دم مضبوطی سے تھامو۔ ہم پھر بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صراطِ مستقیم دکھائے۔ اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب امر چہارم:

احکام القرآن کے حوالے سے لَا يَنْتَهِی عَهْدِي الظَّالِمِينَ کے تحت یہ ثابت کیا گیا کہ چونکہ معاویہ ظالم ہے۔ اس لیے اسے کوئی عہد اور عہدہ نہیں مل سکتا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ محدث ہزاروی نے اس آیت کو بھی اپنے مقصد کے لیے ٹوڑ موڑ کر پیش کیا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ابراہیم علیہ السلام کو چند کلمات سے آزمایا۔ تو آزمائش میں پورا اترنے پر فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا، میں تمام لوگوں کے لیے تمہیں امام بنانے والا ہوں۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جوش دیکھا۔ تو عرض کیا: قَالَ وَیْنَ ذِیَّتِیْ میری اولاد میں سے بھی (امام ہوگا) تو جواب آیا۔ لَا یَنْتَهِی عَهْدِي الظَّالِمِينَ میرا عہد ظالموں کے لیے نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امام بنائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو دیگر انبیاء کرام کی طرح نبی ہونے کے علاوہ ایک اور خصوصیت عطا کی جا رہی ہے۔ وہ یہ کہ انبیاء کرام کی تعلیمات ان کے امتیوں یا

ایک مخصوص زمانے کے لوگوں تک محدود ہوئی تھیں۔ لیکن اسے ابراہیمؑ ہماری تعلیمات کا کافی حصہ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر بھی اسی طرح جائز رکھوں گا۔ جس طرح ہماری امت کے لیے ہے۔ اور پھر وہ تعلیمات ماقیامت لوگوں کا معمول بنادینے کی وجہ سے تمہیں اس طرح تمام آنے والے لوگوں کا امام بنا دیا گیا ہے۔ یہ امت دراصل نبوت ہی ہے۔ نبوت سے علیحدہ کوئی منصب نہیں۔ جیسا کہ اہل تشیع کا عقیدہ ہے۔ اب ابراہیم علیہ السلام کو فرایا جا رہا ہے کہ میرا یہ عہد منصبِ امامت و نبوت ظالم کی نہیں ملے گا۔ احکام القرآن کی اصل عبارت ملاحظہ ہو احکام القرآن:-

(لَا يَنْتَهِی عَهْدِي الظَّالِمِينَ) اِنَّهُ الْكَبُوْرُكَ وَعَنْ مُّجَاهِدٍ

اِنَّهُ اِنْ اَتَى الظَّالِمَ لَا يَكُوْنُ اِمَامًا وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

اِنَّهُ قَالَ لَا يَكُوْنُ الْوَفَا يَعْتَمِدُ الظَّالِمَ فَاِذَا اَعْتَدَ

عَلَيْكَ فِي ظُلْمٍ فَتَقْضٰهُ وَقَالَ الْحَسَنُ لَيْسَ لَهُمْ

عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ يُعْطِيْهِمْ عَلَيْهِمْ خَيْرٌ اِی الْاٰخِرَةِ

قَالَ الْبُزْجَنِيْ جَمِیْعٌ مَا رَوٰی مِنْ هٰذِهِ الْمَعَانِیْ

يَحْتَمِلُهُ الْكَلْفُ وَجَائِزٌ اَنْ یَّکُوْنَ جَمِیْعُهُ مَرَادُ

اللّٰهِ تَعَالٰی وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلٰی ذٰلِكَ عِنْدَ كَافِلٍ

یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ الظَّالِمُ نَبِیًّا وَّلَا خَلِیْفَةً

لِنَبِیٍّ وَّلَا خَلِیْفَةً وَلَا مَنْ یَّکُوْنُ النَّاسُ قَبُوْلُ

قَوْلِهِ مِنْ اَمُوْرٍ الدِّیْنِ مِنْ مُّفْتِیْ اَوْ شَیْءٍ اَوْ مُتَعَدِّ

عَنِ النَّبِیِّ تَحْبِرًا۔ راحکام القرآن الجزء الاول ۲۹

مطبوعہ بدیر و تاجزیر ایت لَا یَنْتَهِی عَهْدِي الظَّالِمِينَ

تَرْجَمًا، لَا يَنَالُ عَهْدِي فِي عَهْدِهِ مَراد نبوت ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پر ارادہ فرمایا ہے کہ ظالم امام نہ ہوگا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ نے کہا کہ ظالم کے عہد و پیمان کی ایفا لازم نہیں ہے۔ جب وہ کسی ظلم کے کام میں تجھ سے عہد و پیمان کرے تو اسے توڑ ڈال، جناب حسن کہتے ہیں کہ ظالموں کا اللہ کے ہاں کوئی ایسا عہد نہیں کہ وہ انہیں آخرت میں غیر عطا فرمائے۔ ابو جبر کہتے ہیں عہد کے جو معافی بیان ہو چکے ہیں۔ ان تمام کا لفظ عہد میں احتمال موجود ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ سارے معافی اللہ تعالیٰ کی مراد ہوں۔ ہمارے ہاں وہ لفظ اسی پر محمول ہے۔ لہذا ظالم کا نبی ہونا، نبی کا خلیفہ ہونا، اور نہ ہی کوئی ایسا شخص جس کا قول دینی معاملات میں لوگ قبول کرتے ہیں۔ ایسا ہونا جائز نہیں ہے جیسا کہ مفتی، گواد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی غیر کو لوگوں تک پہنچانے والا۔

توضیح :-

احکام القرآن کے مذکورہ اقتباس میں سے صرف امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول محدث ہزاروی نے پیش کیا۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ظالم کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں بھلائی کا کوئی عہد نہیں۔ لیکن اس سے پہلے کے احتمالات جان بوجھ کر چھوڑ دیئے گئے۔ اور بعد میں فیصلہ کن بات بھی گول کر دی۔ محدث ہزاروی دراصل اس جملہ کا مصداق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بنا کر ان حضرات کو تعبیر کرنا چاہتا ہے۔ جنہوں نے اس کے بقول ایک ظالم کو خلیفہ و امام مقرر کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی نفی کر دی۔ جہاں تک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ظالم یا عادل ہونے کا فیصلہ ہے اس بارے میں ہم بار بار بیان کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام

صحابہ کو "عادل" فرمایا اور پھر نبین کریم نے جب صحابہ معاویہ کی امارت و امامت کو تسلیم کر کے ان کی بیعت کر لی۔ اگر ان دونوں اور دیگر صحابہ کرام نے امیر معاویہ کو ظالم سمجھا تھا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی انہوں نے کی۔ نہ کہ امیر معاویہ نے اور اگر ان کا اقدام درست تھا۔ اور یقیناً درست تھا۔ تو پھر آیت کا مصداق امیر معاویہ کو بتانا ایک ظلم عظیم ہے۔ علاوہ ازیں مشکوٰۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امیر معاویہ کے حق میں یہ دعا بھی نقل فرمائی۔ اللہم اجعلہ ہادیا مہدیاً۔ اے اللہ! معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا۔ یہ اس مستجاب الدعوات شخصیت کی دعا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ صاحب مرقاۃ لاعلیٰ قاری اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ:

وَلَا رَيْبَ أَنَّ دُعَاءَ النَّبِيِّ مُسْتَجَابٌ فَمَنْ كَانَ هَذَا حَالَهُ كَيْفَ يُؤْتَابُ فِي حَقِّهِ رَمَقَاتُ شَرْحِ

مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۳۸

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یقیناً مستجاب ہے۔ سو جس شخص کی یہ حالت ہو۔ اس کے بارے میں شک کیے جانے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔

ان تمام شواہد سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہرگز ہرگز نہ "يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ" کا مصداق نہیں بنتے۔ بلکہ کلاً و عداً اللہ العتشی وغیرہ آیات ان کے فضائل اور عبتی ہونے کی قطعی دلیلیں ہیں۔

جواب امر پندجہ:

تَقْتُلُهُ الْوَقْتَةُ الْبَاقِيَّةُ۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے

میں حضور کا ارشاد گرامی ہے۔ اس حدیث کے تحت طاعی قاری رقمطراز ہیں و ذکر
عمار یا سر کو قتل کرنے والا امیر معاویہ ہے، لہذا وہ طاعی باطنی ظالم ہوا۔ اس لیے
ایسے شخص پر لعن طعن جائز ہے۔ اس کے بعد محدث ہزاروی نے کہا کہ یہ شرح مقاصد
اور فتاویٰ رضویہ کے مطابق ایسے شخص پر لعن طعن کرنا واجب ہے۔

قارئین کرام! جہاں تک مرقات شرح مشکوٰۃ کی عبارت کا معاملہ ہے
تو اس میں ظالم باطنی کا لفظ ہمیں نظر نہیں آیا۔ بالفرض اگر ان بھی لیا جائے۔ تو پھر شرح
مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے حوالہ جات بیکار ہوں گے۔ کیونکہ ان دونوں
حضرات نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن سے منع کیا ہے۔ اور سختی سے
روکا ہے بشرح مقاصد میں ہے۔ لَيْسُوا كُفَّارًا اَوْ لَا فَسَقَةً وَلَا
ظُلْمًا۔ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی نہ تو کافرو فاسق تھے۔ اور نہ ہی ظالم، قاری رضویہ
میں ہے۔ جو امیر معاویہ پر لعن طعن کرے۔ وہ مسلمان نہیں۔ بلکہ جہنمی کتا ہے۔ اب اس
طرف آئیے۔ کہ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واقعی صاحب مرقات طاعی قاری کے نزدیک
ظالم باطنی ہے۔ جیسا کہ محدث ہزاروی نے ان کے کلام سے ثابت کر کے شرح
مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے فتویٰ سے لعن طعن کا جواز بلکہ وجوب پیش
کیا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حسب مرقاة طاعی قاری کے نظریات

مشکوٰۃ:

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ اخْتِلَافِ اصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اصْحَابَكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ الشُّجُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا اقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلِّ تَوْرَةٍ مِنْ اخْلَافِي مِقَامٌ عَلَيْهِ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى مُدَى قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْحَابِي كَالثُّجُومِ فَبِأَيِّهِمْ ائْتَدَيْتُمْ ائْتَدَيْتُمْ (رواه زرین)

(مشکوٰۃ ص ۵۵۴ باب مناقب صحابہ الفصل الثالث)

(مطبوعہ نور محمد کراچی)

ترجمہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کرام کے اختلاف کے بابت سوال کیا۔ جو میرے پردہ کربانے کے بعد رونما ہوں گے۔ تو میری طرف اس نے وحی کی۔ اے محمد

یقیناً تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمانی ستاروں کی مانند ہیں لیکن بعض سے اقویٰ ہیں۔ اور سبھی نور ہیں۔ لہذا جس نے ان کے اختلاف میں سے کسی کو لے لیا۔ وہ میری طرف سے ہدایت پر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے اصحاب ستاروں جیسے ہیں۔ ان میں سے جس کی تم اقتدار کرو گے۔ ہدایت پا جاؤ گے۔

مرقات شرح مشکوٰۃ:

قَالَ السَّيِّدُ جَمَالُ الدِّينِ الظَّاهِرُ أَنَّ مَرَادَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِخْتِلَافَ الَّذِي فِي الدِّينِ مِنْ غَيْرِ اِخْتِلَافٍ لِلْغَرَضِ الَّذِي يُنَوَّى فَلَا يَشْكُلُ بِاِخْتِلَافٍ بَعْضُ الصَّحَابَةِ فِي الْاِخْلَافَةِ وَالْاِمَارَةِ قُلْتُ الظَّاهِرُ أَنَّ اِخْتِلَافَ الْاِخْلَافَةِ اَيْضًا مِنْ بَابِ اِخْتِلَافٍ فَرُوعِ الدِّينِ النَّاشِئِ عَنْ اِجْتِهَادِ كُلِّ لَامِنِ الْغَرَضِ الدِّنْيَوِيِّ الصَّادِرِ عَنِ الْحَقْلِ النَّسْفِيِّ۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸۰)

ترجمہ: سید جمال الدین نے کہا کہ اختلاف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اختلاف دینی ہے۔ جو دنیوی غرض نہ رکھتا ہو۔ لہذا آپ کے اس ارشاد پر یہ اشکال وارد نہ کیا جائے کہ بعض صحابہ کرام نے خلافت اور امانت میں اختلاف کیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اختلاف خلافت بھی ظاہری طور پر دینی غرض کے ضمن میں آتا ہے۔ جو ہر ایک کے اپنے اپنے اجتہاد سے پیدا ہوا۔ اس میں بھی کوئی دنیوی غرض دینی جو غرضات نفسانی کا حصہ لیے ہوئے ہو۔

۲۔ مرقات شرح مشکوٰۃ:

فَرَحِمَ اللَّهُ مَنْ اِنْصَفَ وَلَمْ يَتَعَصَّبْ وَلَمْ يَتَقَسَّمْ وَتَوَلَّى الْاَوْثِقَ صَادِقِ الْاِغْتِقَادِ لِكُلِّ يَتَّبِعْ فِي جَارِئِ سَبِيلِ الرِّشَادِ مِنَ الرِّطْضِ وَالنَّصَبِ بِأَنْ يَحِبَّ جَمِيعَ الْاَلِ وَالصَّحْبِ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

جلد ۱ ص ۱۷۱ باب فی المعجزات فصل اول

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے۔ جو انصاف پر چلا۔ اور تعصب و ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اعتقاد میں اس نے صحیح راستہ اختیار کیا۔ اور اس نے رض و نصب کو چھوڑ کر بھلائی کا راستہ اپنایا۔ یعنی تمام آل رسول اور صحابہ کرام سے دوستی کا عقیدہ رکھا۔

۳۔ مرقات شرح مشکوٰۃ۔

فلا يشكل باختلاف بعض الصحابة في الخلافة والامارة قلت الظاهر ان اختلاف الخلافة ايضا من باب اختلاف فروع الدين الناشئ عن اجتهاد كل لامن الغرض الدنيوي

الصادر عن الحقل النسفي۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸۰ باب مناقب صحابہ)

حاصل ترجمہ: صحابہ کرام کے درمیان جو اختلاف خلافت اور امانت میں ہوئے یہ فروع دین سے ہے۔ اصول دین سے نہیں۔ اور پھر یہ ان کے فرمان جو اختلاف ہے۔ یہ اجتہادی ہے یا نفسانی نہیں ہے۔

شرح شفاء: ملا علی قاری: بر حاشیہ نسیم الریاض

وَقَالَ سَاحِقُونَ مَنْ كَثُرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا أَوْ عُثْمَانَ أَوْ غَيْرَهُمَا

كَمَعَاوِيَةَ وَعَمْرُو بْنِ الْعَاصِ يُوجِّعُ بِصَيْغَةِ الْمَجْهُولِ
مُتَعَلِّقًا أَوْ مُشَدِّدًا -

(شرح شفاء جلد چہارم ص ۵۶۶)

ترجمہ: سخن کہتے ہیں۔ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی مثلاً
علی المرتضیٰ یا عثمان غنی یا ان دونوں کے علاوہ جیسا کہ معاویہ اور عمرو بن العاص
(رضی اللہ عنہم) کو کافر کہتے ہیں۔ اسے سخت ترین سزا دی جائے گی۔

۵۔ شرح شفاء: ملا علی قاری،

وَحَكِي ابْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ سَحْنُونٍ
فَيَمْنَنْ قَالَ فِي ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعِثْمَانُ وَحَلِي
أَلَهُمْ أَيْ كَلَّمَهُمْ كَأَنَّهُ فِي ضَلَالٍ تَكْفُرٍ قِيلَ
وَمَنْ شَتَمَ عَمْرُوًّا أَيْ عَمْرُوَّ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ
مِنَ الصَّحَابَةِ كَمَعَاوِيَةَ وَغَيْرِهِ بِمِثْلِ هَذِهِ الْقَوْلِ
ثَبِيلَ الْإِسْكَالِ الشَّدِيدِ -

(شرح شفاء ملا علی قاری بر حاشیہ نیم الریاض جلد چہارم ص ۵۶۶)

ترجمہ:

سحنون نے ابو محمد بن ابی زید نے حکایت کی کہ جو شخص ابو بکر صدیق،
عمر فاروق، عثمان غنی، اور علی المرتضیٰ ان سب کو گمراہ اور کافر کہتا
ہے۔ اسے قتل کر دیا جائے۔ اور جو ان خلفائے اربعہ کے علاوہ
کسی صحابی مثلاً معاویہ وغیرہ کو گالی بکتا ہے۔ اسے عبرت ناک
سزا دی جائے۔

ملحد فکریا۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے امیر معاویہ کے بارے میں ہم نے چند اقتباسات
پیش کیے۔ ان میں صاف یہاں کہ حضرات صحابہ کرام کے بامین باہمی اختلاف کو وہ
اجتہادی اختلاف سمجھتے تھے۔ اور سب صحابہ کرام کو بلا استثناء امیر معاویہ
وغیرہ اسماں ہدایت کا درخشندہ ستارہ کہتے تھے۔ اور ان کے باہمی اختلاف
کو دنیوی غرض اور نفسانی خواہشات سے دور سمجھتے تھے۔ اور پھر خلفائے اربعہ
میں سے کسی کی تکفیر کرنے والے کے قتل کا حکم اور دیگر صحابہ کرام پر لعن طعن
کرنے والے کو عبرت ناک سزا تجویز کرتے تھے۔ اور اس شخص کو اللہ تعالیٰ
کا محبوب و منظور نظر سمجھتے تھے۔ جو رفض و نصب سے ہٹ کر اہل سنت کے
راستے یعنی صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ یہ تھا۔ ملا علی قاری کا نظریہ اس سے
آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بقول محدث
ہزاروی طاعنی یا عنی ظالم کافر مرتد وغیرہ کہنا تو کہا ایسے قائل کی سخت ترین سزا
کے حق میں تھے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

الزام نمبر ۲۴

بانی کفر و بغاوت و بدعت معاویہؓ نے علیؓ اور انہی
محبت والوں پر عن طعن اور غلیظ گالیوں کا
بکواس خطبہ جمعہ میں ۱۲۱ھ سے جاری کیا

اور کرایا

اور حدیث سے یہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ
جس نے علیؓ کو گالی دی۔ بے شک اس نے مجھ کو گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی
بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی۔ جامع صغیر جلد دوم ص ۴۲ طبع بیروت
پس فتاویٰ حسام الحرمین اور فتاویٰ صوامع ہند پر عرب و عجم کے تین سو ایک علماء
مشائخ حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی کے قطعی اجماعی فتوے اس مجرم پر لگ گئے جس نے اللہ رسول
کی تین ہشک گالی، عن طعن کے خبیث جرم کا ارتکاب کیا۔ چاہے خیر القرون کا ہو یا
بعد کا چاہے کوئی عرب کا ہو یا عجم کا چاہے کوئی صحابی ہو یا غیر صحابی چاہے کوئی مطیع ہو
یا باغی چاہے معاویہ ہو یا ابرسفیان یا ہندہ چاہے حکم ہو یا مروان چاہے یرید ہو یا
اس سے مزید چاہے مجتہد ہو یا نادان۔ چاہے مقلد یا غیر مقلد چاہے

اہل حدیث ہو یا اہل قرآن چاہے قادیانی ہو یا لاہری چاہے سنی ہو یا شیعہ چاہے سید ہو یا عینہ
سید چاہے تلہ ہو یا پیر چاہے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ چاہے نصرت خوان ہو یا تبرّاز چاہے اپنا ہو
یا بیگانہ چاہے نیا ہو یا پرانا ان پر ایسی فتویٰ ہے۔ یہ کسی فرقہ یا فرقہ سے ضد و تعصب کی بنا
پر نہیں دین حق اسلام اور اللہ رسول کا قطعی حکم ہے۔ وَ بِالْجَمَلَةِ قَوْلَ الطَّائِفِ
حُكْمُهُمْ كُفَّارٌ مُّرْتَدٌ وَ خَارِجُونَ عَنِ الْإِسْلَامِ

يُاجِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ قَالَ فِي الْبِزَازِ بِهِ
وَالدَّرْدِيُّ وَالشَّرِيفِيُّ وَفَتَاوَى الْخَيْرِيَّةِ وَمَجْمَعِ
الْأَنْهَارِ وَالْأَلْمَخْتَارِ وَغَيْرِهَا مِنْ الْمَعْتَمَدَاتِ
الْإِسْفَارِيَّةِ وَشَلْهُنْزَلَاءِ الْكُتُبِ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَ
عَدَاوَتِهِ فَقَدْ كَفَرَ۔

جوان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ فتاویٰ حسام الحرمین
اور فتاویٰ صوامع ہند پر مذکور خود پڑھو پھر سوچو کیا ایسے جرم پر صحابی کا اعتقاد کرنا۔ اور
غلان کتاب دست رضی اللہ عنہ پڑھنا میں اس فتوے کی ذمہ داری نہیں آتا۔ ضرور اسما ہے۔ پھر
ایسوں کی خوش اعتقادی کی کتاب کا نام بہار بغاوت کی بجائے۔ بہار شریعت رکھنا۔
اور اس قرآن کو جس میں اللہ کا فرمانُ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ تَمَّتِ الْإِسْلَامُ
تکمیل الایمان زماننا بلکہ اس کے برعکس کسی کی کتاب یا اپنی کتاب کو ان کا قرآن پاک
پر ایمان ہے۔ یا کفر معاذ اللہ ایک مومن کو عداوت قتل کرنے والے کا حکم فحشاء و جفائے
خالد اذنیہا و غضب اللہ علیہ و لعنة الایۃ تو جس نے ایک لاکھ
ستر ہزار مومن مسلمان مہاجرین و انصار قتل کیے کرا کے اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا
قرآن پاک کا کھلم کھلا کفر مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ عدد
امور پائے جاتے ہیں جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں

امراؤل: امیر معاویہؓ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کے خطبہ میں علی المرتضیٰؓ پر

لعن طعن کا سلسلہ شروع کیا۔

امرد دوم:

حضرت علی المرتضیٰؓ کو گالی دینا رسول اللہؐ کو گالی دینے اور اللہؑ کو برا بھلا کہنے کے برابر ہے۔ لہذا ایسے شخص پر تین سو ایک علماء کا فتویٰ کفر و ارتداد لگے گا ان میں سے چاہے کوئی اسے نہ مانے یا اعلیٰ ہو کسی کی استثناء نہیں۔

امرد سوم: امیر معاویہؓ کو صحابی کہنے والا بھی اسی فتویٰ کے زمرے میں ہے۔

امرد چہارم: جو لوگ امیر معاویہؓ کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کی کتاب کا نام بہار شریعت کہہ جائے بہار بغاوت ہونا چاہیئے۔ اور تکمیل قرآن کا انکار کفر ہے۔

امرد پنجم:

ایک لاکھ ستر ہزار مسلمانوں کو قتل کرنے والے کو رضی اللہ عنہ کہنا قرآن کریم کی مکمل مخالفت ہے۔ کیونکہ اس میں ایک مسلمان کے قتل کرنے والے کو دوزخی کہا گیا ہے۔

جواب امرا قل:

حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ الزام کہ انہوں نے اپنے دور خلافت میں علی المرتضیٰؓ پر لعن طعن کا سلسلہ غلطی میں شروع کیا۔ یہ روایت تاریخ طبری میں ہے۔ اور ابن راویوں سے مذکور ہے۔ ان میں لوط بن یحییٰ اور ہشام بن محمد سائب البکلی بھی ہیں۔ ہم اس روایت کی مفصل تحقیق و بحث تحفہ جعفریہ جلد پنجم ص ۱۴۱ پر کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اول تو ملازم طبری جو اس کا مؤید ہے۔ وہی قابل استدلال و حجت نہیں۔ علاوہ ازیں اس روایت کے مذکورہ دونوں راوی کثر شیعہ ہونے کے ساتھ ساتھ کذاب بھی ہیں۔ ان سے امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کسی تعریف و اچھائی کی امید نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ اس واقعہ کی علود کتب شیعہ تو بیک وقت

ہیں۔ وہ اس طرح علی المرتضیٰؓ رضی اللہ عنہ کے جب امیر معاویہؓ کے حضور مناتب و مسائل بیان کیے گئے۔ تو امیر معاویہؓ نے کڑا رد و قطار روئے لگے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

امالی شیخ صدوق:

عن الاصبغ بن نباتہ قال دخل ضرار بن ضمیر النہشلی علی معاویہ بن ابی سفیان فقال له صف لی علیاً قال..... فَاِذَا اَتَبَسَمَرَفَعَنْ مِثْلِ اللّٰوِلِیِّ الْمُنْفُو عِیَّیَا فَقَالَ مُعَاوِیَہُ زِدْ فِیْ مِنْ صَفَّتِہُ فَقَالَ ضَرَّارٌ رَحِمَ اللّٰہُ عَلَیْکَ کَانَ وَاللّٰہُ طَوِیْلَ السَّمَاوِیَّاتِ قَلِیْلَ الرَّقَاوِ یُثَلُّوْا حِیَابَ اللّٰہِ اِنَّہٗ اَللَّیْلِ وَاَطْرَافَ الْمَشَاہِدِ... قَالَ فَبَکِیْ مُعَاوِیَہُ وَقَالَ حَسْبُکَ یَا ضَرَّارُ کُنَّا لَکَ کَانَ وَاللّٰہُ عَلَیْکَ رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا الْحَسَنِ۔

۱۔ امالی شیخ صدوق ص ۳۷۱، المجلس الحادی

والتسعون مطبوعہ قم جدید ۲۰۰۲ حلیۃ الابرار

جلد اول ص ۳۳۸ مطبوعہ قم

ترجمہ: ضرار بن خمرہ نہشلی ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا۔ تو آپ نے اسے فرمایا۔ کچھ علی المرتضیٰؓ کی خوبیاں بیان کرو کہا جب آپ تبسم فرماتے تھے۔ تو گریاموتی جھڑتے تھے۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا۔ کچھ اور بیان کرو۔ ضرار بولا۔ علی المرتضیٰؓ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے وہ کم سونے والے، زیادہ شب بیدار اور رات دن قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے تھے۔ پس کرامیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور فرمائے لگے۔ پس کرو ضرار۔ خدا کی قسم! علی المرتضیٰؓ رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔ خدا

دہر سے وقوع پذیر ہوئی۔ لہذا ان کے قتل کے ذمہ دار وہ باغی ہیں اور قاتلانِ عثمان ہیں جن سے قصاص کا مطالبہ کیے جانے کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔ ان تفصیل کی تکرار کی ضرورت نہیں۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

نوٹ:

ان چوبیس عدد الزامات کے بعد محدث ہزاروی نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس میں ناڑے کے کچھ طلباء نے اس کے خلاف فتویٰ چھاپا جس میں علماء و مشائخ کا محدث ہزاروی سے اختلاف کا ذکر ہے۔ ان میں کوئی حاجی زمان نامی شخص ہے۔ جس پر محدث ہزاروی کے کتاب کا بھی ذکر ہے۔ ہم نے چونکہ علمی اور عوامی الزامات کا جو اب دینا تھا۔ وہ دے دیا۔ اس قسم کے ذاتی الزامات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے ہم اس کی بحث میں الجھنا نہیں چاہتے۔ لیکن یہ بات بہر حال سچی ہے۔ کہ علماء و مشائخ کرام کا محدث ہزاروی کے ساتھ اتفاق نہیں۔

نعرہ حق چاریار

بدعت ہے اور جاہلوں کی اختراع ہے ہزاروی

نعرہ تحقیق جاہل بے علموں اور دین ایمان سے ناواقفوں کی ایجاد اور بدعت ہیں۔ اور ناقابل قبول ہے۔ دلائل اختیار و منکر معروف ہیں۔ یوں کہ شانِ نبیاً مَوْثِقٌ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَشْهَدُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ حدیث میں ہے۔ جنتیوں کی ۲۰ صفیں ہوں گی جس میں اتنی میری امت کی اور چالیس باقی انبیاء کی امتوں کی ہوں گی۔ اس سے پتہ چلا کہ حضور کی امت کی اکثریت اہل حق ہے۔ جو جنت میں ہوگی۔ یا اس سے مراد اہل اصحاب ہیں تو وہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب ہیں۔ ان میں سے صرف چار حق ہیں۔ تو ناحق ایک لاکھ تیس ہزار نو سو چھپاؤں سے ہوئے۔ اب بتاؤ کہ اس بدعتی نعرے میں تو صرف چار یار حق ہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک لاکھ چوبیس ہزار سے اکثر حق ثابت ہوتے ہیں۔ اور بدعتی منکر نعرہ اس کے خلاف ہے۔ جو قابلِ مردود ہے۔ لہذا قرآن میں ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ۔ یہ جاہلوں کا نعرہ ہے۔ بے تحقیق منکر بدعت ہے۔ اور اس آیت کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ لہذا مردود ہے۔ مسلمانوں کو ترک کر دینا لازم ہے۔ حضور کے سب یار حق ہیں۔ جو ناحق ہیں۔ وہ آپ کے نہیں۔ بلکہ مطلقاً باغی ہیں۔

جواب:

حق چاریارہ کا نعرہ پورا توں ہے۔ نعرہ خلافت۔ حق چاریار۔ اس نعرے کی اصل یہ ہے۔ کہ اہل تشیع کے عقائد و نظریات یہ کہتے ہیں۔ کہ تین خلفاء ابوبکر، عمر فاروق

عثمان رضی اللہ عنہم خلیفہ ناسخ تھے۔ انہوں نے خلافت پر غاصبانہ قبضہ کیے رکھا۔ اور یہ کہ یہ یمنوں ظالم تھے۔ (معاذ اللہ) صرف اور صرف خلافت حضرت علی المرتضیٰ کے تھی۔ اہل تشیع کے اس نظریہ کے ابطال اور اہل سنت اپنے عقیدے کے اظہار کے لیے اس نعرہ کو اپنائے ہوئے ہیں۔ گویا باوازور منہ کشی یہ کہتا ہے کہ میرے عقائد کے مطابق چاروں خلفائے رسول حق تھے۔ صرف علی المرتضیٰ ہی پادوران سے پہلے یمنوں ناسخ ہیں یہ ہرگز نہیں۔ اس لیے اس نعرے کا مقصد خلفائے اربعہ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ واضح کرنا ہے۔ اور اہل تشیع کے صرف ایک کو حق کہنے کی تردید مقصود ہے۔ یہ نہیں کہ ہمارے نزدیک تمام صحابہ کرام میں سے صرف یہی چار حق پر تھے۔ اور بقیہ تمام (معاذ اللہ) حق سے دور تھے۔ اس نعرے سے ایک اور بات واضح کرنا بھی مراد ہے۔ وہ یہ کہ ان چاروں خلفائے امین جو فرضی اختلافات اور من گھڑت واقعات کے ذریعہ دشمنی اور عداوت ثابت کرتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ بلکہ یہ چاروں باہم شیر و شکر تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”وَرَحْمَةً بَيْنَهُمْ“ کی تصویر تھی۔ نعرے کی اصلیت واضح کرنے کے بعد اب ہم اس دلیل کی طرف آتے ہیں۔ جس کا سہارا محدث ہزاروی نے لیا۔ یعنی اگر چار ہی حق پر ہیں۔ تو ایک لاکھ تیس ہزار نو سو چھپانے صحابہ کرام حق پر نہ رہے اس طرح کل قیامت کو ۱۲۰ صفیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی کس طرح پوری ہوں گی؟ ہم اس دلیل کو بے دلیل کرنے کے لیے چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ جس سے قارئین کرام کو محدث ہزاروی کی علمیت کا بھی کچھ اندازہ ہو جائے گا۔

ۛ

محدث ہزاروی کی جاہلانہ بھڑک کے رد میں

تین مثالیں

مثال اول:

بعض یہی بات حضرات انبیائے کرام کے بارے میں کہی جاسکتی ہے۔ یعنی جب کوئی شخص ”محدث رسول اللہ“ کہتا ہے۔ (اور یقیناً ہر مسلمان یہ کہتا ہے)۔ تو اس نے ان الفاظ سے فقط سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا اقرار کیا۔ اب ایک لاکھ اور تیس ہزار نو سو چھپانے پیغمبروں کی نبوت اور رسالت کا اس میں کوئی ذکر نہ ہونے کی وجہ سے ان کی رسالت کی تکذیب یا عدم اقرار لازم آئے گا۔ جس کی بنا پر ایک بنیادی اسلامی عقیدہ نہ رکھنے کی وجہ سے ایسا قائل ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔ وہ عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کی نبوت پر ایمان لایا جائے۔

مثال دوم:

محدث ہزاروی کا ایک نعرہ ہے ”پنجتن پاک“ یعنی صرف پانچ شخص ہیں جو پاک ہیں۔ اور ان کے علاوہ سبھی ناپاک ہیں۔ اور یہ لازم ہے۔ کہ پاک لوگوں کے سوا جنت میں کوئی نہ جائے گا۔ لہذا جنتی صرف پانچ آدمی ہوئے۔ بقیہ تمام دوزخی، ان پانچ میں سے ایک کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی و دوسری شخصیت علی المرتضیٰ اور تیسری امام حسن چوتھی امام حسین اور پانچویں سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں ان میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو جنتی نہیں بلکہ صاحب امت ہیں۔ امتی صرف چار رہ گئے۔ اب ان چار حضرات سے ۱۲۰ صفیں کس طرح

پوری ہوں گی؟ اور خود محدث صاحب کہاں ہوں گے۔

مثال سوم:

اسی طرح جب کوئی شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ کو "صدیق" اور رضی اللہ عنہ کو "قاروق" عثمان رضی اللہ عنہ کو "دعنی" کہتا ہے۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا حدیثِ صرف ابو بکر ہیں۔ کوئی صحابی اس صفت سے موصوف نہ تھا۔ تو سب کا کاذب ہونا لازم آیا۔ قاروق صرف عمر ہی ہوں۔ دوسرے تمام صحابہ حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔ اور عثمان غنی کے ماسوائے تمام صحابہ کرام میں بغل و کجوسی موجود ہو۔ حالانکہ ہرگز ایسا نہیں۔ لیکن محدث ہزاروی کے قانون کے مطابق یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کا قانون جسے "مفہوم مخالف" کہا جاسکتا ہے اپنے محل وقوع پر غلط ہے۔ اور اس قانون کی زد سے شاید ہی کوئی بچے۔

نوٹ:-

تمام تر زور اس بات پر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان نہ مانا جائے۔ انہیں رضی اللہ عنہ کی دعا نہ دی جائے۔ انہیں صحابی رسول نہ سمجھا جائے بلکہ انہیں قاتل، ظالم، کافر، زندیق، مرتد اور باغی و طاعنی مانا سمجھا جائے۔ اور جو انہیں ایسا نہ سمجھے مانے وہ بھی کافر ہے۔ اب اس عقیدے کے ماننے والے اہل تشیع تو ہیں ہی ان کے ساتھ ساتھ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی بھی شامل ہو گئی۔ لیکن محدث ہزاروی چونکہ اپنے آپ کو رافضی شیعہ کہلانے کی بجائے سنی کہلاتے ہیں۔ اس طرح وہ اہل تشیع کو بھی شاہِ مسلمان نہیں سمجھتے۔ کیونکہ جب امیر معاویہ کو مسلمان سمجھنے والے ان کے نزدیک مسلمان نہیں۔ کافر ہیں۔ تو چار پانچ صحابہ کرام کے علاوہ سب کو مرتد کہنے والے کب مسلمان ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ صرف ہمارا خیال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے نزدیک وہ مسلمان ہوں۔ بہر حال ہمارے خیال کے مطابق اگر وہ

اہل تشیع کو مسلمان نہیں مانتے۔ تو باقی مسلمان ہی رہ گئے۔ جو ان کے طرف دار ہیں۔ (یعنی محدث ہزاروی اور ان کے پیلے چائٹے) اب کل قیامت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کی ۱۲۰ صفیں انہیں پورا کرنا ہوں گی۔ اور صفت بھی ایسی کس جس کی کوڑوں آدمی ایک صف میں ہوں گے۔ تو پتہ چلا کہ جب یہ لوگ اچھے گامے سب اکٹھے ہو جائیں۔ تو ۱۲۰ گنا ایک صف بھی نہ بنا سکیں گے۔ اس لیے انہیں اپنی ٹھکانا چاہیے اور اکثریت کے عقائد و نظریات کی طرف رجوع کر لینا چاہیے۔ اور امت کے تمام اولیاء کرام، علمائے عظام اور مجتہدین ذی وقار کے نقش قدم پر چل کر اپنی عاقبت ہر باب ہونے سے بچالیں۔ اور رافضیوں کو خوش کرنے کی بجائے اہل سنت کو اپنا سمجھیں۔ کیونکہ سنی کہلاتے ہیں۔ جب تک ان عقائد و نظریات باطلہ سے سچی توبہ اور رجوع نہیں کرتے۔ اس وقت تک ان کی کوئی بات اہل سنت کے لیے رحمت بن سکتی ہے۔ اور نہ ہی اس سے حق چھپ سکتا ہے۔ ہاں رافضی عرش ہوں گے۔

محدث ہزاروی کے اشتهار کے ناخدا اور مراجع

۱	احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم	۹	شرح عقائد نسفی سعد الدین تفتازانی
۲	شرح مقاصد علامہ تفتازانی	۱۰	ارشادات امام اعظم ابو حنیفہ
۳	مسلم شریف، مسلم بن حجاج	۱۱	فتح القدیر محمد بن عبد الواحد المروت ابن ہمام
۴	مسند امام احمد بن حنبل	۱۲	احکام القرآن ابو بکر حباص
۵	طحاوی شریف، ابو جعفر طحاوی	۱۳	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ قاری
۶	حسام الحرمین مولانا احمد رضا بریلوی	۱۴	در مختار
۷	صواعق ہندیہ مولانا جشت علی	۱۵	فتاویٰ خیریہ علامہ خیر الدین رحیمی
۸	فتاویٰ رضویہ، علامہ حضرت فاضل بریلوی	۱۶	مشکوٰۃ شریف ولی الدین محمد بن عبد اللہ

چیلنج

ان سولہ عدد و مراجع سے مختلف مقامات پر محدث ہزاروی نے حوالہ جات سے یہ ثابت کرنے کی سرگود گوش کی ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنا واجب ہے۔ وہ کافر، مرتد اور زندیق ہے۔ اُن کو مسلمان اسنے والے بھی کافر ہیں۔ اُن سے کوئی رشتہ ناظم حرام ہے۔ ہم آخو میں محدث ہزاروی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ ان کتب کے صنفین میں سے کسی ایک کا صراحت کے ساتھ وہ عقیدہ ثابت کر دیں۔ جو خود محدث ہزاروی کا ہے تو فی حوالہ پچاس ہزار روپیہ نقد انعام پائیں۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی (صاحب احسن الحرمین) فتاویٰ رضویہ کے ارشادات پر چونکہ بہت جگہ بطور حوالہ ذکر کیے ہیں۔ ان کا کوئی واضح قول و فتویٰ اپنے حق میں ثابت کر دیں۔ تو فی حوالہ ایک لاکھ روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا لَعْنَةُ

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

محدث ہزاروی

کے رسالہ بنام ”غیر نامہ“ کی چھ عدد تحریرات

جس رسالہ سے ہم اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ اس کا نام ”غیر نامہ“ ہے۔ جس کی مقصدیت ان الفاظ کے ساتھ نمایاں طور پر رسالہ کے نام سے اوپر والی سطریں موجود ہے۔ ”کائناتی مسائل کا حل بسمانی خلافت و دستور اسلام“ یہ ”غیر نامہ“ شوال فیصد ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۷ء کا ہے۔ اور اس کی سرپستی کرنے والے یہ حضرت ہیں ”امیر تحریک خلافت ابوسعود مستید محمد شاہ محدث ہزاروی خالقہ محبوب آباد شریف حریلیات ہزارہ“

تحریر اول: علوم مصطفیٰ کے امین علیؑ اور صرف علیؑ المرتضیٰ ہیں۔ غیر نامہ ص ۲۔
تحریر دوم: وہ ہر صحابی بقا ضائے عشق اسی امید میں تھا کہ اسی کا نام پکارا جائے گا۔ مگر دوسرے روز معلم کائنات نے اپنے وحی واقعی علی المرتضیٰ کو طلب کیا۔ غیر نامہ ص ۳۔
تحریر سوم: حضرت علی المرتضیٰ وہ سید الاولیاء ہیں جن کو سید الانبیاء کی صحبت بابرکت سے یہ شان عطا و اعطاء ہوئی۔ کہ آپ مومنوں کے مشکل کشا ہیں۔ بالعموم تمام صحابہؓ اور بالخصوص خلفاء ثلاثہ کو جب بھی کوئی مشکل علمی، عملی، روحانی، دنیاوی و اخروی پیش آئی۔ تو انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ مشکل کشا ہی کی طرف رجوع کیا۔ خلافت صدیقی میں مکتوبین زکوٰۃ کا مسئلہ درپیش ہوا۔ تو خلیفہ راشد ابو بکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کا حکم دے دیا۔ متعدد صحابہؓ بھی کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یہ لوگ زکوٰۃ کے علاوہ تمام ارکان اسلام کے قائل ہیں مگر پڑھتے ہیں۔ اس لیے آپ کیسے ان کے خلاف اعلان جہاد

کہتے ہیں۔ آپ کے پاس شرعی دلیل کیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا بظاہر اس وقت میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں مگر میرے ایمان و قلب کا یہی فیصلہ ہے۔ اگر تم جہاد میں شریک نہیں ہوئے تو صدیق اکیلا ہی ان مشکوکین کے خلاف جہاد کرے گا۔ اس وقت خلیفہ راشد اور دیگر صحابہ عجیب کش مکش اور مشکل میں مبتلا ہو گئے۔ اتنے میں خلیفہ راشد کے مشیر اور ان سب کے مشکل کشا علی المرتضیٰ تشریف لاتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ کیوں پریشان ہو۔ حضرت صدیق و فاروق سارا قصہ بیان کرتے ہیں۔ تو آپ سکڑا کر ان سب کی مشکلیں حل فرماتے ہیں۔ کہ خلیفہ المسلمین ابو بکرؓ نے جو فیصلہ کیا ہے۔ وہ حق ہے۔ یہ منکرین زکوٰۃ ان تمام قرآنی آیات سے منحرف ہیں۔ جن میں اللہ نے اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ کا حکم دیا ہے۔ ایک آیت قرآنی کا منکر مرتد ہے۔ قریہ لوگ تو متعدد آیات قرآنی کے منکر ہیں۔ لہذا ان کے خلاف جہاد فرض ہے۔ یہی عہد فاروقی میں متعدد واقعات رونما ہوئے۔ جن میں آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مشکلیں حل فرمائیں۔ خبر نامہ ص ۵-۶

تحریر چہارم:

عشق کی حق دار صرف ذات مصطفیٰ ہے یا وہ ذات مرتضیٰ ہے جسے مصطفیٰ کے واسطے سے ایسا قرب حق ملا۔ کہ اس کے چہرہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اور اس علیؑ کو تمام انبیاء سے جدا اور تمام اولیاء سے زیادہ فضیلت عطا ہوئی یعنی حضرت علی المرتضیٰ کو اللہ نے ایک ایسی خصوصی شان عطا کی ہے۔ جو کسی نبی ولی کو عطا نہیں ہوئی۔ وہ یہ کہ آپ ہم نام مولے ہیں۔ یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ اپنا نام عطا کیا ہے۔ خبر نامہ ص ۸۔

تحریر پنجم:

مولوی بہت کم ہیں۔ اب تو اتنے کم ہیں کہ یہ کہنا درست ہے کہ تقریباً ہی نہیں

قطارِ جال کا ناز ہے جس دن باقی ماندہ بھی نہ ہوں گے۔ نہ زمین نہ آسمان رہے گلیات برپا ہوگی۔ خبر نامہ ص ۸

تحریر ششم:۔ امیر معاویہ باطنی جنبی ہے جو پاک نہیں ہو سکتا (معاذ اللہ)

شرعی طور پر بیوی سے صحبت کرنے سے جنابت ظاہری ہوتی ہے طہارت ظاہری یعنی غسل سے پاک ہو جاتی ہے۔ اور زانی جب تک قلب سلیم سے توبہ نہ کرے۔ اور اس پر شرعی حد جاری نہ ہو جائے۔ اس کی طہارت باطنی نہیں ہوتی۔ باطنی طور پر جنبی ہی رہتا ہے۔ باغیوں نا صبیوں کو اللہ تعالیٰ نے طہارت باطنی کی مرتے دم تو فیتق ہی نہ دی۔ کوئی مائی کا لال باطنی اول کی بغاوت سے توبہ ثابت نہیں کر سکتا۔ عام طور پر جہالت سے لوگ جنابت باطنی کے غسل کی اہمیت کو نہیں جانتے تاکہ ہر بندہ جنابت سے پاک اپنی پاکی کا نتیجہ جائے۔ دلوں کی ناپاکی گندگی ظلم اور بغاوت ہے۔ خبر نامہ ص ۹۔

چھ عدد تحریرات کی بالترتیب تردید

تردید تحریر اول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم شریفہ کا واحد امین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اگر اس حصہ کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو لازم آئے گا۔ کہ بقیہ تمام صحابہ کرام سے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہیں۔ وہ ناقابل اعتبار ہیں۔ کیونکہ وہ ان میں "امین" نہیں تھے۔ ان حضرات میں حضرت ابو ہریرہ عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم بھی شامل کیونکہ ان میں سے کوئی علی المرتضیٰ نہیں پھر وہی ابو ہریرہ کہ جن کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یادداشت کے لیے انہیں چادر پھلنے کو کہا۔ اُس میں آپ نے دو ہاتھ بھر علم ڈال کر اسے سینہ سے لگانے کا

حکم دیا۔ اس کی برکت سے حضرت ابو ہریرہؓ کو لاکھوں کی تعداد میں احادیث کبھی ذہن سے نہ اتریں۔ بعد ازاں جب اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی دعا سے اللہ! ابن عباسؓ کو دین کی فتح عطا فرما۔ علاوہ ان کی کتب احادیث کو اٹھا کر دیکھیں۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں دیگر صحابہ کرام کی مرویات کی گنا زیادہ ہیں۔ اس لیے اگر انہیں امین نہ کہا جائے۔ اور ان کی امانت کی تصدیق نہ کی جائے تو دین کا ایک معتبر حصہ ختم ہو جائے گا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ محدث ہزاروی کا صرف اور صرف علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو امین علوم مصطفیٰ قرار دینا بایں وجہ کہ ان میں شیعیت کا غلط طے ہے اور نہایت محض دکھلاوے کی ہے۔

تردید تحریر دوم:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ”وصی رسول“ میں مطلب یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تھی۔ کہ میرے وصال کے بعد میرا جانشین اور خلیفہ علی المرتضیٰ ہیں۔ اس امر کی تفصیل ہم نے متحدہ جغزیہ جلد اول میں کر دی ہے۔ مختصر یہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دار فانی سے انتقال فرمانے کا وقت آیا۔ تو اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گود میں آپ کا سر اندر تھا۔ اس آخری وقت میں اگر وصیت فرمائی تھی۔ تو اس کی روایت سیدہ عائشہ صدیقہ سے ہی ہو سکتی تھی۔ آپ سے کسی کتاب حدیث میں ایسے مضمون کی کوئی ایک روایت موجود نہیں ہے اس لیے ”وصی رسول“ کا عقیدہ ہم اہل سنت کا عقیدہ نہیں۔ ہاں کتب شیعہ میں اس بارے میں مواد موجود ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے آخری وقت حضرت عباسؓ اور دیگر اہل بیت سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو میری جانشینی اختیار کرے؟ حضرت عباسؓ نے عرض کی۔ میں اس بوجہ کو نہیں اٹھا سکتا۔ اس کے بعد علی المرتضیٰ نے اسے قبول کر لیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ هَذَا خَلِيفَتِي وَ وَصِيّ وَ اَخِي۔ یہ میرا خلیفہ، وصی

بغاث ہے۔ اس سے شیعہ یعنی اخذ کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے بعد بلا فصل خلافت کی وصیت فرمائی تھی۔ اس لیے سب سے پہلے خلفاء غاصب اور ظالم ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اہل شیعہ کی اذان میں ”علی وصی رسول اللہ“ کے الفاظ موجود ہیں۔ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ”وصی رسول“ کا عقیدہ کن کا ہے۔ اور محدث ہزاروی اس عقیدے کی تبلیغ کر کے اپنے آپ کو کن لوگوں میں شمار کر چکا ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار

تردید تحنیر سوم:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مشکل کشا باذن اللہ ضرور ہیں۔ مگر ان کی اس صفت کا مطلب یا انداز بیان یہ نہیں ہونا چاہیے۔ کہ کسی دوسرے عظیم المرتبت صحابی کی میں شان میں گستاخی ٹپکتی ہو۔ یہی واقعہ جو محدث ہزاروی نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مشکل کشائی میں ذکر کیا۔ اور اس میں ابو بکر صدیقؓ و دیگر صحابہ کرام کے علم و فکر کو معمولی حیثیت دی۔ اسی واقعہ کو اہل سنت علماء نے بھی صدیق اکبرؓ کی کمال ذہانت اور فتاداد بصیرت کی دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔ اور واقعہ کو جس انداز سے محدث ہزاروی نے بیان کیا۔ اس میں جان بوجہ کامل باتوں کو یا تو ذکر ہی نہ کیا گیا۔ اور جنہیں ذکر کیا گیا۔ وہ بھی اپنے مطلب کو پیش نظر رکھ کر غلط بحث کر دیا۔ آئیے اس واقعہ کو تمام باتوں سمیت بخوار دیکھیں۔ تاکہ فرق واضح ہو جائے۔

ریاض النضرہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَّرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ هَمَزُ الْإِنِّي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا
لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصمتي ماله
وكنته الا يحقهم وحسابه على الله فقال ابو بكر
والله لا قاتلن من فرق بين الصلوة والزكاة
فان الزكاة حق المال والله لو منعوني عقالا
كانوا ايوذ وحملا الى رسول الله لقاتلناهم على
منعها وقال عمر فوالله ما هو الا ان رأيت
ان الله شرح صدر ابي بكر للقتال فعرفت
انه الحق اخرجاه وعنه لقا قبيض
رسول الله صلى الله عليه وسلم وارتدت
العرب وقاتلوا الا نودي نكوة فقال ابو بكر
لو منعوني عقالا لجاهدناهم عليه فقلت يا
خليفة الرسول الله تاليف الناس وارضيت بهم
فقال لي اجبا في الجاهلية وخو ارضي الاسلام
انه قد انقطع الرحي وتمر الدين او ينقص
وانا حتى خرج به النساء بهذا اللفظ ومعناه
في الصحيحين - دياض النفوس كرشدة بأسهم جلد اول (مکمل)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ابو بکر صدیق خلیفہ مقرر ہو گئے تو کچھ عرب
قبائل نے کفر کا راستہ اختیار کیا۔ جب ان کے خلاف ابو بکر صدیق
نے جہاد کا اعلان فرمایا تو حضرت عمر نے کہا۔ اے ابو بکر! آپ

ان لوگوں سے کس بنا پر جہاد کریں گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
گامی ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کے خلاف اس وقت تک جہاد کرنا
نہوں۔ جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں۔ اور اگر کوئی شخص اس کلمہ کا اقرار کر لیتا
ہے۔ تو اس نے اپنی ذات اور مال و اسباب محفوظ کر لیا۔ ہاں اگر کسی کی
حق تلفی ہو تو دوسری بات ہے۔ اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ یہ
سن کر صدیق اکبر بوسے خدا کی قسم! میں ہر اس شخص سے جہاد کروں گا جو
نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرے گا۔ بے شک زکوٰۃ مال کا حق ہے۔
خدا کی قسم! اگر انہوں نے ایک رسی دینے سے انکار کیا جو وہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو ادا کرتے تھے۔ تو بھی میں ان سے ضرور جہاد کر دنگا پس عمر بن الخطاب
بوسے خدا کی قسم! میں نے یہی جانا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق کا سینہ
جہاد کرنے کے لیے کھول دیا ہے۔ مجھے ان کی حقانیت معلوم ہو گئی یہ بات
بخاری اور مسلم دونوں نے بیان کی ہے۔۔۔۔۔ حضرت عمر بن الخطاب ہی
بھی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اٹھا
لیے گئے۔ اور کچھ عرب دین سے پھر گئے۔ اور کہنے لگے ہم زکوٰۃ نہیں ادا
کریں گے۔ ابو بکر صدیق نے کہا۔ اگر انہوں نے ایک رسی زکوٰۃ کی دینے
سے انکار کیا تو ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ میں نے کہا۔ اے رسول اللہ
کے خلیفہ! لوگوں سے مہربانی اور شفقت سے پیش آؤ۔ مجھے کہنے لگے۔ تم
اسلام لانے سے قبل اتنے سخت اور اسلام لانے کے بعد اتنے نرم و کجھ
وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اور دین مکمل ہو چکا ہے۔ کیا لوگ دین میں نقص و
کمی کریں اور وہ بھی میری زندگی میں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے! یہ روایت ان الفاظ
سے نسائی نے ذکر کی ہے۔ اور اس سے متا جلتا معنی بخاری و مسلم میں مروی

ہر ایک

توضیح :-

نسائی اور اس کا ہم معنی مضمون ہجاری و مسلم میں جو موجود ہے۔ وہ آپ نے دیکھا ۔
 محدث ہزاروی نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق سے جب عمر بن الخطاب نے انہیں زکوٰۃ
 کے خلاف جہاد کرنے کی وجہ اور دلیل پوچھی۔ تو وہ کوئی دلیل پیش نہ کر سکے۔ ان کی پریشانی
 کو حضرت علی نے حل کر دیا۔ حالانکہ اصل واقعہ میں عمر بن الخطاب کے دریافت کرنے پر بلکہ
 جہاد سے منع کرنے پر ابو بکر صدیق نے دوز بردست و لائل پیش فرمائے۔ جن کو سن کر
 عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بکا ر اٹھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے واقعی ابو بکر صدیق کا سینہ اس معاملہ
 میں کھول دیا ہے۔ اور جو کچھ آپ نے فیصلہ فرمایا۔ وہی حق ہے۔ پہلی دلیل یہ تھی کہ مانعین
 زکوٰۃ کیا انکو زکوٰۃ کے حکم کے منکر ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام میں ہیں کہ ان سے جہاد نہ
 کیا جائے؟ یعنی نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت میں تفریق ہرگز قابل قبول نہیں۔ دوسری دلیل یہ کہ
 جب بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام ہم تک مکمل طور پر پہنچا دیئے۔ اب نئی وحی
 آئے اور وہ پہلے سے موجود حکم زکوٰۃ کو منسوخ کر دے یہ ناممکن ہے۔ اس لیے میری
 زندگی میں اس قسم کی حرکتیں برداشت نہیں کی جاسکتیں۔ ان ولائل کے ہوتے ہوئے
 یہ کہا جا رہا ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں۔ کیا یہ
 رفض و تشیع نہیں؟ محدث ہزاروی کی طرح اہل تشیع اسی پر زور دیتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ
 کو بے علم اور معاند مذہبی سے عاری بنا کر پیش کیا جائے۔ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کا
 مشکل کشا ثابت کیا جائے۔ مانعین زکوٰۃ کا یہی واقعہ علما نے اہل سنت نے حضرت
 صدیق اکبر کے مناقب میں بیان کیا ہے۔ اور محدث ہزاروی اس کو تنقیص ابو بکر
 اور منقبت علی المرتضیٰ کے روپ میں بیان کر رہا ہے۔ اس سے محدث ہزاروی کی
 نظر باقی حدود کا پتہ چل سکتا ہے۔

ریاض النضرہ کی عبارت سے منقبت علی

ثابت ہوتی ہے کہ منقبت صدیق

ایک ضمنی اعتراض

ریاض النضرہ کی جو عبارت پہلی سطور میں مذکور ہوئی۔ اس سے تو واقعی ابو بکر صدیقؓ
 کی منقبت بیان ہوتی ہے۔ لیکن اس عبارت سے ذرا آگے والی عبارت میں خود
 صاحب ریاض النضرہ کے الفاظ اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ
 رضی اللہ عنہ کے مشورے دینے کی بنا پر ابو بکر صدیق نے اعلان جہاد کیا تھا۔ لہذا
 واقعہ کا دار و مدار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے پر ہونے کی وجہ سے
 یہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی منقبت بنتا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ریاض النضرہ
 کی اگلی عبارت ملاحظہ ہو۔

ریاض النضرہ:

وعن یحییٰ ابن عمر عن ابیہ عن جده قال
 لما اُمتنع من اُمتنع من دفع الزکوٰۃ الی آت
 بکر جمع آت بکر اصحاب رسول اللہ فشاؤم
 فامرهم فاحملوا علیہ فقال لعلی
 ما قذل یا ابا الحسن قال اقول لك ان تزلت

شَيْئًا وَمِمَّا آخَذَهُ رَسُولَ اللَّهِ مِنْهُمْ فَأَنْتَ عَلَى خِلَافٍ سَنَةِ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ أَمَّا لَيْنٌ قُلْتُ ذَاكَ لَا قَاتِلَ لَكُمْ وَإِنْ مَنَعُونِي عَمَلًا - اخرج به ابن السمان في الموافقة -

دریاض النضرہ جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۴ (ا ذکر شد باسم) ترجمہ: یحییٰ ابن عمر اپنے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب کچھ لوگوں نے ابو بکر صدیق کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ تو ابو بکر صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔ انہوں نے اس بارے میں مختلف مشورے دیے۔ پھر ابو بکر صدیق نے علی المرتضیٰ سے کہا۔ اے ابوالحسن! آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمائیے گئے اگر تو نے ان اشیاء زکوٰۃ میں سے ایک بھی چھوڑ دی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیا کرتے تھے۔ تو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا منی الف ہوگا۔ ابو بکر یقین کر لے۔ اگر یہ بات ہے۔ تو پھر ان میں سے ایک رتی کے زکوٰۃ کے طور پر نہ دینے پر بھی جہاد کروں گا۔ اس روایت کو ابن سمان نے موافقت میں ذکر کیا۔

جواب اقل:

روایت سابقہ جو نسائی شریف میں موجود ہے۔ وہ صحیح ہے۔ اور اس کی معنوی تائید بخاری و مسلم بھی کرتی ہیں۔ اس لیے ایسی صحیح روایت کے مقابلہ میں ابن سمان کا قول کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اس لیے محدث ہزاروی کے من گھڑت واقعہ کی اس سے اگرچہ تائید ہوتی نظر آتی ہے۔ لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

جواب د و ہر: اس روایت میں کوئی ایسا لفظ دکھاؤ۔ کہ جس کا معنی مشہور ہو

والے بیان کردہ معنی سے متا جلتا ہو۔ یعنی ابو بکر صدیق سنت پریشان تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ کہ جہاد کے فیصلے کے حق میں میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔ پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہنس کر فرمایا۔ تم بے علمی کی بنا پر پریشان ہو۔ اس کی دلیل قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب اس قسم کا کوئی لفظ اس روایت میں موجود نہیں۔ تو پھر محدث ہزاروی کا ہتک امیز رویہ کہاں سے ثابت ہوگا؟ علاوہ ازیں اس روایت میں اتنا موجود ہے کہ جب اس قسم کا کوئی مشورہ دینے پر ابو بکر صدیق نے اعلان جہاد فرمایا۔ لیکن اس احتمال کو کون روکے گا۔ کہ آپ نے اعلان جہاد اب اس لیے کیا۔ کہ پہلے صرف اُن کی اپنی رائے اور اپنے دلائل تھے۔ اب اُن کی تصدیق کچھ صحابہ کرام اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمادی۔ گویا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یسین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ اسی رائے کی توثیق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی کر دی۔ لہذا یہ واقعہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل میں شمار ہوگا۔ کہ ایسے صاحب الرائے تھے۔ کہ ان کی تائید و توثیق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی کرتے تھے۔ ابو بکر صدیق کی اس واقعہ پر صحابہ کرام نے بھی حقانیت کی توثیق کی۔

دریاض النضرہ:

عن ابی رجا العطار دی قَالَ دَخَلْتُ الْمَدِينَةَ فَرَأَيْتُ النَّاسَ مُتَجَمِعِينَ وَرَأَيْتُ رَجُلًا يُقْبِلُ رَأْسَ رَجُلٍ وَهُوَ يَقُولُ أَنَا فِي ذَاكَ وَكَوْلَا أَنْتَ لَهْلَكْنَا فَقُلْتُ مَنْ الْمُقْبِلُ وَمَنْ الْمَقْبِلُ قَالَ ذَاكَ عَمْرُو يَقْبِلُ رَأْسَ آيٍ يَكْرِ فِي قِتَالِهِ أَهْلَ السَّرْدَةِ إِذْ مَنَعُوا الرِّكُورَةَ حَتَّى آتَوْا بِهَا صَاغِرِينَ - (اخرج به في المصنف في فضائله)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ كَرِهْنَا ذَاكَ ثُمَّ حَمَلَهُ نَا فِي
الْأُتَيْهَاءِ وَكَأَيُّنَا رَشِيدًا كَوَلَّامًا فَعَلَّ أَبُوبَكْرٍ
لَا لِحَدِّ النَّاسِ فِي الْمَكَّةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ دَاخِرِهِ
الْقَلْبِيِّ (رياض النضر جلد اول ص ۱۲۸) ذکر شدہ بارے

ترجمہ: ابو بکر جاد العطار دی کہتے ہیں۔ میں جب مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔
تو لوگوں کا ایک مجمع دیکھا۔ اور اس میں ایک شخص دوسرے کے سر کا بوسہ
کے رہا ہے۔ اور کہہ رہا تھا۔ میں تم پر قربان۔ اگر تم نہ ہو تو تم ہلاک ہو
جاتے۔ میں نے کسی سے پوچھا۔ یہ دونوں کون کون ہیں؟ کہا کہ بوسہ
شیخہ وائے عمر بن الخطاب ہیں اور جن کا سر جو ہا جا رہا ہے۔ وہ ابو بکر صدیق ہیں اور جو بوسہ
کا لائیں زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ آپ نے ان کے خلاف جہاد
کیا یہاں تک کہ وہ سر لگوں ہو کر پلٹ آئے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لائیں زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کو ہم چنا
نہ سمجھتے تھے۔ پھر جب جہاد ہوا۔ اور اس کے نتائج سامنے آئے۔ تو ہم
سب نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس پر تعریف کی۔ اور ہم نے انہیں
بہترین رہنما پایا ہے۔
جو کچھ انہوں نے کیا ذکر کرتے۔ تو زکوٰۃ کے معاملہ میں لوگ قیامت تک
بے دین ہو جاتے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا مقام

ریاض النضر:

حِينَ إِذَا النَّاسُ وَحُمَتِ بِالْأَمْرِ مَا لَمْ
يَقُمْ بِهِ خَلِيفَةُ نَبِيِّ فَتَهَضَّتْ حِينَ وَهَنَ
أَصْحَابُكَ وَبَرَّجَتْ حِينَ اسْتَكَاوُا وَقَوَّيْتُ
حِينَ ضَعُفُوا وَلَزِمْتُ مَثَلًا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَمُّوا كُنْتُ خَلِيفَةً حَقًّا
لَمْ تَنَارَعْ وَلَمْ تَصْدَعْ بِرِغْمِ الْمُتَأَفِّقِينَ وَكَبْتِ
الْكَافِرِينَ وَكَرِهَ الْحَاسِدِينَ وَغَيَّظَ الْبَاغِيْنَ ثُمَّ
بِالْأَمْرِ حِينَ فَشَلُّوا وَثَبَّتْ إِذَا اشْتَعَبُوا وَمَضَتْ
بِنُورِ اللَّهِ إِذَا وَقَعُوا فَاتَّبَعُوكَ فَهَدَّوْا وَكَانَتْ
أَخْفَضَهُمْ صَوْرًا وَأَعْلَاهُمْ قُوَّةً وَأَمَثَلَهُمْ
كَلَامًا وَأَصْوَمَهُمْ مَنْطِقًا وَأَطْوَلَهُمْ صُمُتًا
وَأَبْلَغَهُمْ قَوْلًا وَأَشَجَّعَهُمْ نَفْسًا وَأَعَزَّ قَلْبَهُمْ
بِالْأُمُورِ وَأَشْرَفَهُمْ عَمَلًا كُنْتُ وَاللَّهُ لَلدَّيْنِ
يَهْتَوِي (الرياض النضر جلد دوم ص ۲۶۲)
ذکر ثناء علی رضی اللہ عنہ عند وفاته

ترجمہ: اسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت ہو کہ جب کچھ لوگوں نے ازداد کی راہ اپنائی۔ تو تم نے معاہدہ کو درست کرنے کے لیے ایسا اقدام کیا۔ جو کسی نبی کا خلیفہ ذکر نہ کیا۔ جب تمہارے ساتھی کمزوری دکھانے لگے تو تم نے کام کر دکھایا۔ جب وہ سامنے آئے سے گھبرائے تو نے سامنا کیا۔ جب وہ کمزور ہوئے تو تو نے انہیں قوت پہنچائی۔ جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے روگردانی کا ارادہ کیا۔ تو تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ تم وہ خلیفہ رہی ہو۔ کہ جن سے کسی نے جھگڑا نہ کیا۔ اور منافقین و کافرین و عاصدین کو ناکام و ذلیل کرنے سے تمہارا کچھ نہ بچڑا۔ اور تم نے لوگوں کے بزدل ہونے کے وقت استقامت دکھائی اور ان کے پیچھے ہٹنے کے وقت تم نے ثابت قدمی کا اظہار کیا۔ اور تم اللہ کے نور رواں دواں رہے۔ جب لوگ ٹھہر چکے ہیں۔ لوگوں نے تمہاری اقتدار میں ہلاکت پائی۔ تم ان میں سے آواز کے اعتبار سے سب سے آہستہ آواز والے تھے۔ اور مرتبہ سے سب سے بلند گفت گو میں سب سے زیادہ معتبر بولنے میں سب سے کم بولنے والے، ان میں سب سے بڑے بہادر معاملات کو سب سے زیادہ بہتر سمجھنے والے عمل میں تمام سے بڑھ کر شریف اور بخدا! دین کے لیے تم بادشاہ تھے۔ جیسا کہ شہد کی مکہ کیوں کا بادشاہ ہوتا ہے۔

امام باقرؑ کے نزدیک صدیق اکبر کا مقام و علم و فضل

کشف الخمد:

وعن عروۃ بن عبد اللہ قال سألت أبا جعفر محمد بن علی

علیہما السلام عن حلیۃ الشیون فقال لا بأس بہ قد حلّی أبو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سبیۃ قلت ختم قول الصدیق؟ قال قد ثبت وثبتہ واستقبل القبلة وقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ لہ قولاً فی الدنیا ولا فی الآخرۃ۔

(کشف الخمد فی معرفۃ الائمة جلد دوم ص ۱۲۷)

فی معارج الہام ابی جعفر الباقر مطبوعہ تبریز

ترجمہ: عروہ بن عبد اللہ کہتا ہے۔ کہ میں نے ابو جعفر امام باقر علیہ السلام سے پوچھا کیا تلوار پر زیورات لگانے درست ہیں؟ فرمایا۔ اس میں کوئی گناہ نہیں۔ تحقیق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر زیورات چڑھائے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ انہیں صدیق کہہ رہے ہیں؟ یہ سن کر وہ اچھے اور بدمعاش ہو کر فرمائے گئے۔ وہ کیا خوب صدیق تھے وہ کیا خوب صدیق تھے۔ وہ کیا خوب صدیق تھے۔ جو شخص انہیں صدیق نہیں کہتا۔ اس کی کوئی بات اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سچائی نہ کرے۔

لحمہ فکرمیا:

خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان اقدس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل پر جو جامع الفاظ منقول ہیں۔ ان کو بھی اپنے لیے پڑھا۔ اور پھر امام باقر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ کی تشفی اور تسلی کے لیے جو حوالہ دیا۔ اسے بھی آپ مد نظر رکھیں۔ اور دوسری طرف محدث ہزاروی کی بے مغز باتوں کو بھی دیکھیں۔ خود فرق واضح ہو جائے گا۔ کہ محدث ہزاروی نے یہ سب مانا یا نا اسی لیے جتنا کہ ابو بکر صدیق کی فضیلت کو کم کیا۔

جائے۔ یوں اس نے اپنے اندر شیعیت کے پودے کا بیج ثابت کر دکھایا۔ کہاں ابو بکر صدیق کے بارے میں یہ گھڑنا کران کے پاس انیسین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کی کوئی دلیل شرعی نہ تھی۔ اور کہاں خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اُن کو اپنے ساتھیوں میں سے سب سے بڑا صاحبِ علم فرمانا۔ ایک مسلمان کی نظر میں علی المرتضیٰ اور امامِ باقر رضی اللہ عنہما کے قول کے مقابلہ میں ایک گئے گز سے نام نہاد و محدث کی باتوں کا کوئی وزن نہیں ہو سکتا۔

خاستہ روایا اولیٰ الابصار

ترجیدِ صحیحین چار ص ۱

اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰ کو اپنا نام ”مولیٰ“ عطا فرمایا اور ایسا مقام عطا کر دیا۔ جو کسی نبی ولی کو حاصل نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اسماء گرامیہ میں سے ”مولیٰ“ اسم ہے یا نہیں۔ اس بحث کو تھوڑی دیر کے لیے ہم چھوڑ کر پہلے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان مختلف فیہ مسائل میں سے ایک مسئلہ فضیلتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کے بعد افضل ترین انسان ابو بکر پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم (ہیں)۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ کوئی غیر نبی، نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اور اہل تشیع کا نظریہ ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام نبیوں سے بھی افضل ہیں۔ دونوں نظریات کو سامنے رکھ کر محدث ہزاروی کی بات کو دیکھیں۔ تو صاف نظر آئے گا کہ وہ شیعیت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ اور اس عقیدہ سے اُس نے اپنے شیعہ ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے۔

اب آئیے اصل بات کی طرف وہ یہ کہ ”مولیٰ“ کا نام اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰ کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی اس عطا کا علم محدث ہزاروی کو کیونکر ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس قسم کی باتیں یا تو قرآن کریم سے ثابت ہوتی ہیں۔ یا پھر احادیثِ رسول کے ذریعہ ان تک رسائی ہو سکتی ہے۔ کسی اور کو تو اللہ تعالیٰ کے متعلق اس

انکا وہ نہیں کر سکتا۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ اس عطا نے الہی پر کون سی نص تھا جسے پاس ہے؟ مَا كُنَّا أَبْرَہَا نَكْفُرُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ اسی مقام کو اور واضح کرنے کے لیے دو باتیں پیش خدمت ہیں۔ تاکہ مزید قسمل ہو سکے۔

۱۔ تاریخ اور سیرت کی تقریباً تمام کتب متداولہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اسماء میں سے ”مولیٰ“ کہیں بھی موجود نہیں۔

۲۔ کشف الغم فی معرفۃ الاثر وہ کتاب ہے جس کے مصنف نے اہل بیت کے ہر فرد کے القاب، اسماء اور کنیت وغیرہ بھی درج کیے ہیں۔ اسی طرح تنقیح المقال میں بھی جو روایات کے نام والقاب و کنیت وغیرہ تفصیل سے بحث کرتی ہے۔ ان دونوں شیعہ مسلک کی تفصیل اور تحقیقی کتب میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لفظ ”مولیٰ“ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

نوٹ ۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک حدیث کے الفاظ میں اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ وہ یہ ہے۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیْ مَوْلَاہُ۔ جس کا میں (محمد) مولیٰ اس کا علی مولیٰ ہے۔ اس سے مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ سو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ اگر صرف مولیٰ کے لفظ کو دیکھا جائے۔ تو اسی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اس لفظ کا استعمال فرمایا۔ لہذا محدث ہزاروی کی یہ بڑلگانا کسی نبی کو یہ نام نہ لا۔ غلط ہو گیا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صحابہ کرام کے لیے لفظ مولیٰ کا استعمال فرمایا۔ تو پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تفصیل کہاں سے آگئی؟ دوسری بات یہ ہے کہ ”مَوْلَاہُ“ میں لفظ ”علی“، موضوع اور ”مَوْلَاہُ“ محمول ہے۔ نحو منطق کے ابتدائی قواعد جاننے والا طالب علم بھی سمجھتا ہے کہ اسم کا اسم پر حمل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وصف کا حمل نام

پر ہوتا رہے۔ لہذا لفظ مولیٰ علی المرتضیٰ کا نام نہیں بلکہ وصف ہے۔ جسے بے علمی سے محدث ہزاروی نام لادروہ بھی اللہ تعالیٰ کا کہہ رہا ہے۔

چیلنج

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے ”مولیٰ“ کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے پر محدث ہزاروی اور ان کے چیلے چائے قرآن کریم سے تو کجا کسی منہ مرفوع صحیح حدیث سے ثابت کر دیں۔ تو منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ ورنہ تسلیم کر لیں کہ ہمارا دعوے باطل ہے۔

ترجیدِ تحریرِ مذبح

”مولوی ختم ہو چکے ہیں۔ قحطِ ارجال ہے۔ باقی ماندہ ختم ہونے پر قیامت آ جائے گی“ محدث ہزاروی کی اس بے پڑ کی عبارت کو بار بار پڑھیں۔ اور انہیں اتنے بڑے جھوٹ پر کھل کر داد دیں۔ مشاہدہ کو کس ڈھٹائی کے ساتھ جھٹلایا جا رہا ہے۔ امت مسلمہ میں دو چار نہیں لاکھوں کی تعداد میں علماء حق اور اولیاء اللہ موجود ہیں۔ جو خدا داد صلاحیت کے ساتھ اس کے دین کی خدمت میں شب و روز مصروف ہیں۔ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت تک چالیس ایسے آدمی ہر دور میں موجود رہیں گے۔ جن کی خصلت ابراہیم علیہ السلام والی ہوگی۔ گویا محدث ہزاروی غنمی طور پر اس ارشاد نبوی کی تکذیب کر رہا ہے۔ ہاں اگر مطلب یہ ہے کہ ہمارے ہم عقیدہ (محدث ہزاروی کے ہم عقیدہ) ختم ہو چکے ہیں۔ اور صرف چند باقی ہیں۔ اور اس عبارت سے اُن کا مطلب یہ ہے۔ کیونکہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر اور اسے کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر۔ اس طرح امت مسلمہ میں سے صرف یہی چند مولوی بچے رہیں گے۔ اور ان کی بدولت زمین و آسمان

قائم ہیں۔ بس یہ کوئی کر گئے۔ تو دنیا و مافیہا ختم ہو جائے گی۔ اور قیامت تک قائم ہو جائے گی۔ تو جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ سوچ اور عقیدہ ہو۔ تو پھر ”مولوی“ اسمِ یاد ہی مولوی ہوں گے۔ دوسرے تمام اکابرین امت، علماء رہائین اور مشائخ عظام مولوی تھے نہ اب ہیں۔ اور نہ ان کو مولوی کہا جاسکتا ہے۔

ترجیدِ تحریرِ شمشیر

بامعنی ناصبیوں کو روحانی طہارت نہ ملنے کی وجہ سے وہ باطنی طور پر ناپاک ہوتے ہیں۔ محدث ہزاروی کا اس سے مقصد یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اس کے نزدیک باطنی ناصبی ہیں) باطنی اور روحانی طور پر چنیے تھے۔ اُن کی اس جنابت سے پاکیزگی کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ اور امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ مسلمان صحابی اور جنتی کہنے والے بھی باطنی ناصبی کے طرفدار ہونے کی وجہ سے روحانی باطنی طور پر پلید ٹھہرے۔ محدث ہزاروی کی یہ خبیث تحریر صرف اسے اور اُس کے چند نام لیواؤں کو طہارت کا منصب عطا کرے گی۔ ان کے سوا تمام اکابر امت امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ صحابی اور جنتی کہتے ہیں۔ وہ زندہ تھے تو بھی ناپاک اور مرنے کے بعد بھی اُن کی ناپاکی قائم۔ یا تو یہ کہہ لیجئے کہ عبداللہ بن عباس، امام شمرانی، سرکارِ غوثِ پاک امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ مجدد الف ثانی سرہندی یہ سب لوگ روحانی نجس ہیں۔ جن کو مخلوقِ خدا غوثِ پاک کہتی ہے۔ محدث ہزاروی کی خباثتوں نے انہیں غوثِ ناپاک یا غوثِ پلید (معاذ اللہ) بنا دیا۔

ان تمام امور کو پیش نظر رکھ کر ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان بھی فیصلہ کرے گا کہ محدث ہزاروی ایک شیعہ ہے۔ اور محض تصنع اور بناوٹ کے طور پر سنی بن کر گمراہ کر رہا ہے۔ اور کچھ بھولے بھولے لوگ اس کے خبیث جال میں پھنس کر اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک و پاک بندوں پر ناروا۔ اور

بے ایمانہ الزامات لگا کر سورج کی طرف نفوس کے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم غلوں نیت سے عرض گزار ہیں کہ ان حقائق کو خوب اچھی طرح پڑھیں۔ اور پھر اپنے دل کے دروازہ پر دستک دیں۔ کہ کیا آواز اندر سے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو اللہ علیہ وسلم اور اپنے نیک بندوں کی محبت عطا فرمائے۔

فَاجْتَبِیْ وَاٰیَآتِیْ اُولٰٓئِیْ لَا یَبْصُرُ

باب دوم

نکاح ام کلثوم با حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

متعلق محمود ہنراری کے بدعتیہ

بیانات

حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی ام کلثومؓ کا
فاروق اعظم سے نکاح ایک من گھڑت افسانہ
ہے

(معاذ اللہ)

باب دوم :

نِكَاحِ اُمِّ كَلْثُومٍ بِاحْضَرَتِ عُمَرَ
مُتَعَلِّقُ حَمْدٍ هَزَارُ وِی کے بد عقیدہ

بیانات

حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے نکاح ایک من گھڑت افسانہ ہے
(معاذ اللہ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عمر بیت
الخطاب رضی اللہ عنہ سے نکاح کا انکار سبھی شیعہ کرتے ہیں۔ اور ان کے انکار کا ایک پس منظر
ہے۔ وہ یہ کہ اگر اس عقد کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی
سادات کرام سے دشمنی اور علی المرتضیٰ کی ان سے ناراضگی کے تمام افسانے مصرے
کے مصرے رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے نزدیک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
اہل بیت کے دشمن تھے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں اچھا نہیں سمجھتے تھے
اہل تشیع کے اس نظریہ پر جس قدر دلائل ہیں۔ ہم نے ان کا بالاستیعاب جواب
دیا ہے۔ جو تحفہ جعفریہ جلد دوم میں بالخصوص اور دیگر مجلدات میں مختلف مقامات
پر بالعموم مذکور ہیں۔ ہم نے خود ان کی کتب معتبرہ سے اس عقد کو ثابت کیا ہے۔

اور یہ بھی کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ عقد رضا و رغبت کیا تھا۔ یہاں اس موضوع پر گفتگو کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ محدث ہزاروی اس مسئلہ میں جہاں جمہور اہل سنت کے خلاف چلا ہے وہاں اس نے اس مسئلہ میں اہل تشیع کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اسے من گھڑت افسانہ قرار دیا۔ اور کسی سنی کی کتاب میں اس کے وجود کا انکار کیا۔ اور یہ کہا کہ جن کتب اہل سنت میں یہ واقعہ منقول ہے۔ وہ موضوع واقعہ ہے۔ اور دعوے کیا کہ قیامت تک اسے کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ ہم پہلے محدث ہزاروی کی من و عن عبارت نقل کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے جواب کی طرف متوجہ ہوں گے۔ محدث ہزاروی نے یہ مسئلہ اپنی تین تصنیفات جامع الخیرات۔ شرافت سادات۔ السیف المسلول میں لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ محمود ہزاروی کا بیان اول

جامع الخیرات: اور جو نقل محض ہیں مثلاً ام کلثوم کے عقد کا افتراء با حضرت عمرؓ کہ روئیں کی کتب و کانیوں میں ہے۔ ہم اہل سنت کی بعض کتب میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ جو در پر وہ ایک قسم کا تبرک نا پاک ہے جو ہم اہل سنت والجماعت کے نزدیک قابل صد تردید ہے۔ مستحق تقلید کہ یہ وہ نقل موضوع و افسانہ مضطرب ہے۔ کہ تا قیامت خود ثابت ہونا ممکن نہیں ہے جانیکہ وہ آئندہ کے لیے سند اثبات بنے۔ حاشا و کلا پس خود ثابت نہیں ہے جانیکہ مثبت ہو۔

(۱۔ جامع الخیرات ص ۲۵۵ تا ۲۵۶ ۲۱۔ شرافت سادات ص ۶۳)

(۲۔ السیف المسلول ص ۱۹ تصنیفات محمود و محدث ہزاروی)

جواب:

محدث ہزاروی کی مذکورہ تحریر جہاں خلاف واقعہ و حقیقت ہے اس کے ساتھ

ساتھ سادات کرام کی توہین۔ تمام علمائے اہل سنت کی توہین اور اپنی جہالت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا عقد با حضرت عمرؓ بن الخطاب ایسا مسئلہ ہے۔ جس کی تصدیق چودہ سو سالہ تاریخ کر رہی ہے۔ اسنے واضح واقعہ کو چیلنج کرنا کتنی حماقت ہے۔ پھر اس نکاح کے انعقاد کو وجہ سے جو اولاد ام کلثوم و عمرؓ بن الخطاب ہوئی۔ اس کا انکار کیا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق تین علوم سے ہے کتب احادیث۔ کتب نسب اور کتب تاریخ۔ ان تینوں اقسام کی کتب میں اس مسئلہ کو واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ ان کتب کی روایات کو موضوع اور من گھڑت قرار دینا سراسر جہالت ہے۔

نوٹ:

محدث ہزاروی نے راقم کو اس سے قبل کئی مرتبہ خطوط کے ذریعہ لکھا کہ تحفہ جفریہ اور عقائد جفریہ آپ کی بہترین تصنیف میں ہے۔ اور میں اپنے مرید بن کو ان کے خریدنے اور پڑھنے کا حکم دیتا رہتا ہوں۔ جب تحفہ جفریہ جلد سوم میں مطاعن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جوابات کے ضمن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے راقم نے لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمار بن یاسر کو فرماتا کہ قتلتک الفتنۃ الباعیہ اور پھر امیر معاویہ کا انہیں قتل کر دینا ثابت کرتا ہے۔ کہ امیر معاویہ باعنی ہیں کہ اللہ والی المصنوعہ فی احادیث الموضوحتہ میں عمار بن یاسر کے قتل کی خبر کو بہت زیادتی کے ساتھ نقل کیا گیا۔ اور اس کو ابوالیوب الصاری سے ثابت کیا گیا۔ کہ اس حدیث کے بیان کرنے والے وہ ہیں۔ اور جب جنگ صفین سے واپس ہوئے تو اسے روایت کیا۔ علامہ سیوطی نے اسے مزید اضافہ کے ساتھ نقل کیے جانے کو موضوع کہا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ ابوالیوب الصاری رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شامل ہی

نہیں ہوئے۔ تو پھر ان کے نام سے متعلق راوی نے یہ روایت گھڑی ہے۔ جب یہ جلد محدث ہزاروی کے پاس پہنچی۔ تو اس نے مجھے دکھا۔ کہ یہ حدیث تو بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ بخاری میں اگرچہ ضعیف حدیث تو ہو سکتی ہے۔ لیکن موضوع نہیں۔ راقم نے اس وقت بوجہ یہاں پہنچنے اس کا جواب نہ دیا۔ صحت یا باطل پر اس کا تفصیلی جواب دکھا۔ جو آپ حضرات نے پڑھ لیا ہے۔ یہ واقعہ ذکر کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس کی۔ کہ محدث ہزاروی کا قرار ہے۔ کہ بخاری شریف میں من گھڑت اور موضوع روایت نہیں ہے۔ اب اگر ہم اس بخاری شریف سے یہ ثابت کر دکھائیں۔ کہ ام کلثوم کا عقد عمر بن الخطاب سے ہوا تھا۔ تو پھر اسے موضوع اور من گھڑت افسانہ کہنا کس قدر نامعجز مگر ہی ہے۔

کتب احادیث سے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ

کا عمر بن الخطاب سے نکاح کا ثبوت

بخاری شریف:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي نُوَيْسٍ عَنْ
ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ مَرْوَةً بَيْنَ نِسَاءِ
الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مَرْطَجِيَّةٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ
مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَغْطِ هَذَا يَنْتِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ عِنْدَكَ
بُرَيْدٌ فَإِنْ أَمَّ كَلْثُومٌ بِنْتُ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ

أَمْ سَلِيطٌ أَحَقُّ وَأَمْ سَلِيطٌ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ
يَا بَعْزَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ
فَلَا تَهْمَا كَأَنَّكَ تَنْفِي لَنَا الْقِرْبَ كَيْفَ أُمِّدَ.
بخاری شرح جلد اول کتاب العباد
صفحہ ۴۰۳ حمل النساء الکرم الی الناس

ترجمہ: ثعلبہ بن ابی مالک بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ مدینہ منورہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم فرمائیں۔ ایک عمدہ چادر بچ گئی۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ کہ اسے امیر المؤمنین! چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو دے دیں۔ جو آپ کے عقد میں ہیں۔ اس سے ان کی مراد ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ تھی۔ اس پر عمر بن الخطاب نے کہا۔ ام سلیط اس کی زیادہ حق دار ہے۔ ام سلیط ایک انصاری عورت تھی۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر نے مزید فرمایا۔ کہ یہ ام سلیط وہ عورت ہے۔ جو احد کے دن پانی کی مشکیں بھر بھر کے ہم مجاہدوں کو پلائی رہی۔

حدیث مذکور کی تشریحات

فتح الباری:

(قولہ یریدون ام کلثوم) کان عُمَرُ قَدْ تَزَوَّجَ
أَمَّ كَلْثُومَ بِنْتَ عَلِيٍّ وَأَمَّهَا فَاطِمَةُ وَلِهَذَا قَالُوا
لَهَا يَنْتِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَكَاثَتْ قَدْ وَلِدَتْ فِي حَيَاتِهِ وَهِيَ أَصْغَرُ بَنَاتِ
فَاطِمَةَ عَلِيَّيَا السَّلَامِ۔

ترجمہ: (البیاری جلد ۱ ص ۶۰) باب حمل النساء الکرم الی الناس
ترجمہ: سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر بن الخطاب
نے نکاح کیا تھا۔ اور آپ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور سیدہ
فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں۔ اسی لیے انہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی بیٹی کہا گیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی پیدا ہو
چکی تھیں۔ اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی آپ سے چھوٹی
صاحبزادی ہیں۔

ارشاد الساری،

هَذَا ابْنَتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الَّتِي عِنْدَكَ يَرْيَدُونَ (ذَوِجَنَاءُ امِ كَلْثَمِ)
يُضَمُّ الْعَاثِ وَالْمُشْكِي (بِنْتُ عَلِيٍّ) وَكَانَتْ أَصْغَرَ
بَنَاتِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَأَوْلَادُ بَنَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يُنْسَبُونَ إِلَيْهِ (باب حمل النساء الکرم الی الناس)
(ارشاد الساری جلد پنجم صفحہ نمبر ۸۴)

ترجمہ: حاضرین کا بنت رسول اللہ کہنے سے مراد عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ کی بیوی سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ تھیں۔ اور یہ حضرت فاطمہ الزہراء
رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی صاحبزادیوں کی اولاد خود آپ کی طرف لوگ منسوب کیا کرتے ہیں۔

لمحہ فکریہ: یہ بھی روایت اس حدیث کی کتاب کی کہ جس پر خود

محدث ہزاروی کو یقین ہے کہ اس میں کوئی حدیث موضوع نہیں ہے۔ اس حدیث
کی تشریح میں شارحین کرام نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ کا عقد ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ سے ہوا تھا۔

اور یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں
اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ اور نہ ہی کسی شائع نے کوئی تنقید کی ہے۔ اگرچہ مور
اہل سنت سے اختلاف کیا ہے تو وہ نام نہاد سنی محدث ہزاروی کے کیا ہے۔ نام نہاد
ہم نے اس لیے کہا۔ کہ عنقریب آپ ایک اشتہار کی عبارت ملاحظہ کریں گے۔
جس میں بہت سے علماء کرام اور پیران عظام حتیٰ کہ محدث ہزاری کے پیرخانہ کا
فتویٰ نقل ہو گا۔ جس سے محدث ہزاروی پر راضی ہونے کا فتوے مذکور ہے
مسئلہ مذکورہ کا اثبات ایک اور حدیث کی کتاب سے ملاحظہ ہو۔

کنز العمال،

عن ابی جعفر ان عمر بن الخطاب خطب الی علی بن
ابی طالب ابنتہ ام کلثوم فقال علی انکم اجلسن
بناتی علی بیتی جعفر فقال عمر انک حنیئہا
یا علی فواللہ ما علی ظہر لارض رجل یرصد من حنین
صحابتہا ما اُرصد فقال علی قد فعلت فجاء عمر
الی مجلس المهاجرین بین القبر والمنبر وكانوا
یجلسون ثم علی وعثمان والزبیر والطلحہ
وعبد الرحمن بن عوف فلما کان الشیء یأتی
عمر بن الخطاب من الافاق جاءهم فاختبرهم
بذلک فاستشارهم فیہ فجاء عمر فقال رفیؤنی

فَوَقَّوْهُ وَقَالَ لَوْ اِيَحْتَن؟ يَا امير المؤمنين قَالَ يَا بِنْتَ عَلِيٍّ بِنِ
 ابِي بَن طَالِبٍ ثُمَّ اَنْشَاءَ يُحْبِرُهُمْ فَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ سَبَبٍ وَتَسْبٍ مُنْقَطِعٌ
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِي وَتَسْبِي وَكَانَتْ قَدْ صَحِبْتَهُ
 فَاحْبَبْتُ اَنْ يَكُوْنَنَّ هَذَا اَيْضًا۔

(۱۔ كنز العمال جلد ۱۷ ص ۶۲۲ حدیث خمیر ۵۸۷ مطبوعہ

حلب طبع جدید) ۱۴ کلثوم بنت علی

(۲۔ طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۶۳۳)

(۳۔ ذخائر عقیلی ص ۶۸ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۴۔ اصابہ فی تماین الصعابہ جلد ۲ ص ۶۲۲)

(۵۔ الاستیعاب جلد چہارم ص ۲۹۰ بر حاشیہ الاصابہ)

ترجمہ: حضرت ابو جعفر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب
 رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی صاحبزادی
 سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد طلب کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا
 کہ میں نے اپنی بیٹیوں کو اولاد جعفر کے لیے روک رکھا ہے حضرت عمر
 نے پھر کہا۔ اے علی! مجھے یہ رشتہ دے دو۔ خدا کی قسم! میں نے زمین
 پر مجھ جیسا کوئی شخص اس (ام کلثوم) سے حسن سلوک کرنے والا نہیں حضرت
 علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اچھا تو میں نے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد حضرت
 عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مہاجرین کی مجلس کی طرف تشریف لائے۔
 جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اور منبر شریف کی درمیانی جگہ قائم تھی۔
 ان حضرات میں حضرت علی عثمان، زبیر، طلحہ اور عبد الرحمن بن عوف

بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی زمین کے کسی کونے سے کوئی چیز
 پہنچتی تو ان کے پاس آسے لے کر حاضر ہوتے۔ ان سے مشورہ کرتے۔
 اب عمر بن الخطاب آئے اور کہا مجھے مبارک دو۔ پوچھا گیا کس چیز کی
 مبارک دیں؟ فرمایا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی (سے نکاح ہو جانے)
 کی۔ پھر پورا واقعہ سننا شروع کر دیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں ہر نسب و حسب منقطع ہو جائے
 گا۔ لیکن میرا حسب و نسب وہاں بھی قائم رہے گا۔ مجھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی صحبت مبارک کا مرتبہ تو مل گیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ
 کے نسب سے بھی تعلق ہو جائے۔

طبقات ابن سعد:

اخبرنا وكيع بن الجراح عن هشام بن سعد عن
 عطاء الخراساني ان عُمَرَ امِيرَ اُمِّ كُلثُومِ بِنْتَ عَلِيٍّ
 اَنْ بَعِيْنَ اَلْفًا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ لَمَّا خُطِبَ
 عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلَى عَلِيٍّ اِبْنَتُهُ اُمُّ كُلثُومٍ قَالَ
 يَا امير المؤمنين اِنَّمَا صَبِيَّةٌ فَقَالَ اِنَّكَ وَاللّٰهِ
 مَا يَكُ ذَاكَ وَالْكِفُّ قَدْ عَلِمْنَا مَا يَكُ فَاَمَرَ عَلِيٌّ بِهَا
 فَصَدَعَتْ ثُمَّ اَمَرَ بِسَرْدٍ فَطَعَاهُ فَقَالَ اِنْطَلِقِي
 بِهَذَا اِلَى امير المؤمنين فَقُولِي اَنْ سَلِمَنِي اَبِي يَقْرِيكَ
 السَّلامَ وَيَقُولُ اِنْ رَضِيتَ السَّرْدَ فَاَمْسِكِيهِ وَاِنْ
 سَخَطْتَهُ فَسَرِّدِيهِ فَاَمَّا اَتَتْ عُمَرَ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ
 فِيكَ وَفِي اَبِيكَ قَدْ رَضِينَا قَالَ فَارْجَعْتِ اِلَى

أَبَيْهَا فَقَالَتْ كَانَتْ النَّبْذَ وَلَا فَظَرَ إِلَّا إِلَى
فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ قَوْلَ ذَلِكَ خَلَا مَا يَقَالُ لَهُ
زَيْدٌ -

۱۔ طبقات ابن سعد جلد نمبر ۸ ص ۴۶۳-۴۶۴ کلثوم بنت علی

(۲۔ ذخائر عقبی صفحہ نمبر ۱۷۰)

(۳۔ تاریخ خمیس جلد دوم ص ۱۸۵)

ترجمہ: عطاء الخراسانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا حق مہر چالیس ہزار درہم مقرر فرمایا۔ محمد بن عمرو وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت علی المرتضیٰ سے ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ اسے امیر المؤمنین اور ابھی بچا ہے۔ بعد ازاں وہ آپ کے کام کی نہیں۔ اور میں آپ کا ارادہ بخوبی معلوم ہے۔ اس کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے تیار کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ نے ایک چادر لپیٹ کر دی۔ اور فرمایا۔ بیٹی! یہ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کے پاس لے جاؤ۔ جا کر کہنا مجھے اباجان نے بھیجا ہے۔ وہ سلام کہتے تھے۔ اور ساتھ ہی کہا تھا کہ اگر آپ چادر پسند کریں تو رکھ لیں۔ ورنہ واپس کر دیں۔ جب حضرت عمر نے انہیں دیکھا۔ تو کہا۔ اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے والدین برکت ڈالے۔ ہم راضی ہو گئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اتنی گشت گو کے بعد سیدہ ام کلثوم واپس اپنے والد کے پاس آئیں۔ اور بیان کرنے لگیں۔ کہ عمر بن الخطاب نے نہ تو چادر کھولی اور نہ اسے دیکھا۔ اگر دیکھا تو

صرف مجھے ہی دیکھا۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ نے ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے کر دیا۔ ان سے زید نامی ایک لڑا پیدا ہوا۔
کنز العمال:

عن المستظل بن حصین ان عمر بن الخطاب خطب
الی علی بن ابی طالب ابنته ام کلثوم فاعتل
بصغيرها۔ فقال انا لمرأیة الباردة والکئی سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول کُلَّ سَبَبٍ
وَسَبٍّ مُنْقَطِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَا خَلَا نَسَبِيَّ وَنَسَبِي
وَكُلُّ وَلَدٍ فَإِنَّ عَصَبَتَهُمْ لَا بَیْنَهُمْ مَا خَلَا
وُلْدَ فَاطِمَةَ فَإِنِّي أَنَا أَبُوهُمْ وَعَصَبَتُهُمْ (ابن نعیم
فی المعرفة) کہ -

۱۔ کنز العمال جلد ۱۳ ص ۴۲۲ حدیث نمبر ۳۷۸۶-۳۷۸۷

(۲۔ ذخائر عقبی ص ۱۷۹ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۳۔ تاریخ خمیس جلد دوم ص ۲۸۵)

ترجمہ:

مستظل بن حصین سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے انکی صاحبزادی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا۔ تو آپ نے اس کے کہنے کی علت بیان فرمائی۔ اس پر عمر بن الخطاب بولے کہ میں اس نکاح سے نفسانی خواہشات کا ارادہ نہیں رکھتا۔ بلکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سن رکھا ہے کہ کل قیامت کے دن ہر حسب و نسب منقطع ہو جائے گا۔

صرف میرا نسب و نسب باقی رہے گا۔ ہر بچہ اپنے والد کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد کا معاملہ اور ہے۔ ان کی تمام اولاد میری اولاد اور میں اُن کا والد ہوں۔ وہ میرے بچے ہیں۔

طبقات ابن سعد:

انہرنا عید اللہ بن موسیٰ قال اخیرنا
اسرائیل عن ابی عن عامر عن ابن عمر
انہ صلی علی اُمّ کلثوم بنت علی وابنتہا
زید وجعلہ مٹا یلیہ وکبر علیہما اذ بعا۔
(۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۴۶۴۔ ام کلثوم بنت علی

ذخیرتہ ص ۱۷۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ان کے بیٹے زید کی بھی۔ دونوں کا اکٹھا جنازہ ہوا۔ زید ان کی طرف اور ام کلثوم قبہ کی طرف تھیں۔ ان کے جنازہ پر چار تکبیریں پڑھی گئیں۔

لمحہ فکریہ:

مذکورہ حوالہ جات میں سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب کا باہم نکاح مختلف مدارج کے ساتھ بیان ہوا۔ پہلے پل عمر بن الخطاب کا یہ رشتہ طلب کرنا، پھر علی المرتضیٰ کا ام کلثوم کی صغر سنی کا حوالہ دینا، اس کے بعد عمر بن الخطاب کا اس رشتہ کے لیے اپنا مقصد بیان کرنا، پھر علی المرتضیٰ کا ام کلثوم کے ہاتھوں چادر

بھیجنا۔ پھر نکاح ہو جانا، پھر چالیس ہزار درہم حتیٰ مہر کے طور پر مقرر کرنا، پھر ان سے زید نامی بیٹے کا پیدا ہونا اور آخر میں دونوں ماں بیٹے کی نماز جنازہ اکٹھی ادا ہونا یہ تدریجی واقعات بخاری شریف وغیرہ کتب احادیث اور دوسری کتب سیرت سے پیش کیے گئے۔ ان تدریجی واقعات میں سے ہر ایک واقعہ ایک مستقل اسناد کے ساتھ مذکور ہے۔ ایک ہی واقعہ اگر مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہو۔ تو اس کا ضعف ختم ہو جاتا ہے۔ اسے اہل علم بخوبی جانتے ہیں۔ ان کتب اہل سنت سے محدث ہزاروی کی ناواقفیت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ امام اہل سنت، محدث، بے مثال اور شیخ طریقت سے کم القاب پر راضی نہیں۔ اس لیے ان کتب میں مذکور واقعہ کا انکار تو نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ محدث ہزاروی انہیں قابلِ اعتماد نہ سمجھے اور اس طرح وہ خود کو اہل سنت سے خارج کرے۔ بلکہ محدث مذکور نے تو اس واقعہ کو جھوٹا افسانہ کہہ کر رافضیت کو بھی شرمایا۔ کیونکہ شیعہ لوگ اس نکاح کو ثابت کر دیتے ہیں۔ ان کی کتب میں یہ مذکور بھی ہے۔ لیکن وہ اسے جبری نکاح کہتے ہیں۔ یعنی اصل نکاح کے وہ منکر نہیں۔ اور اور محدث ہزاروی سرے سے نکاح کا ہی انکار کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کا دعویٰ بھی ہے۔ کہ کسی سنی نے اس نکاح کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ شیعہ مانتے ہیں۔ تو اس دعویٰ کے پیش نظر امام بخاری وغیرہ کو بھی شیوں میں شمار کر دیا گیا۔

فاحتبر وایا اولی الابصار

نوٹ:

روایت مذکورہ کثرتِ طرق کی وجہ سے مضبوط ہو گئی۔ لیکن اس کے کچھ راوی ایسے ہیں۔ جنہوں نے اس روایت میں اپنی طرف سے کچھ کلام درج کیا۔ جس کی بنا پر پوری روایت کو غلط کہا گیا۔ زائد کلام ملاحظہ ہو۔ ”جب ام کلثوم چادر لے کر عمر بن الخطاب کے پاس گئیں۔ تو انہوں نے سیدہ کی پنڈلی کو ہاتھ لگا کر فرمایا۔ مجھے

چادر پسند ہے۔ اس پر سیدہ نے حضرت عمر کو کہا۔ اگر تم امیر المومنین نہ ہوتے تو اس حرکت پر میں تمہاری ناک توڑ دیتی، اسی زائد درجہ کلام کو منکر میں نکاح بڑے شدت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ طبقات ابن سعد میں پنڈلی کو چھونا اور ام کلثوم کا غصہ میں مذکورہ الفاظ کہنا قطعاً مذکور نہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ ان زائد الفاظ کے بغیر روایت وہی صحیح ہے۔ جس کی صحت پر چند اصول دلالت کرتے ہیں۔

۱۔ یہ زائد کلمات (جو قبیح ہیں) والی روایت بھی امام محمد باقر سے مروی ہے۔ اور زائد کے بغیر والی روایت بھی انہی سے مروی ہے۔ لہذا ترجیح اسی روایت کے الفاظ کو ہوگی۔ جس میں یہ قبیح لفظ موجود نہیں ہیں۔

۲۔ الفاظ قبیحہ والی روایت سند کے اعتبار سے مقطوع اور متن کے اعتبار سے شاذ ہے۔ (یعنی ان معتبر روایات کے خلاف ہے۔ جن میں یہ قبیح الفاظ نہیں۔)

۳۔ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے الزواجر عن اقترافی الکبائر ص ۲۸ اور الامام ابن مابین شامی نے رد المحتار جلد ۸ ص ۴۴ باب المرتد میں ایک ضابطہ نقل کیا ہے۔

اِذَا اخْتَلَفَ كَلَامُ الْاِمَامِ فَيُؤَخَذُ بِمَا يُوَافِقُ الْاَدِلَّةَ الظَّاهِرَةَ وَيُعْرَضُ عَنْ مَا خَالَفَهَا. جب کسی امام کا کلام مختلف ہو۔ تو اسے لے لیا جائے گا۔ جو ظاہری دلائل کے موافق ہو۔ اور اس کے خلاف کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اس ضابطہ کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتویٰ دیانت اور عدالت کے پیش نظر وہی روایت معمول بہ ہوگی۔ جہاں قبیح کلام سے صاف ہے۔

۴۔ علی بن محمد بن عراق کنانی نے "تشریح بہتہ الشریعۃ المرفوعۃ" میں کسی روایت کے بے اصل ہونے کا ایک قرینہ یہ ذکر کیا ہے۔

تشریح الشریعۃ المرفوعۃ:

وَمُسَاهَرَتُهُ فِي الْمَرْوِيِّ كَمُخَالَفَتِهِ مُقْتَضَى الْحَقْلِ بِحَيْثُ لَا يَقْبَلُ النَّاسُ وَيَلِي وَيُلْتَحَقُّ بِهِ مَا يَدْفَعُهُ الْحَسُّ وَالْمُشَاهَدَةُ أَوْ الْعَادَةُ وَكُمْنًا خَارِجًا لِذَلِكَ الْكِتَابِ الْقَطْعِيَّةُ أَوْ السَّنَةُ الْمُتَوَاتِرَةُ أَوْ الْجَمَاعَةُ الْقَطْعِيَّةُ. (ص ۶ طبع مصری)

ترجمہ: ایک قرینہ یہ ہے۔ کہ وہ روایت مقتضی العقل کے خلاف ہو یعنی وہ تاویل کی گنجائش نہ رکھے۔ اور اسی قرینہ کے قریب یہ بھی ہے۔ کہ ایسی روایت جسے حس، مشاہدہ یا عادت قبول نہ کرتی ہو۔ اور اسی طرح ایسی روایت جو کتاب قطعی، سنت متواترہ یا اجماع قطعی کی دلالت کے متافی ہو۔ (ایسی روایات بے اصل ہوتی ہیں۔)

۵۔ چونکہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مرویات میں بقول اہل تشیع کثرت سے تخلیط ہو چکی۔ لہذا یہ زائد کلام بھی کسی راوی کی غلطی ہوئی ہے۔ رجاء کشی ص ۴۶ مطبوعہ بمبئی اور طبع جدید طہران ص ۹۵ پر یہ الفاظ ہیں۔

رجاء کشی:

عَنْ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مَنَارَ رَجُلٍ يَكْذِبُ عَلَيْهِ وَيَعْنَهُ أَنَّ الْمَغْيِرَةَ بْنَ سَعِيدٍ دَخَلَ فِي كُتُبِ اصْحَابِ ابْنِ اَحَادِيثَ لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا ابْنِي فَاتَّقَوُا اللَّهَ وَلَا تَقْبَلُوا عَلَيْنَا مَا خَالَفَ قَوْلَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا. (رجاء کشی ص ۴۶ مطبوعہ بمبئی اور طبع

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم ان میں سے ہر ایک امام کے لیے ایک ایسا شخص ہوا ہے جس نے ہم پر چھوٹ باندھا۔ اور یہی امام فرماتے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے میرے والد کے اصحاب کی کتابوں میں کچھ احادیث داخل کر دیں جو میرے باپ نے کبھی بیان نہیں کیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہم سے ایسی کوئی روایت قبول نہ کرو جو ہمارے رب کے قول یا ہمارے رسول کی سنت کے خلاف ہو۔

ہماری اس تحقیق کے پیش نظر بات محل کرمانے آجائے گی کہ سیّدکم کلوم کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہر حال ہوا لیکن درمیان میں پنڈلی وغیرہ کی زیادتی اصل روایت میں نہیں۔ یہ نکاح مختلف کتب میں اتنے طرق سے مذکور ہے کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔ ایک روایت اس طرح بھی آئی ہے کہ رشتہ کے طلب کرنے کے بعد علی المرتضیٰ نے عمر فاروق سے کہا کہ میں حسنین سے مشورہ کر کے کوئی فیصلہ کروں گا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کے ساتھ

ام کلثوم کے عقد کی بھرپور تائید کی تھی۔

ذخائر عقی فی مناقب ذوالقربیٰ؛

أَخْرَجَهُ ابْنُ السَّمَانَ وَعَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

إِبْنَتِهِ أُمَّ كَلْثُومٍ وَأُمُّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ إِنَّ عَلِيَّ أَمَرَ أَرْحَمَئِي اسْتَأْذَنَهُمْ فَأَتَى وَلَدَ فَاطِمَةَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُمْ فَقَالُوا زَوْجُهُ فِدَعَا أُمَّ كَلْثُومٍ وَهِيَ كَيَوْمَئِذٍ صَبِيَّةٌ فَقَالَ لَهَا إِنِّي أَطْلِقُكِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَتَقُولِي لَهُ إِنَّ أَيْ يُتْرِكُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكَ قَدْ قَضَيْتُ حَاجَتَكَ الَّتِي طَلَبْتَ فَأَخَذَهَا عُمَرُ فَصَلَّاهَا إِلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي خَطَبْتُهَا إِلَى أَبِيهَا فَرَزَ وَجَنِيَّتُهَا قِيلَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا كُنْتَ تُرِيدُ إِلَيْهَا إِنَّمَا صَبِيَّةٌ صَغِيرَةٌ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَكْلٌ سَبَبٌ وَنَسَبٌ يُنْقَطُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي فَأَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَبٌ وَصِفْرٌ خَرَجَ الْاَهْلَآبِيُّ وَخَرَجَ ابْنُ سَمَانَ مَعْنَاهُ وَلِنَظَرِهِ مَخْتَصِرًا أَنْ عَمْرٍو قَالَ لَعَلِّي أَحَبُّ أَنْ يَكُونَ عِنْدِي عَضْوَةٌ مِنْ أَعْرَضٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ مَا عِنْدِي إِلَّا أُمُّ كَلْثُومٍ وَهِيَ صَغِيرَةٌ فَقَالَ إِنَّ يُتْرِكُكَ تَكْثِيرٌ فَقَالَ إِنَّ لَهَا أَمِيرَيْنِ مَعِيَ قَالَ نَعَمْ فَجَعَلَ عَلِيٌّ إِلَى أَهْلِهِ وَقَعْدَ عُمَرُ يَنْتَظِرُ مَا يَرُدُّ عَلَيْهِ

فَقَالَ عَلِيٌّ اَدْعُوا الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَجَاءَا فَاَذْكَاهُ
فَقَعَدَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاتَّقَى عَلَيْهِ ثُمَّ
قَالَ لَهُمَا إِنَّ عُمَرَ قَدْ خُطِبَ إِلَى اخِيَتِكُمَا فَقُلْتُ
لَهُ إِنَّ لَهَا مَعِيَ أَمِيرَيْنِ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَرْجِعَهَا
إِلَيْهِ حَتَّى أَوَامِرُكُمَا فَسَكَتَ الْحُسَيْنُ وَتَكَلَّمَ
الْحَسَنُ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاتَّقَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا
أَبَتَاهُ مَنْ بَعَثَ عُمَرَ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَقَّى وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ ثُمَّ قَالَ
الْخِلَافَةُ فَعَدَلَ قَالَ صَدَقْتَ يَا بَنِي وَلَكِنْ
كَرِهْتُ أَنْ أَقْطَعَ أَمْرًا دُونَ كَمَا-

۱- ذخائر عقبی الفصل الثامن ذکرونا ام کلثوم ص ۱۴۰
مطبوعہ بیروت ۲- تاریخ خمیس جلد ۵ ص ۲۸۵
ذکر اولاد علی

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر اپنے کسی گھروالے سے بیان کرتے ہیں۔
کہ جب عمر بن الخطاب نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ام کلثوم
بنت فاطمہ الزہراء کا رشتہ طلب کیا۔ تو علی المرتضیٰ نے کہا۔ کہ میں
کچھ امر اسے مشورہ کیے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد یہ فاطمہ
کے دونوں صاحبزادے بوائے گئے۔ اُن سے ساری باتیں
کہہ دی گئیں وہ بوسے یہ شادی کر دیجیے۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے
ام کلثوم کو بلایا۔ وہ اس وقت بچی تھیں۔ اور فرمایا۔ امیر المؤمنین
عمر بن الخطاب کے پاس جاؤ۔ اور کہنا میرے ابا جان آپ کا سلام

کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تمہاری حاجت مطلوب میں سے پوری کر دی ہے۔ یہ سن
کر حضرت عمر نے ام کلثوم کو گلے لگالیا۔ اور کہا کہ میں نے ام کلثوم کا رشتہ
مانگا تھا۔ تو انہوں نے اُسے میرے نکاح میں دے دیا۔ پوچھا گیا اسے
امیر المؤمنین! وہ بچی تھیں۔ تمہیں اس سے کیا مطلب تھا؟ فرمایا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرمایا ہر حسب و نسب قیامت
کے دن ختم ہو جائے گا۔ صرف میرا حسب و نسب باقی رہے گا۔
میں نے چاہا کہ میرے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان
حسب اور دامادی کا رشتہ قائم ہو جائے۔ یہ روایت دو لابی
نے بیان کی۔ اور ابن سمان نے بھی اسی کی ہم معنی روایت بیان
کی۔ لیکن وہ مختصر ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عمر بن الخطاب نے علی المرتضیٰ
سے کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
جسم کا کوئی ٹکڑا آجائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میرے
پاس تو صرف ام کلثوم ہے۔ اور وہ ابھی بچی ہے۔ اور فرمایا کہ اس کے
دو امیر اور بھی ہیں۔ عمر بن الخطاب نے کہا ٹھیک ہے اُن سے مشورہ
کر لیا جائے۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے۔ اور عمر بن الخطاب
انتظار میں بیٹھے رہے کہ کیا جواب ملتا ہے۔ حسن حسین کو علی المرتضیٰ
نے بلوایا۔ وہ آئے۔ اپنے سامنے بٹھایا۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد
ان سے فرمایا۔ کہ عمر بن الخطاب نے تمہاری بھین کا رشتہ طلب کیا
میں نے انہیں کہا کہ اس کے دو امیر اور بھی ہیں۔ میں نے تم دونوں
سے مشورہ کیے بغیر نکاح کر دینا اچھا نہ سمجھا۔ اب تم بتاؤ کیا طے
ہے۔ امام حسین تو خاموش رہے۔ اور امام حسن بوسے۔ اللہ کی حمد و ثناء

کے بعد کہا۔ ابا جان! حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔
اُس دنیا سے پروہ فرما گئے لیکن وہ عمر پر راضی ہی تھے۔ پھر عمر بن الخطابؓ
خلافت پر فائز ہوئے۔ اور غرب انصاف کیا۔ یمن کرمل المرتضیٰ نے
کہا۔ بیٹا! تم نے سچ ہی کہا۔ لیکن میں تم دونوں کے بغیر اس کام کا فیصلہ کرنا
اچھا نہ جانتا تھا۔

فاروق اعظمؓ کے وصال کے بعد ان کی بیوہ ام کلثوم
کی اجازت سے ان کا نکاح علی المرتضیٰ نے اپنے بھتیجے
عون بن جعفر سے کیا۔

ذخائر عقبیٰ:

قال ابن اسحاق حدثني والدي اسحاق بن
يسار عن حسن بن حسن بن علي بن ابي طالب
قال لما تايمت ام كلثوم بنت علي من عمر
بن الخطاب دخل عليها حسن وحسين اخوها
فقالا لها انك من عروفت سيدتنا نساء العالمين
وبنت سيدتيون وانك والله ان امكنت
عليك من رمتك ليتك حنك بعض ايتامه وان
اردت ان تصيبي بنفسك ما لا عظيم ما لتصبيه
فوالله ما قاما حتى طلع على رضى الله عنه

يَسْكُنِي عَلَى عَصَاهُ فَجَلَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ
ذَكَرَ مَنْزِلَ لَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ
عَرَفْتُ وَ عَرَفْتُمْ مَنْزِلَ لَكُمْ يَا بَنِي فَاطِمَةَ وَ
أَنْتُمْ تُعْجِدُونِي عَلَى سَائِرِ وَلَدِي وَ مَكَانَكُمْ مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَرَأَ بِتَكْوِينِهِ
قَالَ لَأَصْدُقَ رَحِمَكَ اللَّهُ فَجَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا خَيْرًا
فَقَالَ أَيْ بُيْتَةٍ إِنْ اللَّهُ قَدْ جَعَلَ أَمْرَكَ بِيَدِكَ
فَأَنَا أَحَبُّ أَنْ تَجْعَلِيَهُ بِيَدِي فَقَالَتْ أَيْ أَبَتِ
إِنِّي وَاللَّهِ لَا مُرَاةَ أَرْغَبُ مَا يَرْغَبُ فِيهِ النَّسَاءُ
وَأَحِبُّ أَنْ أَصِيبَ مَا تُصِيبُ النِّسَاءُ مِنَ الدُّنْيَا
فَأَنَا أَرِيدُ أَنْ أَظْهَرَ فِي أَمْرِي نَفْسِي فَقَالَ لَا وَاللَّهِ
يَا بَنِيَّةَ مَا هَذَا مِنْ رَأْيِكَ مَا هُوَ إِلَّا رَأْيُ هَذَيْنِ
ثُمَّ قَامَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَكَلِمَ رَجُلًا مِنْهُمْ أَوْ تَعْلِينَ
فَأَخَذَ إِشْرِيهِ وَ قَالَ اجْلِسْ يَا ابْنَتِ فَوَاللَّهِ
مَا عَلَيَّ هِجْرَتِكَ مِنْ صَبْرٍ اجْعَلِي أَمْرَكَ بِيَدِهِ
قَالَتْ قَدْ فَعَلْتُ قَالَ فَإِنِّي قَدْ رَوَّجْتُكَ مِنْ
عَوْنِ ابْنِ جَعْفَرٍ إِنَّهُ لَغُلَامٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ
فَبَعَثَ إِلَيْهَا بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ دِرْهَمٍ وَ بَعَثَ إِلَى
ابْنِ أَخِيهِ فَأَدْخَلَهَا عَلَيْهِ قَالَ حَسَنٌ فَوَاللَّهِ
مَا سَمِعْتُ بِمِثْلِ عَشْقٍ وَ مَهَالَةٍ مِنْدُ خَلْقَهَا
اللَّهُ عز وجل . (۱) ذخائر عقبیٰ باب اول فصل ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ -

ترجمہ: امام حسن مثنیٰ بن حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں۔ تو ان کے دونوں بھائی حسن و حسین ان کے پاس تشریف لائے۔ اور دونوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم سیدہ نساء العالمین ہو۔ اور دنیا کی تمام عورتوں کی سردار کی بیٹی ہو خدا کی قسم! اگر تم نے اپنا معاملہ اپنے باپ علی المرتضیٰ کے سپرد کر دیا تو وہ اپنے بھائی جعفر شہید کے کسی بیٹے سے تمہاری شادی کر دیں گے۔ اور اگر تمہارا ارادہ یہ ہو کہ زندگی وافر مال و اسباب کے ساتھ گزرے۔ تو ایسا ہو سکتا ہے۔ بخدا! ابھی یہ دونوں بھائی وہاں سے اٹھے تھے کہ ادھر سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے عصا پر سپہارا لگائے تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ام کلثوم! اور میرے دونوں صاحبزادو! تم اپنے مرتبے اور مقام کو بخوبی جانتے ہو۔ اے اولادِ فاطمہ! میں نے تمہیں اپنی بقیہ اولاد پر ترجیح دی ہے۔ کیونکہ تمہیں ایک خاص مرتبہ اور مقام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے بارے میں خود مختار کیا ہے۔ تو میں بھی چاہتا ہوں کہ تو اپنا اختیار خود ہی استعمال کرے۔ سیدہ ام کلثوم بولیں۔ ابا جان! میں ایک عورت ہونے کی وجہ سے وہی خواہش رکھتی ہوں جو دوسری عورتیں رکھتی ہیں۔ اور دیگر عورتوں کی طرح میں بھی چاہتی ہوں کہ دنیا کا کچھ سادو سامان مجھے بھی مل جائے۔ میں باعزت زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں

اور میں اپنے معاملہ میں غور و فکر کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جو تم کہہ رہی ہو یہ صرف تمہاری ہی رائے نہیں۔ بلکہ تمہارے بھائی حسن و حسین کی بھی یہی رائے ہے۔ یہ کہہ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ میں تم میں سے کسی کے ساتھ گفتگو نہ کروں گا۔ ہاں اگر تو اپنا معاملہ اور اختیار میرے سپرد کر دے۔ یہ سن کر حسین کو یقین نے آپ کی چادر پکڑ لی۔ اور کہا کہ ہم آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے آپ تشریف رکھیں۔ پھر ان دونوں بھائیوں نے اپنی بھین ام کلثوم سے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ تم اپنا معاملہ ابا جان کے سپرد کر دو۔ جب ام کلثوم نے اپنا اختیار حضرت علی المرتضیٰ کو تفویض کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تیرا عقد عون بن جعفر سے کر دیا ہے۔ عون ان دونوں خوب جوان تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم تشریف لے گئے۔ اور چار ہزار درہم آپ نے ام کلثوم کی طرف بھیجے۔ پھر اپنے بھتیجے عون بن جعفر کی طرف پیغام نکاح بھیجا۔ ایجاب و قبول کے بعد آپ نے ام کلثوم کو عون کے گھر کثیثیت بیوی روانہ کر دیا۔ امام حسن غلیفہ بیان کرتے ہیں کہ ام کلثوم اور ان کے خاوند عون بن جعفر کے درمیان جو نیگا نگت پیار و محبت میں انے دیکھی۔ کسی اور جوڑے میں ایسی سننے دیکھنے میں نہیں آئی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے
وصال کے وقت اپنی صاحبزادی ام کلثوم زوجہ عمر
بن الخطاب کو تسلی دی

اسد الغابہ:

قَالَ اِنِّیْ مُقَارِفُكُمْ فَبَكَتْ اُمُّ كُلْثُومٍ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ
فَقَالَ لَهَا اَسْكَنْیْ فَاَلَوْ تَرَّیْنِ مَا اُرِیْ لَمَّا بَكِیْتَ
قَالَ فَقُلْتُ يَا اَمِیْرًا لَمْ تُعْیْنِیْنَ مَاذَا تَرِیْ قَالَ
هَذِهِ الْمَلَكُوتُکُمْ وَفُرُوقُ النَّبِیُّوْنَ وَ هَذَا
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَا عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ شَرٍّ
فَمَا تَصْبِرُ اِلَیْهِ خَیْرٌ مِّمَّا اَنْتَ فِیْهِ هَذِهِ اُمُّ كُلْثُومٍ
فِیْ اَبْنَةِ عَلِیٍّ زَوْجِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - (اسد الغابہ)

جلد چہارم ص ۲۱۱ (ذکر خلافتہ)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا۔ میں تمہیں چھوڑے
دنیا سے جا رہا ہوں۔ اس پر ام کلثوم پردے کے پیچھے سے
رو پڑیں۔ آپ نے اسے فرمایا۔ چپ کر جا۔ اگر تجھے وہ کچھ نظر آتا
جو میں دیکھ رہا ہوں۔ تو تجھے رونا نہ آتا۔ پوچھا اے امیر المؤمنین!
آپ کو کیا دکھائی دے رہا ہے؟ فرمایا۔ یہ فرشتوں کی جماعت

اور گروہ انبیاء کھڑا ہے۔ اور یہ ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرما رہے ہیں۔
اے علی! انہیں خوش خبری ہو۔ جدھر تم جا رہے ہو وہ اس سے کہیں
بہتر ہے جس میں اس سے پہلے تھے۔ یہ ام کلثوم حضرت علی المرتضیٰ
کی صاحبزادی اور عمر بن الخطاب کی زوجہ تھیں۔

زید بن عمرو ان کی والدہ ام کلثوم کا انتقال ایک
ہی وقت میں ہوا

الاصابة فی تمیز الصحابة:

قال ابن الوهب عن عبد الرحمن بن زید بن
اسلم عن ابيه عن جده عن زوج عمرا أم كلثوم
على مهر ابن عيينة الفأ قال الربيع ولدت
لعمر ابنه زيدا ورقية وماتت أم كلثوم
ولدتها في يوم واحد أصيب زيدا في حرب
كانت بين عدي فخرج ليصلح بينهم
فشد رجل وهو لا يعرفه في الظلمة فعاش
أياماً ما وكانت أمه مريضة فماتت في يوم
واحد - (الاصابة فی تمیز الصحابة جلد ۱ ص ۲۹۲)

ص ۲۹۲ (تفسر ثانی ام کلثوم بنت علی حرف کاف)

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے باپ اور وہ اپنے باپ سے روایت
کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ام کلثومؓ سے چار ہزار درہم

حتیٰ مہر پر نکاح کیا۔ زبیر کہتے ہیں کہ ام کلثوم سے ان کے ہاں دو بچے
زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ ام کلثوم اور اس کا بیٹا زید ایک ہی دن فوت
ہوئے۔ زید کو عدی قبیلہ کی زنانی میں چوٹ آئی تھی۔ کیونکہ یہ ان میں
صلح کرانے کے لیے جا رہے تھے۔ کہ ایک شخص نے اندھیرے میں
لاٹھی کے ذریعہ ان کو زخمی کر دیا۔ کچھ دن زخمی حالت میں رہ کر انتقال کر گئے
ان کی والدہ ام کلثوم بیمار تھیں۔ اور اتفاق سے دونوں کی فوتیگی
ایک ہی دن ہوئی۔

لمحہ فکریہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کے مختلف مراحل مختلف اسناد اور مختلف کتب
کے حوالہ جات سے ہم نے پیش کیے۔ ذوالحجۃ کی روایت سیدہ ام کلثوم کی
بیوگی اور اس کے بعد کے واقعہ کی تفصیل بیان کرتی ہے۔ اگر ان کا نکاح ثابت نہیں یا بھڑکا
افسانہ ہے۔ تو پھر بیوگی کا اطلاق کیونکر درست ہوا۔ امام حسن و حسین کا اپنی بیوہ
کو اور علی المرتضیٰ کا اپنی صاحبزادی کو بیوہ ہو جانے پر مزید نکاح کرنے نہ کرنے
کا اختیار ذکر کرنا، پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ان سے اختیار حاصل کر کے اپنے بھتیجے
سے ان کا نکاح کر دینا۔ حضرت عمر کے ہاں رہتے ہوئے ان کی ایک بیٹی اور ایک
بیٹے کا جنم دینا اور پھر ان کا نام رقیہ اور زید بنی عمر کتب میں مسطور ہونا، زید بن عمر
اور ان کی والدہ ام کلثوم کا ایک ہی دن انتقال ہونا۔ عمر بن الخطاب کی چالیس ہزار روپیہ
حتیٰ مہر مقرر کرنا یہ تمام واقعات و حقائق اس کی واضح تائید اور تصدیق کرتے
ہیں۔ کہ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب
سے ہوا۔ اور ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ کتب سیرت کے بعد ہم اس موضوع

کے اثبات پر چند ایسے حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔ جو کتب تاریخ سے ہیں۔
حوالہ ملاحظہ ہو۔

کتب تاریخ سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت تاریخ طبری:

وَتَزَوَّجَ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ
أُمُّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاصْدَقَهَا قِيمًا قَيْلَ أَرْبَعِينَ أَلْفًا قَوْلًا لَدَتْ لَهُ
زَيْدًا وَرَقِيَّةً.

(۱- تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۶)

(۲- تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۵۴)

(۳- البدایہ و النہایہ جلد ہفتم ص ۱۳۹)

(۴- البدایہ و النہایہ جلد ہفتم ص ۳۳۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم بنت
بنت علی المرتضیٰ سے شادی کی۔ سیدہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت
فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عمر بن الخطاب کے عقد
میں جانے کے بعد ام کلثوم سے دو بچے زید اور رقیہ نامی پیدا ہوئے۔
تاریخ خمیس:

وَزَيْدٌ أَلَا كَبِيرٌ أُمُّهُ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتُ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى
بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ إِنَّهُ زَيْدٌ يَحْجُبُ فِي حَرْبٍ

بَيْنَ حَيَيْنَ فَمَاتَ وَلَا عَقَبَ لَهُ وَيَقَالُ إِنَّهُ مَاتَ
هُوَ وَأُمُّهُ أُمُّ كَلْثُومٍ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ فَلَمَّ
يَرِثُ أَحَدُهُمَا مِنَ الْآخِرِ وَصَلَّى عَلَيْهِمَا عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ حَمْرٍ فَقَدِمَ زَيْدٌ عَلَى أُمِّ كَلْثُومٍ فَجَعَلَتْ السَّنَةَ
بِذَلِكَ فَكَانَ فِيهِمَا حُكْمَانِ - (تاریخ خمیس جلد ۱ ص ۲۵۱)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیدہ فاطمہ الزہرا کی اولاد
میں سے ایک ام کلثوم تھیں۔ اور زید الاکبر ان کے صاحبزادے تھے۔ بیان
کیا گیا ہے کہ زید مذکورہ کو دو قبیلوں کے درمیان لڑائی میں کسی نے تھپڑ
مارا۔ اور ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے
کہ یہ اور ان کی والدہ ام کلثوم کا ایک ہی وقت میں انتقال ہوا۔ اس لیے
ان دونوں میں ایک دوسرے کی وراثت تقسیم نہ ہوئی۔ ان دونوں
دام بیٹے کی نماز جنازہ حضرت عمر کے صاحبزادے عبداللہ نے پڑھائی
نماز جنازہ کے وقت زید کی میت امام کے قریب اور اس کے بعد
قبلہ کی طرف ان کی والدہ ام کلثوم کا جسد اطہر رکھا گیا۔ اس کے بعد دو اکٹھے
ایسے جنازوں کا یہی طریقہ نماز چلا کر ہوا ہے۔ گویا اس واقعہ میں دو حکم
شرعی موجود ہیں۔

لمحہ فکریہ:

ان تاریخی حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ مورخین نے جہاں حضرت علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ یا سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد کا تذکرہ کیا، وہاں ام کلثوم نامی
ایک عورت کا تذکرہ بھی کیا۔ اسے شیعہ سنی سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ”محدث“ صاحب

بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ام کلثوم نامی ایک صاحبزادی علی المرتضیٰ کی سیدہ فاطمہ کے بطن سے
تھیں۔ دوسری بات مورخین نے بالاتفاق یہ بھی ذکر کی کہ اس ام کلثوم کا نکاح عمر بن
الخطاب سے ہوا۔ یا اسے دوسرے الفاظ میں یوں کہیں۔ کہ تاریخی دانوں نے
جہاں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیویوں کا تذکرہ کیا۔ ان میں ام کلثوم
کا بھی لازماً ذکر کیا۔ اور میری بات جہاں کہیں ان لوگوں نے حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ یا ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کی اولاد کا ذکر کیا۔ وہاں زید اور رقیہ دونوں
کا تذکرہ بھی کیا۔ اب چند حوالہ جات ان کتابوں سے بھی ملاحظہ ہو جائیں۔ جو ”انساب“
سے بحث کرتی ہیں۔

کتاب انساب سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت انساب القرشیین:

ابن ابی طالب قال هشام بن عمار (۲۰۰) فاطمة
ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
تَزَوَّجَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاصْدَقَهَا
أَرْبَعِينَ أَلْفًا وَكَدَّتْ لَهُ زَيْدًا ابْنُ عُمَرَ
الْكَبِيرَ وَرَقِيَّةً بِنْتَ عُمَرَ تَزَوَّجَهَا
بَعْدَهُ ابْنُ عَمَلٍ مَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ (۲۰۱) ابْنُ ابِي
طَالِبٍ فَتَوَفَّيَ عَنْهَا ثُمَّ تَزَوَّجَهَا عَوْنُ (۲۰۲) بَنُ
جَعْفَرٍ فَقُتِلَ عَنْهَا ثُمَّ تَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللَّهِ
بَنُ جَعْفَرٍ فَمَا تَبَتْ عِنْدَهُ وَتَوَفَّيَتْ هِيَ
وَإِثْنَانِ زَيْدُ بْنُ عُمَرَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ وَلَقِيَتْ

صَارَ خَتَانٍ عَلَيْهِمَا فَلَمْ يَذَرِ (۲۰۳) أَيُّهُمَا مَاتَ
أَوَّلًا وَصَلَّى عَلَيْهِمَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ مَاتَ الْحُسَيْنُ
بْنُ عَلِيٍّ فَكَانَتْ فِيهِمَا سَكَنَتَانِ لَمْ يُورَثْ
أَحَدُهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ وَ قَدْ مَزِيدٌ قَبْلَ
امہ مما یلی الامام۔

را انساب القرشیین لا بن قد امہ ص ۱۱۱ ام کلثوم بنت علی
قرجمہ: ابن ابی طالب کہتا ہے کہ ہشام بن عمار نے بیان کیا ہے
اس نے کہا کہ ام کلثوم کی والدہ کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہے۔ ان سے عمر بن الخطاب نے شادی کی۔ اور چالیس
ہزار درہم حق مہر مقرر کیا۔ اور زید اکبر و رقیہ دو بچے ان کے ہاں پیدا
ہوئے۔ عمر بن الخطاب کے انتقال کے بعد اپنے چچا زاد بھائی
محمد بن جعفر بن ابی طالب سے شادی کی۔ ان کی فریادگی کے بعد
عون بن جعفر سے نکاح کیا۔ ان کے قتل ہو جانے کے بعد عبداللہ
بن جعفر سے نکاح کیا۔ اور ان کی زوجیت میں انتقال کر گئیں۔ یہ اور ان
کا بیٹا زید بن عمر ایک ہی دن فوت ہوئے۔ رونے والے دونوں
پر اکٹھا روئے۔ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ ان میں سے پہلے انتقال کس کا ہوا
ان کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر نے پڑھائی۔ امام حسین نے انہیں
نماز پڑھانے کے لیے آگے کیا تھا۔ اس واقعہ میں دو مسئلے واضح ہو گئے
ایک یہ کہ اگر دو وارث موارث اکٹھے انتقال کر جائیں۔ تو ان میں سے
کسی کو وراثت نہیں ملتی۔ اور دوسرا یہ کہ مرد و عورت کی اکٹھی نماز جنازہ
پڑھاتے وقت مرد امام کے ساتھ متصل ہونا چاہیئے۔ اور عورت اس

کے بعد قبلہ کی طرف ہونی چاہیئے۔ زید جانب امام میں مقدم تھے ان کی والدہ
جانب قبلہ زید سے آگے تھیں۔

جمہورۃ انساب العرب:

وَتَزَوَّجَ أُمَّ كَلثُومَ بِنْتَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِنْتُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرٍاءُ بْنُ الْخَطَّابِ
فَوَلَدَتْ لَهُ زَيْدَ الرَّيْعَقِيِّ وَرَقِيَّةَ ثُمَّ خَلَفَ
عَلَيْهَا بَعْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَوْنُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ
أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ
بْنِ أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَهُ عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بَعْدَ طَلَاقِهَا لِاخْتِيَارِهَا
زَيْدَ - جمہورۃ انساب العرب ۲۸۷ لا بن حزم

اندلسی۔ وهو لاء ولد امیر المؤمنین

قرجمہ: سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم بنت
علی المرتضیٰ کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب نے شادی کی۔ ان سے
زید لڑکا پیدا ہوا۔ جو بے اولاد رہا۔ اور ایک لڑکی رقیہ نامی پیدا ہوئی۔
حضرت عمر کے انتقال کے بعد یہ ام کلثوم عون بن جعفر بن ابی طالب
کے عقد میں آئیں۔ پھر ان کے انتقال کے بعد محمد بن جعفر بن ابی طالب
سے شادی کی۔ اور ان کے وصال کے بعد عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
نے ان سے نکاح کر لیا۔ انہوں نے یہ نکاح کرنے سے قبل ان کی
بھی زینب کو طلاق دے دی تھی۔

نسب قریش:

رَبِّكَ بِنْتُ عَلِيٍّ الْكَبَرَى وَلَدَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ
جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔

(۲) اُمُّ كُلْثُومٍ الْكَبَرَى وَلَدَتْ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
وَأُمُّ هُرَاقِطَةَ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(کتاب نسب قریش ص ۴۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں میں سے جو سیدہ
فاطمہ الزہراء کے بطن اقدس سے پیدا ہوئیں ایک کا نام زینب کبریٰ تھا۔
جن کی شادی عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوئی۔ دوسری صاحبزادی
ام کلثوم کبریٰ تھیں۔ ان کا نکاح عمر بن الخطاب سے ہوا۔ اور اولاد بھی ہوئی

کتاب المحیط:

وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَتْ عَنْدهُ أُمُّ كُلْثُومٍ
بِنْتُ عَلِيٍّ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا عَوْنٌ ثُمَّ مُحَمَّدٌ ثُمَّ عَبْدُ اللَّهِ
بَنُو جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ (کتاب المحیط ص ۵۶
ذکر اصهار علی)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ام کلثوم بنت
علی المرتضیٰ تھیں۔ حضرت عمر کے انتقال کے بعد یحییٰ بن محمد، پھر
عبداللہ کے عقد میں یکے بعد دیگرے آئیں۔ یہ تینوں جعفر بن ابیطالب
کے صاحبزادے ہیں۔

ابراہیم بن نعیم النخام العدوی۔ کانت

عَنْدهُ رَقِيَّةُ بِنْتُ عُمَرَ أَخْتِ حَفْصَةَ لَا بَيْنَها وَلَها
أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ۔

(کتاب النساب الاشراف (البلاذری) جلد اول
ص ۴۲۸)

ترجمہ: ابراہیم بن نعیم النخام العدوی کے گھر رقیہ بنت عمر بن الخطاب
تھیں۔ یہ رقیہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بھین ہیں۔
لیکن ان کی والدہ کا نام ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ ہے۔

کتاب المحیط:

ابراہیم بن نعیم النخام العدوی۔ کانت عَنْدهُ
رَقِيَّةُ بِنْتُ عُمَرَ أَخْتِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ۔
(کتاب المحیط ص ۵۲ تا ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب کی صاحبزادی جوام کلثوم سے تھیں۔
یعنی سیدہ رقیہ بنت عمر کا نکاح ابراہیم بن نعیم النخام العدوی سے
ہوا تھا۔

✦

بیان ثانی

محمود ہزاروی کا نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ایک حیلہ کا ذریعہ
کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا
کفو نہیں

محمود ہزاروی نے مذکورہ مسئلہ کی اپنے نظریہ کے مطابق تائید پر ایک استدلال
پیش کیا ہے۔ ہم اس کو حیلہ کا ذریعہ کا نام دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہ عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ کا سیدہ ام کلثوم سے نکاح اس لیے نہیں ہو سکتا کہ نکاح
میں زوجین کا کفو ایک ہونا شرط ہے۔ ان دونوں کا جب کفو ایک نہیں۔ تو نکاح
سرے سے باطل ہوا۔ ہزاروی کی عبارت درج ذیل ہے۔

شرافت سادات

علاوہ اس کے وہ سیدہ ہیں۔ کوئی غیر سیدہ اولاد رسول کا کفو نہیں۔ اور غیر
کفو سے نکاح روایت مفتی بہا مختار الفتاویٰ مذہب حنفی پر باطل ہے کہ
ما جت فسخ نہیں سرے سے منع نہیں ہوتا۔ وروی الحسن
عن الامام بطلانہ بلا کفو (معتون) غیر کفو سے عقد باطل
ہے۔ ودر مختار میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدہ
جوازہ اصلاً و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان
سادات حسنی حسینی اولاد رسول کے خصوصیات اور مفاخر و فضائل مالیہ
قطعیہ جن میں کوئی غیر سید عرب و عجم میں ان کا ہم سر و ہم کفو اور شریک

دعوائی نہیں۔ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سادات حسنی حسینی شرعاً اولاد رسول ہیں کسی غیر سیدہ کو نفیس و شرف نہیں۔ لہذا
کفو نہیں۔ (شرافت سادات ص ۴)

جامع الخیرات:

عرض ہر چار مذہب اسلام اہل سنت و جماعت میں سیدہ حسنیہ حسینیہ
کے ساتھ کسی غیر سیدہ شخص کا نکاح ہرگز جائز نہیں اور عرب و عجم اور دنیا کے
اسلام میں اس پر فتوے ملے ہیں۔ لا ینعقد اصلاً و راساً سرے
سے منعقد ہی نہیں ہوتا بالکل ناجائز چاہے وہ غیر سید عالم ہو یا ولی متقی
ہو یا بزرگ یا بادشاہ امیر ہو یا نواب راجہ ہو یا معزز غریبی ہو یا عجمی یا قریشی
ہاشمی عباسی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی غیر فاطمی صاحب دولت
وجاہ و جمال والا کسی بھی غیر سید شخص سے سیدہ حسنیہ حسینیہ کا عقد نکاح
بیجا بروایت مفتی بہا مختار الفتاویٰ سرے سے منعقد ہی نہیں ہو سکتا۔
اور چودہ سو برس سے مسلمان عالم کا اعتقادی علمی اجماع منعقد ہے۔

(جامع الخیرات ص ۲۵۵)

خلاصہ حیلہ کا ذریعہ

نکاح میں چونکہ کفو شرط ہے۔ اور یہ شرط عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور
سیدہ ام کلثوم میں مفقود ہے۔ کیونکہ سیدہ کا کفو ہاشمی، قریشی وغیرہ غیر سید نہیں۔ اور
آج تک ایسے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز پر تمام است کا اتفاق علمی و اعتقادی
ہے۔ لہذا ان دونوں کا نکاح سرے سے باطل ہے۔ تو جو لوگ اسے ثابت کرتے
ہیں۔ وہ ناجائز کو جائز قرار دینے والے ہیں۔

جواب اول:

محدث ہزاروی کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے حضرت عمر بن الخطابؓ اور سیدہ ام کلثومؓ کے مابین منقحہ نکاح کو غلط اور باطل قرار دیا جائے۔ اسی مقصد کو ثابت کرنے کے لیے درمختار کی عبارت پیش کی گئی۔ لیکن درمختار کی عبارت کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہاں سیدہ اور غیر سیدہ کے مابین نکاح کے جواز و عدم جواز کی بات ہو رہی ہے اور وہاں مطلق کفر کا ذکر ہے۔ درمختار کی عبارت کا اصل مقصد اور مفہوم محدث ہزاروی نے بیان کر کے یا اسے چھپا کر ایک قسم کی بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ صاحب درمختار بیان یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفر میں نکاح کرے۔ تو کیا ولی کو اس نکاح کے فسخ یا عدم فسخ کا اختیار ہے؟ اس میں علماء احناف کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ایسا نکاح ہوتا ہی نہیں۔ لہذا فسخ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اور بعض اس کے انعقاد کو تسلیم کر کے ولی کو اختیار فسخ کا قول کرتے ہیں۔ درمختار کی مکمل عبارت یوں ہے۔

در مختار:

وَ (يَقْتَضِي) فِي غَيْرِ الْكُفْرِ بَعْدَ جَوَائِهِ أَصْلًا وَهُوَ
مُخْتَارٌ لِّلْفَتْوَى (لِفَسَادِ الزَّمَانِ) فَلَا تَجِلُّ لِمُطَامَئَةٍ
ثَلَاثًا نَكَحَتْ غَيْرَ كُفْرٍ بِلَا رِضَاءٍ وَلِيٍّ بَعْدَ مَعْرِفَةِ آيَةِ
فَلْيُحْفَظْ - (در مختار جلد سوم ص ۵۶ - ۵۷)

(مطبوعہ مصر باب الولی)

ترجمہ: غیر کفر میں نکاح کے اصلاً عدم جواز پر فتوے دیا گیا ہے۔ اور فتویٰ کے لیے یہی مختار ہے۔ کیونکہ فسادِ زمانہ اس کی علت ہے

لہذا تین طلاقیں پانے والی کوئی عورت اپنے لیے یہ جائز سمجھے کہ ولی کی رضا مندی کے بغیر غیر کفر میں نکاح کرے۔ جبکہ ولی کو اس کے غیر کفر میں نکاح کرنے کا علم ہو۔ اس کو محفوظ رکھنا چاہیے۔

توضیح:

صاحب درمختار نے غیر کفر میں نکاح اصلاً ناجائز بتانے کے لیے ایک شرط لگائی۔ یعنی یہ کہ ایسا کرنے سے ولی لاشعری نہ ہو۔ اور محدث ہزاروی اس شرط کو کسر سے ہضم کر گیا۔ درمختار پر حاشیہ رد المختار نے اس کی توضیح یوں کی ہے۔

رد المختار:

(قَوْلُهُ بَعْدَ جَوَائِهِ أَصْلًا) هَذِهِ رِوَايَةُ الْحَسَنِ
عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ وَهَذَا إِذَا كَانَ لَهَا وَلِيٌّ لَمْ يُرْفَضْ
بِهِ قَبْلَ النِّكَاحِ فَلَا يَقْبَلُ الرِّضَاءُ بَعْدَهُ دِيْعَرُ
وَأَمَّا إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلِيٌّ فَهُوَ صَحِيحٌ نَافِذٌ مُّطْلَقًا
إِنْفَاقًا كَمَا يَأْتِي لِإِنَّ وَجْهَ عَدَمِ الصَّحَةِ عَلَى
هَذِهِ الرِّوَايَةِ دَفْعُ الضَّرَرِ عَنْ الْأَوْلِيَاءِ أَمَّا هِيَ
فَقَدْ رَضِيَتْ بِإِسْقَاطِ حَقِّهَا (فتح) قَوْلُهُ (وَهُوَ
الْمُخْتَارُ لِّلْفَتْوَى) وَقَالَ شَمْسُ الْأُتَمِّهِ وَهَذَا أَقْرَبُ
إِلَى الْوَحْتِيَا ط :

(رد المختار جلد سوم ص ۵۷ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: غیر کفر میں اصلاً عدم جواز کا قول یہ امام اعظم سے امام حسن کی روایت ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہو گا جب عورت کا ولی موجود ہو۔ اور اس کے نکاح کرنے سے قبل اس کی ناراضگی واضح ہو۔ لہذا نکاح کے

کے بعد اس کی رضامندی مفید نہ ہوگی۔ اور اگر اس عورت کا ولی ہی موجود نہیں۔
تو پھر اس کا نکاح صحیح ہے۔ نافذ الطلاق ہوگا۔ اور یہ متفق علیہ ہے۔ جیسا کہ آگے
آئے گا۔ کیونکہ اس روایت کے مطابق نکاح صحیح نہ ہونے کی وجہ یہ تھی
کہ ایسا کرنے سے ولی کو نقصان ہوتا ہے اور اس کا دفع کرنا ضروری ہے
لیکن خود عورت کہ جس نے اپنا نکاح غیر کفو میں کر دیا تو وہ اپنا حق
ساقط کرنے پر راضی ہو گئی۔ شمس الانکس نے کہا۔ کہ مختار الفتویٰ قول میں اقباط
کا بہت خیال رکھا گیا ہے۔

قارئین کرام! درمختار اور اس کے حاشیہ رد المختار کی عبارت سے واضح ہوا کہ اگر
کسی عورت کا ولی غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہو۔ یا اس عورت کا کوئی ولی ہی
نہیں جسے غیر کفو میں نکاح کرنے سے ناراضگی کا احتمال ہو۔ تو ان دونوں صورتوں
میں غیر کفو میں نکاح صحیح علی الاطلاق اور بالاتفاق نافذ ہوگا۔ مگر محدث ہزاروی اس
متفقہ مسئلہ کو گول کر گیا۔ اور پھر کمال ڈھٹائی سے فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار کا آدھا
حوالہ نقل کر کے اپنی حنفیت کی پادرا تار بھینکی۔ مختصر یہ کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا
حضرت عمر بن الخطاب سے نکاح باطل تب ہوتا۔ کہ اس نکاح پر ولی راضی نہ
ہوتے۔ اور پھر یہ ان کا غیر کفو میں از خود نکاح کرنا متعین ہوتا۔ خدا کی قدرت اس
نکاح میں یہ دونوں مفقود ہیں۔ یعنی کفو بھی موجود ہے اور ولی کی رضامندی بھی ساقط ہے
اور پھر ایسے نکاح کو باطل محض قرار دینا خود باطل محض ہے۔

جواب دوم :

محدث ہزاروی نے کفو اور غیر کفو میں یہاں تک کہہ دیا۔ کہ کسی سیدہ کا کفو قریشی
ہاشمی اور علوی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ ہم محدث ہزاروی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ احناف
کی کسی کتاب میں یہ دکھا دیں کہ سیدہ زوی حسنی حسینی کا قریشی یا ہاشمی سے نکاح

نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کا کفو ایک نہیں۔ تو ہم بیس ہزار روپے سکے رائج الوقت
بطور انعام پیش کریں گے۔ اور محدث ہزاروی کا مسلک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس ارشاد کے بھی خلاف ہے۔ جس میں آپ نے قریش کو باہم کفو قرار دیا ہے۔
کتب احناف سے اس کی وضاحت ملاحظہ ہو۔

بحر الرائق :

ثُمَّ الْقُرَشِيَّانِ مِنْ جَمْعِهِمَا آيَةُ هُوَ النَّضْرُ بَيْنَ
كَانَانَةٍ فَمَنْ دُونَهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا لَابٍ فَوَقَّهَ
فَهُوَ حَرَجِيٌّ خَلِيفَةُ قُرَشِيٍّ وَ النَّضْرُ هُوَ الْحَبْدُ الثَّانِي
عَشَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ مُحَمَّدُ
بْنُ عَبْدِ الْمَطْلَبِ بْنِ هَاشِمٍ بْنِ عَبْدِ الْمَنَافِ بْنِ
قُصَيٍّ بْنِ كِلَابٍ بْنِ مِرَّةَ بْنِ كَعْبٍ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ
بَيْنَ قُحَيْرِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كَانَانَةٍ.....
إِقْتَصَرَ الْبُخَارِيُّ قِيَّاسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَدْنَانَ وَالْأَجْمَةِ الْأَرْبَعَةِ الْخُلَفَاءِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَشٍ لَا تُنْسَبُ
بِهِمْ إِلَى النَّضْرِ فَمَنْ دُونَهُ وَلَيْسَ فِيهِمْ هَاشِمِيٌّ
إِلَّا هَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّ الْحَبْدَ الْأَوَّلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبْدُهُ فَإِنَّهُ عَلَى بَنِي عَبْدِ الْمَطْلَبِ
فَهُمْ مِنْ أَوْلَادِ هَاشِمٍ وَأَمَّا الْبُخَارِيُّ الصَّدِيقُ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَجْتَمِعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَبْدِ السَّادِسِ وَهُوَ مِرَّةَ فَإِنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ

بن عثمان بن عامر بن حصر بن کعب بن سعد بن تميم بن مرة - وَأَمَّا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَجْتَمِعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِدِّ السَّابِعِ وَهُوَ كَسْبُ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بْنُ نَفِيلِ بْنِ عَبْدِ الْعَزَى بْنِ رِيَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرْظٍ بْنِ رَوَاحِ بْنِ عَدَى بْنِ كَعْبٍ وَرِيَّاحٌ يَكْسِرُ الرِّازِ وَبِالْيَا تَعْتَمِدُهَا نَقُطَتَانِ - وَأَمَّا عثمان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَيَجْتَمِعُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِدِّ الثَّالِثِ وَهُوَ عَبْدُ مَنْفٍ فَإِنَّهُ عثمان بن عفان بن أبي العاص بن امية بن عبد شمس بن عبد مناف وهذا استدلال المشايخ على انه لَا يُغْتَبَرُ التَّفَاضُلُ قِيَمًا بَيْنَ قُرَيْشٍ وَهُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ قُرَيْشٌ أَكْنَافًا حَتَّى تَرْتَضِ وَجَتِهَا شَيْعَةً قُرَشِيًّا غَيْرَ هَاشِمِيٍّ لَمْ يَرِدْ عَقْدُهَا وَإِنْ تَرْتَضِ عَنْ بَنِي هَاشِمٍ قُرَشِيٍّ لَهْمُ رَدِّهِ كَرِجِ الْعَرَبِيَّةِ عَجْمِيًّا وَوَجْهُ الْأَسْتِدْلَالِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَّجَ بَيْتَهُ مِنْ عُثْمَانَ وَهُوَ أُمَوِيٌّ لَا هَاشِمِيٌّ وَرَوَّجَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيْتَهُ أُمِّ كَلثُومٍ مِنْ عُمَرَ وَكَانَ عَدُوًّا لَهَا شَيْعِيًّا -

رجع الراثق جلد سوم ص ۱۳۰ والكفاة تعتبر نسبا قریشی الكفاء

قرچمہ : پھر قریش وہ لوگ ہیں جن کا سلسلہ نسب نصر بن کنانہ یا اس

نچلے درجہ میں جا کر مل جاتا ہو اور جس کا نسب نصر بن کنانہ سے اوپر جا کر ملتا ہے۔ وہ عربی ہے لیکن قریشی نہیں۔ اور نصر بن کنانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہویں دادا ہیں۔ آپ کا نسب یہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤی بن غالب بن فهر بن مالک بن نصر بن کنانہ امام بخاری نے آپ کا نسب نامہ عدنان تک بیان کیا۔ چاروں خلفاء راشدین قریشی ہیں۔ کیونکہ ان کا نسب نصر بن کنانہ یا ان سے نیچے درجے تک جاتا ہے۔ ان چاروں میں سوائے علی المرتضیٰ کے کوئی ہاشمی نہیں۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دادا ان کا بھی دادا ہے۔ لہذا یہ ہاشم کی اولاد ہو گئے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب چھٹے دادا مرہ میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تميم بن مرة۔ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ساتویں دادا کعب بن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسب جاتا ہے ان کا نسب یہ ہے۔ عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریح بن عبد اللہ بن قرظ بن رواح بن عدی بن کعب۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تیسرے دادا عبد مناف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتے ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ اور ہمارے مشائخ نے اس سے اس بات پر استدلال فرمایا ہے۔ کہ قریش کے ہاں تفاضل کا اعتبار نہیں کیا جاسکے گا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی

”قریشِ کفار“ کا مطلب بھی یہی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ہاشمی عورت کسی قریشی غیر ہاشمی سے نکاح کر لیتی ہے۔ تو اس کا نکاح رد نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی عربی سے اس نے نکاح کیا۔ جو غیر قریشی ہو۔ تو اس کے اولیاء کو رد کرنے کا حق ہے۔ جیسا کہ کسی عربی عورت کا کسی عجمی سے نکاح کرنے پر اختیار رد ہے۔ استدلال کی وجہ یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کی شادی حضرت عثمانؓ سے کی تھی۔ حالانکہ جناب عثمانؓ اہل ہاشمی نہیں۔ اور علی المرتضیٰؓ نے اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کا عقد عمر بن الخطابؓ سے کیا تھا۔ حالانکہ وہ عربی ہیں ہاشمی نہیں۔

البدائع والصنائع،

قُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ وَالْعَرَبُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ حَتَّى يَخِيَّ وَقَبِيلُهُ بِقَبِيلِهِ وَالْمَوَالِجُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ رَجُلٌ بِرَجُلٍ لِأَنَّ التَّفَانَةَ وَالشَّيْرَ يَقَعَانِ بِأَلَا نَسَابٍ فَتَلْمُحُ قَبِيلُهُ بِقَبِيلِهِ بِدَنَاءَةِ النَّسَبِ فَتُعَيَّرُ قَبِيلُهُ الْكَفَاءَةُ فَقُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ عَلَى اخْتِلَافٍ قَبَائِلُهُمْ حَتَّى يَكُونَ الْقُرَشِيُّ الَّذِي لَيْسَ بِهَا شَيْئٌ كَاللَّيْثِيِّ وَالْأَمْوِيُّ وَالْعَدَوِيُّ وَنَحْوُهُ الْإِذَا كَفَّاهُ لَهَا شَيْئٌ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُرَيْشٌ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ وَقُرَيْشٌ تَشَابَهُ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَالْعَرَبُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ بِالنَّصِّ وَلَا تَكُونُ الْعَرَبُ كَفَاءً لِقُرَيْشٍ لِفَضِيلَةِ قُرَيْشٍ

عَلَى سَائِرِ الْعَرَبِ وَلِذَا لَكَ اخْتِصَّصَتِ الْإِمَامَةُ بِهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْلِكُ مِنْ قُرَيْشٍ بِخِلَافِ الْقُرَشِيِّ أَنَّهُ يَصْلَحُ كَفَاءً لَهَا شَيْئٌ وَإِنْ كَانَ لِلَهَا شَيْئٌ مِنْ فَضِيلَةٍ مَّا لَيْسَ لِلْقُرَشِيِّ لَكِنَّ الشَّرْعَ اسْتَقَطَّ اخْتِيارَ تِلْكَ الْفَضِيلَةِ فِي بَابِ النِّكَاحِ عَرَفْنَا ذَٰلِكَ بِفَعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْتِمَاعِ حُجَّابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَإِنَّهُ رَوَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَّجَ ابْنَتَهُ مِنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ أُمَوِيًّا لَا هَاشِمِيًّا وَرَوَّجَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابْنَتَهُ مِنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَمْ يَكُنْ هَاشِمِيًّا بَلْ عَدُوًّا فَحَدَّثَ أَنَّ الْكَفَاءَةَ فِي قُرَيْشٍ لَا تُخْتَصُّ بِبَطْنٍ دُونَ بَطْنٍ۔

(البدائع والصنائع جلد دوم ص ۲۱۹ باب الكفاءة مطبوعہ مصر)

ترجمہ: قریش ایک دوسرے کے اور عرب ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ قبیلہ قبیلے کا کفو ہے۔ موالیہ اور ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ کیونکہ وجہ نحر اور باعث شرم مرن سب ہوتا ہے۔ لہذا سب کے ادنیٰ ہونے کی صورت میں نقص تصور ہوتا ہے۔ قریش ہاشمی مختلف قبائل ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ یہاں تک کہ وہ قریشی جو ہاشمی نہیں جیسا کہ تمیمی اموی اور عدوی وغیرہ ہاشمی کا کفو ہیں کیونکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں اور قریش

میں بنی ہاشم بھی شامل ہیں۔ اور عرب ایک دوسرے کے بالنص کفور ہیں۔ عرب قریش کا کفور نہیں ہو سکتے۔ افس لیے قریش کو تمام عرب پر فضیلت حاصل ہے۔ اسی لیے حضور علی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی تخصیص قریش کے لیے فرمائی۔ اور فرمایا۔ الامۃ من قریش۔ بخلاف قریشی کے کہ یہ ہاشمی کا کفور ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ہاشمی میں کچھ ایسی فضیلت ہے جو قریش میں نہیں۔ لیکن شرع شریف نے اس فضیلت کا اعتبار نکاح میں ساقط کر دیا ہے۔ ہمیں اس کا پتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف سے ہوا۔ اور صحابہ کرام کے اجماع سے۔ کیونکہ مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کی شادی عثمان غنی سے کی تھی۔ حالانکہ وہ اموی تھے۔ ہاشمی تھے اور علی المرتضیٰ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کی شادی عمر بن الخطاب سے کی تھی۔ حالانکہ آپ بھی ہاشمی تھے بلکہ عدوی تھے۔ قریش میں باہم کفایت ایک بطن یا دوسرے بطن کے ساتھ منتص نہیں

ملحہ فکریہ :

قارئین کرام ! فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتب فتاویٰ کے حوالہ جات آپ نے ملاحظہ کیے۔ جن میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے۔ کہ قریش (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہویں دادا ہیں۔ کی اولاد ہیں۔) وہ سب ایک دوسرے کا کفور ہیں۔ ان میں ہاشمی یا اموی، عدوی وغیرہ سبھی داخل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی اور آپ کے عمل شریف سے یہ کفایت ثابت ہے۔ اسی پر صحابہ کرام کا اجماع اور عمل رہا ہے۔ لیکن محدث ہزاروی حسنی حسینی سید زادی کو قریش کا کفور نہیں ماننا اس طرح اس نے نہ صرف حنفیت بلکہ اجماع صحابہ اور علی و قول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔ اور بڑے دعو سے کہا کہ حسنی حسینی سید

کی شادی کسی غیر سید سے چاہے وہ کوئی ہو بالکل باطل ہے۔ اور اس بطلان پر عملی اور اعتقادی اجماع چلا آرہا ہے۔ کہاں یہ محدث ہزاروی کی بڑھ اور کہاں حقیقت حال تمام احناف نے قریش کے باہم کفور ہونے کی مثال وہ مشہور واقعہ پیش کیا جسے محدث ہزاروی باطل افسانہ کہہ رہا ہے۔ گویا اپنے فاسد نظریہ کو علی اور اعتقادی اجماع کہا جا رہا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ یہ خود اور اس کے چیلے چانٹے اس پر متفق ہوں۔ اور عمل بھی کرتے ہوں۔ لیکن احناف کا علی اور اعتقادی اجماع یا صحابہ کرام کا اتفاق اس پر بالکل نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف پر ہے۔ محدث ہزاروی نے جن عبارات کو اپنے مقصد کی تائید میں پیش کیا۔ ان میں کسی کے اندر مطلق کفور کی بات اور کسی میں دوسرے اعتبارات کے پیش نظر وہ عبارت لکھی گئی۔ لیکن کہاں چالاکی سے ان عبارات کو اپنے مذموم نظریہ کے حق میں استعمال کیا۔ ہم ان عبارات کو من و عن نقل کر کے انہی کتابوں سے اس بطلان نظریہ کی تردید پیش کرتے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

رد المحتار :

وَالْخُلَفَاءُ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَكُلُّهُمْ فِي الْبَحْرِ
رَقُولُهُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ بَعْضٍ (أَشَارَ بِهِ إِلَى أَنَّهُ لَا تَفَاضُلَ
فِيمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْهَاشِمِيِّ وَالسَّوْقَلِيِّ وَالتَّيْمِيِّ وَالْعَدَوِيِّ
وَعَلَيْهِمْ هُمْ وَلِهَذَا زَوَّجَ عَلِيٌّ وَهُوَ هَاشِمِيٌّ أُمَّ كَلْبُومِ بِنْتُ
فَاطِمَةَ لِعَمْرٍ

وَهُوَ عَدَوِيٌّ... وَالْحَاصِلُ أَنَّ كَمَا لَا يَتَّبَعُ
التَّفَاضُلُ فِي قُرَيْشٍ حَتَّى أَنْ أَفْضَلَ لَهُمْ بَنِي هَاشِمٍ أَكْفَاءُ
لِغَيْرِهِمْ قَيْنَهُمْ (رد المحتار جلد سوم ۸۶۴ باب الکفایۃ)

تو چھ چاروں خلفاء قریشی ہیں۔ اس کی تفسیل بحر الرائق میں ہے قولہ بعضہم اکفاء لبعض اسی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ قریش میں باہم کوئی توافقی نہیں۔ ہاشمی، نوفلی، تیمی، عدوی وغیرہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں اسی لیے حضرت علی المرتضیٰ نے ہاشمی ہونے کے باوجود اپنی صاحبزادی ام کلثوم بنت فاطمہ الزہرا کا عقد عمر بن الخطاب سے کر دیا حالانکہ وہ عدوی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قریش میں باہم تفاوت غیر معتبر ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے افضل ہاشمی کا دوسرا کوئی قریشی کفو ہے۔

فتاویٰ رضویہ: سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں براہ کرم جواب سے مع دلائل نقل کے مشرف و ممتاز فرمائیں۔

۱۔ ایک عورت ہے جو نبی سیدہ ہے۔ اس سے کسی شخص نے جو نبی سید نہیں ہے نکاح کیا۔ تو اس کو لوگ کافر کہتے ہیں۔ تو کیا شخص مذکورہ کافر ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں۔ ہوا تو کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

۲۔ عورت بالغہ جو نبی سیدہ ہے یا کہ وہ یا ثیبہ یا مطلقہ کسی شخص سے جو نبی سید نہیں ہے۔ نکاح کرے تو جائز ہو گا یا نہیں۔

۳۔ مرد غیر سید نے سیدہ عورت سے نکاح کیا۔ اگر وہ نکاح جائز ہوا تو جو اولاد کے اس سے پیدا ہو گی۔ وہ نبی سید کہلائے گی یا نہیں۔

الجواب:

۱۔ ماشاء اللہ اسے کفر سے کیا علاقہ کافر کہنے والوں کو تبذیر اسلام چاہیے کہ بلا وجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کو بطن پاک حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے میں عمر فاروق رضی اللہ

نکاح میں دیں۔ اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے۔ اور امیر المؤمنین عمرؓ سب سادات سے نہیں۔

۲۔ سیدہ عاتکہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے۔ تو جس کفو سے نکاح کرے گی ہو جائے گا۔ اگر چہ سید نہ ہو۔ مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی اور اگر غیر کفو سے بے اجازت صریح ولی نکاح کرے گی۔ تو نہ ہو گا۔ جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل ٹھکان سے مگر جبکہ وہ معزز عالم دین ہو۔

۳۔ جب باپ سید نہ ہو اولاد سید نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدانی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد دوم باب الکفارة فی النکاح ص ۱۸۹ مسئلہ نمبر ۲)

البنایۃ فی شرح الہدایہ:

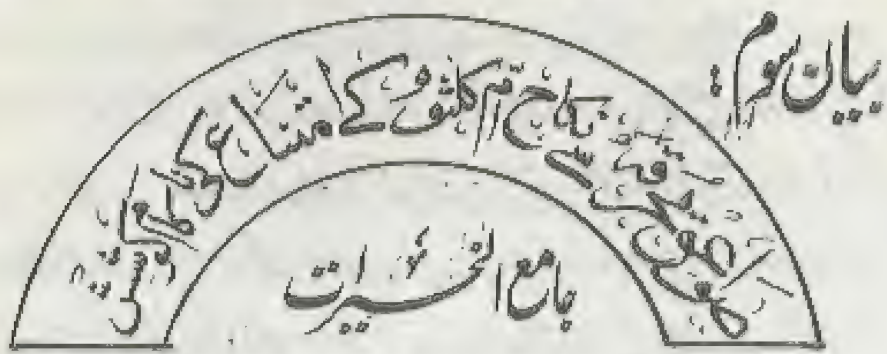
(حَقَرْتُ لَيْسَ يَعْصِمُهُمْ أَكْفَاءُ تَبْقَى مَتَى وَحَاصِلُهُ أَنَّ هَاشِمِيًّا وَعَبْدَ شَمْسٍ وَالمَطْلَبِ وَنَوْفَلٍ هُمُ أَوْلَادُ عَبْدِ مَنَافٍ بَنِي قُصَيٍّ بَنِي كَلَابِ بْنِ مَرَّةَ بْنِ كَعْبٍ فَأَلَا زَبْعَةَ أَوْلَادُ حَذَرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَثَمَانَ رَفِيقَهُ ثُمَّ أُمِّيٌّ مَنَسُوبٌ إِلَى أُمِّيَّةَ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ وَابْنُ رَضَى اللَّهِ عَنْهُ تُحَيِّيٌّ مَنَسُوبٌ إِلَى تَحِيْمٍ بَنِي مَرَّةَ بْنِ كَعْبٍ وَعُمَرُ رَضَى اللَّهُ عَنْهُ عَدَوِيٌّ مَنَسُوبٌ إِلَى عَدِيٍّ بَنِي كَعْبٍ بَنِي لُؤَيٍّ بَنِي غَالِبٍ وَهُوَ لَاءُ سَادَاتٍ -

(البنایۃ فی شرح الہدایہ جلد ۱۵۵ فصل فی الکفارة)

ترجمہ: قریش باہم ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہاشمی، عبد شمس المطلب، نوفل یہ سب عبد مناف کی اولاد ہیں۔ اور عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب ہے۔ لہذا چاروں خلفاء راشدین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کی اولاد میں دشمنان رضی اللہ عنہ امیر بن عبد شمس بن عبد مناف کی نسبت سے اموی کہلائے۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تیم بن مرہ بن کعب کی نسبت کی وجہ سے تیمی کہلائے۔ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عدی بن کعب بن ثوی بن غالب کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے عدوی ہیں۔ اور زینب سادات ہیں۔

قارئین کرام! آپ نے خود فرمایا کہ محدث ہزاروی نے جن حضرات اور ان کی تصانیف و فتاویٰ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنا چاہا کہ چونکہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے مابین کفر نہیں۔ لہذا ان علماء اور ان کے فتاویٰ کی روشنی میں ان کا نکاح من گھڑت افسانہ ہے۔ ان حضرات اور ان کی کتب فتاویٰ نے ملاحظہ یہ لکھا کہ قریش اور اموی، عدوی، تیمی وغیرہ ایک دوسرے کے کفر ہیں۔ اور یہ بھی لکھا کہ خاندان بنی ہاشم کو اگرچہ دوسرے خاندانوں پر فضیلت ہے۔ لیکن نکاح کے معاملہ میں ان کی افضلیت کا اعتبار خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و ارشاد سے نہیں کیا گیا۔ اور ان تمام حضرات نے اس کی تائید میں بطور مثال سیدنا عمر بن الخطاب اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح پیش کیا۔ گویا جن فتاویٰ کا سہارا لے کر ان دونوں کے نکاح کو افسانہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی نکاح کو ان حضرات نے بطور نمونہ پیش کیا۔ درمختار اس کا حاشیہ ردالمحتار اور فتاویٰ رضویہ تمام نے مسند کفر میں اس نکاح کو بیان کر کے گویا محدث ہزاروی کی رافضیت پر مہر ثبت کر دی۔ لہذا ان کی کتب کے حوالہ جات نے اس کا بنایا ہوا گھر تباہ کر دیا۔ ان کے علاوہ ابن حجر مکی کی تصنیف صواعق محرقة سے محدث ہزاروی نے اپنے مدعا پر استدلال کیا۔ وہ عبارت یوں تحریر کی گئی ہے۔



اور امام ابن حجر مکی صواعق محرقة مطبوعہ مصر ص ۵۹ میں اسی کے متعلق فرماتے ہیں کہ اسی خصوصیت کا یہ نتیجہ ہے کہ خلاصہ مطلب۔

فلا یحکمی شریفة ہاشمی غیر شریفین وقولہما بنی ہاشم والمطلب اکفار محله فیما عدا هذه الصورة كما بینتہ بمافیہ فی افتاء طویل مسطر فی الفتاویٰ یعنی پس شریفہ یعنی سیدہ حسنیہ سید العالمین کی بیٹی کا کوئی غیر سید ہرگز کفر نہیں ہے۔ بلکہ اور تو کیا ہاشمی بھی کفر نہیں ہے۔ جبکہ سیدہ حسنیہ حسینیہ نہ ہو۔ اور فقہاء محدثین کا وہ قول کہ ہاشمی مطلبی باہم برابر ہیں کا محل و مقام نکاح میں کفایت نہیں۔ بلکہ اس کے سوا دوسری صورتوں میں ہے بشکلاً اخذ زکوٰۃ و صدقات وغیرہ میں برابر ہیں کہ ایک گونہ قرابت نبویہ بنی ہاشم کو قریش اور غیر قریش سے زائد ہے۔ مگر سادات کے ساتھ ہم کفر نہیں۔

(جامع الخیرات ص ۲۷۶ خود ہزاروی)

جواب اول:

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ کی عبارت سے محدث ہزاروی نے جو اپنا غلط مسلک ثابت کرنے کی کوشش کی۔ عبارت اس کا ساتھ نہیں دیتی۔ کیونکہ ابن حجر مکی نے شریفہ ہاشمی کہا۔ جس کا معنی کوئی ہاشمی عورت ہے۔ لیکن حسنیہ حسینیہ سیدہ مراد لینا دراصل

نبی لاشم کو اولاد خاتون جنت میں مقید کر دینا ہے۔ اور ابن حجر مکی کا یہ ارادہ قطعاً نہیں ہے۔
علاوہ ازیں ابن حجر مکی کا حال خود محدث ہزاروی کو بایں وجہ بھی مفید نہیں کہ وہ اپنے
آپ کو سختی کہلاتا ہے۔ اس لیے کسی سختی المشرب مجتہد یا مفتی کا قول پیش کرتا۔ یا کوئی
حدیث نبوی پیش کرتا۔ لیکن ہم دعوائے سے کہتے ہیں کہ تمام فقہائے احناف کے
ارشادات میں ایک قول بھی وہ اپنی تائید میں پیش نہیں کر سکتا۔ بصورت دیگر منہ مانگا
انعام دیا جائے گا۔ اگر اس قول کو مان بھی لیا جائے۔ کہ سیدہ حسنیہ حسینیہ کسی غیر سیدہ کافرو
نہیں بنتی تو یہ قول حدیث صریحہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے کیونکہ نبی
پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش بَعْضُهُمْ أَكْثَرُ لِبَعْضٍ۔ یعنی قریش بعض
بعض کے کفو ہیں جیسا کہ ابھی اس کی بحث تفصیل سے گزر چکی ہے۔ لہذا اس حدیث صریحہ کے
مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کے کفو ہوئے کیونکہ دونوں
قریش میں داخل ہیں۔

جواب دوم:

یہی ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کہن پر محدث ہزاروی کو اعتماد ہے۔ اپنی اسی کتاب
میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما
کا باہم نکاح ہونا بیان کرتے ہیں۔ گویا جھوٹا افسانہ نہیں حقیقت ہے۔ ملاحظہ ہو۔

صواعق محرقہ:

وفي رواية اخرجهما البيهقي والدارقطني بسند
رجالهم من اصحاب اهل البيت ان علياً عزّل بناتاً
لولد اخيه جعفر فلقية عمر رضي الله تعالى عنهما
فقال له يا ابا الحسن انك تحب ابنتك ام كلثوم بنت
فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال

قَدْ حَبَسْتُهَا لَوْلَا اَخِي جَعْفَرُ فَقَالَ عُمَرَاءُ وَاللَّهِ
مَا عَلَيَّ وَجْهِ الْأَرْضِ مَنْ يَرْضَى مِنْ حُسْنِ مُحَبَّتِهَا مَا
أَرْضَى قَدْ نَكَحْتُهَا يَا أبا الحسن فَقَالَ قَدْ أَكْثَمْتُهَا
فَعَادَ عُمَرَ إِلَى مَجْلِسِهِ بِالرَّوَضَةِ مَجْلِسَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ هَتَنُونِي قَالُوا بَلَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
قَالَ يَوْمَ كَلَّمْتُمُ بِنْتَ عَلِيٍّ وَاتَّخَذَ يَحْدِثُ أَنَّ
سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ صَبْرٍ
أَوْ سَبَبٍ أَوْ نَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا صَبْرِي
وَسَبَبِي وَكَسْبِي وَإِنَّهُ كَانَ لِي صُحْبَةٌ فَأَحْبَبْتُ
أَنْ يَكُونَ لِي مَعَهَا سَبَبٌ وَبِهِدَّ الْحَدِيثُ الْمَرْجُوعُ
وَمِنْ طَرَفِ أَهْلِ بَيْتِ يَزِيدَ أَدَّ التَّعَجُّبُ مِنْ انْكَارِ
جَمَاعَةٍ مِنْ جَهْلَةِ أَهْلِ الْبَيْتِ فِي أَنْ مِثْلَنَا تَزْوِجُ
عُمَرَ يَوْمَ كَلَّمْتُمُ لَكِنْ لَا عَجَبَ لَنَا أَوْلَيْكَ لَمْ يَخْلُطُوا
الْعُلَمَاءُ وَمَعَ ذَلِكَ اسْتَوَلَى عَلَى عَقُولِهِمْ جَهْلَةُ
الزَّوْافِرِ فَأَدْخَلُوا فِيهَا ذَلِكَ فَقَلَّدُوا هُجْرَ فِيهِ
وَمَا دَرَوْا أَنَّ عَيْنَ الْكَذِبِ وَكَافَرَةَ لِلْحَسَنِ
إِذْ مِنْ مَآرَسِ الْعُلَمَاءِ وَطَالَعَ كُتُبَ الْأَخْيَارِ وَالسُّنَنِ
عَلِمَ عَلَى صُرُورَةٍ أَنَّ عَلِيّاً وَجَبَّاهُ وَإِنْ انْكَارَ ذَلِكَ
جَهْلٌ وَعَنَاءٌ وَكَافَرَةُ لِلْحَسَنِ رَخِيَالٌ فِي الْعَقْلِ
وَفَسَادٌ فِي الدِّينِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبَيْهَقِيِّ أَنَّ عُمَرَ
لَمَّا قَالَ فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عليه وسلم سَكَبَ وَ كَسَبَ قَالَ عَلِيٌّ لِحَسَنَيْنِ زَوْجَا
عَمَّكُمَا فَقَالَ هِيَ امْرَأَةٌ مِّنَ النَّسَاءِ تَخْتَارُ لِنَفْسِهَا
فَقَامَ عَلِيٌّ مُّذْضَبًا فَاَمْسَكَ الْحَسَنُ ثَوْبَهُ وَقَالَ
لَا صَبْرَ عَلَيَّ وَجَرَ نِكَاحِ يَا ابْنَاهُ قَرَّ وَجَاهُ

(صواعق محرقة ص ۱۵۶-۱۵۷) الفصل الاول في الايام الواردة فيهم قريب فائمه

ترجمہ: اکابر اہل سنت کی سند سے امام بیہقی اور دارقطنی کے روایت کی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادیوں کے لیے یہ طے کر لیا تھا کہ انہیں اپنے بھائی جعفر کی اولاد کے لیے رشتہ میں دیں گے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان سے ملے۔ اور کہا۔ اسے ابو الحسن! اپنی بیٹی ام کلثوم میرے نکاح میں دے دیں۔ جو سیدہ خاتون جنت کی صاحبزادی ہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنی بیٹیوں کو اپنے بھائی جعفر کے بیٹوں کے لیے زوجیت میں دینا طے کر لیا ہے۔ یحییٰ کہ حضرت عمر بولے۔ خدا کی قسم! روئے زمین پر میرے بغیر کوئی دوسرا ایسا نہیں جو ان کے ساتھ حسن سلوک کر سکے۔ لہذا آپ مجھے نکاح کر دیں۔ فرمایا۔ اچھا چلو میں نے تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ اس کے بعد عمر بن الخطاب باغ میں بیٹھے انصار و مہاجرین کی طرف تشریف لائے اور فرمایا۔ مجھے مبارک باد دو۔ کہنے لگے۔ کس چیز کی تمہنیت دیں؟ فرمایا۔ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ سے شادی کی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک حدیث بیان فرمائی۔ وہ یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارا امت کے دن میرے حسب و نسب کے سوا سب حسب و نسب منقطع ہو جائیں گے۔ یہ مجھے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو حامل ہے۔ چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ حسب و نسب کا بھی تعلق ہو جائے۔ یہ حدیث پاک جو اہل بیت کے طریق سے مروی ہے۔ ان جہلا کے تعجب کو اور بھی بڑھا دے کہ جو ہمارے زمانہ میں اہل بیت رسول ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن سیدہ ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ان جاہلوں کا علماء سے میل جول نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے دل و دماغ پر جاہل لافضی سوار ہیں۔ انہوں نے ان جاہلوں کے عقائد میں یہ بات بھی داخل کر دی۔ اور یہ ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ اور انہیں یہ پتہ نہ چلا کہ یہ بات سراسر جھوٹ اور مکابرة الحسن ہے۔ کیونکہ جو شخص علماء کرام سے میل جول رکھتا ہو۔ اور اچھے دین دار لوگوں کی کتب کا مطالعہ کرتا ہو۔ وہ لازماً یہ جان لے گا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم کا نکاح عمر بن خطاب سے کیا تھا۔ اور اس کا انکار جہالت، عناد و مکابرة الحسن عقل کا نقص اور دین کا فساد ہے۔ امام بیہقی کی روایت یہ ہے کہ جب حضرت عمر بن الخطاب نے کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسب و نسب قائم ہو جائے۔ تو علی المرتضیٰ نے حسنین سے کہا۔ کہ تم اپنی بہن کی شادی ان سے کر دو۔ وہ دونوں بولے ابا جان۔ بہن خود مختار ہے۔ یحییٰ کہ علی المرتضیٰ غصہ سے اٹھ کھڑے ہوئے امام حسن نے آپ کا کپڑا پکڑ کر روک لیا۔ اور عرض کیا۔ آپ کی ناراضگی اور اٹھ کر چلے جانے کا صدمہ ہمیں برداشت نہیں ہو گا۔ اس کے بعد دونوں صاحبزادوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ام کلثوم کی شادی کر دی۔

ملحہ فکریہ:

صواعق محرقة کی مذکورہ عبارت سے محدث ہزاروی کے تمام استدلالات، رکھ کا ڈھیر بن گئے۔ وہ بزعم خود یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ سیدہ حسنیٰ جیسی کافوہ ہاشمی بھی نہیں ہو سکتا۔ تو عدوی، زوفی اور قریشی کیونکر ہوگا؟ اور اس کفارت کی نسبت اس نے ابن حجر مکی کی طرف کی تھی۔ ابن حجر مکی نے ہی وہ مسئلہ جس کے بطلان پر محدث ہزاروی بڑھ مری کیے بیٹھا ہے۔ اسے ایسی شدت اور وضاحت سے ثابت کیا کہ جس کے ہوتے ہوئے بجز تسلیم اور کوئی چارہ نہیں کہونکہ نکاح ام کلثوم با عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے اثبات کی روایت کے تمام راوی "اہل بیت" ہیں کیا ان روات اہل بیت کو محدث ہزاروی والا مسئلہ بھی یاد نہ تھا۔ اور انہیں اس نکاح کے بطلان کا علم نہ تھا؟ بلکہ کیا علی المرتضیٰ اور بنی کثیر کو عمر بن الخطاب اور ام کلثوم کے باہم کفوہ کی مخالفت کا علم نہ تھا؟ یہی وجہ ہے کہ ابن حجر مکی نے اس نکاح کے انکار کرنے والوں کو جاہل علماء سے بیگانہ، رافضیوں کے چیلے چاٹے پرے درجے کے جھوٹے، عنادوی اور عقل و دین کے فساد کی کہا ہے۔ ایسی سخت تردید کے ہوتے ہوئے پھر یہ کہنا کہ ابن حجر کے نزدیک ہاشمی اور بنی فاطمہ باہم کفوہ نہیں۔ کس قدر دروغ ہے۔ ہاں ابن حجر کی گزشتہ عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہے کہ بنی فاطمہ کی تفصیلت کسی دوسرے ہاشمی قریشی وغیرہ کو حاصل نہیں۔ بہر حال سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اولاد و خاتون جنتا ہوتے ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی باہم کفوہ ہیں۔ اور یہ نکاح حیر کفوہ میں نہیں ہوا۔ اور اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ بنی فاطمہ اور ہاشمی باہم کفوہ نہیں۔ لیکن حیر کفوہ میں اگر عورت کے ولی نکاح کرنے پر راضی ہوں۔ تو فقہ حنفی میں یہ نکاح درست ہوگا۔ لہذا سیدہ ام کلثوم کا نکاح جب ان کے باپ علی المرتضیٰ ان کے بھائی حسنین کو عین کی مرضی سے ہوا۔ تو پھر اس نکاح کے جواز میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ولی کا غیر کفوہ میں اپنی نابالغہ کا نکاح کر دینا اس کا جواد خود

محدث ہزاروی بھی تسلیم کرتا ہے۔ جیسے کہ بھی ہم جامع الخیرات کی عبارت پیش کرتے ہیں لیکن اس کے ضمن میں محمود ہزاری نے ابن ہمام کا نام استعمال کرتے ہوئے نکاح ام کلثوم کے عدم جواز کی کوشش کی ہے۔

بیان چہارم.

نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ابن ہمام کا نام استعمال کرنے کی ناکام کوشش جامع الخیرات:

چنانچہ علامہ محقق ابن الہمام نے کہ اصحاب ترجیح سے ہیں۔ فتح القدیر کتاب النکاح ص ۴۴ مطبوعہ مصر میں تصریح فرمائی ہے۔ الموجب ہوا استنقاص اہل العرف فیدور معہ فتح القدیر۔ ہم کفوہ ہم سرفہ ہونے کا مدار بتاؤ موجب و باعث کیا ہے؟ اہل عرف میں عار و ناگواری کا پایا جانا جہاں ہو کفوہ نہیں۔ یعنی اولیاء زن سے کل یا بعض کو یا خود عورت کو جہاں عقد ہونے میں عار و شرم لاحق ہو۔ ان کی اہانت و ایذا و تنقیص و تحقیر کا موجب ہو وہاں کفایت نہیں اور غیر کفوہ میں نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا پس جہاں بھی عورت اور اولیاء کو عار و استنقاص ہو اور عرف عام میں ان کے ایذا و اہانت کا باعث و موجب ہو۔ وہاں کفایت نہیں اور نکاح منعقد نہ ہوگا چاہے اس شخص میں علم و تقویٰ یا جاہت و دولت و مال و عزت و سلطنت و شہرت وغیرہ ہزار ہا اسباب بظاہر ہوں۔ چنانچہ فتح القدیر اور ینایع وغیرہ میں ہے۔ ورمثارہن ہے۔ العجی لا یكون كفو للعربیة ولو كان العجی عالما و سلطانا و هو الاصح۔ فتح عن الینا بیح۔ احوال الادب بلاد عجم کا کوئی شخص چاہے کتنا بڑا ہو کسی عربیہ عورت کا کفوہ نہیں ہو سکتا۔ چاہے عالم ہو یا بادشاہ اور مذہب سنی حنفی کا سب سے

زیادہ تحقیق اور صحیح تر قول یہی ہے۔ اب اگر دین ایمان علم عقل ادب کے کوئی علا تو ہے تصوات واضح طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ جب عربیہ عورت کا کوئی شخص بھی ہزار بابا اسباب شہرت و عزت کے باوجود کفو نہیں ہوتا۔ تو قریشیہ کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اس سے بالا تر درجہ ہے۔ ہاشمیہ کا اور اس سے بلند مرتبہ ہے مطلبیہ کا اور اس سے اوپر ہے علویہ حضرت علی کی وہ بیٹی جو اولاد فاطمہ سے زہرہ صرف اس کی حضرت علی سے نسبت ہو۔ اور ان سب اعلیٰ و افضل و اشرف سیدہ فاطمہ حسنیہ اور حسینیہ ہے۔ تو اس کا کوئی شخص غیر سیدہ گو کہے باشد ہرگز کفو نہیں۔ تو غیر کفو سے تو کسی عورت کا بھی نکاح اصلاً و رأساً منعقد ہی نہیں ہوتا۔ تو سیدہ جو کہ اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس سے کسی غیر سیدہ کا نکاح کیونکر منعقد ہو سکتا ہے۔ (جامع الخیرات ص ۲۶۸ مصنف محمود ہزاروی)

جواب اول:

محدث ہزاروی نے اس عبارت میں صاحب فتح القدیر ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کو "محقق" اور صاحب ترجیح کہا ہے۔ اسی اقرار کے ساتھ ان کی عبارت سے اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اگرچہ ابن الہمام کی مذکورہ عبارت سے محمود ہزاروی کا جہالت بھرا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ لیکن اتنا ضرور ہوا کہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو باوثوق اور احصاف کے متعلق اقوال میں ترجیح دینے والا تسلیم کر لیا ہے۔ اگر واقعی ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ محمود ہزاروی کے نزدیک ایسے ہی ہیں۔ تو پھر ان کا کفو کے بارے میں قول بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ محدث ہزاروی کا نظریہ یہ ہے کہ سیدہ کا صرف سیدہ ہی کفو ہو سکتا ہے۔ غیر سیدہ چاہے ہاشمی ہو یا علوی، اموی ہو یا عدوی ہرگز کفو نہیں لیکن ابن الہمام کا نظریہ یہ نہیں۔ بلکہ وہ اموی اور عدوی وغیرہ کو بھی جو قریش کے مختلف قبائل ہیں۔ ایک دوسرے کا کفو قرار دیتے ہیں۔ اسی فتح القدیر کی عبارت ملاحظہ ہو۔

فتح القدیر مع عنایتہ:

فَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يُعْتَبَرُ التَّفَاضُلُ فِي أَنْسَابِ قُرَيْشٍ فَكَيْفَ حُجَّةٌ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِي أَنَّ الْهَاشِمِيَّ وَالْمُطَّلِبِيَّ أَكْفَرُ دُونَ غَيْرِهِمَا بِالنِّسْبَةِ إِلَى النَّبِيِّ قَالُوا وَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَاتَهُ مِنْ عَثْمَانَ وَهَرَامُوتَى وَزَوَّجَ أُمَّمَ كُلثُومَ مِنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ عَدُوٌّ - (فتح القدیر جلد دوم ص ۴۲۱) (فصل في الكفارة مطبوعه مصر)

ترجمہ: "قریش بعض بعض کے کفو ہیں" اس حدیث پاک میں اس بات کی دلیل ہے کہ قریش کے نسب میں تفاضل کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ لہذا یہ حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر حجت ہے۔ کیونکہ ان کا مسلک یہ ہے کہ ہاشمی اور مطلبی باہم کفو ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے قریش ان کے کفو نہیں۔ علماء نے فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کا عقد عثمان غنی سے کیا۔ حالانکہ عثمان غنی (ہاشمی مطلبی نہیں بلکہ) اموی ہیں اور ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے کیا گیا۔ حالانکہ حضرت عمر بھی (ہاشمی مطلبی نہیں بلکہ) عدوی ہیں۔

قارئین کرام! جناب ابن الہمام نے صاف صاف بیان فرمایا کہ قریش میں سے صرف دو یعنی ہاشمی اور مطلبی باہم کفایت رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر قبائل قریش باہم کفو نہیں لیکن احناف قریش کے تمام قبائل کو باہم کفو تسلیم کرتے ہیں۔ اور احناف کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ جو ان کے مسلک کی تائید اور امام شافعی پر حجت کا کام دیتی ہے۔ جب ابن الہمام قریش کے تمام قبائل کو باہم کفو ثابت کرتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ صاف

ظاہر کوئی حسیتی سیدہ اور علوی، ہاشمی، مطلبی، اموی، عدوی وغیرہ تمام ایک دوسرے کے کہتے ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے ابن الہمام نے حضرت عمر بن الخطاب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت خاتون جنت کا نکاح ہونا بیان کیا۔ ابن الہمام اپنے مسلک کی تائید اس کی مثال سے پیش کریں۔ اور محمود ہزاروی ابن الہمام کا مسلک یہ بیان کرے۔ کہ ان کے نزدیک ام کلثوم کا عقد عمر بن الخطاب سے بوجہ عدم کفر جائز نہیں مان دوں توں باتوں میں آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ ابن الہمام کیا کہہ رہے ہیں۔ اور محمود ہزاروی کس جہالت اور عناد میں پڑا ہوا ہے۔ اور پھر ابن الہمام کو محقق و صاحب ترجیح کہہ کر ان کی تحقیق و ترجیح سے صاف انکار کیا جا رہا ہے۔ اور اپنی حنفیت کا بھی ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

جواب دوم:

صواعق محررقہ کی عبارت کا اگر مفہوم وہی لیا جائے۔ جو محدث ہزاروی نے بیان کیا۔ یعنی کوئی ہاشمی قریشی، سید زادی حسی حسی کا کفر نہیں ہو سکتا۔ تو یہ احناف کا مسلک نہیں۔ جیسا کہ کتب احناف سے ہم اس بارے میں حوالہ بات پیش کر چکے ہیں۔ لیکن غیر کفر ہونے ہوئے بھی محمود ہزاروی سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب کے مابین ہونے۔ نکاح کا انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ غیر کفر میں نکاح نہ ہونے کی علت اولیاء کا اعتراض اور بے عزتی ہے۔ اور اگر اولیاء خود وہ نکاح کر دیں۔ تو پھر عار و شرم نہ رہنے کی وجہ سے نکاح کے جواز کا فتویٰ ہے۔ اس نکاح میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان کے دونوں بھائی حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی وجہ ہے کہ ابن حجر شافعی المسلک نے بھی اس نکاح کے انعقاد پذیر ہونے کو بطور دلیل پیش کیا۔ لہذا محمود ہزاروی حنفی ہو کر کسی اپنے بزرگ کا فتویٰ نقل کرتا۔ لیکن وہ قیامت تک ذل سکے گا۔ اس لیے ہٹ دھرمی، جہالت اور عناد کو چھوڑ کر حقیقت کو تسلیم کر لینا

کی بہتر ہوا کرتا ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

بیان پنجم

محمود ہزاروی کا ایک اور پُر فریب استدلال

شرافت سادات:

علامہ یوسف نبھانی رضی اللہ عنہ اپنی عرب و عجم میں مقبول کتاب الشرف المذہب لآل محمد ص ۲۹ پر ان احادیث صحیحہ و نصوص مرسلہ کو ذکر فرمانے کے بعد تصریح فرماتے ہیں
فَلِهَذَا وَاحِدٌ مِنْ صَحِيحَةٍ وَفُصُوْصٍ صَرِيحَةٍ
تَدُلُّ عَلَى أَنَّ أَهْلَ الْبَيْتِ أَفْضَلُ النَّاسِ حَسَبًا
وَكَسَبًا وَتَفَرَّعَ عَلَى هَذَا أَنَّ لَكُمْ لَا يَكْفُلُكُمْ
فِي النِّكَاحِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَبِهِ صَرَّحَ عُثَيْرٌ
وَاحِدٌ مِنَ الْأَثَمَةِ قَالَ الْجَلَالُ الدِّينُ السَّيُوطِيُّ
فِي الْخَصَائِصِ وَمِنْ خَصَائِصِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ لَا يَكْفُلُكُمْ فِي النِّكَاحِ أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ -

(شرافت سادات ص ۶۸ مصنفہ سید محمود

محدث ہزاروی حنفی)

ترجمہ: یہ احادیث صحیحہ اور نصوص مرسلہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اہل بیت تمام لوگوں سے باعتبار حسب و نسب افضل ہیں۔ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اہل بیت کا کوئی دوسرا شخص کفر نہیں ہو سکتا۔ اور اسی کی تصریح کئی ایک ائمہ کرام نے کی ہے۔ علامہ جلال الدین السیوطی نے خصائص میں یہ ایک خاصیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

بیان کی ہے کہ کوئی انسان آپ کے اہل بیت کا گھون نہیں ہو سکتا۔

(شرافت سادات ص ۶۸ مصنفہ سید محمود ہزاروی)

الحاصل: ام کلثوم کے متعلق نکاح کا عبرانی افسانہ شانِ صحابہ و اہل بیت اطہار کے قطعاً منافی گناہوں کی شرافت پر مشتمل ہے جس کی ایجاد کافی اور فروغ کافی جیسی نسب پر مبنی ہے۔ ایسی بقول فرعیہ منافی ادب و عقول کا ذکر و ایراد بھی اہل بیت و اصحاب پر صحافہ اللہ بے بنیاد الزام اور تہزیب ہے۔ (شرافت سادات ص ۶۳)

جواب اول:

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی جس عبارت سے محمود ہزاروی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مابین نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب ہمارے پچھلے جواب کے مطالعہ سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جب محمود ہزاروی اپنے آپ کو حنفی کہلاتا ہے تو کسی حنفی کی کتاب کی تحریر پیش کرتا۔ بہر حال علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ پر بڑا اعتقاد ہے۔ تو عبارت مذکورہ کے ساتھ والی عبارت ہم درج کر دیتے ہیں۔ دونوں کو ملاحظہ کر کے تائید کو ام خود فیصلہ کر لیں گے کہ حقیقت حال کیا ہے؟

الشرف الموثق لآل محمد صلی اللہ علیہ و

(وَمِنْ غُصَاةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ) أَنْ كُلَّ نَسَبٍ وَحَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبُهُ وَنَسَبُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا وَرَدَ فِي الْكِتَابِ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ وَتَقَدَّمَ فِي الْمُتَّصِدِ الْأَوَّلِ وَصَحَّ أَنْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَطَبَ لِنَفْسِهِ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ أَبِيهَا عَلِيٍّ

ابن ابیطالب كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فَاعْتَدَلَ بِصُغُرِهَا وَبِأَنَّهُ خَابَسَهَا لَوْ لِدَاخِيهِ جَعْفَرُ قَالَ خُذْ عَلَيْهِ عُمَرُ تَحَرَّ صَعِدَ الْمُنْبَرِ فَقَالَ أَتَيْهَا النَّاسُ وَاللَّهِ مَا تَمَلَّكَنِي عَلَى أَلْوَحَاحٍ عَلَى عَلِيٍّ فِي ابْنَتِهِ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَذَّ سَبَبٌ وَكَسَبٌ وَصَهْرٌ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي وَصَهْرِي فَأَمَرَهَا بِهَا عَلِيٌّ فَرُيْتُ وَبَعَثَ بِهَا إِلَيْهِ فَلَمَّا رَأَاهَا قَامَ وَاجْلَسَهَا فِي حُجْرِهِ فَقَبَّلَهَا وَدَعَا كُتُبًا فَلَمَّا قَامَتْ أَخَذَ بِسَاقِهَا وَقَالَ لَهَا قَوْلِي لِأَبِيكَ قَدْ رَضِيتُ فَلَمَّا جَاءَتْ قَالَ لَهَا مَا قَالَ لَكَ فَذَكَّرْتُ لَهُ جَمِيعًا مَا فَعَلَهُ وَمَا قَالَهُ فَأَنكَحَهَا إِيَّاهُ

فَوَكَدَتْ لَهُ زَيْدًا مَاتَ رَجُلًا۔ مترجم ص ۹۳)

(الشرف الموثق لآل محمد ص ۳۹ مصری)

ترجمہ: ان کے غصائے میں سے یہ بھی ہے کہ ہر سبب و نسب اور مہر قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب و حسب اور صہر کے سوا منقطع ہو جائے گا۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے۔ اور مقصد اول میں گزر چکا ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے علی المرتضیٰ سے ان کی صاحبزادی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا۔ علی المرتضیٰ نے کہا کہ ابھی یہ چھوٹی ہے۔ اور ویسے بھی اسے اپنے بھائی جعفر کے بیٹے کو دینا چاہتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت اصرار کیا۔ پھر منبر پر جلوہ فرما ہو کر کہا۔ لوگو! خدا کی قسم! مجھے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی کے رشتہ پر اصرار اس بات نے کرایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ ہر حسب و نسب اور صہر میرے سوا قیامت کو منقطع ہو جائے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے ام کلثومؓ کو کہا۔ کہ عمر بن الخطاب کے پاس جاؤ۔ عمر بن الخطاب انہیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ اولاً انہیں گود میں لے لیا۔ انہیں چوما۔ اور ان کے لیے دعا کی۔ پھر جب کھڑی ہوئیں۔ تو ان کی پٹری کو تقام لیا۔ اور کہا اپنے ابا جان سے کہنا میں راضی ہوں۔ جب سیدہ علی المرتضیٰ کے پاس آئیں۔ تو عمر بن الخطاب کا پیغام پہنچایا۔ اور تقام قصہ کہہ سنایا۔ اس پر علی المرتضیٰ نے ان کا نکاح کر دیا پھر ان سے زید نامی لڑکا پیدا ہوا۔ جو جوانی میں فوت ہوا۔

توضیح:

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ سیدہ ام کلثوم کا عمر بن الخطاب سے نکاح کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہے۔ اور علامہ نہبانی نے اسے باوقار طریقہ سے ذکر کیا۔ اس سے علامہ نہبانی کا اس عقد کے بارے میں نظر کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ لہذا وہ عبارت جو محمود ہزاروی نے پیش کی۔ اس سے مراد خاندان قریش کو چھوڑ کر دوسرے تمام لوگ مراد ہیں۔ اگر مراد نہ ہوتی۔ تو حضرت عمر بن الخطاب اور ام کلثومؓ کے مابین زوجیت کی تائید کی بجائے۔ البطلان کرتے۔ اور حدیث صحیح سے اس کی تصدیق نہ کرتے۔

جواب دوم:

علامہ نہبانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرات اہل بیت کا عظمت و کرامت میں کوئی دوسرا کفو نہیں۔ یعنی ان کا ادب ان کی عظمت و احترام کوئی دوسرے

خاندان کو میسر نہیں۔ اسے محمود ہزاروی نے بھی بیان کیا۔ ملاحظہ ہو۔

سیف المسلول:

اسی کتاب شرف الموبد میں اس کے آگے فرمایا کہ سادات کرام کے آداب میں سے یہ بھی ہے۔ کہ اگر وہ کسی غیر سیدہ کو نکاح میں لائیں۔ اور پھر اس کو طلاق ہو گئی۔ یا وہ بیوہ ہو جائے۔ تو اس سے ہم نکاح کریں۔ کہ اس میں ایک گونہ بے ادبی ہے۔ (سیف المسلول ص ۹۸)

شرف الموبد کے حوالے سے جو مسئلہ مذکورہ پیش کیا گیا۔ اس میں صاف صاف کہا گیا۔ کہ سیدہ کی منکوحہ جب مطلقہ یا بیوہ ہو جائے۔ تو کسی غیر سیدہ کو اس سے نکاح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور یہ اجتناب کوئی حکم شرعی نہیں بلکہ بے ادبی کے پیش نظر ہے۔ یعنی یہاں کفو یا غیر کفو کا مسئلہ نہیں۔ اور اگر یہ مطلقہ یا بیوہ کسی غیر سیدہ سے نکاح کر لیتی ہے۔ تو ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی اس کے عدم جواز کا قائل نہیں بلکہ سب جواز پر متفق ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

الشرف الموبد:

وَإِنْ لَا نَنْزَوَاجَ لَوْ مَرَّ مَطْلَقَتَا أَوْ رَوْحَةً مَأْلُوءًا
عَنْهَا فَكَذَلِكَ لَا نَنْزَوَاجَ شَرِيفَةً إِلَّا أَنْ كَانَ
أَحَدُ تَا يَعْرِفُ مِنْ نَفْسِهِ الْقُدْرَةَ عَلَى الْقِيَامِ
يُوجِبُ حَقَّهَا وَأَنْ يَعْمَلَ عَلَى رِضَاهَا فَإِلَّا
يَنْزَوَاجَ عَلَيْهَا وَلَا يَنْسَرِي وَلَا نَقُتْرُ عَلَيْهَا
فِي الْمَأْكَلِ وَالْمَلْبَسِ دُونَ قُدْرَتِنَا.....
عَلَيْنَا الْعَهْدُ أَنْ لَا نَنْزَوَاجَ قَطُّ شَرِيفَةً إِلَّا إِذَا
أَنْ كُنَّا لَمَعْدُ الْفَسْنَا مِنْ خَدَائِمِهَا إِذْ هِيَ بِضَعَةٍ

من رسول الله صلى الله عليه وسلم فَمَنْ كَانَ يَكْرِى
نَفْسَهُ تَقِيْلًا لِّمَا وَيَعْتَقِدُ اَنَّهُ مَتَى خَرَجَ عَنْ
طَاعَتِهَا اَبْقَا وَاَسَارَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَا فَلَكَ
يَنْبَغِي لَهُ ذَلِكَ۔ (الشرف الموقد ص ۸۹-۹۰)

ترجمہ: سادات کرام میں یہ ہے کہ ان سے طلاق یافتہ یا ان کی بیوہ سے ہم
شادی نہ کریں۔ اور اسی طرح کسی سید زادی سے نکاح کرنے میں اجتناب
کرنا چاہیے۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنے اندر اس بات کو پاتا ہے کہ وہ ان
سے شادی کر کے ان کے لائق ادب باتوں کا لحاظ کر سکے گا۔ اور ان کی
عز و شرف و گلی پر عمل پیرا ہو سکے گا۔ اس قدرت کے ہوتے ہوئے پھر دوسرا
نکاح کرنا درست نہیں۔۔۔۔۔ ہم پر لازم ہے کہ سیدہ سے اس وقت تک
نکاح نہ کریں۔ جب تک ٹیٹھارے میں اس بات کا یقین نہ کر لیں کہ ہمیں
ان کی خدمت کرنا ہے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس
کا ٹکڑا ہیں۔ لہذا جو شخص اپنے آپ کو ان کا غلام بنائے رکھے۔ اور یہ اعتقاد
رکھے کہ میں نے جب بھی اس کے حکم میں ادھر ادھر جیلہ پہنا نہ کیا۔ تو نافرمان
اور گناہ گار ہوں گا۔ تو ایسے شخص کو سیدہ سے شادی کر لینی چاہیے۔ اور جسے
اپنے اوپر اعتبار نہ ہو۔ اس کے لیے شادی کرنا نامناسب ہے۔

علامہ نہہالی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ان کی عبارت سے واضح ہو گیا۔ ان کے نزدیک
سید کی مطلقہ یا بیوہ کا نکاح غیر سید سے کرنا از روئے ادب و احترام بہتر ہے کہ نہ کیا جائے
اور اگر کوئی شخص آداب بجا لانے پر مطمئن ہے۔ تو اس کے لیے نکاح درست ہے۔ دوسرے
یہ کہہ کر سیدہ سے غیر سید کا نکاح بھی اسی ادب و احترام کے قاعدے کے ضمن میں
آئے گا۔ لیکن یاد رہے یہاں غیر سید سے مراد وہ افراد ہیں جو خاندان قریش سے

تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن سید حسن حسینی نہیں۔ ورنہ غیر سید سے مراد اگر غیر قریش لیا جائے۔ تو
پھر محمود بن ہریرہ کی صورت میں یہ نکاح اولیاء کی رضامندی پر موقوف ہو گا۔ یہی فقہائے
اسنات کا صحیح اور مفتی بر قول ہے۔ علامہ نہہالی نے آداب السادات کے ضمن میں
یہ مسئلہ بیان کیا۔ ان کے ہاں سادات کا اس قدر احترام کہ ان کی مطلقہ غیر سیدہ کا بھی ادب
ہے۔ کیونکہ اس کی نسبت زوجیت سید کی طرف ہو چکی۔ لیکن محمود ہزاروی کے ہاں سادات
کے ادب کا یہ عالم کہ ایک سیدہ (ام کلثوم) کے جائز نکاح کا بڑی شد و تندہ سے انکار کر رہا
ہے۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے جتنے ایام فاروق اعظم رضی
اللہ عنہ کے پاس بسر کیے۔ وہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خاتم بدھن حرام کاری کئے تھے۔ ان سے پیدا
ہونے والے زید اور رقیہ معاذ اللہ طلال نہ ہوئے۔ کیا آداب سادات کا یہی طریقہ ہے
اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ جس طرح رافضی، مجتہد اہل بیت کے دعویٰ میں ان کی توہین کے
مرتبک ہیں۔ اسی طرح محمود ہزاروی "آداب سادات" کے نام سے خود گستاخ
اور بے ادب اہل بیت کا کردار پیش کر رہا ہے۔ فاحشہ و لایا اولیٰ الا بصار
محمود ہزاروی نے خلفائے راشدین سے بنی فاطمہ کو افضل کہہ کر جمہور اہل سنت
کے مسلک کے مخالفت کے

محمود ہزاروی نے ایک عقیدہ رکھا ہے۔ کہ بنی فاطمہ کا ہر فرد خلفائے راشدین
سے افضل ہے۔ یہ اس کا مصنوعی عقیدہ ہے۔ جمہور اہل سنت کا اہم بارزہ میں
یہ عقیدہ ہے۔ کہ امت محمدیہ میں سب سے افضل ابو بکر ان کے بعد عمر بن الخطاب
ہیں۔ محمود ہزاروی نے اپنے بناوٹی عقیدہ کے استدلال میں ایک لائینی اور غیر معتبر کتاب
"دستور العلماء" کا حوالہ دیا جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ خلفائے راشدین کے
جہاں فضائل و کمالات بیان ہوئے۔ وہ بنی فاطمہ کے علاوہ لوگوں پر ہیں۔ کیونکہ
بنی فاطمہ، خلفائے راشدین سے افضل و اکمل ہیں۔ اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔

السيف المسلول:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمان ارقبوا محمد اھل
اہلبیت جو پہلے گزر رہے۔ اس کی سنہ میں امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اپنے اس فرمان سے تمام عالم
کے لوگوں کو مخاطب فرما رہے ہیں۔ اور مراقبہ کسی چیز کے لیے اس پر
حفاظت کرنا ہو جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ یعنی تم لوگ حضور کی رعایت و
یادداشت رکھو۔ اہل بیت رسول کے ہر امرا اور ہر معاملہ میں فلا فاقا وھو
ولا تسبیحوا الیہم پس حاصل اس فرمان صدیقی کا یہ ہے کہ کسی
طرح بھی آل رسول کو ایذا نہ پہنچاؤ۔ نہ اس کے ساتھ کوئی بد سلوکی کرو نہ
بے ادبی بے تعظیمی سے پیش آؤ کہ ان کا معاملہ خود ذات اقدس کا معاملہ
ہے۔ از روئے بیان کتاب و سنت و آثار چنانچہ دستور العلماء جلد اول
میں ۸ مطبوعہ حیدرآباد پر مرقوم ہے۔ و اعلوان افضلیۃ الخلفاء
الاربعة مخصوصۃ بمساعدۃ بنی فاطمۃ۔ جان لو کہ
افضلیت خلفائے اربعہ بنی فاطمہ کے سوا سے خاص ہے یعنی غیر بنی
فاطمہ کے ساتھ متعلق و مخصوص ہے۔ (السيف المسلول ص ۶۶ تا ۶۹ تصنیف محو شاہ بزاز)

پوری امت پر صدیق اکبر و فاروق کی افضلیت اجماعی قطعی ہے

جواب: محمود ہزاروی نے بد عقیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کے کلام کا غلط معنی تحریر کیا۔ اس جگہ کا درست مفہوم یہ ہے کہ لوگو!
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا آپ کی آل میں ضرور خیال رکھنا یعنی
ان حضرات کی عزت کرنا کیونکہ ان کی نسبت میری طرف ہے۔ گویا اہل بیت کرام

کی عزت و تکریم، ادب و احترام کا پابند کیا گیا۔ اس بات کا افضلیت بنی فاطمہ
سے اور وہ بھی خلفائے اربعہ پر کیا تعلق ہے! اور محمود ہزاروی نے فتح الباری کے
حوالے سے یہاں جو پابند کاری کی کہ خلفائے راشدہ کی افضلیت بنی فاطمہ کے
ماسوا کے ساتھ ہے۔ اس کا کوئی رابطہ نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اولاد
کو اذیت دینا اور بات ہے۔ اور ان کی خلفائے اربعہ پر افضلیت علیحدہ مسئلہ
ہے۔ جمہور اہل سنت کا اس بارے میں یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی
اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی تمام امت محمدیہ کے افراد پر افضلیت ہے۔ اس
اجماعی اتفاقی عقیدہ کو ہم صرف دو مجددین کے الفاظ میں بیان کر رہے ہیں بلکہ
امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا الشاہ احمد رضا فاریوسی کا عقیدہ
فتاویٰ افریقہ:

کوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر کہا۔ یہ خلاف عقیدہ اہل سنت
ہے۔ اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے۔ پھر
فاروق اعظم پھر نہ ہب منصور میں عثمان غنی پھر مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہم جمع ہیں۔
جو چاروں کو برابر جانے وہ سنی ہیں۔ (فتاویٰ افریقہ تصنیف امام اہل سنت
فاضل بریلوی ص ۱۲۲ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ لاہور)

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ
مکتوبات امام ربانی:

اور فضیلت کی ترتیب خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے موافق
ہے۔ لیکن شیخین کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہوتی ہے۔
چنانچہ بڑے بڑے ائمہ کی ایک جماعت نے جن میں ایک شافعی رحمۃ اللہ علیہ
بھی ہیں۔ اس بات کو نقل کیا ہے کہ شیخ امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پھر حضرت عمرؓ کی فضیلت باقی امت پر قطعی ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے ان کی خلافت اور مملکت کے زمانہ میں اور آپ کے تابعداروں میں ایک جم غفیر کے درمیان یہ بات بطریقِ قاطع ثابت ہو چکی ہے۔ کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ تمام امت سے افضل ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس بات کو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے اسی سے کچھ زائد آدمی روایت کرتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک جماعت کا نام بھی لیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رافضیوں کا بُرا کرے یہ کیسے جاہل ہیں۔ اور بخاری نے ان سے روایت کی۔ اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ پھر ایک اور شخص پھر ان کے بیٹے محمد بن حنفیہ نے کہا۔ کہ پھر نہیں فرمایا۔ کہ میں تو ایک مسلمان شخص ہوں۔ امام ذہبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح کہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے۔ کہ لوگ مجھے ان لوگوں پر فضیلت دیتے ہیں۔ جس کو میں پاؤں گا۔ کہ مجھے ان پر فضیلت دیتا ہے۔ وہ مفرقی ہے۔ اور اس کی سزا بھی وہی ہوگی جو مفری کی ہوتی ہے۔ اور دارقطنی نے ایسے روایت کی ہے۔ کہ جس کو میں دیکھوں کہ مجھے حضرت ابو بکر اور عمرؓ پر فضیلت دیتا ہے۔ تو میں اس کو اتنے گڑے لگا دوں گا۔ کہ جو مفری کی سزا ہے۔ اور اس کی بہت سی مثالیں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اور ان کے سوا بہت سے صحابہ سے متواتر آئی ہیں۔ جن میں کسی کو انکار کی مجال نہیں۔ حتیٰ کہ عبد الرزاق جو اکابرِ شیعہ میں سے ہے۔ کہتا ہے۔ کہ میں شیخین کو اس لیے فضیلت دیتا ہوں۔ کہ حضرت علیؓ نے خود اپنے اوپر ان کو فضیلت دی ہے۔ ورنہ میں کبھی ان کو فضیلت نہ دیتا۔ مجھے یہ گناہ کافی ہے کہ میں اس کو دوست رکھوں اور پھر اس کی مخالفت کروں یہ سب کچھ موافقِ محرقہ سے لیا گیا۔ اور جو شخص سب کو برابر جانے اور ایک دوسرے پر فضیلت دینا فضول

سمجھے وہ ابراہیم الفضول اور احمق ہے۔ وہ کیسا عجیب۔ ابوالفضل ہے جو اہل حق کے اجماع کو فضول جانتا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۱۲۹) مکتوبات امام ربانی، دوسرے یہ کہ وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت صدیق سے افضل جانے وہ دو حال سے خالی نہیں یا وہ زندیق محض ہے یا جاہل صرف چند سال ہوئے کہ اس فقیر (مجدد الف ثانی) نے اس سے پہلے فرقہ ناجبہ اہل سنت و جماعت کے بارے میں ایک مکتوب آپ کی طرف لکھا تھا۔ پھر تعجب کی بات ہے کہ اسی کے مطالعہ کے بعد بھی آپ اس قسم کی بات پسند کرتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت امیر (علیؓ) کو حضرت صدیق اکبر سے افضل کہے۔ اہل سنت و جماعت کے گروہ سے نکلی جاتا ہے۔ تو پھر اس شخص کا کیا حال ہے۔ جو اپنے آپ کو افضل جانے اور اس گروہ میں یہ بات مقرر ہے کہ اگر کوئی مالک اپنے آپ کو خلیفہ کہے سے بہتر جانے تو وہ ان بزرگوں کے کلمات سے محروم ہے۔ سلف کا اجماع اس بات پر ہو چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ وہ بڑا ہی احمق ہے۔ جو اس اجماع کے برخلاف ہے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۶۶) ملحد فکریہ: ان دونوں مجدد صاحبان کو محمود ہزاروی بھی مجدد تسلیم کرتا ہے۔ اور ان کی تعلیمات و ارشادات پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ دیتا ہے۔ ہم نے ان فضیلت کے بارے میں ان دونوں بزرگوں کے ارشادات نقل کیے۔ جس سے صاف صاف ظاہر کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انبیاء کرام کے علاوہ دیگر تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ اور ان کی فضیلت اہل سنت و جماعت کا جماعی مسئلہ ہے۔ لیکن محمود ہزاروی کے نزدیک سید حسینی کوئی بھی ہو ان دونوں بزرگوں کا چارہ غلفہ راشدین سے افضل ہیں۔ لہذا یہ عقیدہ چونکہ اجماع کے برخلاف ہے۔ اس لیے بقول مجدد الف ثانی اس کا قائل بہت بڑا احمق ہے اور ابوالفضل ہے۔ اور بقول

دشمنان امیر معاویہ کا علی عباسیہ ۲۷۲ جلد دوم
 اعلیٰ حضرت وہ سنی نہیں۔ بات بھی درست ہے۔ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
 سے بہت سی روایات صحیحہ ایسی ملتی ہیں۔ جن میں آپ نے ابو بکر صدیق کی افضلیت کا
 اقرار کیا۔ اور اس کے بر خلاف انہیں افضل قرار دینے والے کو آپ نے مفری کہا۔
 اور اس کے لیے مفری کی سزا تجویز فرمائی۔ کہاں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور
 کہاں ان کی اولاد جو بطن بزل زہرا سے ہوئی۔ جب علی المرتضیٰ جو سادات کے حقیقی
 باپ ہیں۔ وہ اپنے آپ کو افضل نہیں کہتے۔ تو ان کی اولاد کو شیخیں سے افضل قرار دینا
 واقعی حماقت و افتراء تھا ہے۔ محمود ہزاروی نے اس دوڑ میں تو شیعوں کو بھی بہت
 پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ تو صرف بارہ ائمہ اہل بیت کو معصوم مانتے اور ان کی افضلیت
 کے قائل ہیں۔ لیکن یہ صاحب تو غیر معصوم کو بھی افضل کہنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔
 حقیقت یہ ہے۔ کہ محمود ہزاروی بظاہر سنی پیروں کا بادیہ اوڑھے ہوئے لیکن اندر سے
 اس میں نفس و بانیٹ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ (دفاعتہ وایا اولی الابصار)

ایک دھوکہ

محمود ہزاروی نے بار بار اپنی تحریر کے ذریعہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی۔ کہ سرکار
 دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے چلی۔ اسی لیے
 ان حضرات کو اولاد رسول بھی کہا جاتا ہے۔ کسی کا اولاد رسول ہونا یا ایسی نسبت ہے
 کہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہذا اولاد رسول کا ہم مرتبہ کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا
 یعنی یہ نسبت امام حسن کا امام حسین کو اور دیگر سادات کرام کو حاصل ہے۔ لیکن ابو بکر و عمر
 و عثمان کو حاصل نہیں۔ لہذا یہ حضرات اولاد رسول کے ہم مرتبہ نہیں ہو سکتے۔ خلفائے
 راشدین کی افضلیت والی روایات ان سادات کرام کے سوا دوسروں کی بہ نسبت
 ہیں۔ (دیجھار سیف المسلول ص ۶۷)
 جواب محمود ہزاروی خود فریب خوردہ اور دوسروں کو فریب دینا چاہتا ہے۔ ورنہ
 بات واضح ہے۔ کہ کسی میں جزوی فضیلت کا پایا جانا اس کے فضل کلی کو مستلزم نہیں۔

دشمنان امیر معاویہ کا علی عباسیہ ۲۷۵ جلد دوم
 بہت سے شواہد ایسے ہیں۔ جو فضل جزوی پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن ان جزوی سے
 فضائل کے موصوف کو کلی فضیلت کسی نے بھی نہیں فی قرآن و حدیث میں اس کی کئی
 ایک مثالیں موجود ہیں۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اکیلے کی گواہی دو گواہوں کے برابر سرکار
 دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار دی۔ اور جمع قرآن کے وقت جب دوسرے لوگوں سے
 دو گواہیوں کے ہوتے ہوئے کسی آیت کے پیش نظر یہ نظریہ قائم کر لیا جائے۔ کہ
 وقت حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اکیلے ہی کہہ دیتے تو وہ آیت قرآن میں شامل کر لی جاتی
 اب اس جزوی فضیلت کے پیش نظر یہ نظریہ قائم کر لیا جائے۔ کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ
 تمام صحابہ کرام، خلفائے راشدین اور سادات و اہل بیت کرام سے افضل ہو گئے۔
 کیونکہ ان میں کسی ایک کی گواہی دو کے برابر قرار نہیں دی گئی۔ تو اس افضلیت کو کون
 تسلیم کرے گا۔ اسی طرح حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حضور نے اپنی امت
 کا امین فرمایا۔ تو صفت امانت کی وجہ سے وہ سب سے افضل ہیں۔ یہ قابل قبول
 ہے۔ کچھ ہی معاملہ سادات کرام اور اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے
 حسین کو عین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہونے آپ کے جسم اقدس کا
 ٹکڑا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ لیکن اس جزوی فضیلت کی بنا پر وہ ابو بکر
 صدیق سے افضل ہو جائیں۔ یہ مفروضہ درست نہیں۔ محمود ہزاروی نے اس قسم کے
 مسائل قطع برید کے ساتھ بکثرت صواعق محرقہ سے نقل کیے ہیں۔ ایک عبارت
 صواعق محرقہ کی پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

و یقو یدہ ایضا ما حکاہ الخطابی عن بعض
 صواعق محرقہ: مشائخہ انہ کان یقول ابو بکر خیر و علی افضل
 لکن قال بعضهم ان هذا تیافت من القول انہ
 لامعنی للشیخۃ الا الافضلیۃ فان ارید ان
 خیرۃ ابی بکر من بعض الوجوہ و افضلیۃ علی

من وجه اخر لم یکن ذالک من محل الخلاف
ولم یکن الا مرفی ذالک خاصا بابی بکر وعلی
بل ابو بکر و ابو عبیدہ مثلا یقال فیما ذالک
فان الامانة التي فی ابی عبیدہ وخصه بها ملی الله
علیه وسلم لم یخص ابو بکر بمثلها فكان خیرا
من ابی بکر وهذا الوجه والحاصل ان
المفضول قد توجید فیہ مزیة بل مزایا
لا توجید فی الفاضل فان اراد الشیخ الخطابی
ذالک وان ابی بکر افضل مطلقا لان علیا وحیدت
فیہ مزایا لا توجید فی ابی بکر فکلامہ صحیح
والافکلامہ فی غایة التماقت..... واما ما وقع فی
طبقات ابن السبکی الکبری عن بعض متأخرین
من تفضیل المستنیر من حیث انهما یضعه فلا
ینافی ذالک لما قد منا ان المفضول قد توجید
فیہ مزیة لیست فی الفاضل علی ان هذا تفضیل
لا یرجع لکثرة الثواب بل لمزید شرف ففی
ذات اولاده صلی الله علیه وسلم من الشرف
مالیس فی ذات الشیخین و لکنهما اکثر ثوابا
وا عظم نفعاً للمسلمین۔

رصراعق محرقہ فصل اول باب ثالث
(ص ۵۸-۵۹)

ترجمہ: خطابی نے اپنے بعض مشائخ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ
ابو بکر بہترین امت۔ اور علی المرتضیٰ افضل الامت ہیں۔ لیکن بعض حضرات
نے اس قول کو گرا ہوا قول قرار دیا۔ یعنی خیریت کا معنی بھی افضلیت
ہی ہوتا ہے۔ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بہتری بعض وجوہ سے اور علی المرتضیٰ
کی افضلیت دوسری وجوہ سے ہے۔ تو یہ محل اختلاف نہیں۔ اور پھر
یہ معاملہ صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہ رہے گا۔ بلکہ
ابو بکر صدیق اور عبیدہ بن جراح کے بارے میں مثلاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ
صفت امانت جو حضرت ابو عبیدہ میں پائی جاتی ہے۔ جس کی تخصیص سکا
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے فرمائی۔ اس کی مثل ابو بکر صدیق
کے لیے تخصیص نہیں۔ لہذا ابو عبیدہ ان سے افضل ہو گئے۔ خلاصہ یہ کہ
کبھی یوں ہوتا ہے کہ جس شخص پر کسی دوسرے کو فضیلت دی جائے
اس میں کچھ خصوصیات ایسی ہوتی ہیں جو افضل میں نہیں پائی جاتیں۔ اگر
خطابی کا اس قول سے یہی ارادہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مطلقاً افضل
ہیں مگر علی المرتضیٰ میں بھی بعض جزوی خصوصیات ایسی موجود ہیں جو ابو بکر
میں موجود نہیں (لیکن کلی فضل ابو بکر کو حاصل ہے) تو پھر اس کا کلام صحیح ہے
ورنہ اس میں گڑاؤٹ ہے۔ اور طبقات کبریٰ السبکی میں بعض متأخرین
کا جو یہ قول منقول ہے کہ امام حسن و حسین باعتبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
جسم القدس کے ٹکڑا ہونے کے افضل ہیں۔ تو یہ قول کوئی ہماری گزارشات کے
متنافی نہیں۔ کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ کبھی غیر فاضل میں بعض خصوصیات
ایسی ہوتی ہیں جو فاضل میں نہیں ہوتیں۔ علاوہ ازیں تفصیل ایسی نہیں جو
کثرت ثواب کا مرجع بنے۔ بلکہ اس کا مرجع زیادتی شرف ہے پس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد شریف کی ذات میں واقعی وہ شرف ہے۔
شجرین میں نہیں۔ لیکن ثواب کی کثرت اور مسلمانوں کے لیے الفتنے ہونے
کے اعتبار سے یہ دونوں دشمنین افضل ہیں۔

خلاصہ کلام:

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اسی راہ کا جواب دے رہے ہیں۔ جس میں محمود ہزاروی
گفتار ہے۔ جہیں تسلیم کہ اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے اعتبار سے
کوئی غیر ان حضرات کے مماثل و مقابل نہیں۔ لیکن یہ جزوی فضیلت ہے۔ اور اس
کا تعلق ثواب اور مسلمانوں کی بھلائی سے نہیں ورنہ لازم آئے گا۔ کہ ایک صرف نام
کا مسلمان سید اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں درجہ و مقام میں برابر ہوں۔
کیونکہ دونوں اولاد رسول ہیں۔ بلکہ اہل بیت اور ان کے پیروکار باہم فضائل و کمالات
میں مساوی ہو جائیں۔ اور ہر سید زاوی اپنے آپ کو خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی مثل
افضل بتانے اور سمجھنے لگے۔ آخر دونوں اولاد رسول تو ہیں۔ یہ عزابی کہاں سے پیدا ہوئی
صاف ظاہر کہ محمود ہزاروی کے نظریہ کو تسلیم کرنے کا یہ نتیجہ ہے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ محدث
ہزاروی اپنی حماقت کی وجہ سے یتیم فی العلم بھی ہے۔ اور اسی حماقت نے اسے حضرت
اہل بیت کا توہین کرنے والا بھی بنا دیا۔ کیونکہ بے وقوف یہی سمجھتا ہے۔ کہ میں جو
کچھ رہا ہوں۔ وہی حق و سچ ہے۔ حالانکہ نفس و شیطان نے اسے دھوکہ میں رکھا۔ اور
اس کے برے اعمال و عقائد اسے پہلے کر کے دکھائے۔ ایک غور و ملاحظہ ہو۔

محمود ہزاروی نے محبت اہل بیت نام سے اہلبیت کی توہین کی

السیف المسلول:

بروایت عبید اللہ ابی رافع مسور بن مخزوم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ان کو حضرت

امام حسن ابن علی بن ابی طالب نے پیغام بھیجا۔ کہ وہ اپنی لڑکی کا حضرت امام حسن سے نکاح
کر دیں۔ حضرت مسور بن مخزوم نے جواب میں عرض کیا۔ خدا کی قسم کہ کوئی نسب اور رشتہ
فالما دی مجھے آپ سے بڑھ کر پسند اور پیارا نہیں۔ لیکن میں مسدور ہوں۔ کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فاطمہ میرے وجود کا ایک حصہ ہے۔ مجھے شاق ہے۔ جو اسے
شاق ہے۔ اور مجھے خوش ہے۔ جو اسے خوش ہے۔ اور آپ کے عقد میں ایک سیدہ
ہے۔ جو دختر فاطمہ علیہا السلام ہے۔ اگر آپ کو میں رشتہ دوں تو ضرور یہ امر ان کو
ناگوار و شاق ہوگا۔ تو یہی معذرت کہہ چکے تھے۔ (السیف المسلول ص ۹۱) حضرت محمود شاہ ہزاروی

ملحدہ فکریہ:

قارئین کرام! محمود ہزاروی اس واقعہ کو فیضیلت اولاد فاطمہ الزہرا بیان کر رہا ہے
اور بادی النظر سے ایک عام قاری بھی یہی سمجھے گا۔ لیکن اس اندھی محبت میں جو گل کھائے
گئے۔ ان کی سرحدیں کفر سے ملتی ہیں۔ جناب مسور بن مخزوم رضی اللہ عنہ کا امام حسن رضی
کو طلب رشتہ کے جواب میں بقول محمود ہزاروی یہ الفاظ کہنا۔ کہ تمہارے گھر میں سیدہ
فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی دختر ہے۔ اس دختر فاطمہ زہرا سے اس کے حقیقی بھائی
اور فرزند زہرا کا رشتہ کیسا ہو گیا تھا۔ جب یہ دونوں آپس میں بہن بھائی ہیں۔
تو حُرْمَتٌ عَلَیْکُمْ اَمْتُہَا تُکْمُوہُ وَبَنَاتُکُمْ وَاَخَوَاتُکُمْ اَلْح کے پیش نظر
ان دونوں کو اس نکاح کی حرمت کا علم نہ تھا؟ اور نہ ہی سیدہ خاتون جنت نے
یا کسی دیگر فرد نے اس رشتہ کو روکا؟ یہ بنا دئی نکاح کسی عام آدمی کے تصور
میں بھی نہیں آ سکتا۔ لیکن ہزارہ کے محدث اور محمود نامحود نے اس کے ذریعہ محبت
اہل بیت کو آجا کر کیا۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ یہ شخص پُر فریب شخصیت کا مالک اور بارہ
سقیات میں ظاہر ہو کر رفض و سبائیت کی تعلیم پھیلا رہا ہے۔ اس نام نہاد و سنی
مجبور ٹے حنفی اور شیعہ باز پر کے عقائد و نظریات کے پیش نظر ۱۹۵۷ء میں

جید علماء کرام نے ایک اشتہار مرتب کیا۔ جس میں ان تمام مفتیان کرام اور علماء اہل سنت نے اسے رافضی قرار دیا۔ ہم آخر میں اس اشتہار کی مکمل عبارت ہدیہ قارئین و ناظرین کر رہے ہیں۔

مسلمانانِ اہل سنت والجماعت خبردار رہیں

حامد او مصلیٰ مسلمانانِ اہل سنت والجماعت علاقہ حویلیاں و مضافات کو معلوم ہے کہ مولوی محمود شاہ صاحب ساکن حویلیاں جو اپنے آپ کو سنی حنفی اور پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمہ اللہ کا خلیفہ ظاہر کرتے ہیں۔ نے دو رسالے "دعویٰ السیف السلول" اور "مقامع السینہ" چھاپے۔ جن میں بہت سے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف شیعہ مذہب کے درج کر دیئے۔ اس پر مسلمانانِ علاقہ میں شدید انتشار اور بے چینی پیدا ہو گئی۔ اور مولوی محمود شاہ نے اپنے پروردہ ڈالنے کے لیے جا بجا جلسے اور تقریریں کر کے ہمارے قابلِ احترام خطیب قاضی چن پیر صاحب جو متدین عالمِ اہل سنت والجماعت اور علاقہ بھر کے اباؤ اجداد سے قاضی چلے آ رہے ہیں۔ کے خلاف کیچڑ اچھالنا شروع کر دیا۔ اور ان کو مناظرہ کا چیلنج کر دیا۔ چنانچہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو ایک معرکہ الارایہ مناظرہ مقرر ہو گیا۔ ضلع بھر کے جلیل القدر علماء رحمہم میں جناب مفتی ہزارہ مولانا سید محمد صاحب خطیب ایبٹ آباد۔ و علامہ قاضی عبدالسبحان صاحب کھلا بٹ۔ حضرت قاضی محمد علی دشتی۔ مولانا خلیل الرحمن صاحب مدرس حسن المدارس مولانا عبدالرؤف صاحب شیخ الحدیث چھوہر شریک صاحب قاضی محمد اسلم صاحب مستہم مدرسہ انور ریڈھینڈرہ،

مولانا عزیز الرحمن صاحب خطیب جامع مسجد شیراز اہری پور مفتی عبدالقدوس صاحب مکھن۔ مولانا مفتی الرحمن صاحب ٹھنڈہ چرواہ۔ حضرت قاضی محمد عبدالواحد صاحب جمہوریہ مولوی محمد اکبر خاں صاحب رجوعیہ مولوی میر زمان خان حاجیہ مولوی غلام جیلانی خطیب بیٹری باٹری مولوی عماد الدین صاحب چمکہ اور مقامی دفتل کے ذمہ دار افسران پولیس اور علاقہ بھر کے عوام کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ علماء نے بالاتفاق اپنی شرعی عدالت کا صدر علامہ عبدالسبحان صاحب کھلا بٹ کو مقرر کیا جب مولوی محمود شاہ مناظرہ کے لیے نہ آئے۔ تو صاحب مدرسہ نے شرعی تحریری نوٹس جاری کر دیے اور علاقہ کے معززین کا ایک وفد بھیجا گید مگر مولوی محمود شاہ نے مناظرہ کے لیے آنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر علمائے کرام کی متفقہ تائید سے صاحب مدرسہ نے مولوی محمود شاہ کا مناظرہ سے شرمناک فرار ہو جانے کے بعد شرعی فیصلہ فرما دیا۔ کہ محمود شاہ کے یہ رسالے مذہبِ اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔

اب ۲۲ نومبر ۱۹۵۶ء کو پیر محمود شاہ نے ایک پوچھ اشتہار بنام مولوی محمد اسحاق راولپنڈی چھاپکرا انتشار پیدا کر دیا ہے جس میں منفقہ فیصلہ علماء اہل سنت والجماعت لکھ کر عوام کو دھوکہ دیا ہے۔ اس لیے ہم نے ضروری سمجھا۔ کہ جمہور علمائے اہل سنت والجماعت مغربی پاکستان کا مفتی فتویٰ کر مصنف "دعویٰ السیف السلول" محمود شاہ شیعہ رافضی ہے۔ شائع کر دیا جائے چونکہ سب علمائے کرام کے مفصل فتوے اشتہار میں نہیں آ سکتے۔ جو انشاء اللہ العزیز مع اہم فتوات فتنہ محمودیہ جو ابات الگ کتاب کی شکل میں شائع کریں گے۔ بالفعل خلاصہ جات پراکتفا ہے۔ خلاصہ فتویٰ: اعلیٰ حضرت مولانا سرور احمد مدظلہ محدث پاکستان مفتی محمد امین صاحب جامعہ رضویہ لاہور۔ محمود شاہ ایک مکرر آدمی ہے۔ مذہبِ اہل سنت والجماعت کا دشمن ہے۔ اہل سنت کا باپ بن کر دھوکہ

دے رہا ہے۔ اس کے محروم قریب کے جال میں نہ پھنسیں۔ اس کی تقریریں، تحریریں ہرگز نہ سنیں۔ یہ گمراہ اپنے کو سنی ظاہر کر کے تشیع و فطی کی اشاعت کر رہا ہے۔ میں نے یہ رسالہ "السیف المسلول" مذہب اہل سنت والجماعت کی مخالفت میں لکھا ہے۔ اس نے بی ایم کلثوم بنت قاطرہ الزہراءؓ کا حضرت عمرؓ سے نکاح کا انکار کر کے جمہور اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو ٹہنڑیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا۔ چودھویں حدیث کا یہ محمود قریشی کو سادات کا نفوذ نہیں دیتا۔ اس نے شیخین کی تفصیل سے بنی فاطمہ کو مستثنیٰ قرار دے کر مذہب اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔

اس بنی فاطمہ سے قیامت تک سادات لیے ہیں۔ پس ظاہر ہے۔ اس کے نزدیک ابو بکرؓ و عمرؓ اس محمود سے نہیں۔ پیشیور افضیوں کا فضلہ خوار ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا دشمن ہے۔ اس کا فتنہ بڑا فتنہ ہے۔ تصدیق: منصور حسین شاہ مدرس جامعہ رضویہ، مولانا ابوالدین جامعہ رضویہ مولانا ابوالوہاب محمد منیف جامعہ رضویہ مولانا ابوالشاہ محمد عبدالقادر جامعہ رضویہ حافظ احسان الحق قادری مدرس جامعہ رضویہ میں اہل سنت والجماعت کا اونے خوشنشین ہوں۔ اور ہر اہل سنت کے مخالفت بھگتا ہوں۔ حضرت مولانا محب النبی صاحب آستانہ عالیہ غوثیہ گولڑہ شریف خلاصہ فتویٰ: حضرت مولانا محمد مہر الدین صاحب صدر المدرس نعمانیہ لاہور "کتاب السیف المسلول" میں اہل بیت کی عظمت کو عقائد شیعہ و فطیہ کے لیے سنگ بنیاد کی حیثیت دی گئی ہے۔ اور عقائد اہل سنت کے غلط ثابت کرنے کی سعی مطروک کی گئی ہے۔ اپنے کو امام اہل سنت و مفتی اسلام کہہ کر عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کی طرح ڈالی گئی ہے۔ اس میں مدرسہ بعض عقائد اہل سنت کے صریح خلاف ہیں۔ مثلاً ائمہ اہل بیت کا حقیقی معنوں میں منقرض الطاعت ہوتا ہے کہ جزو شے کل کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور یہ کہ اولاد فاطمہ خلفائے راشدین سے مطلقاً افضل اور

اہل بیت سے کسی غلط فہمی سے علالت لڑائی کرنے والا کافر و مرد وغیرہ کائنات منیف اس بنی فاطمہ کے غیر صحیح اہل سنت کی طرف نسبت محض افراء جھوٹ دھوکہ اور فراڈ ہے۔ عوام اہل سنت کو اس شخص سے پرہیز لازم ہے۔ مبادا کہ یہ کسی کے ایمان کو نقصان نہ پہنچائے تصدیق: اعلیٰ حضرت ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان و خطیب مسجد وزیر خان لاہور فتویٰ: مولانا اعجاز ولی خان ناظم تعلیمات مفسر قرآن و بار و اماکن بخش مفتی دارالافتاء رضویہ مرکزی جمعیت العلماء پاکستان میں نے "کتاب السیف المسلول" دیکھی یہ کتاب انتہائی شیعہ اور مضامین بلیغہ پر مشتمل ہے۔ اس کا مصنف نہ صرف فطی ہے بلکہ فطی میں شدید غلو رکھتا ہے اسے اہل سنت سے دور کا بھی علاقہ نہیں مسلمان ایسے شخص سے قطعی اجتناب کریں اسے امام نہ بنائیں اس کے ہاتھ پر بیعت نہ ہوں خلاصہ فتویٰ: حضرت مفتی محمد حسین صاحب نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور "کتاب السیف المسلول" نام نہاد سنی مفتی محمود شاہ ہزاروی دیکھی ہیں میں مصنف نے آیات مبارکہ و احادیث طیبہ کے مصادیق غلط تجویز کر کے اپنے مفروضہ عقائد اور باطل مسلک کی تائید کی ہے اور قارئین کو سراسر دھوکا اور قریب دے کر گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ خلفائے راشدین ازواج مطہرات صحابہ کرام و غیر پر قیامت تک کے ہر سید کو خواہ وہ فاسق فاجر، بدعتیہ اور گمراہ ہی کیوں نہ ہو۔ علی الاطلاق فضیلت اور درجہ دیا ہے۔ جو خصوصاً قطعیہ کے خلاف ہے محمود شاہ گمراہ اور غالی ہے اہل سنت کو اس کی بیعت کرنا خطالت اور گمراہی ہے اس کے پاس جینا بھی گناہ ہے تصدیق: مفتی سیف الرحمن صاحب مدرس مدرسہ نعیمیہ مولانا عبدالرؤف صاحب مدرس نعیمیہ مولانا عبد الغفور صاحب مدرس نعیمیہ خلاصہ فتویٰ: مولانا غلام رسول صاحب مہتمم مدرسہ نظامیہ رضویہ لاہور مصنف السیف المسلول در حقیقت، رافضی ہے جو اپنے آپ کو سنی ظاہر کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی

ناپاک سخی میں منہک ہے۔ اس گمراہ بے دین نے ثابت کیا ہے۔ کہ اہل بیت شیعین سے افضل ہیں۔ بلکہ اس بعض عبار میں حکم تمام سادات کے لیے ظاہر کرتی ہیں۔ کوئی سخی اس بے دینی کی من گھڑت تشریحات میں مبتلا نہ ہو۔ **تصدیق:** مولانا غلام فرید صاحب مدرس مدرسہ جامعہ نظامیہ مولانا محمد علی صاحب مدرس جامعہ نظامیہ مولانا ابوسعید عبدالقیوم صاحب مدرسہ جامعہ نظامیہ **خلاصہ فتوے:** شیر پنجاب محمد عنایت اللہ خطیب ساکن گلہل مصنف السیف المسلول در پردہ شیعہ ہے۔ اور تقیہ سخی بنا ہوا ہے۔ اس کی کتاب سے نقل کردہ عقائد ہرگز اہل سنت کے نہیں۔ اس کی بیعت کرنا۔ میل جول رکھنا اور اٹھنا بیٹھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے۔ یہ شخص مذہب شیعہ کو اہل بیت کا نام سامنے رکھ کر پھیلانا چاہتا ہے۔ **فتوے:** حضرت مولانا عبدالواحد صاحب نائب صدر جمعیت العلماء اسلام مغربی پاکستان خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ، یہ شخص بدترین قسم کا شیعہ ہے۔ یہ عقائد ہرگز اہل سنت والجماعت کے نہیں ہیں۔ اہل سنت کو اس کا بیعت ہونا۔ امام بنانا وغیرہ سب حرام ہے۔ اور اس کا پورا بائیکاٹ کیا جاوے۔ **تصدیق:** قاضی شمس الدین صاحب فاضل دیوبند مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مولانا ابوزاد محمد سرفراز خان خطیب جامع مسجد گکھڑو مدرس نصرۃ العلوم قاضی نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مفتی خیر المدارس ملتان۔ حضرت مولانا حاجی فیض عالم صاحب منڈھ کچھ انہرہ **خلاصہ فتوے:** حضرت مولانا جمیل احمد قاضی مفتی جامع اشرفیہ لاہور یہ صاحب شیعہ خیالات رکھتے ہیں۔ ساور تقیہ کر کے اپنے کو سخی ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کو بہکاتے ہیں۔ اسی لیے تمام مسلمانوں کو ان سے علیحدگی اختیار کرنی چاہیے **تصدیق:** اعلیٰ حضرت جناب مفتی محمد حسن صاحب صدر جمعیت العلماء اسلام آل پاکستان حضرت مولانا محمد خلیل مہتمم مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ مولانا محمد اسماعیل مدرس گوجرانوالہ۔

مولانا عبدالرؤف صاحب صدر مدرس پھوہر شریف مفتی ہزارہ حضرت مولانا محمد مفتی صاحب ایبٹ آباد قاضی محمد زاہد حسینی صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد قاضی محمد طاہر صاحب خطیب پولیس لائن ایبٹ آباد مولوی عصمت اللہ صاحب نواں شہر مفتی رشت۔ مولانا عزیز الرحمن صاحب لوڑ ملکپورہ ایبٹ آباد مولانا محمد بلال صاحب خطیب مسجد ناٹوی انہرہ۔ جناب مولانا فاضل الرحمن صاحب مدرس احسن المدارس ہری پورہ مولانا عبدالرحمن صاحب عربی ٹیچر پورہ۔ اعلیٰ حضرت جناب قاضی محمد شمس الدین صاحب درویش ہری پور۔ فاضل اہل حضرت علامہ عبدالمتین صاحب ٹرکٹ مفتی پونچھ مولانا امیر عالم صاحب مفتی تحصیل حویلی۔ مولانا ابوسعید امرا زمان ناظم اعلیٰ جمعیت العلماء اسلام آزاد جموں کشمیر مفتی زین العابدین صاحب لاہور۔ **تقیہ:** بازغالی رافضی ہے قاضی مظہر حسین صاحب مہتمم مدرسہ اظہار الاسلام چکوال۔ مولانا محمد دین صاحب مدرس مدرسہ اظہار الاسلام، اس شخص کی بیعت، امامت، نشست و برخاست حرام ہے یہ خود خال و نقل ہے۔ اور لوگوں کو بھی اپنے پیرو عبداللہ ابن سبا کی طرح گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ قاضی شاد اللہ صاحب بریلوی موضع پنجائن ضلع جہلم حکیم سید علی صاحب دو میل ضلع جہلم مصنف "السیف المسلول" انتہائی مفری اور بدترین بدعتی ہے۔ بہر حال شیعہ ہے۔ ایک تو عادیث موضوع درج کیں۔ دوسرا مطلب غلط بیان کیا۔ یہ شخص اہل سنت کا لباس پہن کر اہل سنت والجماعت کے ایمانوں پر قابو پانا ہے۔ اور شیعہ مذہب کی اشاعت کرنا ہے۔ اس کی بیعت، امامت مطلقاً حرام ہے۔ اور بائیکاٹ واجب۔ مولانا محمد عظیم صاحب مہاجر حال بھیس ضلع جہلم قاضی محمد عابد صاحب بریلوی ضلع جہلم، جو عقیدہ کتاب "السیف المسلول" میں محمود شہ نے پیش کیا ہے۔ یہ بیشک عقائد شیعہ کے ہیں۔ اور عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ مولانا محمد اسحاق انہرہ ہری حال راولپنڈی۔ مولانا عبداللہ صاحب

بھوئی گاڑ مولانا دل اند صاحب قریشی مدرس راوی لہڑی، ایسے عقائد والہ ہرگز سنی حنفی نہیں، احادیث غلط اور موضوع ہیں بے دین آدمی ہے۔ خدا کی پناہ۔
مولانا مفتی ابوالسعید محمد شفیع سرگودھا خلاصہ فتوے: جناب عمر صاحب کراچی محمود شاہ نے اپنی کتاب السیف المسلول، میں جو من گھڑت اقوال لکھے ہیں وہ عقیدہ اہل سنت کے مخالف اور گمراہی ہیں مسلمانوں کو اس کی صحبت سے بچنا چاہیے۔ وہ گمراہ ہے مفتی ہے بے دین ہے۔ خلاصہ فتوے: حضرت علامہ مولانا مفتی احمد رضا خان صاحب خطیب جامع مسجد نوریہ گجرات: یہ شخص تبرائی رافضی ہے۔ اور اس کی تحریر میاں زاتر ابھرا ہے۔ یہ حدیثیں اس نے پیش کی ہیں ان میں سے اکثر ہم نے آج تک نہ دیکھی نہ سنی یہ قرآن کریم اور احادیث مشہورہ و صحیحہ کے خلاف ہیں کسی طرح قابل قبول نہیں۔ یہ شخص پکا رافضی تبرائی شیعوں ہے۔ اس کی صحبت اس کی بیعت، وغیرہ سب حرام ہیں۔

محمود شاہ مطروہ الطریقیت ہے: اب ایک اہم بات کی طرف توجہ

اہل سنت کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ وہ ایک مشورہ تھا جو ہمیں حضرت علامہ محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی نے ایک خط کے ذریعہ دیا۔ خط کی نقل یہ ہے: ۹ ستمبر ۱۳۸۵
محمد عبدالغفور ہزاروی۔ سلام مسنون۔ آپ کو مشورہ دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ اس کی تصنیف لے کر علی پور شریف جناب صاحبزادہ اختر حسین شاہ صاحب کی خدمت میں بھیجیں۔ وہاں ہی سے فتویٰ حاصل کریں۔ کیونکہ یہ وہاں ہی کا حلیفہ ظاہر کر کے لوگوں کو مزید گمراہ ہے۔ اور علی پور شریف والوں پر اس کی حقیقت واضح ہے یہی نے بھی سنا ہے کہ یہ شخص حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتا اور اسی ضمن میں بقیہ صحابہ کے متعلق بھی درپردہ ایسی باتیں کہتا ہے۔ جو ان کی شان کے

لائی نہیں۔ اس کی تحریر پر بعد میں گرفت کریں۔ اہل دربار علی پور شریف سے معاملہ صاف کرانیں۔ تاکہ یہ خلافت اور پیری مریدی کی حقیقت واضح ہو جائے۔ چنانچہ دربار علی پور سے محمود شاہ صاحب کے حلیفہ ہونے کے متعلق پوچھا گیا۔ تو وہاں سے مندرجہ ذیل جواب ملا۔

فتوے دربار علی پور شریف پیرخانہ محمود شاہ صاحب

الجواب: میں اس محمود شاہ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اندرونی طور پر یہ کٹر رافضی ہے۔ اور وہ بھی تبرائی۔ شان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں گستاخیاں کرتا ہے خصوصاً سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نہایت دریدہ دھنی اس کے بھائی عبدالقاسمی نے اپنی کتاب التظاہر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زنا و زین سے تعبیر کیا ہے یہ محمود شاہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق کے نکاح حضرت صاحبزادی ام کلثوم بنت علیؓ کو فاطمہؓ کا منکر ہے۔ اپنی کتاب درمقام السنیہ، میں پوچھ و لویج عبارات سے اپنے مومہ مدعا کو ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے۔ کوئی اہل سنت والجماعت اس کے دام ترویج میں نہ آئے۔ علمائے اہل سنت والجماعت اس کی کتب کا مطالعہ کر کے اس کا رد بلیغ فرمائیں۔ یہ ایک نیا فتنہ ہے۔ اس فتنہ میں گجراتی محمود شاہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ پوشیدہ پوشیدہ یہ ارتدادی فتنہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس کا اندازہ علمائے اہل سنت سے۔ دونوں مذکورہ نام کے محمود ہیں۔ دربار علی پور شریف سے مطروہ و مروجہ کیے جا چکے ہیں۔ اور علی الاطلاق تقریباً دس ہزار کے مجمع میں اس کی شیعیت و رافضیت کے قلعے کھل چکے ہیں۔ اہل اسلام ایسے فتنوں سے اپنے ایمانوں کو محفوظ رکھیں۔ اور ان سے کلی بائیکاٹ کر کے غیرت اسلامی کا پورا پورا ثبوت دیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔ (امام حضرت علامہ فقیر محمد عبدالرشید غفرلہ صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ عالیہ علی پور شریف سیدان، فقیر اس شخص کو پہلے سے ذاتی طور پر

دشمنان امیر معاویہؓ کا علیؓ کا سب سے فقیر باران طریقت کو خصوصاً دیگر مسلمانوں کو عموماً تاکید شدید کرتا ہے کہ اس شخص (محمود شاہ) سے پرہیز کریں۔ اس نے یہاں عرس شریف پر بھی اپنے عقیدے سے پھیلائے کی کوشش کی تھی۔ دعا گو سید انور حسین خلیفہ حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور سیداں۔ یہ محمود شاہ میرے ہمدرد قبلہ عالم محدث امیر ملت علی پوری کے سلسلے میں داخل نہیں ہے۔ اور نہ خلیفہ ہے بلکہ یہ شیعہ ہے۔ اس لیے کوئی مسلمان اس کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ مغتری اور جھوٹا ہے۔ اس لیے پرہیز اس سے لازم اور ضروری ہے۔

(حضرت اقدس صاحبزادہ) سید اختر حسین شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) جماعتی علی پوری
عفی عنہ بقلم خود

المشاہیر تھران

ملک فیح الدین خان صدر منتظر کمیٹی و غلام نبی جنرل سیکرٹری منتظر کمیٹی جامع مسجد حویلیاں سلطان محمد خان چیف آف جہون لشکر، جہون برادرزہ بازار حویلیاں محمد اکبر خان۔ جہون رجوعیہ۔ حیدر زبان خان آف لشکرہ۔ حافظ فضل الرحمان خان صاحب خطیب جامع دوڑ حویلیاں۔ خان نعمت خان صاحب ٹھیکدار حویلیاں اسٹیشن مولوی فضل الرحمن صاحب جھنگرہ خان قلندر خان سلطان پور۔ خان عطا محمد خان چیمبر۔ خان بہرام خان اسٹیشن حویلیاں۔ منشی میرداد خان تاجر اسٹیشن حویلیاں۔ خان شاہداد نمبردار حویلیاں خان بیترخان اسٹیشن حویلیاں۔ حاجی میر احمد صاحب تاجر اسٹیشن حویلیاں۔ خان مصطفیٰ خان کریمہ حنیف اسٹیشن حویلیاں۔ ملک زہداد خان نمبردار سکھہ لشکرہ۔ خان سعد اللہ خان رجوعیہ علیہ السلام صاحب سابق ایم ایل اے۔ صفدر خان لشکرہ۔ خان شیر احمد خان چیف بانڈی ملانی خان۔ حاجی عطا محمد خان صاحب حویلیاں اسٹیشن مولوی جہان داد خان صاحب نائب خطیب حویلیاں اسٹیشن۔

امام جعفر صادقؑ کے کوندوں کے فریب میں امیر معاویہؓ کے وصال کی خوشی

دشمنان امیر معاویہؓ نے آج تک جتنے الزامات اور بہتانات امیر معاویہؓ کی ذات پر کیے جو ہماری نظر سے گزرے تو ہم نے ان سب کو دلائل کی روشنی میں ثابت کر دیا۔ کہ وہ سب مکرو فریب کے پندے ہیں۔ تو آخر میں میں خیال آیا کہ امام جعفر رضی اللہ عنہ کے کوندوں میں جو شیعہ لوگ امیر معاویہؓ کے وصال کی خوشی مناتے ہیں۔ اور لعن طعن کرتے ہیں اسی فریب کو بھی واضح کر دینا بہت ضروری ہے۔

(۱) معاندین اسلام اور دشمنان صحابہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معتقد خاص اور کاتب وحی کے یوم وصال پر کوندوں کے نام پر ایک رسم جاری کر رکھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ۲۱ رجب کو بوقت شام میدہ شکر اور گھی دودھ ملا کر ٹکیاں پکائی جاتی ہیں اور اس پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قاتمہ ہوتا ہے۔ اور ۲۲ رجب کی صبح کو عزیز واقارب کو بلا کر کھلائی جاتی ہیں ٹکیاں باہر نکلتے نہیں پاتیں۔

مناظر اسلام مولانا عبدالمشکور لکھنوی نے اپنے رسالہ دو النجم لکھنؤ اشاعت جمادی الاول ۱۳۵۷ھ میں لکھا۔

دو ایک بدعت ابھی تھوڑے دنوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے اور تین چار سال سے اس کا رواج یونانیوں یا بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ بدعت کوندوں کے نام سے مشہور ہے اس کے متعلق ایک فتوے نے بھی بصورت اشتہار تین سال

لکھنؤ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اسی دور کے ایک شیعہ عالم محمد باقر شمسی کا قول ہے کہ لکھنؤ کے شیعوں میں ۲۲ رجب کے کوٹڑوں کا رواج بیس پچیس سال پہلے شروع ہوا تھا۔
(درالانجم لکھنؤ)

مندرجہ بالا اقتباسات سے عیاں ہے کہ نصف صدی پیشتر کوٹڑوں کی رسم لکھنؤ سے شروع ہوئی۔ اس کا نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ثبوت ملتا ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقول ہے۔ ۲۲ رجب جو وفاتِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دن ہے اس دن تقیہ کی آڑ میں شیعہ خروشی مناتے ہیں کھٹولوں کی طرح یہ رسم بڑھ رہی ہے۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۶ فروری ۱۹۹۰ء)

اب ہم امام جعفر کے کوٹڑوں کا پہلے اصل افسانہ جو مولوی محمود الحسن بدایونی نے کوٹڑوں کی کتاب میں لکھا ہے اس کو نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کا جواب دیں گے۔ اصل افسانہ ملاحظہ فرمائیں۔

لکڑ ہارے کا افسانہ

یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک لکڑ ہار رہتا تھا۔ جو بری طرح ”کھانا“ دیکھا اور کھانا کھا کر کھانا کھا کر چکر میں پڑا ہوا تھا۔ یعنی اس کی اولاد بہت تھی اور کھانے کو تھوڑا جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لانا اور بازار میں لے جا کر بیچنا، بس یہی اس کا ایک ذریعہ معاش تھا اس ذریعہ سے روز کے روز جو پیسے اس کو ملتے تھے ترشی سے وہ انہی پیسوں میں اپنی گور بسر کرتا تھا۔ اور اگر کسی دن لکڑیاں نہ ملتی، یا نہ بکتیں تو اس دن سارے گھر کو فاتے میں رات بسر کرنا پڑتی تھی۔

اس طرح عسرت اور تنگدستی کی زندگی بسر کرتے جب ایک زمانہ گزر گیا تو مدینہ منورہ کی بود و باش سے لکڑ ہارے کی طبیعت اچاٹ ہو گئی۔ وہ دس چھوڑ کر پریس کو چلا گیا کہ شاید پریس ہی میں پہنچ کر قسمت کی برشتگی اور زمانے کی گردش سے نجات مل جائے۔ لیکن عسرت اور تنگدستی نے وہاں بھی اس کا بیچا نہ چھوڑا۔ وہی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لانا اور پیٹ پانا۔ جو دس میں رہ کر اپنی زندگی کے بارہ سال گزار دیئے۔ پریس میں رہ کر اسے گھر یاد آتا تھا بچے یاد آتے تھے اور بیوی یاد آتی تھی۔ لیکن نہ کبھی پاس پیسہ ہوا کہ کچھ بچوں کو بھیجتا، اور نہ شرم اور ندامت نے اسے اس کی ہمت دی کہ گھر واپس آتا۔

اور جب گھر سے لکڑ ہارے کے لاپتہ ہو جانے پر گھر والوں کا کوئی سہارا نہ رہا تو لکڑ ہارے کی بیوی نے وزیر کے محل میں حاضری دے کر وزیر کی بیگم کے سامنے اپنا دکھ درد بیان کیا اور وزیر کی بیگم نے ترس کھا کر لکڑ ہارن کو اپنی خادمہ بنا لیا۔ اور گھر میں جھاڑو دینے کی خدمت اس کو سونپ دی اور اسی طرح اس کی اور اس کے بچوں کی گذر بسر کی ایک اچھی صورت نکل آئی

پھر لکڑ ہارے کی بیوی بچوں کو وزیر کے محل میں جب فراغت سے کھانے پینے کو لا تو ان کی رگوں میں کچھ خون دوڑنے لگا اور بھوک سے مر جھائے چہروں پر کچھ رونق سی آنے لگی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ لکڑ ہارے کی بیوی وزیر کے محل کی ڈیوڑھی میں جھاڑو دے رہی تھی۔ اتنے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا مع سائقوں کے اس طرف سے گزر ہوا۔ اور جب حضرت وزیر کی ڈیوڑھی کے پاس پہنچے تو ایک دم ڈیوڑھی کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اپنے عقیدت مندوں سے پوچھنے لگے کہ یہ کون سا مہینہ ہے، اور چاند کی آج کون سی تاریخ ہے؟

عقیدت مندوں نے بعد ادب عرض کیا کہ یہ رجب کا مہینہ ہے۔ اور چاند کی بائیسویں تاریخ ہے۔

پھر پوچھا۔ ”معلوم ہے تم کو کہ رجب کی بائیسویں تاریخ کی کیا فضیلت ہے؟“
عرض کیا۔ حضور ہی بہتر جانتے ہیں۔

ارشاد ہوا۔

سنو! اس تاریخ کی بڑی فضیلت ہے۔ اگر کوئی برگشتہ قسمت گردش روزگار سے کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو یا رزق کی تنگی نے اسے دبا دیا ہو۔ یا اس کی کوئی اور حاجت پوری نہ ہو رہی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ رجب کی ۲۲ تاریخ کو نہادھو کر عقیدت کے ساتھ میرے نام کے کونڈے بھرے یعنی بازار سے نئے کورے کونڈے خرید کر لائے اور انہیں گھی میں تلی ہوئی میٹھی خستہ پوریوں سے بھرے۔ پھر صاف چادر بچھا کر کونڈوں کو اس چادر پر رکھے اور پورے اعتقاد کے ساتھ میرا فاتحہ کرائے اور میرا ہی وسیلہ پکڑ کر خدا سے دعا کرے تو اس کی ہر مشکل رفع اور ہر حاجت دم کے دم میں پوری ہو جائے گی اور اگر اس طرح کے عمل کے بعد بھی کسی کی مراد پوری نہ ہو تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ سکتا ہے اور مجھ سے اس کی باز پرس کر سکتا ہے۔“

حضرت نے یہ سب کچھ ارشاد فرمایا اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وزیر کی ڈیوڑھی سے آگے بڑھ گئے۔

لکڑہارے کی خستہ حال بیوی جو وزیر کے محل کی ڈیوڑھی میں جھاڑو دے رہی تھی۔ اس کو جب امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے گردش روزگار سے نجات حاصل کرنے کا یہ گز معلوم ہوا تو اس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی وہ سب کام کاج چھوڑ کر فوراً کونڈوں کے اہتمام میں مصروف ہو گئی اور نہادھو کر

بڑی عقیدت کے ساتھ بتائے ہوئے طریقہ پر اس نے خستہ پوریوں کے کونڈے بھرے اور انہیں صاف چادر پر رکھ کر بڑی صدق دلی کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا فاتحہ کرایا اور دعا کی کہ وہ اسے خدا! حضرت امام جعفر کے صریقے میں میرے دکھ درد کر دے۔ میرا شوہر خیریت سے گھر آجائے۔ اور جب آئے تو اپنے ساتھ کچھ مال و دولت بھی لے کر آئے۔

اب ادھر کی سنو! لکڑہارا بارہ برس سے پردیس میں بڑی عسرت اور تنگ حالی کی زندگی گزار رہا تھا۔ لیکن حضرت امام کی کرامت دیکھنے کے جیسے ہی مدینہ میں لکڑہارے کے دن پھرے۔ وہ ایک دن جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا تھا اچانک کلباڑی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گری۔ کلباڑی گرنے سے زمین پر جو دمچا کہ ہوا اس سے لکڑہارے نے اندازہ لگایا کہ یہاں کی زمین شاید اندر سے کچھ خالی ہے اس نے زمین کھودنا شروع کی۔ ابھی زمین کھودتے زیادہ وقت نہ لگا تھا کہ ایک بڑا شاہی دفینہ زمین سے برآمد ہوا۔ درود جو اہر، سونا چاندی، مال زیور اور بے شمار روپیہ پیسہ غرض اس دفینہ سے ایک بڑا خزانہ لکڑہارے کے ہاتھ لگا۔ جس نے دم کے دم میں لکڑہارے کے دن پھر دیئے۔ اور اس کی خستہ حال زندگی میں ایک تعمیری انقلاب پیدا کر دیا۔

لکڑہارے نے اس بے پایاں دفینہ پر قبضہ کر کے آہستہ آہستہ اپنی زندگی میں امیرانہ سدھار پیدا کیا۔ اب لکڑہارے کا باندی غلام، اونٹ فخر اور بیت سے گھوڑے اور امارت کا دوسرا وافر سامان اس کے پاس موجود تھا۔ یہ سارا ساز و سامان اور دفینہ سے نکلی ہوئی ساری دولت لے کر بڑے امیرانہ عطا ٹھکانہ بڑی ریسانہ شان و شوکت کے ساتھ مدینہ منورہ اپنے مکان پر پہنچا۔ گھر پہنچ کر لکڑہارے نے وزیر کے محل کے پاس ہی اپنا ایک عالی شان مکان تعمیر کرایا

اور بڑے ٹھاٹھ سے امیرانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔

لیکن وزیر کی بیگم کو لکڑ ہارے کے اس عظیم تعمیری انقلاب کی مطلق خبر نہ ہوئی اور نہ اسے اس بات کا پتہ چلا کہ اس کے محل کے پاس ہی لکڑ ہارے نے بھی اپنا شاندار مکان تعمیر کرایا ہے۔

ایک دن اتفاق سے وزیر کی بیگم جب اپنے محل کے بالاخانہ پر چڑھی تو اسے یہ دیکھ کر بڑا چنچا ہوا کہ اس کے محل کے پاس ہی جو ایک وسیع اور کشادہ زمین پڑی ہوئی تھی اس پر ایک نو تعمیر مکان کھڑا آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔ اس نے غلاموں سے پوچھا یہ کس کا مکان ہے؟ سب غلاموں نے ایک زبان ہو کر عرض کیا حضور یہ اسی لکڑ ہارے کا مکان ہے جس کی بیوی کبھی آپ کے یہاں جاؤ گی کاش کام کرتی تھی۔ لیکن خدا کی شان کہ آج اس کے بڑے ٹھاٹھ ہیں۔

بیگم نے اپنی ایک خواص سے کہا۔ تو لکڑ ہارے کی بیوی کو فوراً دیر کے لیے میرے پاس بلا لاؤ۔ ماکہ خستہ حال لکڑ ہارے کے اس حیرت انگیز تعمیری انقلاب کی کچھ حقیقت معلوم ہو۔ خواص گئی اور دم کے دم میں لکڑ ہارے کی بیوی کو بلا لائی۔ وزیر کی بیگم نے اس سے پوچھا۔ تم تو تنگ دستی اور ناداری کا شکار تھیں۔ پھر تمہیں شاندار متول کس طرح حاصل ہو گیا؟

اس پر لکڑ ہارے کی بیوی نے حضرت امام کے ارشاد کے مطابق کونڈوں کے بھرنے اور ان کی برکت سے ایک بڑا دینیہ ہاتھ لگنے کی پوری داستان بیگم کے سامنے پیش کر دی۔

وزیر کی بیگم نے یہ سب کچھ سنا تو وہ مسکرائی اور کہا کہ تیری باتیں دل کو نہیں لگتیں۔ بھلا کونڈوں کا بھرنہ بھی کوئی کارنامہ سا کارنامہ ہے جو آدمی کو ایک دم زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دے۔ مجھے تیری بات پر بالکل یقین نہیں

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تیرے شوہر نے رہزنی کر کے یا کہیں ڈاکہ ڈال کر یہ دافر دولت حاصل کی ہے۔

وزیر کی بیگم جب کونڈوں کی فضیلت پر ایمان نہ لائی تو فوراً ہی اس پر اور اس کے شوہر پر ایک غیبی عتاب نازل ہوا۔ اس کا شوہر بادشاہ کا بڑا وزیر تھا اور بہت ہی منہ چڑھا وزیر تھا۔ چھوٹا وزیر دل ہی دل میں اس سے جلاتا تھا اور دن رات شاہی دربار میں اس کو نیچا دکھانے کی ٹکڑیں لگا رہتا تھا۔ موقع ہاتھ آیا تو اس نے موثر طریقہ پر بادشاہ کے کان بھرے اور رازداری کے ساتھ بادشاہ کے گوش گزار کیا کہ بڑا وزیر آپ کی حکومت کا بہت بڑا خائن ہے اس نے خیانت کے ذریعہ سرکار کی بہت بڑی دولت اپنے قبضے میں کر رکھی ہے یقین نہ آئے تو اس کے حساب کی جانچ کر کر دیکھ لیا جائے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ بڑے وزیر کے حساب کی فوراً جانچ کرائی جائے اور جب شاہی حکم سے وزیر کے حساب کی جانچ کرائی گئی تو شاہی خزانے کا لاکھوں کا غبن بڑے وزیر کی طرف نکلا۔ بادشاہ کو جلال آگیا۔ اس نے فوراً ہی بڑے وزیر کو وزارت کے عہدے سے معزول کیا۔ اور اس کی ساری جائیداد اور اس کا تمام مال و متاع ضبط کر کے اسے شہر بدر کر دیا۔

جو وزیر کل تک حکومت کے ہر سیاہ و سفید کالک تھا آج جب اس پر شاہی عتاب نازل ہوا تو سب کچھ چھوڑ کر اسے اپنی بیگم کے ساتھ پاپا وہ خالی ہاتھ اس حال میں شاہی حدود سے شہر بدر ہو جانا پڑا کہ زار و مار کے لیے ایک پیسہ بھی اس کی گھر میں نہ تھا۔ صرف دو درہم کسی طرح بیگم کی جیب میں پڑے رہ گئے تھے راستے میں کسی جگہ خر بوردے بکتے دیکھے تو بیگم نے ایک درہم دے کر ایک خر بوردہ خریدا اور اسے ایک دستی میں باندھ لیا۔ کہ دم اشتہا بھوک کی شدت کچھ نہ کچھ نجات

حاصل کی جائے۔

جس دن وزیر کو شاہی حکم سے شہر بدر کیا گیا تھا۔ اسی دن بادشاہ کا شاہزادہ صبح سویرے شکار کو گیا تھا۔ لیکن جب شام تک شاہزادہ شکار سے لوٹ کر واپس نہ آیا تو بادشاہ کو شاہزادے کی طرف سے بڑی تشویش ہوئی۔

چھوٹے وزیر نے شاہی آداب بجا لاتے ہوئے عرض کیا: ”جہاں پناہ! شاہزادے صاحب جس راہ شکار کو گئے تھے اسی راہ معزول و دریکو بھی جاتے دیکھا گیا ہے۔ نصیب دشمنان کہیں ایسا نہ ہو کہ ران میں وزیر صاحب انتقالاً شاہزادے صاحب کو کوئی گزند پہنچا دیں۔ لیکن کہ بادشاہ نے بہت سے سواروں کو چاروں طرف دوڑایا کہ وزیر جہاں بھی ملے اُسے گرفتار کر کے لے آئیں۔ سوار گئے اور دم کے دم میں وزیر کو راستے سے گرفتار کر کے لے آئے۔ اور پابندِ تخییر بادشاہ کے حضور پیش کر دیا وزیر کے ہاتھ میں رومال بندھا ہوا خربوزہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا، یہ ہاتھ میں کیا ہے؟ معزول وزیر نے عرض کیا۔ حضور یہ خربوزہ ہے۔ لیکن جب رومال کھول کر دیکھا گیا تو خربوزہ کی جگہ خون میں لتھڑا ہوا شاہزادے کا سر تھا جسے دیکھ کر شاہی غم و غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ حکم ہوا دونوں کو جیل بھیج دیا جائے اور صبح سویرے ان کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔

معتوب وزیر اور اس کی بیگم، دونوں کے دونوں بصد ذلت و غماری جب جیل پہنچے تو ان کا برا حال تھا۔ انتہاء درجہ کی پریشانی کی حالت میں سرتاسر پاس کا عالم ان پر طاری تھا۔ اسی حال میں شکستہ خاطر وزیر نے غمزدہ بیگم سے کہا: معلوم نہیں اللہ کی جناب میں ہم سے وہ کون سی خطا سرزد ہوئی کہ جس کا خیار ہمارا اس بے پناہ مصیبت کی صورت میں ہمیں بھگتنا پڑا ہے کہ اچانک ہاتھ سے وزارت گئی۔ پھر ذلت کے ساتھ ہمیں شہر بدر کیا گیا۔ پھر پھر جیل میں ڈال دیا گیا۔ اور اب صبح ہوتے

ہوتے ہمیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔

رومال میں بندھے خربوزے کا عبرت انگیز طور پر شاہزادے کا سر بن جانا بھی اس بات کا پتہ دیتا ہے۔ کہ ضرور ہم سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔ ورنہ کہاں خربوزہ اور کہاں شاہزادے کا سر۔ اب ہمیں اور تینوں دونوں کو اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور اپنی جس غلطی کا پتہ چلے اس سے فوراً توبہ کرنی چاہیے اور اللہ سے معافی کی دعا مانگنی چاہیے۔

بیگم نے کہا۔ جہاں تک یاد پڑتا ہے مجھ سے کوئی ایسا گناہ سرزد نہیں ہوا ہے کہ جس کا یہ عبرت ناک انجام سامنے آتا۔ لیکن ہاں کئی دن ہوئے میں نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈوں کے عقیدے پر ایمان لانے سے ضرور انکار کر دیا تھا۔ پھر بیگم نے ٹکڑا ہارے کی بیوی کے کونڈے بھرنے اور کونڈوں کی کراست سے دم کے دم میں اس کے مال دار ہوجانے کی پوری داستان وزیر کو سنائی۔

وزیر نے بیگم کی زبان سے جب ٹکڑا ہارے کا یہ پورا قصہ سنا تو کہا: بیگم تم نے حضرت امام کے قول کی تصدیق نہیں کی۔ اور حضرت کے بتائے ہوئے طریقہ پر کونڈے بھرنے کے عقیدے پر تم ایمان نہیں لائی۔ حقیقت میں یہی حضرت امام کی شان میں تہاری بہت بڑی گستاخی تھی۔ اب میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسی گستاخی کا شاہی عتاب کی صورت میں یہ سارا وبال ہم پر پڑا ہے۔ بیگم نے بھی اس بات پر یقین کیا۔ اور سچے دل سے عہد کیا کہ اگر اس بے پناہ مصیبت سے نجات ملی تو شاندار انتہام کے ساتھ حضرت امام کے کونڈے ضرور بھروں گی۔ پھر دونوں کے دونوں حضرت امام کا وسیلہ پکڑ کر رات بھر خدا سے دعا کرتے رہے۔

اب ادھر جیسے ہی بیگم نے بعد عقیدت کو نڈے بھر لے کا عہد کیا ادھر ویسے ہی حالات نے اپنا رنگ بدلا۔ یعنی صبح ہوئی تو بادشاہ کا گم شدہ شہزادہ صبح سلامت گھر واپس آگیا۔ شہزادے کو دیکھ کر بادشاہ کو بہت بڑی خوشی ہوئی اور حیرت بھی۔ اس نے فوراً سیران جیل کو اپنے پاس طلب کیا۔ پھر روال کھول کر دیکھا گیا تو اس میں سے شہزادے کے سر کی جگہ وہی خربوزہ برآمد ہوا جو ان مصیبت کے ماروں نے راہ چلتے خریدا تھا۔ بادشاہ نے متوب و ریت پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟

وزیر نے کو نڈوں کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی سے لے کر ٹکڑا ہارے کی پوری داستان تک ساری سرگزشت بادشاہ کے روبرو پیش کر دی۔ اور کہا۔ جہاں پناہ بحقیقت یہ ہے کہ میری بیوی نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو جھٹلایا تھا اور کو نڈے بھرنے کے عقیدے سے اظہارِ بنیاری کیا تھا۔ اسی پاداش میں ہم دونوں کو ذلت و رسوائی کا یہ روز بردیکھنا پڑا۔ ورنہ کہاں آپ کا یہ دیرینہ منگ خوار خادم اور کہاں خزانہ عامرہ سے لاکھوں کی خیانت اور غبن کا ارتکاب اور کہاں خربوزہ اور کہاں شہزادہ والا تبار کے دشمنوں کا سر۔

بادشاہ وزیر کی زبان سے یہ حالات سن کر بہت متاثر ہوا۔ اس نے اسی وقت وزارتِ اعلیٰ کا منصب مالی نئے سرے سے پھر بڑے وزیر کو سونپ دیا۔ اور تلافیِ مافات کے طور پر ایک خلعت فاخرہ سے بھی اسے نوازا۔ اور چھوٹا وزیر اسی وقت راندہ دربار ہوا۔ جس نے شرارت سے بڑے وزیر کے خلاف بے بنیاد لگائی۔ بکھائی سے کام لیا تھا۔ اور لاکھوں کا غبن بڑے وزیر کے ذمہ نکالا تھا۔ اس کی ساری جائیداد ضبط کر لی گئی اور ہمیشہ

کے لیے اس کو ذلت کے ساتھ شہر بدر کر دیا گیا۔

پھر شاہی محل سے لے کر کا شادہ وزیر تک بڑی دھو دھام اور بڑے ہی شاہانہ اہتمام کے ساتھ کو نڈے بھرنے کی رسم ادا کی گئی۔ اور پھر وزیر کی بیگم تو زندگی بھر بڑی عقیدت کے ساتھ ہر سال حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے کو نڈے بھرتی ہی رہی۔

تنبہ

دو عدد تاریخی عبارات مذکورہ سے چند تہریں

محفوظ رکھیں

- ۱۔ یہ افسانہ اور من گھڑت قصہ آج سے تقریباً پون صدی پہلے کا ہے۔
- ۲۔ واقعہ میں جس لکڑ ہارے کو مرکزی کردار بتا کر پیش کیا جاتا ہے۔ وہ مدینہ منورہ کا رہنے والا بتایا جاتا ہے۔
- ۳۔ اس افسانے میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت بیان کی گئی ہے کہ جس پر عمل کرنے والے غنی بن جاتے ہیں۔
- ۴۔ لکڑ ہارے کو کونڈے بھرنے کا حکم پھر تعمیل حکم پر اس کی غربت کا خاتمہ اور بادشاہ کے انکار پر اس کی تباہی۔
- ۵۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت ۷ ربیع الاول ۸۳ھ بروز جمعہ مدینہ منورہ میں ہوئی اور ۵ اشوال ۸۳ھ کو مدینہ منورہ میں ہی وصال ہوا۔
- ۶۔ طویل دور میں کونڈے بھرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔
- ۷۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ہی وصال فرمایا۔ یہیں پیدا بھی ہوئے تھے۔ گویا آپ کی ساری زندگی مدینہ منورہ میں ہی بسر ہوئی۔
- تاریخین کرام: جب ہم کونڈے بھرنے والی افسانوی بات کے تانے بانے کو دیکھتے ہیں۔ تو اس کے گھڑنے والوں کی حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔
- لکڑ ہارے کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی کرامت کا ظہور مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور وہ یکدم بوری نے تسلیم نہ کیا۔ تو سخت مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔

یہاں تک کہ وزارت سے وزیر کو معزول کر دیا اور پھر ان کا کچھ وقت انتہائی ذلت سے گزرا۔ اور جب انہوں نے بچے دل سے توبہ کی۔ اور کونڈے بھرے تو بادشاہ نے وزیر کو بحال کر دیا۔

اور اس کا مرتبہ و مقام بھی بڑھا دیا لہذا اس سے معلوم ہوا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ منورہ پر کسی بادشاہ کی حکومت تھی۔ حالانکہ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس سے آج تک وہاں کسی کی بادشاہت نہیں ہوئی۔ ہاں سعودی خاندان میں ملوکیت تھی۔ وہ بھی آج کل بزعیم خلیفہ خادم الحرمین بنے ہوئے ہیں۔ ان سے قبل خلافت تھی۔ تو جب بادشاہت تھی ہی نہیں۔ تو پھر لکڑ ہارے کو بادشاہت مل جانا اور وقت کے بادشاہ کی بادشاہت ختم ہونا کیا فرقی قصہ نہیں بنتا؟ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ واقعی صاحب کرامت تھے لیکن ان کی کرامت کا تعلق من گھڑت قصہ سے جوڑنا کہاں کا انصاف ہے؟ پھر اس پر غریب حیرت یہ کہ اتنا اہم قصہ آج سے صرف پون صدی قبل وجود نہیں رکھتا۔ اس اس طویل عرصہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب واقع کن کن ذرائع اور وسائل سے ہم تک پہنچا۔ ان کا کسی کتاب میں کوئی تذکرہ نہیں۔ واقعہ مذکورہ کی ان کوڑیوں کوڑائیوں۔ تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کسی شاعر نے اسے گھڑا ہے۔ اور چالاک سے اس کو امام موصوف کی کرامت کے ساتھ نتھی کر کے قبولیت دوائی اس سلسلہ میں تاریخین کرام کی دلچسپی اور حقیقت شناسی کی خاطر اپنے ساتھ بیٹا ایک واقعہ لکھتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ہمارے دارالعلوم میں ایک دفعہ ایک اجنبی چہرہ مجھے ملنے آیا۔ میں نے اُن کا تعارف پوچھا۔ تو بتایا کہ مجھے دو غلام حسین نجفی کہتے ہیں۔ یہ صاحب مذہب شیعہ کے بہت بڑے لکھاری ہیں۔ اور ان سطور کے لکھنے وقت بقیہ حیات میں۔ میں نے تعارف ہو جانے کے بعد پوچھا۔ اگر آپ برائے منامین۔

تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ برصغیر میں امام جعفر کے کونڈے بھرنے اور پھرا نہیں اندر
کمرے میں ہی بیٹھ کر کھانے کی پابندی کی کیا حقیقت ہے؟ بخفی مذکور نے کہا کہ
یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟ میں نے کہا
ایصالِ ثواب درست ہے۔ لیکن ان کونڈوں کی نسبت امام جعفر کی طرف کرنے
میں کیا حکمت ہے؟ حالانکہ بارہ ائمہ میں سے امام زین العابدین، امام حسین و
حسن اور علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم کو بھی ایصالِ ثواب کرنا درست ہے۔ لیکن
ان کونڈوں کی نسبت ان حضرات کی طرف کرنے کی بجائے بالخصوص امام جعفر
صادق کی طرف کی جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہم اہل سنت دیکھتے کہ ایصالِ
ثواب کے لیے جس بزرگ کی طرف نسبت کر کے کچھ کھانا پلانا کرتے ہیں۔ اس دن یا
تو ان کا وصال شریف ہوتا ہے۔ یا ان کی پیدائش، لیکن رجب کی بائیس تاریخ کا
امام جعفر صادق کے ساتھ ان دونوں تعلقات میں سے کسی ایک کا بھی تعلق نہیں
اس کے باوجود بائیس رجب کو کونڈے سے بھرے جانے کی نسبت ان کی طرف
کیوں کی جاتی ہے؟ میری ان باتوں کا خدا شاہد ہے کہ غلام حسین نجفی کو کوئی جواب
نہ آیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ ایک رسم ہے۔ جسے تعویذ گنڈے کرنے والوں نے چلایا
ہے۔ میں نے اس پر تنقید کے انداز میں کہا۔ تو پھر معلوم ہوا کہ تم شیعوں کا سارا
مذہب ہی تعویذ گنڈے والوں کی ایجاد ہے۔ اس پر وہ بالکل چپ سا دھ گیا۔
اب میں نے اس کے دوسرے رخ کو سامنے لاتے ہوئے کہا کہ دیکھو بائیس
رجب المرجب دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اور
یہ بات شک و شبہ سے بالاطمینان ہے۔ کہ اہل تشیع کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک آنکھ
نہیں بھارتے۔ بلکہ انہیں دشمن تصور کرتے ہیں۔ تو در اہل بائیس رجب کے دن امیر معاویہ
کے وصال کی شیعہ لوگ کونڈے سے بھر کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ گویا یہ دن اہل تشیع

کے لیے یومِ عید ہے۔ نام لیتے ہو امام جعفر صادق کا اور میت تمہاری یہ کہ کونڈے خوشی ہے
معاویہ کے مرنے کی، اسی بات کا شاہد ایک مضمون میری نظر سے گزرا ہے۔ جس میں
لکھنؤ کے اہل تشیع کا واقعہ بیان کیا گیا تھا۔ وہ یہ کہ لکھنؤی شیعوں نے جب ایک
مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یوم وصال (بائیس رجب) کو خوشی کے
طور پر منانے کا پروگرام بنایا۔ پھر اس دن انہوں نے جی بھر کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کو برا بھلا کہا۔ جس سے اہل سنت کو غیظ و غضب آیا۔ اور دونوں میں لڑائی تک
نوبت پہنچی۔ اور اس میں شیعوں کو سخت جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کے
بعد انہوں نے پروگرام یہ بنایا کہ اسی خفیہ طریقہ سے شروع کیا جائے اور امیر معاویہؓ کے
نام کی بجائے ”امام جعفر کے کونڈے“ کے نام سے اسے شہرت دی جائے مگر سنیوں
سے محاذ آرائی بھی ختم ہو جائے۔ اور اس نسبت کی وجہ سے وہ بھی اس میں شریک
ہو جائیں گے۔ کیونکہ امام جعفر صادق کے ساتھ اہل سنت کو بھی عقیدت و محبت ہے
لہذا انہوں نے اس کو رواج دینے کی خاطر بین گھڑت واقعات کا سہارا لیا۔ اور
کہا کہ ان کونڈوں میں سے اگر کوئی کھانا چاہے۔ تو امام جعفر صادق کی وصیت
کے مطابق اسے اندر بیٹھ کر ہی کھائے۔ باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس
چال میں ہم اہل سنت کے بہت سے لوگ آگئے۔ اور بعض دفعہ لکھنؤ کے
مذکورہ واقعہ کے پیش نظر غریب سنی کہیں سے قرض اٹھا کر کونڈے بھرنے لگے۔ اور
انکار کی صورت میں بادی کا خوف آنے لگا۔ شیعوں کی دیکھا دیکھی مہینوں نے
یہی بائیس رجب کو امام جعفر کے کونڈے بھرنے شروع کر دیئے۔ اور وہی قیود و
شرائط لگائیں۔ جو انہوں نے گھڑ رکھی تھیں۔ اس چال میں آنے والے اہل سنت
افراد اس کی تہ تک نہ پہنچ سکے۔ اور وہ اسے ایصالِ ثواب کا ایک طریقہ سمجھ کر اپنا
بیٹھے۔ لیکن حیرت ایسے علماء پر ہے۔ جو حقیقت حال سے باخبر ہوتے ہوئے

پھر یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ اس حدیث اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ایصالِ ثواب کی مخالفت دیوبندی یا غیر مقلد کرتے ہیں ہم اہل سنت ایصالِ ثواب کے قائل ہیں۔ لہذا کوئی بڑے بھرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ گویا یہ علماء و غلامِ حسین نجفی،، والے ہی الفاظ کہتے ہیں۔ ان علماء کو یہ دیکھنا چاہیے کہ شیعوں نے یہ طریقہ ایصالِ ثواب کے لیے نہیں بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خوشی منانے کے لیے گھڑا ہے۔ ایک صحابی رسول کی توہین اور ان سے برائت کی خاطر اس کو وضع کیا گیا۔ ان کا مقصد وحید صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اہل کی بھڑاس نکالنا ہے۔ لہذا یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے اعلیٰ حضرت نے احکامِ شریعت میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کسی قسم کی برائی کرنے والا جہنمی کتاب ہے تو پھر اس قبیلے عمل کو یہ کہہ کر خود کرنا اور دوسروں کو کرنے کی اجازت دینا کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ کہاں تک اس کی اجازت ہے؟ قرآن کریم کی نص قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو راہنما، کہنے سے منع فرمادیا۔ کیونکہ کچھ مباحین اس کے عین کی کسر کو کھینچ کر اس لفظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام اس سے کسی قسم کا غلط تصور کر نہیں بولتے تھے۔ اس کے باوجود صحابہ کرام کو ہی خطاب فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”یا ایہا الذین امنوا لا تقفوا حوازی راہنما“ گویا ایک لفظ کو اگر معمولی سی تبدیلی سے پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا قصد کوئی کر سکتا ہے۔ تو اس لفظ کی ادائیگی سے ہی منع کر دیا گیا۔ اسی طرح کوئی بڑے بھرنے کا معاملہ ہے۔ کہ ایک طرف ایصالِ ثواب کرنے والے ہیں۔ اور دوسری طرف اس عمل کو توہینِ صحابی کے لیے کیا جاتا ہے۔ لہذا اس کو ایصالِ ثواب کے زمرہ میں رکھ کر کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہیے۔ کیونکہ اس میں ہر صورت بائیس رجب کو بھڑے جانے والے اُن کوئیوں سے مکمل مشابہت ہے۔ جو شیعہ

لوگ بغضِ معاویہ کی نیت سے کرتے ہیں۔ جب اس واقعہ کی کوئی حقیقت و اصلیت نہیں۔ اول تا آخر من گھڑت ہے۔ اور ایک مردود و فرتہ شیعہ کی اختراع و ایجاد ہے۔ اس سے بڑھ کر اسے چھوٹا اور بے اصل ہونے کی کیا دلیل ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں فرما رہے ہیں کہ کوئی بڑے بھر کر جو اس کا ایصالِ ثواب مجھے کرے اور پھر بکڑ ہار کی بیوی آپ کی زندگی میں آپ کو ایصالِ ثواب کرے ہی ہے یہ کتنی چھوٹی اور من گھڑت بات ہے کہ ایصالِ ثواب تو ان لوگوں کو کیا جاتا ہے۔ کہ جو دنیا سے وصال کر جاتے ہیں نہ کوئیوں کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ زندوں کے کیونکہ زندوں کے ملک کیا جاتا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ”جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا۔ وہ ان کا ہی ایک فرد ہو گا۔“ اس لیے اہل سنت کو بائیس رجب المرجب کو کوئی بھرنے سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ امید ہے کہ میرے یہ چند الفاظ ہر بڑھنے والے کے لیے ذریعہ ہدایت ہوں گے۔ و ما توفیقی الا باللہ۔

فَاجْتَنِبُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ

توضیح

جلد اول و دوم

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعه	نام مصنف	سن و قات
۱	طحاوی شریف	دارالکتب علمی بیروت	ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامت	۳۲۱ هـ
۲	تفسیر طبری	بیروت	ابو جعفر محمد بن جریر الطبری	۳۱۰ هـ
۳	الاستیعاب	بیروت	ابو عمر یوسف بن عبد البر النموی	۴۶۳ هـ
۴	اسد الغابہ	بیروت	محمد بن محمد بن عبد الحکیم الشیبانی	۲۲۰ هـ
۵	الاصابه	بیروت	احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ هـ
۶	البدایہ والنہایہ	بیروت	ابن کثیر عماد الدین الدمشقی	۷۷۲ هـ
۷	تاریخ ابن ہشام	مکہ مکرمہ	محمد عبداللہ بن ہشام	۲۱۸ هـ
۸	طبقات ابن سعد	بیروت	امام محمد بن سعد	۲۳۰ هـ
۹	تطہیر الجنان	تہرہ	علامہ ابن حجر مکی شافعی	۹۷۴ هـ
۱۰	الناہیہ عن طعن المعاصی	امام عبدالعزیز احمد بریلوی	۱۲۳۹ هـ	
۱۱	امیر معاویہ رضی	نوری بک ڈپولہ ہرہ	مفتی احمد یار خان نعیمی عافہ	
۱۲	تفسیر ابن کثیر	بیروت	عماد الدین ابوالفضل الدمشقی	۷۷۲ هـ
۱۳	تفسیر و در منثور	بیروت	امام جلال الدین السیوطی	۹۱۱ هـ
۱۴	تفسیر مظہری مدقہ المصنفین	وصلی	سید ضی شاد اللہ پانی پتی	۱۳۲۵ هـ
۱۵	تفسیر کبیر	دار الفکر بیروت	امام فخر الدین محمد بن قسطلانی عمرازی	۶۰۶ هـ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعه	نام مصنف	سن و قات
۱۶	تفسیر فائز	مصر	علامہ علی بن محمد فائز شافعی	۷۲۵ هـ
۱۷	تفسیر مدارک	مصر	ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود الشافعی	۷۰۱ هـ
۱۸	تفسیر روح المعانی	بیروت	علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمد اوس بن بغدادی حنفی	۱۲۷۰ هـ
۱۹	تفسیر جبل	مصر	سلیمان بن عمر الجعفی الشافعی الشہیر بالجبل	۱۲۰۲ هـ
۲۰	تفسیر قرطبی	قاہرہ	ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی المالکی	۶۷۱ هـ
۲۱	قرب الاسناد	تہران	عبداللہ بن جعفر الحمیری ابوالعباس قتی	قرن ثالث
۲۲	مصنف ابن ابی شیبہ	دار الفکر بیروت	ابو عبداللہ محمد بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبہ	۲۳۵ هـ
۲۳	شواہد الحق	مصر	شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی دورحافہ	۱۲۵۰ هـ
۲۴	نیرنگ فصاحت		ذکر حسین دہلوی شیعہ دورحافہ	
۲۵	شرح المقاصد	مصر	علامہ سعد الدین تفتازانی	۷۹۱ هـ
۲۶	بخاری شریف	مجمع المطابع کراچی	محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ هـ
۲۷	میزان الاعتدال	مصر	ابو عبداللہ محمد بن عثمان الذہبی	۷۴۸ هـ
۲۸	تہذیب التہذیب	حیدرآباد دکن	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ هـ
۲۹	فتح الباری	مصر	علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ هـ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن وفات
۳۰	ارشاد الساری	مصر	علامہ احمد قسطلانی	۹۱۱ھ
۳۱	لاکلی المصنوعہ فی احادیث		امام جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ
	المصنوعہ	مصر		
۳۲	کتاب الروح	بیروت	محمد بن ابی بکر بن ایوب المعروف بابن قیم	۶۵۱ھ
۳۳	مسلم شریف	اصح المطابع کراچی	مسلم بن حجاج القشیری	۲۵۶ھ
۳۴	نوی شرح مسلم	"	علامہ کبیری بن شرف نوی	۶۷۶ھ
۳۵	مستدام احمد بن ضیل	مکتب اسلامی بیروت	امام احمد بن حنبل الشیبانی	۲۴۱ھ
۳۶	لسان المیزان	حیدرآباد دکن	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۳۷	مجمع الزوائد	دار الکتب العربیہ	ذوالدین البیہقی	۸۰۷ھ
۳۸	الفتح الربانی	قاہرہ	احمد عبدالرحمن البنا	۱۳۵۱ھ
۳۹	ماشیہ طحاوی شریف	بیروت	محمد بن النجار دورحاضرہ	
۴۰	عنایہ شرح ہدایہ	مصر	علامہ احمد بن محمود بایرقی	۷۸۶ھ
۴۱	العوام من القوام	بیروت	قاضی ابوبکر بن عربی	۵۵۳ھ
۴۲	ازاتہ الخفایہ	قدیمی کتب کراچی	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۷۶ھ
۴۳	الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ		ابو جعفر احمد المحمب الطبری	۶۹۴ھ
۴۴	تاریخ طبری	بیروت	ابو جعفر محمد بن جریر الطبری	۳۱۰ھ
۴۵	تاریخ ابن خلکان	بیروت	ابن خلکان	۶۸۱ھ
۴۶	ایمان الشیعہ	بیروت	سید محسن امین موجودہ مصنف	

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن وفات
۴۷	تاریخ ابن خلدون	بیروت	عبدالرحمن بن محمد بن خلدون حضرمی	سن تالیف ۷۴۹ھ
۴۸	مقدمہ ابن خلدون	"	" " " "	
۴۹	کامل ابن اثیر	"	علامہ محمد بن محمد بن اثیر جزیری	۶۳۰ھ
۵۰	رجال کشی	کربلا	ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز	قرن رابع
۵۱	احکام شریعت	لاہور	امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ	۱۲۴۰ھ
۵۲	فتاویٰ رضویہ	کراچی	" " "	
۵۳	نسیم الریاض	بیروت	علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی	۱۰۶۹ھ
۵۴	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	"	علامہ کمال الدین محمد القاری	۱۱۱۲ھ
۵۵	فتح القدر شرح الہدایہ	مصر	علامہ کمال الدین ابن ہمام	۸۶۱ھ
۵۶	مشکوٰۃ شریف	اصح المطابع کراچی	شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی	سن تالیف ۷۳۷ھ
۵۷	شرح الشفاء علی قوی	بیروت	علامہ کمال الدین محمد القاری حنفی	۱۱۱۲ھ
۵۸	امالی شیخ صدوق	قم	ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ القمی	۳۸۱ھ
۵۹	حسام المحرمین	لاہور	علامہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ	۱۳۴۰ھ
۶۰	الصوارم المندیہ	"	مولانا حشمت علی صاحب علیہ الرحمۃ	
۶۱	فتاویٰ خیریہ	مصر	علامہ خیر الدین رملی	
۶۲	شرح عقائد لسنفی	کراچی	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی	۷۹۱ھ
۶۳	کشف الغمہ	تبریز	علی بن عیسیٰ اربیلی	۶۸۷ھ
۶۴	کنز العمال	بیروت	علامہ علی المتقی بن حسام الدین ہندی	۹۷۵ھ
۶۵	رد المحتار	مصر	علامہ سید محمد امین ابن عابد بن شافعی	۱۲۵۲ھ
۶۶	تبئیر الشریعہ			

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	مؤلف	سن طبع
۶۷	ذخائر عقبی	بیروت	ابو جعفر احمد الحب الطبری	۶۹۴ھ
۶۸	تاریخ خمیس	بیروت	علامہ حسین بن محمود یار بکری	۱۰۰۰ھ
۶۹	انساب القرشیین		ابو محمد عبد اللہ بن احمد	۴۲۰ھ
۷۰	جمہرۃ انساب العرب		ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری الاندلسی	۴۵۶ھ
۷۱	نسب قریش		المصنف بن عبد اللہ بن المصنف الزہری	۲۲۶ھ
۷۲	کتاب المجمر	بیروت	ابو جعفر محمد بن حبیب بن امیہ بغدادی	۲۲۵ھ
۷۳	جامع الخیرات	لاہور	محمود شاہ ہزاروی موجودہ مصنف	
۷۴	شرافت سادات	"	" " "	
۷۵	در مختار	مصر	علامہ علاؤ الدین حصفی	۱۰۸۸ھ
۷۶	البحر الرائق	"	علامہ زین الدین ابن نجیم	۹۷۰ھ
۷۷	البدائع والفضائل	بیروت	علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی	۵۸۷ھ
۷۸	البتایہ فی شرح البدایہ	"	بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی	۸۵۵ھ
۷۹	الصواعق المحرقة	قاہرہ	علامہ احمد بن محمد بن حجر مکی شافعی	۹۷۴ھ
۸۰	الشرف المؤید	مصر	امام یوسف بن اسماعیل نبہائی	چوتھی صدی
۸۱	فتاویٰ افریقیہ	کراچی	امام احمد رضا بریلوی	۱۲۲۰ھ
۸۲	مکتوبات امام ربانی	لکھنؤ لاہور	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی	۱۰۳۴ھ
۸۳	السیف المسلول	لاہور	محمود شاہ ہزاروی	
۸۴	احکام القرآن الجصاص	بیروت لبنان	علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی الجصاص حنفی	۳۷۰ھ
۸۵	ترمذی شریف	کراچی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	مؤلف	سن طبع
۸۶	اشفاء بعمیق حق المصطفیٰ		تقاضی عیاض بن موسیٰ	چوتھی صدی
۸۷	الموضوعات المکبیر		لاعلیٰ قاری	۱۱۱۲ھ
۸۸	ایواقیت والخواہر		علامہ عبد الوہاب شجرانی	۹۷۳ھ
۸۹	الظہار حق		مفتی عبد الرحیم دیوبندی	دو حافظہ
۹۰	منہاج السنۃ		ابوالعباس احمد بن تیمیہ حرانی	۷۲۱ھ
۹۱	خلافت و ملوکیت	لاہور	ابوالاعلیٰ مودودی	
۹۲	السنن الکبریٰ للبیہقی		امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی	۴۵۸ھ
۹۳	حلیۃ الاولیاء		حافظ ابو نعیم اصفہانی	۴۳۰ھ
۹۴	تاریخ نواسب		عبد القیوم علوی دیوبندی	
۹۵	مشکل کشاف	فیصل آباد	صائم پشٹی نعت خوان فیصل آبادی	
۹۶	الصدیقی	"	" " " " " "	
۹۷	ینابیع المودہ		حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی حنفی	۱۲۹۲ھ
۹۸	تیسیر الباری شرح صحیح البخاری		مولوی وحید الزمان غیر مقلد	۱۳۲۵ھ
۹۹	عمدۃ القاری	"	امام بدر الدین العینی	۸۵۵ھ
۱۰۰	شہادت امام حسین	لاہور	پروفیسر طاہر القادری	
۱۰۱	محبت امام حسین	"	" " "	
۱۰۲	مروج الذهب	بیروت	علی بن حسین بن علی المسعودی شیعہ	۳۲۶ھ
۱۰۳	ناسخ التواریخ		مرزا محمد تقی لسان الملک وزیر اعظم سلطان ناصر الدین قاچار	۱۲۹۷ھ
۱۰۴	المستدرک		ابو عبد اللہ محمد بن محمد الحاکم نیشاپوری	۴۰۵ھ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعه	نام مصنف	سنات
۱۰۵	قصص کبری	فیصل آباد	امام سید علی	۹۱۱ھ
۱۰۶	اشعة المعات	مکتبہ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ
۱۰۷	جذب القلوب	نوری کتب خانہ	" " " "	"
۱۰۸	احکام القرآن	بیروت	احمد بن علی رازی الجصاص	۳۷۰ھ
۱۰۹	الاصابہ فی تیز الامالیہ	بیروت	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ
۱۱۰	تفسیر نیشاپوری	مکتبہ مکرمہ	حسن بن محمد	
۱۱۱	ہنج البلاغہ	بیروت	سید شریف الدین	۲۰۲ھ
۱۱۲	مقتل ابی مخنف	نجف	لوط بن یحییٰ	
۱۱۳	نبراس	ملک محمد دین لاہور	عبدالعزیز بن احمد	
۱۱۴	اخبار الطوال	بیروت	احمد بن داؤد النیوری	۲۸۲ھ